جملہ حقوق بحق مؤلف محفوظ ہیں

انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل البیت ویطہرکم تطہیرا

مذہب اہلبیت

تالیف

سماحۃ العلامہ الشیخ محمد مرعی الحلبی سابق سنی قاضی القضاۃ عمان

ترجمہ

حجۃ الاسلام الحاج علامہ مفتی سید عنایت علی شاہ النقوی امام الجمعۃ والجماعۃ
جامع شاہ گردیز ملتان

ریٹائرڈ مفتی سابق ریاست خیرپور میرس سندھ

رکن شیعہ سپریم کونسل پاکستان

ناشر

حضرت شاہ یوسف گردیز اکیڈمی ملتان

4096

ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے
پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

PUNJAB
UNIVERSITY
LIBRARY
LAHORE

CLASS NO ....

BOOK NO ....

S-369- Punjab University Press 10,000 - 29-1-2003

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مولف محفوظ ہیں

انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت و یطھرکم تطھیرا

4096

مذہب اہلبیت

تالیف

سماحۃ العلامہ الشیخ محمد مرعی الحلبی سابق سنی قاضی القضاۃ شام

ترجمہ

حجۃ الاسلام الحاج علامہ مفتی سید عنایت علی شاہ النقوی امام الجمعۃ والجماعۃ
جامع شاہ گردیز ملتان

ریٹائرڈ مفتی سابق ریاست خیر پور میرس سندھ

رکن شیعہ سپریم کونسل پاکستان

ناشر
حضرت شاہ یوسف گردیز اکیڈمی ملتان

Marfat.com

87371

~~67871~~

نام کتاب ــــــــــ مذہب اہلبیت

مولف ــــــــــ علامہ شیخ محمد مرعی الحلبی

مترجم ــــــــــ علامہ مفتی سید عنایت علی شاہ النقوی

مطبع ــــــــــ نامی پریس پیسہ اخبار لاہور

تعداد ــــــــــ ایک ہزار

قیمت ــــــــــ ۴۰/-

سال ــــــــــ سنہ ۱۹۸۰ء

Marfat.com

4094

سماحة العلامة الشيخ محمد مرعي انطاكي سابق اسبق قاضي القضاة شام)

Marfat.com

Marfat.com

فہرست عنوانات

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱	حمد الٰہی	۹	۱۸	شیعوں کا جرم	۲۰
۲	صلوٰۃ رسالت پناہی	۹	۱۹	شیعوں کی موجودہ تعداد کا مختصر اندازہ	۲۰
۳	والد کے پاس قیام	۱۱	۲۰	شیعوں کی اسلامی خدمات	۲۰
۴	شیخ رجب کی خدمت میں	۱۱	۲۱	شیعہ مذہب اختیار کرنے کے اسباب	۲۲
۵	شیخ نظیف کے مدرسہ میں	۱۲	۲۲	میرے اور بعض شیعہ علماء کے مابین مناظرے	۲۳
۶	سید النور کے عالم محمد سعید کی خدمت میں	۱۲	۲۳	کتاب المراجعات کے حصول میں کامیابی	۲۴
۷	جامع ازہر میں	۱۲	۲۴	مولف کا شیعہ مذہب پر اطمینان	۲۵
۸	جامع ازہر کے اساتذہ	۱۲	۲۵	کتاب المراجعات کو اپنے بھائی کے سامنے پیش کرنا	۲۵
۹	ڈگری سند کا حصول	۱۳	۲۶	ہمارے ساتھ دوسری جماعت کا شیعہ ہونا	۲۷
۱۰	وطن کی طرف واپسی	۱۳	۲۷	ہماری شیعیت کی شہرت	۲۷
۱۱	چاروں مذہبوں (شافعی، حنفی، مالکی اور حنبلی) کا باہمی اختلاف	۱۴	۲۸	ہمارے ساتھ لوگوں کی (شیعیت کے بارے میں) گفتگو	۲۷
۱۲	فرقہ وہابیہ	۱۵	۲۹	میرے اور میرے بھائی کے درمیان مناظرہ	۲۸
۱۳	وہابیوں کا فتویٰ	۱۵	۳۰	شیعیت کا اعلان	۳۰
۱۴	حجاز سے وطن واپسی	۱۷	۳۱	مولف اور اس کے ساتھیوں کے لئے کفر کا فتویٰ	۳۲
۱۵	شیعہ کون ہیں	۱۷	۳۲	سوشل بائیکاٹ	۳۳
۱۶	نجات پانے والے شیعہ ہیں	۱۸			
۱۷	شیعوں پر بہتان، تہمتیں اور ان کے قتل کا فتویٰ	۱۹			

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۳۳	مذہب شیعہ کے خلاف حلب کی جماعت کی بنا	۳۳	۵۳	آیۃ تطہیر	۵۴
			۵۴	آیۃ تطہیر سے ازواج نبیؐ کے خارج ہونے پر احادیث نبویؐ	۶۶
۳۴	درد بھرے سینہ کی آواز اور کھنکار	۳۴	۵۵	آیۃ مباہلہ	۷۲
۳۵	میری عراق کی طرف روانگی	۳۷	۵۶	قول مؤلف	۸۰
۳۶	پر رونق شہر بغداد	۳۷	۵۷	آیۃ المودۃ	۸۱
۳۷	شہر کاظمیہ (کاظمین)	۳۸	۵۸	آیۃ الصلوٰۃ	۹۱
۳۸	شہر کربلا معلےٰ	۳۸	۵۹	قول مؤلف	۹۵
۳۹	شہر نجف اشرف	۳۸	۶۰	آیۃ التبلیغ یا حدیث غدیر	۹۹
۴۰	میرا سفر ایران	۳۹	۶۱	قول مؤلف	۱۰۴
۴۱	شہر قم	۳۹	۶۲	علی علیہ السلام کو خلافت ملنے پر مسلمانوں کی مبارکباد	۱۲۴
۴۲	شہرِ طہران	۳۹			
۴۳	شہر خراسان	۴۰	۶۳	قول مؤلف	۱۲۹
۴۴	شیعہ اور قرآن وسنت	۴۰	۶۴	قول مؤلف	۱۳۷
۴۵	شیعہ اور قرآن	۴۱	۶۵	شیعہ اور سنت نبویؐ	۱۳۹
۴۶	آیۃ الولایۃ	۴۱	۶۶	حدیث دار یا حدیثِ انذار	۱۴۳
۴۷	قول مؤلف	۴۹	۶۷	حدیث کی نص	۱۴۴
۴۸	ولی کے معنی	۵۰	۶۸	حدیث ثقلین	۱۵۲
۴۹	ایک اعتراض اور اس کا جواب	۵۰	۶۹	قول مؤلف	۱۶۳
۵۰	زمخشری کا قول	۵۲	۷۰	حدیث منزلت	۱۶۴
۵۱	اعتراض اور زمخشری کا جواب	۵۲	۷۱	قولِ مؤلف	۱۶۸
۵۲	قول مؤلف	۵۴	۷۲	قول مؤلف	۱۷۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۷۳	حدیث سفینہ	۱۷۱
۷۴	نص حدیث	۱۷۲
۷۵	قولِ مؤلف	۱۷۷
۷۶	قولِ مؤلف	۱۸۱
۷۷	حدیث مدینۃ العلم	۱۸۲
۷۸	قولِ مؤلف	۱۸۸
۷۹	خلفائے پیغمبرؐ کی تعداد کے بارے میں منحصر ہونے کے متعلق متفق شدہ نصوص	۱۹۷
۸۰	قول مؤلف	۲۱۳
۸۱	قولِ مؤلف	۲۱۵
۸۲	امیرالمومنینؑ اور ان کی ذریت پاک (علیہم السلام) کی فضیلت میں احادیث واردہ میں سے ایک لطیف حصہ	۲۱۷
۸۳	قول مؤلف	۲۱۷
۸۴	قول مؤلف	۲۲۰
۸۵	قول مؤلف	۲۲۳
۸۶	قولِ مترجم	۲۲۳
۸۷	قول مؤلف	۲۲۵
۸۸	قولِ مترجم	۲۲۵
۸۹	قول مؤلف	۲۲۸
۹۰	قولِ مؤلف	۲۳۰
۹۱	قولِ مؤلف	۲۳۴
۹۲	قولِ مؤلف	۲۳۷
۹۳	قولِ مؤلف	۲۳۹
۹۴	قولِ مؤلف	۲۴۰
۹۵	قولِ مؤلف	۲۴۱
۹۶	قولِ مؤلف	۲۴۴
۹۷	قول مؤلف	۲۴۵
۹۸	قولِ مؤلف	۲۵۳
۹۹	قولِ مؤلف	۲۵۵
۱۰۰	اعترافِ عمرؓ بافضیلت علی علیہ السلام	۲۵۶
	عمر بن خطاب کا علی علیہ السلام کی افضیلت کا اقرار	″
۱۰۱	قول مؤلف	۲۵۷
۱۰۲	قول عمر بن خطاب	۲۵۸
۱۰۳	قولِ مؤلف	۲۶۰
۱۰۴	قول مؤلف	۲۶۸
۱۰۵	امیرالمومنین علیؑ اور ان کے اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی اعلمیت کے متعلق بعض علماء واکابر کی گواہی	۲۶۹
۱۰۶	حضرت ابوبکرؓ کی گواہی	۲۷۱

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۰۷	حضرت عمر کی گواہی	۲۷۱
۱۰۸	قولِ مؤلف	۲۷۳
۱۰۹	ام المومنین عائشہ کی گواہی	۲۷۴
۱۱۰	ابن عباس کی گواہی	۲۷۴
۱۱۱	ابن مسعود کی گواہی	۲۷۷
۱۱۲	سرکش معاویہ کی گواہی	۲۷۸
۱۱۳	سرکش معاویہ کے سامنے ضرار کی گواہی	۲۷۹
۱۱۴	عمروؓ بن عاص کی گواہی	۲۸۲
۱۱۵	قولِ مؤلف	۲۸۴
۱۱۶	معاویہ ثانی کی گواہی	۲۸۴
۱۱۷	عمر بن عبدالعزیز کی گواہی	۲۸۶
۱۱۸	منصور دوانقی کی گواہی	۲۸۷
۱۱۹	قول مؤلف	۲۸۸
۱۲۰	ہارون رشید کی گواہی	۲۸۸
۱۲۱	قول مؤلف	۲۸۹
۱۲۲	مامون رشید کی گواہی	۲۹۰
۱۲۳	ابوحنیفہ کی گواہی	۲۹۱
۱۲۴	مالک بن انس کی گواہی	۲۹۲
۱۲۵	احمد بن حنبل کی گواہی	۲۹۲

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۲۶	محمد بن ادریس شافعی کی گواہی	۲۹۳
۱۲۷	لفظ شیعہ کو سب سے پہلے وضع کرنے والا	۲۹۵
۱۲۸	قولِ مؤلف	۳۰۰
۱۲۹	قولِ مؤلف	۳۰۱
۱۳۰	سقیفہ کا غم انگیز معاملہ	۳۱۰
۱۳۱	نجات پانے والا فرقہ	۳۱۲
۱۳۲	شوریٰ کی قیامت خیز مصیبت	۳۱۷
۱۳۳	مہاجرین و انصار کا جھگڑا	۳۲۰
۱۳۴	قولِ مؤلف	۳۲۱
۱۳۵	حضرت ابوبکر کی خلافت	۳۲۲
۱۳۶	قولِ مؤلف	۳۲۲
۱۳۷	حضرت عمرؓ کا دور	۳۲۲
۱۳۸	حضرت عمرؓ اور انکی خلافت	۳۲۴
۱۳۹	قولِ مؤلف	۳۲۹
۱۴۰	حضرت عثمان رض کی خلافت کا دور	۳۳۰
۱۴۱	قولِ مؤلف	۳۳۳
۱۴۲	قولِ مؤلف	۳۳۴
۱۴۳	خلیفہ کے خلاف جماعتوں اور	

Marfat.com

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
	گروہوں کا ہیجان اور جوش	۳۳۵
۱۴۴	قول مؤلف	۳۳۸
۱۴۵	حضرت عثمانؓ کے قتل پر ہنگامہ	۳۳۹
۱۴۶	حضرت عثمانؓ کے خلاف حضرت عائشہ کا لوگوں کو ابھارنا	۳۳۹
۱۴۷	امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام کی خلافت حقہ	۳۴۰
۱۴۸	ایک مصیبت ناک حادثہ	۳۴۲
۱۴۹	بڑے بڑے شافعی علماء کیساتھ میرا مناظرہ	۳۴۶
۱۵۰	لیکن کتاب خدا (قرآن) کے دلائل یہ ہیں	۳۴۸
۱۵۱	ایک شیعہ اور سنی کا فیصلہ کے لئے میرے پاس آنا	۳۵۴
۱۵۲	اہلبیت (علیہم السلام) کی ایک جماعت کے ساتھ ایک مناظرہ	۳۵۵
۱۵۳	میرے اور جامع ازہر کے بعض مشائخ کے درمیان ایک لطیف مناظرہ	۳۶۰

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ
۱۵۴	خاک شفاء اور عزاداری حسین (علیہ السلام) کے متعلق اہلسنت والجماعت کے بعض بڑے علماء کے ساتھ میرا مناظرہ	۳۷۰
۱۵۵	بہتان و افترا کا عجیب واقعہ (۱۳۷۳ھ ماہ ربیع الاول بروز پنجشنبہ)	۳۸۲
۱۵۶	اعراب (یعنی نحو کے قواعد سے زیر زبر اور باہمی ترکیب	۳۸۶
۱۵۷	عائشہؓ پر تہمت	۳۹۳
۱۵۸	صحابہ اور شیعہ	۳۹۳
۱۵۹	محمد مرعی الامین الانطاکی کا مذہب اہلبیت علیہم السلام اختیار کرنے والا۔ حلب سوریہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ	۳۹۴
۱۶۰	تنبیہ	۳۹۵

تمت

Marfat.com

Marfat.com

اہداء وانتساب

میں اس ناچیز پیش کش کو محافظ اسلام جانشین رسول فرزند علی و بتول خلیفہ برحق حضرت امام زمانہ م ح م د صلواۃ اللہ علیہ وآبائہ الکرام وعجل اللہ فرجہ سے منسوب کر کے ان کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا ہوں تاکہ ان کے توسط سے بارگاہ ایزدی میں اس دینی خدمت پر میرا اور میرے والدین کا نام بخشش کے امیدواروں میں لکھا جا سکے خداوند بصدق امام زمانہ میرے اور میرے والدین کے گناہوں کو بخش دے اور قیامت میں اپنی رحمت کے زیر دامن محمد وال محمد کے ساتھ متمسک محشور فرما الٰہی آمین۔

اعتذار واعتراف

ترجمہ کرنا کتنا مشکل کام ہے اس کی صعوبتوں کو صحیح طور پر کچھ وہی لوگ سمجھ سکتے ہیں۔ جنہوں نے اس وادی میں قدم رکھا ہے کسی زبان کا دوسری زبان میں ترجمہ کرنا بہت مشکل کام ہے بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ ایک زبان سے دوسری زبان میں صحیح ترجمہ ہو ہی نہیں سکتا مترجم صرف مصنف کے مفہوم کو دوسری زبان میں منتقل کرنے کی کوشش کرتا ہے بالخصوص عربی زبان کے مقابلہ میں اردو زبان کا دامن بہت تنگ ہے مولینا سید محمد سبطین سرسوی لدھانوی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ یہ فرمایا کرتے تھے۔

اگر کسی کے متعلق یہ اندازہ کرنا ہو کہ اس کا علمی مقام کیا ہے تو کسی کتاب کا ترجمہ کرنے کی فرمائش کرو کسی موضوع پر کتاب لکھنا اتنا مشکل نہیں جتنا کسی کتاب کا ترجمہ کرنا مشکل ہے۔ مجھے اپنی کمزوریوں کا اعتراف ہے میں نے پوری کوشش کی ہے کہ دامن الفاظ ہاتھ سے نہ چھوٹنے پائے اور مصنف کے مفہوم کو صحیح طور پر پیش کروں اور اس کے ساتھ الفاظ کو ملحوظ رکھوں اور کسی لفظ کو ترجمہ کئے بغیر نہ چھوڑوں اور اردو زبان کے غیر مانوس اور پیچیدہ الفاظ بھی نہ لاؤں اور تعقید لفظی و معنوی کے خارزار میں بھی نہ الجھ جاؤں مگر میں یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ میرے قلم سے کہیں لغزش نہیں ہوئی۔ بہت ممکن ہے کہ شبدیز قلم نے ٹھوکر کھائی

Marfat.com

ہو، در مترجم اس کی طرف ناظرنہ ہوں لئے ارباب عقل وذراست اور صاحبان کرم و شرافت سے امید ہے کہ وہ اپنے دامن عفو میں جگہ دیں گے والعذر عند کرام الناس مقبول کریم النفس اور شریف الطبع لوگوں کی بارگاہ میں معذرت درجہ قبولیت پر فائز ہوتی ہے۔

میری مختصر سرگذشت

میں ۱۹۰۴ء میں اپنے ننہیال میں بمقام نواں سیداں (موجودہ چک نمبر ۸۸ ٹی ڈی اے) مضافات کروڑ تحصیل لیہ میں پیدا ہوا اور ابتدائی زندگی اپنے گاؤں مورانی مضافات کروڑ میں گزاری پانچ برس کی عمر میں والدہ کے سایہ عاطفت سے اور نو برس کی عمر میں باپ کی شفقت سے محروم ہوگیا۔ والد نے اپنی زندگی میں مجھے اپنے گاؤں کے قریب بستی بہار شاہ کے اسکول میں داخل کیا تھا اور تھوڑے عرصہ کے بعد ان کا انتقال ہوگیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون خدا ان کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ ابتدائی تعلیم اپنے وطن میں ہوئی والد نے مجھے جب اسکول میں داخل کیا اور میرے چچا کے گھر مجھے ان کے سپرد کیا تو ایک فقرہ مجھ سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا۔ بیٹا! تم سیدزادے ہو کوئی کام ایسا نہ کرنا کہ ہمیں شرمندہ ہونا پڑے،، یہی فقرہ مرحوم کی پہلی اور آخری نصیحت یا وصیت تھی جس کو میں نے ہمیشہ یاد رکھا اور اس کو کبھی نہیں بھولا اور میری زندگی کا حقیقی معمار میرے مرحوم والد کا یہی فقرہ تھا اور اسی فقرہ کو سامنے رکھ کر سفر عمر کو طے کرتا رہا۔ ابتدائی تعلیم کے بعد فارسی، عربی تعلیم کی ابتدا میں نے حجۃ الاسلام استاذ العلماء مولینا سید محمد باقر شاہ صاحب قبلہ نقوی مدظلہ اور ان کے بھائی مولینا سید طالب حسین شاہ صاحب قبلہ نقوی مدظلہ سے ان کے وطن چکڑالہ ضلع میانوالی میں کچھ عرصہ ان کی خدمت میں رہنے کے بعد مدرسہ باب العلوم ملتان میں داخل ہوگیا اور مولینا سید زین العابدین صاحب قبلہ کی خدمت میں زانوئے تلمذتہ کیا اور ۱۹۲۷ء میں مدرسہ منصبیہ میرٹھ یو پی بھارت میں داخل ہوا الہ آباد بورڈ سے مولوی کا امتحان منصبیہ سے پاس کیا پھر ۱۹۲۹ء میں علوم و فنون کے گھر لکھنو کا رخ کیا۔ اور ۱۹۳۶ء تک مستقل طور پر لکھنو میں رہ کر مدرسہ ناظمیہ سلطان المدارس اور گورنمنٹ طبیہ کالج لکھنو سے علوم وفنون

Marfat.com

کی تکمیل کی فارغ التحصیل ہو کر پہلے پہل شہر بدایوں یو۔پی میں مطب شروع کیا مگر تھوڑے عرصہ کے بعد بدایوں سے اپنے وطن واپس آیا اور پھر چنیوٹ ضلع جھنگ میں مطب شروع کیا مگر ایک سال کے بعد بدایوں واپس چلا گیا جہاں میرے سسرال میں میرے اہل وعیال موجود تھے پھر میں نے بریلی یوپی میں مطب شروع کیا مگر کچھ عرصہ بعد میں جولی ضلع مظفر نگر میں بحیثیت پیشنماز مقرر ہوا اور وہیں اپنا مطب بھی شروع کیا کئی برس قیام کے بعد وہاں سے شمس آباد ضلع فتح گڑھ فرخ آباد میرے مخلص کرم فرما خانبہادر سید ممتاز حسین صاحب نے مجھے اپنی صاحبزادی کے علاج کے واسطے بلایا جو ایک پیچیدہ کیس تھا اور الحمد اللہ میں نے اس طرح علاج کیا کہ انہوں نے مجھے قصبہ شمس آباد میں رہنے اور مطب کرنے پر مجبور کیا چنانچہ کئی سال وہاں مع اہل وعیال مقیم رہا اور طبی و مذہبی خدمات کرتا رہا اور اسی اثناء میں نوابین شمس آباد کا خاندانی معالج ہو گیا۔ اور نواب سید محمد تقی صاحب اور خان بہادر نواب محمد سلطان صاحب خصوصی شفقت فرماتے تھے اور نواب سید محمد تقی صاحب کے صاحبزادے نواب سید محمد اکبر حسین صاحب اور نواب سلطنت آرا بیگم کے سخت پیچیدہ اور پرانے امراض کا علاج کیا جو معرکہ کے علاج تھے ۔ اور اصل میں یہی علاج میرے لئے نوابین شمس آباد کے خصوصی معالج ہونے کا باعث بنے کچھ عرصہ کے بعد شمس آباد کی بجائے میں نے ضلع کے مرکزی شہر فرخ آباد میں مطب شروع کیا جو شمس آباد سے تقریباً چودہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے فرخ آباد میں نواب سید محمد تقی صاحب کی کوٹھی پر میرا قیام رہا اور فرخ آباد میں مطب نہایت کامیاب رہا فرخ آباد میں مسلمانوں کی آبادی بہت کم ہے اور فرخ آباد کی غیر مسلم آبادی میں ایک قوم ساد کہلاتی ہے جو نہایت کامیاب تجارت پیشہ لوگ ہیں اور ان لوگوں میں بحیثیت معالج بہت مقبول تھا۔ اور نوابین شمس آباد کا خاندانی معالج تھا یہاں رہ کر مجھے مطب میں غیر معمولی کامیابی ہوئی مگر یہ وہ زمانہ ہے جس میں تحریک پاکستان بہت زوروں پر تھی اور جگہ جگہ مسلم لیگ کے جلوس اور مسلمانوں کے جلسوں میں یہ نعرہ بہت زوروں پر تھا۔

"لے کے رہیں گے پاکستان ⭑ بٹ کے رہے گا ہندوستان"

Marfat.com

پاکستان کی تحریک کا بہت زور تھا اور قوم امن یہ تبارہے تھے کہ پاکستان ضرور بنے گا اس لئے ہمیں بار بار خیال ہوتا تھا کہ پاکستان ضرور بنے گا مگر فرخ آباد کسی زاویہ سے پاکستان کا جز نہیں بن سکتا اور پاکستان بنے گا تو خون خرابے ضرور ہوں گے اور فرخ آباد کا پورا علاقہ ہندوؤں کا ہے اور ہندو اپنے تعصب میں اتنا اندھا تھا کہ وہ اپنے تعصب میں مسلمانوں کے تعلقات اور ان کی خدمات کو بالکل نظر انداز کر دیتا تھا اس بنا پر ہم نے یہ فیصلہ کر لیا کہ ہمیں فرخ آباد چھوڑ کر کسی ایسے علاقہ میں جانا چاہیئے جس کا پاکستان میں شامل ہونا یقینی ہو اس کے واسطے ہندوستان کا شمال مغربی علاقہ میں نے انتخاب کیا اور بالآخر یکم اگست ۱۹۴۳ء سنہ کو ہم ریاست خیرپور میرس سندھ میں دینی معلم کی حیثیت سے وارد ہو گئے اور ہندو علاقہ کو ہم نے ہمیشہ کے واسطے خیر باد کہہ دیا۔ ہم یکم اگست ۱۹۴۳ء سنہ سے خیرپور میرس میں آ گئے اور پھر اہل وعیال سمیت قیام کر لیا۔ اور دینی تعلیم کے لئے سرکاری محکمہ تعلیم سے منسلک ہوئے مگر اس کے ساتھ اپنا مطب شروع کیا جو اصل ہمارا مشغلہ تھا۔ الحمد یہاں بحیثیت استاد اور بحیثیت طبیب میں نہایت کامیاب رہا اور ہماری پیش بینی حرف بحرف صحیح ثابت ہوئی اور ۱۳/۱۴ اگست ۱۹۴۷ء سنہ کو پاکستان دنیا کے نقشہ پر ابھر کر منصہ شہود پر نمودار ہوا۔ اور ہندوؤں، سکھوں نے مسلمانوں کے خون سے ہولی کھیلی ۱۹۵۵ء سنہ تک میں محکمہ تعلیم ریاست خیرپور سے منسلک رہا اور مئی ۱۹۵۵ء سنہ میں محکمہ تعلیم سے ترقی دیکر مجھے حکومت کے محکمہ عدالت عالیہ (ہائی کورٹ) میں مفتی اعظم آفیسر کی حیثیت سے مقرر کیا گیا۔ ون یونٹ بننے کے بعد ریاست کا ہائی کورٹ ختم کر دیا گیا اور مجھے بحیثیت پروفیسر دینیات گورنمنٹ ممتاز کالج خیرپور میں منتقل کر دیا گیا اور اکتوبر ۱۹۷۱ء سنہ میں ریٹائر ہو کر اپنے وطن لیہ ضلع مظفر گڑھ واپس آ گیا اور اپنی جائداد کو سنبھالا جو اب تک میری غیر حاضری کی وجہ سے کسمپرسی کی حالت میں تھی مگر میں زیادہ عرصہ وطن میں قیام نہ کر سکا کیونکہ ملتان کے مشہور خاندان گردیزی سادات نے خواہش کی کہ میں دینی خدمات کے واسطے اس مشہور خاندان سے منسلک ہو جاؤں مگر میں اپنی جائداد کی ضروریات ونیز مومنین لیہ کی عقیدت کی وجہ سے لیہ چھوڑنے کو تیار نہیں تھا مگر جب گردیزی خاندان کے مخلصین بالخصوص حضرت

Marfat.com

مخدوم سید محمد راجو صاحب کی تقدس مآب شخصیت کے اصرار نے لیے چھوڑنے پر مجبور کیا اور پندرہ ماہ بعد یکم جنوری ۱۹۶۳ء کو میں دینی خدمات کی انجام دہی کے واسطے شاہ گردیز میں آگیا۔ اس گردیزی خاندان کے افراد کی پرخلوص محبت سے مجھے ایسا معلوم ہوا کہ گویا میں اپنے گھر اور اپنے خاندان میں ہوں خداوند عالم اس خاندان کو ہر قسم کے آفات و بلیات سے مامون و مصئون رکھے اور ان کی دینی توفیقات میں اضافہ فرمائے اور دین و دنیا میں ترقی دے۔

میرا سلسلۂ نسب

میرا سلسلہ نسب ۳۵ ویں پشت میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے جا ملتا ہے۔ سلسلہ وار میرا نسب نامہ یہ ہے (۱) سید عنایت علی بن سید۲ لطف علی بن سید یا محمد شاہ بن سید۴ محمد المعروف منگایا شاہ بن سید محمد مسلم شاہ بن سید۶ علی درگاہی شاہ بن سید چراغ شاہ بن سید علی شاہ بن سید۹ یوسف شاہ بن سید شہاب الدین بن سید۱۱ عبدالمجید شاہ بن سید۱۲ نصر اللہ شاہ بن سید۱۳ مراد شاہ بن سید۱۴ میراں قدوس شاہ بن سید۱۵ عارف شاہ بن سید۱۶ عبداللہ شاہ بن سید عبدالعزیز شاہ بن سید۱۸ اسحٰق شاہ بن سید۱۹ صاحب شاہ بن سید مبارک شاہ بن سید۲۱ احمد میراں شاہ بن سید۲۲ مہدی المعروف سید مرتضٰے بن سید۲۳ بدر الدین بن سید۲۴ سلطان صدر الدین شاہ بن سید۲۵ محمود مکی بن سید۲۶ شجاع بن سید ابو القاسم بن سید زید بن سید۲۹ حمزہ بن سید۳۰ محمد ہارون بن سید عقیل بن سید۳۲ اسمٰعیل بن سید۳۳ اصغر بن سید۳۴ جعفر ثانی بن حضرت۳۵ امام علی نقی علیہ السلام

اُولٰئِکَ آبَائِی فَجِئْنِی بِمِثْلِهِمْ
اِذَا جَمَعَتْنَا یَا جَرِیْرُ الْمَجَامِعُ

Marfat.com

نتیجہ یہ ہوا کہ بے انداز و بے پناہ غلطیاں ہوئیں۔

ستم بالائے ستم

میں چونکہ اس زمانہ میں بیمار تھا میں نے اپنے ایک پڑھے لکھے ملنے والے پر اعتماد کرتے ہوئے ان سے کہا کہ آپ ذرا کتابت کی غلطیوں کو ملاحظہ کر لیں۔ اور کتاب کی کتابت اور اصل کتاب ان کے حوالہ کر دی ترجمۂ کتابت اور اصل کتاب ساتھ لے کر چلے گئے اور کافی مدت کے بعد واپس کی زحمت کا معقول معاوضہ ان کی خدمت میں پیش کر دیا۔ ہم نے ان کی نشان کردہ غلطیوں کو کاتب صاحب کے حوالہ کر دیا کاتب صاحب نے وہ غلطیاں ٹھیک کر کے کاپیاں جوڑ کر ہمارے حوالہ کر دیں اور ہم خوش ہو گئے کہ اب کتاب جلد چھپ جائے گی چنانچہ ان صاحب کے اعتماد پر طباعت کے واسطے مختلف مطابع سے گفتگو شروع کر دی اور ہم کتاب کو پریس بھیجنے ہی والے تھے کہ ایک مولینا ہماری خیریت معلوم کرنے اور دعا کرنے کے واسطے ہمارے پاس تشریف لائے اور اتفاق سے اس کتاب کی طباعت کا ذکر بھی آیا ہم نے جواباً ان کہا کہ دو ایک روز میں کتاب کو مطبع میں بھیج دیں گے وہ بہت خوش ہوئے کہنے لگے ذرا کتاب دیکھ سکتا ہوں؟ ہم نے خوش ہو کر اپنے ایک بچہ سے کہا کہ مولینا کو کتاب دکھا دو انہوں نے الٹ کر صفحات دیکھے اور کہنے لگے قبلہ آپ نے کتابت میں درستی نہیں فرمائی میں نے کہا اس کام کے واسطے ایک صاحب کو مقرر کیا تھا انہوں نے دیکھا اور کاتب صاحب نے غلطیاں بھی صحیح کر دی ہیں انہوں نے چند صفحات میرے سامنے پڑھے جن میں غلطیوں کو سن کر میں سخت متاسف ہوا اس لئے کہ ان سے ہم کو امید کرتے تھے کہ انہوں نے معقول طریقہ پر کتاب کی تصحیح ہو گئی بالآخر میں نے از صفحہ اوّل تا آخر کتاب کو دیکھا اور از صفحہ اول غلطنامہ مرتب کیا۔ تاکہ کاتب صاحب کے قلم سے اس کی تصحیح ہو جائے تقریباً ایک سال سے زائد کاتب صاحب کے سہارے اور لارے لگے رہے

Marfat.com

مگر انہوں نے کام کر کے نہ دیا۔ اس میں تاخیر ہوتی گئی کل امرہون باوقاتہ کے مصداق مسبب الاسباب نے ۷ مارچ ۸۰ء کو یہ سبب پیدا کیا کہ محمد اقبال صاحب ایک کاتب نے حامی بھرلی مگر میں چونکہ پہلے کے کاتبوں سے ڈرا ہوا تھا اس لئے میں نے کاتب صاحب سے عرض کیا کہ آپ کو میرے پاس بیٹھ کر اصلاح اغلاط کرنی پڑے گی کیونکہ میرے بغیر صحیح طریقہ پر تصحیح نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے میرے مکان پر میرے پاس بیٹھ کر غلطیوں کی اصلاح کا وعدہ کر لیا چنانچہ وہ دوسرے دن تشریف لے آئے اور غلطیوں کی اصلاح شروع کر دی جس لفظ میں اشتباہ ہوتا تھا اس کو مجھ سے دریافت کر لیتے تھے پہلے صاحب کی طرح اپنی عقل اور اپنی مرضی سے کتاب اور اس کی عبارت میں تصرف نہیں کیا بلکہ جو بات سمجھ نہ آتی تھی اس کو مجھ سے پوچھ لیتے تھے اس طرح انہوں نے کتاب میں کتابت کی غلطیوں کی اصلاح کی ہے۔

کیا اب کتاب میں کوئی غلطی نہیں ہے؟

اتنی کوشش کے باوجود ہم یہ دعوے نہیں کر سکتے کہ کتاب میں کوئی غلطی نہیں ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اب بھی غلطیوں کا امکان ہے کہ کہیں غلطیاں رہ گئی ہوں اور ہماری نظر چوک گئی ہو۔ اگر کہیں ترجمہ یا کتابت میں کوئی سقم یا غلطی ہو تو اس کو اپنے دامن عفو میں جگہ دیں اور اصل کتاب کی احادیث پر نظر رکھیں۔

کتاب کی دستیابی

کتاب مذہب اہلبیت جس کا ترجمہ جناب کے زیر نگاہ ہے عالم باعمل حجۃ الاسلام آقائے عبداللہ مفقیہی بانی مکتبۃ الثقلین قرآن و عترت کی طرف سے جناب قاری عبدالرضا صاحب مقیم قم کے ذریعہ میرے پاس پہنچی جس کے لئے میں فقیہی صاحب اور قاری صاحب دونوں کا شکر گذار ہوں۔

Marfat.com

کتاب کا ترجمہ اور اس کے متعلقہ مشکلات

کتاب کا ترجمہ سنہ ۷۶ء میں مکمل ہو چکا تھا ترجمہ ختم کرنے کے بعد سنہ ۷۶ء میں حج بیت اللہ کے لئے میں چلا گیا واپس آیا تو اس کتاب کا مرحلہ طباعت پیش ہوا میں بیمار ہو گیا اور کافی عرصہ تک بیمار رہا بیماری سے اٹھا تو معلوم ہوا کہ کتاب کا ترجمہ دوسرے صاحب چھاپ دیا لہٰذا ہم نے طے کر لیا کہ اب ضرورت نہیں گو کتابت ہو چکی تھی پھر بھی ہم نے طباعت کے ارادہ کو ترک کر دیا مگر عزیزم الحاج سید محمد جعفر رضا شاہ گردیزی جو ترجمہ کے اصل محرک اور فرمائش کرنے والے ہیں انہوں نے اصرار کیا کہ ترجمہ چھپنا ضروری ہے پھر میں نے مطبوعہ ترجمہ کو دیکھا تو مجھے یہ محسوس ہوا کہ واقعی ہمارا ترجمہ شائع ہونا چاہیئے،

تشکر و امتنان

آج کل کی کمر توڑ اور ہمت شکن گرانی کے زمانہ میں کام کو سرانجام کرنا جوئے شیر لانے سے کم نہیں ہے مگر جب اللہ چاہتا ہے تو نیک کاموں کے لئے اپنے نیک بندوں کو مقرر فرما دیتا ہے چنانچہ پیش نگاہ کتاب کے واسطے حجۃ الاسلام الحاج آقائے عبد اللہ مجد فقیہی جنہوں نے کتاب بھیجی تھی اور جوان صالح جناب الحاج سید محمد جعفر رضا گردیزی کی اعانت سے اس کتاب کو ہم آپ کی خدمت میں پیش کرنے کے قابل ہو گئے ہیں الحمد للہ اس مالک حقیقی نے معاونین اور قارئین حضرات سے ہم کو سرخرو کیا ہم دونوں حضرات کے شکر گزار ہیں اور ان کے لئے دست بدعا ہیں کہ خداوند عالم ان کو عمر عطا کرے اور مع جملہ متعلقین آباد و شاد رکھے اور ان کی توفیقات میں اضافہ فرمائے۔

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد۔

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمدِ الٰہی

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے شایان و ثابت ہیں جو عالمین کا پالنے والا اور تمام مخلوق کا پیدا کرنیوالا ہے اُس نے اپنے رسولوں کو اپنی مخلوق کے پاس بھیجا تاکہ وہ انکی رہنمائی کریں اور ان کے خالق کی معرفت کی راہ دکھائیں اور اللہ نے ان کے لئے جو شریعت مقرر فرمائی ہے وہ اس پر عمل کرنے کی ان کو ہدایت کریں اور اللہ نے اپنی مقرر کردہ شریعت کو قائم و دائم رکھنے کے واسطے ہر ایک نبی کیلئے وصی مقرر فرمائے ہیں۔

صلوٰۃ رسالت پناہی

خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد مصطفےٰ اور ان کی پاک آل پر صلوٰۃ وسلام ہو اور آنحضرتؐ کے مبارک و برگزیدہ اصحاب سے اللہ راضی رہے۔ اے اللہ تو اپنے رسول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک اور طیب وطاہر اور معصوم آل علیہم السلام کے دشمنوں پر لعنت کر اور تو ان کو جہنم کے عذاب کا مزہ چکھا، اور ان سے اس طرح مواخذہ کر جس طرح غالب و قادر بادشاہ گرفت کرتا ہے۔

بعد حمد وصلوٰۃ آنکہ اللہ تعالیٰ نے ہماری راہنمائی فرمائی اور توفیق و قدرت عطا کی کہ ہم نے مذہب حق اہلبیت علیہم السلام کا مذہب ہے اختیار کیا۔ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند جعفر بن محمد امام جعفر صادق علیہ السلام کا مذہب ہے جس سے سب مذاہب نکلے ہیں اور چاروں مذہب (شافعی، مالکی، حنبلی اور حنفی) سیراب ہوئے ہیں اور مذہب امام جعفر صادق علیہ السلام ہی سب اسلامی مذاہب کی بنیاد اور اصل ہے۔ سب مذاہب اس کی شاخیں ہیں اس لئے کہ سب سے پہلے شخص جس نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے علم و مذہب حاصل کیا وہ

Marfat.com

ابوحنیفہ نعمان بن ثابت ہیں اس لئے کہ ان کے قول سے یہ ثابت ہے چنانچہ وہ کہتے ہیں، لَولَا السَّنَتَانِ لَهَلَكَ النُّعمَان۔ "اگر دو سال نہ ہوتے تو نعمان ہلاک ہو جاتا" ان دو سالوں سے ان کی مراد وہ دو سال ہیں جنہیں وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں طالب علم کی حیثیت سے حاضر رہے ہیں اور ان سے علوم حاصل کئے ہیں۔

پھر مالک نے ابوحنیفہ کی کتابوں سے علم حاصل کیا پھر شافعی نے مالکؒ سے حاصل کیا اور ان سے پڑھا اور مالک نے ان کو تعلیم دی اور جو کچھ ابوحنیفہ کی کتابوں سے انہوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے حاصل کیا تھا شافعی کو پڑھایا۔

پھر احمد بن حنبل نے بھی اسی طرح حاصل کیا (بنا بریں) اب تو چاروں مذہب (شافعی، حنبلی، مالکی اور حنفی) امام جعفر صادق علیہ السلام سے پھیلے اور بڑھے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے اور اس پر شیعہ سنی سبھی کی کتب تاریخ کا اتفاق ہے۔ لہذا چاروں مذاہب کی کتابوں کے جو مسائل مذہب جعفری (شیعہ اثنا عشری) کے موافق ہیں وہ تو امام جعفر صادق علیہ السلام کے فرمان ہیں اور جو مسائل مذہب جعفری کے خلاف ہیں وہ ان چاروں حضرات (ابوحنیفہ، مالک، شافعی اور احمد بن حنبل) کا اجتہاد ہے۔

ہم نے جب اس شریف مذہب کو اپنے گلے سے لگایا اور اس کا اعلان کیا تو ایک قیامت کبریٰ کھڑی ہو گئی جیسا کہ عنقریب اس کی تفصیل آئے گی۔

اس موقعہ پر مختلف شہروں سے بہت سی جماعتیں آ موجود ہوئیں اور ہم سے یہ مطالبہ کیا کہ ہم ان علل و اسباب کو بیان کریں جنہوں نے ہم کو مذہب اہلبیت علیہ السلام اختیار کرنے کی دعوت دی ہے اور یہ بھی مطالبہ کیا ہے کہ اس کے ساتھ ہم اپنی سوانح حیات اور زندگی کے کچھ واقعات و حالات بھی بیان کریں ہم نے ان کی فرمائش پر لبیک کہی اور ان کے حکم کی تعمیل کی اور ہم نے یہ کتاب لکھنا شروع کی باوجودیکہ شیعہ ہونے کے بعد اور اس کتاب سے پہلے ہم

Marfat.com

متعدد کتابیں مفصل اور مختصر لکھ چکے ہیں جن میں سے کچھ طبع ہو چکی ہیں اور کچھ ابھی قلمی نسخہ کی صورت میں ہیں اور چھپی ہوئی کتابیں تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل چکی ہیں اور کافی مشہور ہو چکی ہیں (ہم نے ان کی فرمائش کی تعمیل کی اور یہ کتاب لکھنا شروع کر دی) اور ہم نے ان کتابوں میں اپنے مدعا کو ایسے دلائل و براہین سے ثابت کیا جن پر کوئی غلبہ حاصل نہیں ہو سکتا جیسا کہ اس کتاب میں بھی ان میں سے کچھ حصہ آئے گا انشاء اللہ تعالیٰ۔ اور اب میں اپنی زندگی کے کچھ حالات آپ کے سامنے بیان کرتا ہوں

میں ۱۳۱۲ ہجری میں انطاکیہ کے مضافاتی قصبوں میں سے عنصو نامی ایک قصبہ میں پیدا ہوا جو انطاکیہ سے چار فرسخ (تقریباً چودہ میل) کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہ ایک خوبصورت قصبہ ہے جس کی ہوا صاف ستھری اور پانی میٹھا ہے اور یہ قصبہ ایک بلند مقام پر واقع ہے جس میں تمام قسم کے درخت بکثرت موجود ہیں، ان میں انجیر، انگور اور زیتون بکثرت ہیں)، ان میں اخروٹ، بادام اور انار وغیرہ دوسرے میوہ دار درخت بھی موجود ہیں۔ اس قصبہ میں ایک بزرگ رہتے تھے جو بچوں کو اپنے قصبہ عنصو میں قرآن اور کتابت کی تعلیم دیتے تھے یہ بچوں کا مدرسہ تھا مجھے والد صاحب نے قرآن پڑھنے اور لکھنا سیکھنے کے لئے ان کے پاس بھیجا دیا۔

والد کے پاس قیام پھر جب میں نے قرآن شریف اور لکھنے کا فن ختم کر لیا تو والد صاحب نے مجھے ساتھ رکھ لیا۔ تاکہ میں ان کے کچھ کام کاج میں ان کی کچھ مدد کروں۔

جب میں سن بلوغ کو پہنچا تو میرے دل میں علم اور اہل علم کی محبت پیدا ہو گئی چنانچہ جب میں کسی عالم کو دیکھتا اس کی خدمت میں حاضر ہو جاتا اور جتنی گنجائش ہوتی اتنی دیر ان کی خدمت میں حاضر رہتا۔

شیخ رجب کی خدمت میں پھر میرے دل میں طلب علم کا شوق پیدا ہوا اور اس زمانہ میں ہمارے قصبہ کے قریب ایک قصبہ میں ایک بزرگ رہتے تھے جو شیخ رجب کہلاتے تھے اور وہ

Marfat.com

ایک عالم آدمی تھے ہیں اور میرے بھائی شیخ احمد دونوں نے ان سے پڑھنا شروع کیا اور تقریباً تین سال ان کے پاس رہے۔

شیخ نظیف کے مدرسہ میں

پھر شہر انطاکیہ میں آگئے اور شیخ نظیف نامی ایک بزرگ کے واسطے سے مدرسہ میں داخل ہوگئے اور ہم دونوں بھائیوں نے شیخ نظیف مذکور اور ان کے والد شیخ احمد آفندی طویل کے پاس پڑھنا شروع کر دیا اور تقریباً سات سال ہم اس مدرسہ میں مقیم رہے۔

دیرالزور کے عالم محمد سعید کی خدمت میں

دریں اثنا دیرالزور نامی شہر سے ایک عالم جلیل انطاکیہ میں وارد ہوئے جو شیخ محمد سعید العرفی کے نام سے مدعو تھے اور یہ شیخ ۱۹۱۹ء کی عالمگیر جنگ کے ختم ہونے پر سلطنت سوریا سے نکل جانے کی وجہ سے حکومت فرانس کے راندۂ درگاہ اور معتوب تھے۔ جب تک وہ انطاکیہ میں مقیم رہے ہم بھی علم حاصل کرتے رہے۔

جامع ازہر میں

پھر ہم نے جامع ازہر مصر کی طرف کوچ کیا اور میرے بھائی شیخ احمد پہلے پہنچے اور ہم دونوں تعلیم کیلئے جامع ازہر میں پہلے سے داخل ہو گئے ہمیں جامع ازہر داخل ہوئے تقریباً ایک ماہ کا قلیل عرصہ گزرا تھا کہ شیخ سعید مذکور مصر تشریف لائے اور ان کی تشریف آوری سے ہمیں بڑے فائدے پہنچے، اور ہم نے جامع ازہر میں مصر کے علمائے اعلام سے اہم اور اکثر علوم کو حاصل کیا۔

جامع ازہر میں میرے اساتذہ

(۱) علامۃ الکبیر شیخ الجامع صدر مجلس اسلامی اعلیٰ شیخ مصطفےٰ مراغی۔

(۲) علامہ کبیر شیخ ابوطہٰ المھنیؒ (۳) علامۃ الکبیر شیخ رحیم۔

یہ اور ان کے علاوہ دیگر بڑے بڑے علماء جن کے نام لکھنے سے بات لمبی ہو جائے گی۔ یہ سب جامع ازہر میں تھے اور ہم نے ان سب سے حسب موقعہ استفادہ کیا۔

Marfat.com

ڈگری یا سند کا حصول

جب ہم تحصیل علم سے فارغ ہوئے تو ہمیں اجازت سندیں ملیں اور ہم نے اپنے وطن آنے کا ارادہ کیا تو مصر کی بعض ذمہ دار بڑی ہستیوں نے ہم سے خواہش کی کہ ہم یہیں مصر میں ٹھہر جائیں تاکہ جامع ازہر میں مدرس ہو جائیں مگر ہم نے یہ دیکھا کہ ہمارا ملک اور ہمارے شہروں کو ہمارے مصری قیام کی بہ نسبت زیادہ ضرورت ہے کیونکہ مصر تو علم و فضل کا شہر ہے اور اس میں بڑے بڑے عالم موجود ہیں۔ مصریوں کو ہماری ضرورت نہیں ہے لیکن ہمارے شہر بلند پایہ علمائے سے خالی ہیں اور تھوڑے بہت (کہیں ہیں تو ہیں) بالخصوص فقہ و تفسیر اور حدیث میں تو تقریباً کوئی دکھائی ہی نہیں دیتا۔

وطن کی طرف واپسی

چنانچہ ہم وطن واپس آگئے اور ان شہروں کی جمعہ و جماعت کی امامت فتویٰ نویسی اور تدریس کا سلسلہ تقریباً پندرہ سال کی طویل مدت تک جاری رکھا۔

چاروں مذہبوں (شافعی، حنفی، مالکی اور حنبلی) کا باہمی اختلاف

اس عرصہ میں میرے بھائی شیخ احمد اور میں ان چاروں مذہبوں کے باہمی اختلاف کے بارے میں ایک دوسرے سے تبادلۂ خیال اور گفتگو کرتے رہتے تھے اور بڑے متعجب ہوتے تھے اور اس منزل پر پہنچ کر اصل مذہب کے مسئلہ میں اور دیگر بہت سے مسائل میں ہم اختلاف پاتے تھے اور اپنے اس مذہب اور دیگر تین مذہبوں کے مسائل میں بدرجہ اولیٰ اختلاف پایا جاتا تھا یہاں تک کہ ہم نے دیکھا کہ ایک مسئلہ کو ایک مذہب والا حلال کہتا ہے، اور دوسرا حرام بتاتا ہے اور تیسرا اس کو مکروہ بتاتا ہے تو چوتھا اس کو سنت کہتا ہے اور اسی طرح دیگر بڑے بڑے مسائل مثلاً شافعی کہتے ہیں کہ نامحرم عورت کو چھونے سے وضو واجب ہو جاتا ہے حنفی اس کے خلاف کہتے ہیں اور مالکی ان دونوں کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ نامحرم عورت کو شہوت کی نیت سے چھوا ہے یا جان بوجھ کر چھوا تو وضو

Marfat.com

واجب ہے ورنہ نہیں۔

شافعی زنا زادہ لڑکی سے نکاح کو جائز قرار دیتے ہیں اور تینوں بزرگ اس کے خلاف کہتے ہیں۔ حنفی کہتے ہیں کہ تھوڑا سا خون بھی بدن سے نکلے تو وضو کرنا واجب ہے اور تینوں اس کے خلاف ہیں۔ حنفی جَو کی شراب اور پانی ملے ہوئے دودھ سے وضو جائز جانتے ہیں اور تینوں اس کے خلاف ہیں۔

مالک کتے کا گوشت کھانا جائز جانتے ہیں اور تینوں اس کی مخالفت کرتے ہیں۔ شافعی بجو، بام مچھلی اور لومڑی کا گوشت کھانا جائز جانتے ہیں اور ابوحنیفہ ان کے خلاف ان کو کھانا حرام سمجھتے ہیں۔ شافعی ساہی کا گوشت کھانا حلال سمجھتے ہیں اور تینوں صاحب اس کے خلاف حرام کہتے ہیں۔ ابتدار فقہ سے آخر فقہ تک ان میں بہت زیادہ اختلاف موجود ہے۔

لے سبحان اللہ کیا شریعت مطہرہ ناقص اور ادھوری تھی جو یہ لوگ آپس میں اختلاف کر بیٹھے ہیں کہ ایک تو حلال کہتا ہے اور دوسرا اس کو حرام بتاتا ہے اور یہ ایک چیز کو حلال کہتا ہے اور دوسرا اس کے خلاف (حرام) کہتا ہے۔ حالاں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحیح حدیث موجود ہے۔ حَلَالُ مُحَمَّدٍ حَلَالٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ حَرَامُ مُحَمَّدٍ حَرَامٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ۔ محمدؐ کی حلال کردہ چیز قیامت تک حلال اور حرام کردہ چیز قیامت تک حرام ہے۔

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ شافعی نے خود پہلے تو اپنے پرانے مذہب کو تالیف و ترتیب دیا اور اس کی حجازی، یمنی، عراقی اور شامی مسلمانوں میں نشر و اشاعت کی پھر کسی کام اور ضرورت سے مصر گئے، وہاں نئے اور اجنبی لوگوں سے ان کا میل جول ہوا ان کے نظریات کو اپنا لیا اور اپنے پہلے مذہب سے پھر گئے اور انھوں نے مذہب جدید کے نام سے ایک اور مذہب بنا لیا یہاں تک کہ پہلے مذہب میں سے چند مسائل کے سوا کچھ باقی نہ رہا۔ میں اب یہ کہتا ہوں کہ اگر اس کا پہلا مذہب صحیح تھا تو پھر یہ دوسرا مذہب سامنے کیوں لائے اور اگر دوسرا

Marfat.com

صحیح تھا تو پہلا کیوں پیش کیا تھا نیز ہم یہ بھی دیکھ رہے ہیں کہ ابوحنیفہ کسی ایک مسئلہ کو پیش کرتے ہیں اور "محمد" یا "ابویوسف" یا "زفر" ان کی مخالفت کرتے ہیں حالانکہ انہوں نے ابوحنیفہ ہی سے پڑھا اور سب کچھ حاصل کیا ہے کبھی ان میں سے ایک ابوحنیفہ سے اتفاق کرتا ہے۔ دوسرے دونوں اس کے خلاف ہو جاتے ہیں کبھی یہ دونوں ابوحنیفہ سے متفق ہوتے ہیں تو یہ ایک ان سے اختلاف کرتے ہیں یا کبھی تینوں مخالف ہو جاتے ہیں اور کبھی تینوں اپنے استاذ ابوحنیفہ سے اتفاق کرتے ہیں۔ اسی طرح مالک اور احمد بن حنبل ہیں کہ تمام مسائل میں ان کے اندر اختلاف موجود ہے۔ یہ ایسی بات ہے کہ انسان کو فطرۃً شک میں ڈال دیتی ہے۔

فرقہ وہابیہ ہم سنا کرتے تھے کہ وہابی لوگ حدود و احکام شرعیہ کو پوری طرح جاری کرتے ہیں چنانچہ (اس خوش فہمی کی بنا پر) ہم ہجرت کر کے حجاز چلے گئے اور ایک عرصہ تک ان لوگوں میں رہتے رہے، اور حکومت حجاز کی طرف سے جو خبریں پہنچی تھیں وہ غلط تھیں اور وہابی لوگ اسلام کے لئے سب سے زیادہ ضرر رساں اور نقصان دہ ہیں۔ انہوں نے اپنے اعمال و افعال اور اپنے علماء کے بُرے اور قبیح فتوے دیکر عترت رسول اور آئمہ اطہار (علیہم السلام)[۱] وغیرہم کے مقبروں کو گرا کر اسلام کے چہرے کو بدنما اور داغدار بنا دیا ہے۔ میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ انہوں نے قطعی یہ ارادہ کر لیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک اور قبر اطہر کو بھی گرا دیں مگر مشرق و مغرب کے سب اہل ایمان ان کے آڑے آئے تو ان لوگوں نے فتنہ و فساد اور بغاوت پیدا ہو جانے کے خطرہ سے اپنے اس ارادہ کو ترک کر دیا۔ ذرا ان کے عجیب و غریب فتوٰی کو ملاحظہ فرمائیں۔

وہابیوں کا فتوٰی حج کرنے والا یا کوئی اور شخص اگر کسی قبر پہ ہاتھ رکھ دے تو مشرک ہو جاتا ہے اور سپاہی اس کے پاس آ کر کہتا ہے

؎ وہابی وہ فرقہ جو محمد بن عبدالوہاب کی طرف منسوب ہے جو ۱۱۱۱ھ میں پیدا ہوا اور ۱۲۰۶ھ (باقی صفحہ ۱۶ پر)

Marfat.com

او مشرک اپنا ہاتھ اٹھالے اور جب کوئی شخص یارسول اللہ کہہ دے تو وہ مشرک ہے اور اگر کوئی شخص کسی منبر یا مقدس کو پکڑ لے یا بوسہ لے لے یا بطور تبرک اس کو ہاتھ لگالے تو وہ مشرک ہے اور اس کو پولیس والا مارتا اور جھڑکیاں دیتا ہے اور اس کو کہتا ہے کہ او مشرک الیا نہ کر۔ اس قسم کی دیگر بے عقلی کی باتیں کہتے اور کرتے ہیں جن کا شرع اسلامی سے کوئی جوڑ اور واسطہ نہیں جن کو سنکر لیپر مرسنہ عورت اور احمق بھی ہنس پڑتے ہیں۔ ایسے مواقع پر سب سے بڑی مصیبت یہ ہے کہ یہ لوگ زیارت وغیرہ کرنے والوں کو اس مقدس کام سے روکنے کے واسطے او مشرک او کافر کہہ کر ڈانٹتے اور جھڑکتے ہیں اور پہلی مرتبہ اس نے مان لیا تو بہتر ورنہ اس کا خون مباح سمجھتے ہیں اور اس کو قتل کرنا واجب سمجھتے ہیں جیسا کہ عراق و حجاز میں وہابیوں نے کیا ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

ومن عجب الدنیا حکیم مصفر ۔۔۔ واعمش کحال واعمیٰ منجم

وقارئنا ترکی وھندی خطیبنا ۔۔۔ تعالوا علی الاسلام نبکی ونلطم

"دنیا کی یہ عجیب ستم ظریفی ہے کہ حکیم خود یرقان، صفراوی یا پیٹ کے پانی کا مریض ہے کم بین اور چندھا آنکھوں کا علاج کرتا ہے اندھا نجومی بنا بیٹھا ہے۔

قاری ہمارا ترکی اور خطیب ہندی ہے آؤ اسلام پر روئیں، اور منہ پر طمانچے ماریں۔ جب تک زندہ رہو گے زمانہ تمہیں عجیب و غریب سماں دکھاتا رہے گا۔"

اے مسلمانانِ عالم اس خود ایجاد غلیظ و گندے مذہب کے متعلق تمہاری کیا رائے ہے اور اس کے بارے میں تم کیا کہتے ہو جو اسلام پر ایک مصیبت ہے پروردگار! ہم تجھ سے شکایت کرتے ہیں۔

میں مرگیا اس شخص نے فرقہ اسلامیہ سے الگ ہو کر ایک فرقہ بنالیا ہے جس کی بنیاد ابن تیمیہ اور اس کے شاگرد ابن قیم نے رکھی ہے۔ رذیل اور ادنیٰ درجہ کے لوگوں نے انکی پیروی کر لی۔ ان کے مذہب میں مُردوں کے لئے فاتحہ درود مجلس مولود وغیرہ سب حرام ہیں حتیٰ کہ انبیاء اور آئمہ کے لئے نذر نیاز فاتحہ خوانی وغیرہ کرنا حرام ہیں۔ ان کی قبروں پر مزار بنانا۔ ان کو درگاہ خداوندی میں وسیلہ اور ذریعہ بنانا ان کو شفیع سمجھنا اور تقرب خداوندی کا ذریعہ قرار دینا۔ ان حضرات کے لئے (باقی صفحہ ۱۷ پر)

Marfat.com

حجاز سے وطن واپسی

مختصر یہ کہ ہم نے ان سے جو کچھ دیکھا سو دیکھا اور اپنے وطن واپس پلٹ آئے اور جو مشغلہ پہلے تھا وہی پھر اختیار کر لیا۔ ہمارا حال طولانی ہے (پالنے والے کہاں تک اور کب تک کہتے رہیں)۔ ان اختلافات کو دیکھ کر ہم مسلسل شک و شبہات میں ڈوبے رہے جو ہماری پریشانی رنج و اضطراب کا باعث بنے رہے یہاں تک کہ ایسے اسباب پیدا ہوئے جنہوں نے شیعہ جماعت کے قریب ہونے کی دعوت دی۔

شیعہ کون ہیں

شیعہ وہ جماعت ہے جو حق پر ہے حق گو ہے اور مخلوقِ خدا میں افضل ہے اور یہ وہ نجات پانے والا فرقہ ہے جس نے اللہ اس کے رسول اور اس کے اہلبیت علیہم السلام میں سے آئمہ اطہار کے ساتھ تمسک کیا ہے اور اپنے امکان بھر آئمہ اطہار کی پوری پوری معرفت رکھتے ہیں، اور ان کے دشمنوں کو بھی پہچانتے ہیں اور ہر ایک کو اس کا حق ادا کرتے ہیں۔ اور وہ اس خدائے وحدہٗ لاشریک کی عبادت کرتے ہیں جس کا کوئی مثل نہیں اور نبی اعظم حضرت محمد بن عبداللہ علیہ الصلوٰۃ کی نبوت اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اور دیگر حسبِ ذیل گیارہ آئمہ کی امامت پر ایمان رکھتے ہیں:۔

(۱) امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام
(۲) امام حسین الشہید کربلا علیہ السلام
(۳) امام علی بن الحسین السجاد علیہ السلام
(۴) امام محمد بن علی الباقر علیہ السلام
(۵) امام جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام
(۶) امام موسیٰ بن جعفر الکاظم علیہ السلام

صلوٰۃ وسلام وغیرہ کا بھیجنا ان کے مزارات پر نوافل یا فرض نمازیں پڑھنا وغیرہ سب حرام ہیں اور ان سب باتوں سے رکوں کر روکنا ان کے نزدیک واجب ہے اور مزارات پر بنی ہوئی عمارات کا گرانا وہ واجب جانتے ہیں اور جو شخص امام المسلمین کا دعویدار ہو کر تلوار اٹھائے تو اس کی اتباع و پیروی کرنا واجب جانتے ہیں اور مرنے والوں کی کوئی بات قابل اعتبار نہیں جانتے اور ان کی جرأت یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ وہ کہتے ہیں (العیاذ باللہ) کہ میری یہ لاٹھی محمدؐ سے بہتر ہے کیونکہ یہ فائدہ (باقی صفحہ ۱۸ پر)

Marfat.com

(۷) امام علی بن موسیٰ الرضا علیہما السلام
(۸) امام محمد بن علی التقی الجواد علیہما السلام
(۹) امام علی بن محمد الہادی علیہما السلام
(۱۰) امام حسن بن علی الزکی العسکری علیہما السلام
(۱۱) امام الحجۃ المنتظر المہدی علیہ السلام عجل اللہ فرجہٗ

حضرت حجۃ آخری زمانہ میں ظاہر ہوں گے اور ساری زمین ظلم و ستم سے پُر ہو گی حضرت اس کو عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ شیعہ سنی کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں، تاکہ آپ کو حضرت کے باقی رہنے اور طولانی زندگی کی علت معلوم ہو جائے اور شیعہ لوگ نماز روزہ خمس زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ حج بیت اللہ بجا لاتے ہیں اور راہِ خدا میں مالی اور جانی جہاد کرتے ہیں اور قربانیاں اسی طرح دیتے ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اور خدا اور احکام خدا کے معاملہ میں وہ کسی بھی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہیں کرتے۔ نیکیوں کی تعلیم دیتے اور برائیوں سے روکتے ہیں اور امورِ خیر میں جلدی کرتے ہیں سب واجبات بجا لاتے ہیں اور حرام کاموں سے بچتے ہیں۔

نجات پانے والے شیعہ ہی ہیں

سابقہ باتوں پر مزید بات ان کی نجات کی یہ ہے کہ یہ جماعت دیگر فرقہائے اسلامی سے ممتاز ہے جن کے بارے میں یہ حدیث متفق علیہ ہے کہ میری امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی۔ صرف ایک فرقہ جنت میں اور باقی سب فرقے جہنم میں جائیں گے۔ اور یہ بھی ہم دیکھ رہے ہیں کہ پوری ملتِ اسلامیہ (خواہ کوئی فرقہ ہو) سب کلمہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتے ہیں اب ہم اگر یہ کہتے ہیں کہ سب نجات یافتہ ہیں تو پھر ۷۳ فرقوں والی حدیث کی ہم تکذیب

پہنچا سکتی ہے محمد کچھ نہیں کر سکتے (استغفر اللہ ربی و اتوب الیہ) اور وہابی لوگ دیگر فرقہ ہائے مسلین کو کافر جانتے ہیں ان کو مشرک اور ملحد سمجھتے ہیں اور ان کا خون جائز سمجھتے ہیں اور عجیب بات یہ ہے کہ وہ شیعوں کی طرف ایسی باتیں منسوب کرتے ہیں جو نہ ان کے مذہب میں اور نہ کسی کتاب میں ہیں (العیاذ باللہ) مؤلف کتاب

Marfat.com

کریں گے اور اگر ہم یہ کہتے ہیں کہ سب ہلاک ہوں گے ناجی کوئی نہیں تو بھی حدیث کی تکذیب ہوتی ہے اس صورت میں نجات پانے والا جیسا کہ ہم کہہ آئے ہیں صرف یہی شیعہ فرقہ ہے جس نے اہلبیتؑ رسولؐ کی ولا کے دامن کو تھام لیا ہے اور شیعوں کی نجات یافتہ ہونے کی دلیل شیعہ سنی دونوں فریق کی کتابوں میں قرآن و سنتﷺ فریقین کے نزدیک ثابت ہے بنا بریں اس نجات پانے والے گروہ کا اسلام کے دیگر فرقوں سے کچھ چیزوں میں ممتاز ہونا ضروری ہے جن کو دیگر فرق اسلامیہ نے نہیں اپنایا اور وہ اہلبیت علیہم السلام سے دوستی و محبت اور ان کے دشمنوں سے مخالفت و عداوت رکھنا ہے نیز ان کا اپنے اماموں رہنماؤں اور شفاعت کرنیوالوں کے متعلق یہ کہنا ہے کہ وہ معصوم ہیں۔

اے مومن، کریم النفس، منصف مزاج پڑھنے والے میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں (کہ ذرا انصاف سے سوچئے) کیا ایسے لوگوں کو کافر، مشرک کہا جاتا ہے کیا ایسے ہی لوگوں کا خون مباح ہے۔

شیعوں پر بہتان تہمتیں اور ان کے قتل کا فتویٰ

شیعوں کی طرف طرح طرح کی غلط تہمتیں اور خود ایجاد افترا گندی اور جھوٹی باتیں منسوب کی جاتی ہیں جیسا کہ ابن تیمیہ، ابن حجر، قصیمی، حفناوی، موسیٰ جار اللہ، احمد امین اور سبہانی نے کیا اور شیخ نوح جیسے مجرم نے کہا جس نے شیعوں کے کفر، قتل ان کی عورتوں کو قید کرنے مال متاع کو لوٹ لینے اور ان کی اولادوں کو غلام کنیز بنا لینے کا فتویٰ دیا تھا۔ اور اپنے طول طویل فتویٰ کو اس بات پر ختم کیا تابُوا اَمْ لَمْ یَتُوبُوا یہ شیعہ لوگ خواہ توبہ کریں یا نہ کریں (ہر حال میں واجب القتل ہیں اور ان کی اولادیں غلام و کنیز بنائے جائیں مال متاع لوٹ لیا جائے)

اس کے اس منحوس فتویٰ کی اصل عبارت امام شرف الدین کی کتاب الفصول المہمہ کی نویں فصل میں ملاحظہ فرمائیں۔

Marfat.com

اے اللہ بس تجھ ہی سے شکایت کرتا ہوں اور تو ہی ان سختیوں اور مصیبتوں کا فریادرس ہے۔

شیعوں کا جرم

اے عقلمند اور سمجھدار پڑھنے والے آپ کو علم ہے کہ شیعوں کا کیا جرم ہے؟ وہ جرم یہ کہ شیعہ اپنے معصوم اماموں کے سوا خواہ کوئی ہو اس کی خلافت کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ وہ اس بات کے قائل ہیں کہ ابتدا بعثت رسولؐ سے لیکر دنیا کے آخری لمحہ تک کیواسطے انہی معصوم اماموں کو خلافت و امامت مل چکی ہے آپ کو خدائے وحدہٗ لاشریک کی قسم بتایئے کیا ایسی بات ہے جو کافر و مرتد بنا دیتی ہے۔ لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ

شیعوں کی موجودہ تعداد کا مختصر اندازہ

سخت چھان بین اور باریک بینی کیساتھ اندازہ کرنے پر ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آجکل شیعوں کی تعداد ایک سَو[1] ملین ہے ان کو ان کے دشمنوں کے قتل و غارت کا سامنا اگر نہ کرنا پڑتا (اور یہ لوگ قتل نہ ہوتے رہتے) اور زمانہ ہائے سابق میں ان پر ظلم و زیادتیاں نہ ہوتی رہتی تو آج ان کی تعداد کم از کم ایک ہزار ملین تک پہنچ گئی ہوتی۔

شیعہ تمام عالم میں شرقاً، غرباً، جنوباً، شمالاً پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر ان کی زیادہ تعداد ممالک اسلامیہ میں ہے۔

شیعوں کی اسلامی خدمات

دعوتِ اسلام دینے اور اپنے مذہبی طریقہ پر دعوتِ اسلامی کو پھیلانے میں ان کو سبقت اور کامیابی حاصل ہے انہوں نے اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دی ہیں اور قابل ذکر اسلامی معرکے سر کئے ہیں۔ مسلمان ہمیشہ شیعوں کی خدمات پر فخر کرتے رہے ہیں اور ہمیشہ فخر کرتے رہیں گے تمام دنیا ان کی کتابوں سے بھری پڑی ہے ان کی تعداد ان گنت ہے۔ آپ کو آقائے بزرگ طہرانی کی کتاب

---

[1] دس لاکھ کا ایک ملین ہوتا ہے۔ مترجم

Marfat.com

الذریعہ الی تصانیف الشیعہ کی طرف توجہ اور رجوع کرنا چاہیئے (تاکہ شیعوں کی تصانیف کا کچھ تھوڑا بہت اندازہ ہو جائے) یہ کتاب تالیفات و تصنیفات شیعہ کی ایک فہرست ہے (اتنی اہم تالیف ہونے کے باوجود) یہ ایک ادنیٰ اور بہت ہی چھوٹی سی خدمت ہے۔

علماء، فقہاء، حکماء، فلاسفہ، مفکرین، سلاطین، وزراء، ادباء، شعراء، کُتّاب، منجمین، ریاضیین، فلکیین، مہندسین، اطباء، صنعت کاران، موجدین، فصحاء و بلغاء، نامور اور مشاہیر لوگ شیعوں میں رہے ہیں اور موجود ہیں انہوں نے اپنے علم و عمل سے خدا کی زمین کو بھر دیا ہے۔ ایران کے علمی مدارس، دینی مقامات بڑی بڑی مسجدیں موجود ہیں جو نمازیوں سے آباد ہیں۔ کہیں جماعت ہو رہی ہے تو کہیں فرادیٰ پڑھ رہے ہیں اور یہ حالت مشرق و مغرب و جنوب و شمال کے شہروں، بستیوں، قصبوں میں ہر جگہ پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حجۃ الاسلام رہنمائے اعظم آقائے سید ابوالحسن الموسوی اصفہانی اعلی اللہ مقامہ نے دنیا کے مختلف حصوں میں مسجدیں اور مذہبی عمارتیں بنوائی ہیں۔ اسی طرح حجۃ الاسلام آقائے سید حسین بروجردی رحمۃ اللہ نے دنیا کے دور دراز مقامات پر مبلغین بھیجے اور دور دراز مقامات پر عظیم مسجدیں اور عبادت گاہیں تعمیر کرائیں جن میں سے بعض امریکہ، جرمنی، لندن اور پیرس میں موجود ہیں۔

"اے شیعوں کو ملامت کرنے اور برا بھلا کہنے والو!

کیا تم نے شیعوں کو پہچان لیا (کہ یہ ہیں شیعہ)"

انتہائی افسوس ہوتا ہے کہ (شیعوں کے ان اسلامی کارناموں اور خدمات کے باوجود) قوم (سنی) کی کتب تاریخ میں اس پر لعن طعن اور گندی گالیوں بلکہ کفر صریح کے سوا شیعوں کے لئے کچھ نہیں ملتا (آخر) ایسا کیوں ہے۔

اے میرے پروردگار اس کا سبب صرف یہ ہے کہ شیعہ لوگ (ان کے نزدیک) مشرک ہیں۔ ابن حجر نے اپنی کتاب الصواعق المحرقہ میں ایسا ہی لکھا ہے اس کے لکھنے والے کو خدا آخرت میں جلائے نیز ایک وجہ یہ ہے کہ شیعہ سنیوں

کے جمعہ جماعت میں حاضر نہیں ہوتے۔ اے مسلمانو! کیا کسی مسلمان کو جمعہ و جماعت میں شریک نہ ہونے کی بنا پر کافر کہنا جائز ہے؟

مذہب شیعہ اختیار کرنے کے اسباب

وہ اسباب جنہوں نے ہم کو مذہب اہلبیت علیہم السلام اختیار کرنے کی دعوت دی۔ جن وجوہ و اسباب کی بنا پر ہم نے مذہب اہلبیت علیہم السلام اختیار کیا ہے وہ تو بہت ہیں ہم ان میں سے کچھ کو بیان کرتے ہیں۔

(۱) میں نے اس بات کو اچھی طرح دیکھ لیا ہے کہ مذہب شیعہ پر عمل کرنا موجب جزا اور بلاشک باعث برات ذمہ ہے اور علماء سنت سابقین (متقدمین) اور لاحقین (متاخرین) میں سے بہت سے علماء نے یہ فتویٰ دیا ہے۔ جن میں سے آخری فتویٰ (ہمارے زمانہ میں) شیخ اکبر ہمارے ہم پیشہ شیخ جامع ازہر علامہ شیخ محمود شلتوت نے دیا ہے جو دنیائے اسلام کے تمام اخبارات اور رسائل میں شائع ہو چکا ہے۔

(۲) دلائل قویہ براہین قاطعہ حجج واضحہ دماغ میں اتر جانے والی مضبوط دلیلوں کے ساتھ روز روشن کی طرح مجھ پر یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ مذہب اہلبیت علیہم السلام زیادہ قابل اتباع ہے اور یہی حق مذہب ہے جو شیعوں نے آئمہ اہلبیت علیہم السلام سے لیا ہے اور انہوں نے اپنے جد بزرگوار جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور انہوں نے جبریل سے اور انہوں نے بلا دخیل رب جلیل سے لیا ہے اور اس مذہب کے بدلے اور کسی مذہب پہ یہ لوگ راضی نہیں ہونگے حتیٰ کہ پروردگار کے دربار میں جا پہنچیں گے اور ثقہ و معتبر لوگوں نے معتبر اور موثق لوگوں سے از روز بعثت ان باتوں کو لیا ہے اور قیامت تک لیتے ہی رہیں گے اور ان میں اوّل سے آخر تک کوئی اختلاف نہیں ہے۔

(۳) وحی الٰہی انہیں اہلبیت علیہم السلام کے گھر میں نازل ہوئی ہے اور گھر کی باتوں کو گھر والے دوسروں سے زیادہ جانتے اور سمجھتے ہیں، دیانتدار عقلمند انسان کے لیے یہی شایان ہے کہ جو باتیں اہلبیت علیہم السلام کی طرف سے اس کے نزدیک صحیح اور درست ثابت ہوں انکو ترک نہ کرے اور باہر سے آنے والے غیروں سے لے نہیں،

87371

Marfat.com

(۴) ذکر حکیم قرآن مجید میں کثیر التعداد ایسی آیات کریمہ موجود ہیں جو ہمارے مدعا اور مطلب پے دلالت کرتی ہیں جن میں سے چند آیات لیدیہ عنقریب بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

(۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے بتعداد کثیر ایسی احادیث وارد ہوئی ہیں، جو ہمارے مطلب پہ دلالت کرتی ہیں جن کو فریقین (شیعہ سنی) نے اپنی اپنی کتابوں میں بیان کیا ہے۔ انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب ان میں سے بھی چند احادیث کو معرض بحث میں لائیں گے ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث موجود ہیں جن کی اس مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے ان میں سے بہت سی احادیث کو ہم اپنی کتاب " فی التشیع " میں لے آئے ہیں۔ آپ اس کتاب کی طرف رجوع کریں جو کچھ اس میں ہے وہ کافی ہوگا۔ نیز حجۃ الاسلام سیّد عبدالحسین شرف الدین موسوی کی کتاب المراجعات کی طرف رجوع فرمائیں خصوصًا اس کے مراجعہ چہارم کی طرف رجوع فرمائیں۔ اس میں ایسی باتیں آپ دیکھیں گے جو آپ کو خوش اور راضی کر دیں گی بشرطیکہ آپ منصف مزاج ہوں ورنہ آپ اپنی نادانی اور بے علمی کی وجہ سے معذور ہوں گے۔

میرے اور بعض شیعہ علماء کے مابین مناظرے

ہمیں شیعہ مذہب کی طرف لانے کا ایک سبب یہ ہے کہ میرے اور بعض شیعہ علماء کے درمیان بہت سے مناظرے ہوئے اور حالت یہ تھی کہ میں مناظرہ میں اپنے آپ کو مغلوب و محجوج پاتا تھا بجز اس کے میں خواہ مخواہ صبر و استقلال ظاہر کرتا رہا اور اس طرح اپنے مذہب (سنی) کی طرف سے دفاع کرتا رہا جس طرح ایک مغلوب شدہ دفاع کرتا ہے۔ حالانکہ خدا کے فضل سے میں اپنے مذہب شافعی غیر شافعی سنی مذہب کے متعلق بہت وسیع اطلاع اور بہت گہرا علم رکھتا تھا اس لئے کہ میں نے تقریبًا ۲۵ سال جامع ازہر کے زیر دست بڑے بڑے علماء کی شاگردی کی ہے یہاں تک کہ مجھے بڑی بڑی اسناد حاصل ہوئیں جیسا

Marfat.com

کہ ابھی قریب میں آپ کے سامنے یہ بات آچکی ہے ۔ میرے اور بعض شیعہ علماء کے درمیان تقریباً تین سال تک مسلسل مناظرہ چلتا رہا اور مذاہب اربعہ (شافعی، مالکی، حنفی، حنبلی) سے کثیر اختلاف کی وجہ سے میرے دل میں ایک قسم کا شک پیدا ہو گیا اور عنقریب ان میں سے کچھ شکوک تو آپ کے سامنے آجائیں گے ۔

کتاب المراجعات کے حصول میں کامیابی ،

(مناظروں وغیرہ کے بعد) اخیر میں عالم جلیل وعظیم مقدس فقیہ امت اسلامیہ آیۃ اللہ العظمی زندگی بھر زبان وقلم سے فی سبیل اللہ جہاد کرنیوالے مجتہد اعظم آقائے سید عبدالحسین شرف الدین عاملی (خدا ان کے آبار کرام کیساتھ انہیں جنت میں جگہ دے درجات کو بلند کرے) کی کتاب المراجعات کی مجھے اطلاع ملی میں نے اس کو حاصل کیا اور میں نے نہایت غور وخوض اور باریک بینی سے اس کی ورق گردانی شروع کی اور ہر بات کو غور سے پڑھنا شروع کیا تو اسکی فصاحت بلاغت، جملوں کی ڈھلائی اور بناوٹ الفاظ کی شیرینی اور معانی ومطالب کی خوبی نے تو مجھے مدہوش کر دیا وہ باتیں اس میں تھیں کہ بہت کم لوگ اس قسم کی چیز کو پیش کرتے ہیں چنانچہ میں (اللہ کا نام لے کر) اٹھ کھڑا ہوا، اور اس راہ راست اور اس عظیم کتاب اور اس کے فلسفیانہ مباحث اور ان مباحثات ومحاکات میں غور وفکر کرنے لگا جو مؤلف المراجعات؟ اور جامع ازہر کے وائس چانسلر شیخ سلیم البشری کے درمیان وقوع پذیر ہوئے ہیں، اور ان مباحثات کو صاحب مراجعات نے ایسی محکم دلیلوں اور حجج بالغہ سے پیش کیا کہ مدمقابل کو بالکل خاموش کر دیا ہے اور اس کی دلیل وحجت کو بالکل ناکارہ اور بے کار بنا دیا ہے اور میں نے اس بات کو بھی دیکھا اور غور کیا کہ مؤلف کبیر نے مدمقابل کے سامنے دلائل پیش کرنے میں شیعہ کتابوں پر اعتماد نہیں کیا۔ (اور ان کے دلائل پیش نہیں کئے) بلکہ انہوں نے اہل السنت والجماعت کی

Marfat.com

کتابوں پر اعتماد کیا (اور ان کے حوالوں اور عبارتوں کو پیش کیا ہے) تاکہ مدمقابل کے رد کو اچھی طرح انتہا تک پہنچا دیں۔ مولف المراجعات کے قلم مبارک سے جو کچھ نکلا اس سے مجھے تعجب بالائے تعجب ہوا۔

مولف کا شیعہ مذہب پر اطمینان

یہ سمجھئے ابھی ایک رات پوری نہیں گزری تھی، کہ میں نے (کتاب کے دلائل سے مطمئن ہو کر) برضا و رغبت سمجھ لیا کہ حق شیعوں کے ساتھ ہے اور شیعہ لوگ اس مذہب حق پر ہیں جو آئمہ اہلبیت علیہ السلام کے ذریعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت ہے اور یقینی طور پر مجھے ادنیٰ سا شبہ بھی باقی نہ رہا اور مجھے اس بات کا پورا یقین اور اعتقاد ہو گیا کہ شیعہ حضرات کے خلاف خود ایجاد جھوٹی اور غلط باتیں تھوپی جاتی ہیں یہ لوگ اس کے خلاف حق پر قائم ہیں۔

کتاب المراجعات کو اپنے بھائی کے سامنے پیش کرنا

یہ رات گزری صبح ہوئی تو میں نے کتاب المراجعات یگانہ روز علامہ برادرم شیخ احمد امین انطاکی (خدا انہیں محفوظ و سلامت رکھے) کو پیش کی مجھ سے کہا کہ یہ کیا ہے میں نے کہا یہ ایک مولف شیعہ عقائد کی کتاب ہے (یہ سن کر) تین بار کہا "مجھ سے لے دور رکھو۔ مجھ سے لے دور رکھو۔ مجھ سے اسے دور رکھو" یہ گمراہی کی ایک کتاب ہے مجھے اس کی ضرورت نہیں۔ مجھے شیعہ اور جس مذہب پر وہ ہیں دونوں ناپسند ہیں۔ میں نے کہا آپ اس کو لیں اسے پڑھیں اور اس پر عمل نہ کریں۔ اگر آپ اس کو پڑھ لیں گے تو یہ آپ کو کیا نقصان دیگی چنانچہ انہوں نے کتاب لے لی اور اس کو پڑھا اور بہت گہری نظر سے اس کا مطالعہ کیا اور مذہب شیعہ سے جو حقانیت مجھے حاصل ہوئی، وہی حقانیت ان کو بھی نصیب ہوئی اور کہنے لگے کہ واقعی شیعہ حق و صواب پر ہیں اور غیر شیعہ خطاکار اور غلطی پر ہیں اور پھر میں اور میرے بھائی نے مذہب شافعی کو چھوڑ کر

Marfat.com

مذہب جعفری شیعہ اثنا عشری اختیار کر کے اس کو اپنے گلے سے لگا لیا، اور تبدیلیٔ مذہب اس وجہ سے ہوئی کہ شیعیت کی حقانیت پر بہت سے واضح مضبوط اور صاف دلائل قائم ہو گئے۔ چنانچہ مذہب جعفری اثنا عشری اختیار کر کے میرے ضمیر کو راحت و سکون نصیب ہوا اور مذہب اہلبیت علیہ السلام نبی کا مذہب ہے جب تک دن رات باقی ہیں خدا ان پر صلوٰۃ والسلام بھیجتا ہے اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ میں نے مذہب اہلبیت علیہ السلام کو اختیار کر کے اپنی نہائی مراد اور اپنے آخری مقصد کو حاصل کر لیا ہے اور اس سے مجھے پورا یقین اور پختہ اعتقاد ہو گیا ہے کہ میں نے عذاب خدا سے نجات پالی ہے اور میں ناجی ہو گیا ہوں میں اپنے پورے خاندان، بہت سے عزیزوں اور دوستوں کے ساتھ۔ نجات پا جانے پر دوبارہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرتا ہوں اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل و نعمت ہے جس پر خدا کے سوا کسی کو قدرت نہیں اور وہ نعمت آل محمدؐ کی ولا، اور محبت ہے جس کے سوا نجات ناممکن ہے اور شیعہ سنی دونوں میں یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

مَثَلُ اَهْلِبَيْتِي كَمَثَلِ سَفِيْنَةِ نُوْحٍ مَنْ رَكِبَهَا نَجٰى وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ وَهَلَكَ۔

یعنی میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی مثال ہے جو اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات پائی اور جو اس سے بچھڑ گیا وہ غرق و تباہ ہو گیا

اور میں ان کی ولایت و محبت کا واسطہ دیکر خدا سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اپنی رضامندی کی ہم کو توفیق عطا فرمائے۔ اس لئے کہ وہی سب سے زیادہ سوال کئے جانے کے لائق اور دعا کو قبول کرنے کا ولی و مالک ہے۔

Marfat.com

ہمارے ساتھ دوسری جماعتوں کا شیعہ ہونا

میرے اور اسی طرح میرے بھائی کے ساتھ سوریا (شام) لبنان، ترکی کے بہت سے شہروں کے لوگ شیعہ ہو گئے اور سب تعریفیں اسی خدا کے واسطے زیبا اور شایان ہیں جس نے ہم کو اس (مذہب حق) کی ہدایت فرمائی اور اگر وہ ہمیں ہدایت نہ فرماتا، تو ہم ہدایت پانے والے نہیں تھے۔

ہماری شیعیت کی شہرت

پھر تو ہمارا معاملہ (شیعہ ہونا) تمام شہروں میں پھیل گیا اور بھرپور طرح کانوں تک پہنچ گیا یہاں تک کہ ہمارے پاس لوگوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ لگ گئے اور سب یہی پوچھتے تھے کہ آخر تمہارے مذہب اہلبیت علیہ السلام کو اختیار کرنے اور مذہب شافعی کو چھوڑنے کی وجہ کیا ہے؟ ہم ان کو یہی جواب دیتے تھے کہ ہمارے اوپر مذہب شیعہ کے دلائل واضح ہو گئے ہیں۔ تم میں سے جو شخص مذہب کی وضاحت چاہتا ہے وہ ہمارے پاس آئے ہم اس کی توضیح اس کے سامنے بیان کر دیں گے۔

ہمارے ساتھ لوگوں کی (شیعیت کے بارے میں) باہمی گفتگو!

اس تھوڑے سے عرصہ میں جس میں خداوند عالم نے ہمیں ہدایت فرمائی اور ہر گوشہ اور ہر خطۂ زمین سے علماء، دانشوران، اساتذہ، معتبر اور باوجاہت لوگ، تجارت پیشہ، صنعت کار اور ملازمین وغیرھم ہر طبقہ کے لوگ ہمارے پاس آنے لگے اور ہم ان کے سامنے ان کی معتبر کتابوں میں سے حقائق پیش کر دیتے تھے۔ چنانچہ بعض تو ان حقائق کو سن کر مطمئن ہو جاتے اور مذہب اہلبیت علیہ السلام اختیار کر لیتے اور اپنے پہلے مذہب کو ٹھکرا دیتے اور بعض تعصب کرتے اور اپنے مذہب پر قائم رہتے باوجودیکہ وہ اپنے مذہب سے دفاع کرنے پر قدرت نہیں رکھتے تھے لیکن وہ اپنی جہالت

Marfat.com

اور تعصب سے معذور تھے۔

اور اسی طرح ہمارے دن بڑھتے گئے اور ہم داعی بن کر اسی راہ پر تبلیغ کے لئے چلتے رہے اور اسی طرح سے رہیں گے انشاءاللہ۔ اور سوریا میں نو شیعہ لوگوں کی تعداد زیادہ ہوگئی بلکہ یہ سلسلہ ترقی تک بڑھتا چلا گیا۔ الحمد للہ

میرے اور میرے بھائی کے درمیان مناظرہ

اس کو ملحوظ رکھئے کہ مزید اطمینان کے واسطے میں اور میرے بھائی آپس میں مذہب جعفری (شیعہ اثنا عشری) کے متعلق مناظرہ کیا کرتے تھے چنانچہ کبھی وہ اپنے آپ کو ایک شیعہ بناتا اور میں سنی عالم اور باہم مناظرہ کرتے میں ان کے سامنے مسائل پیش کرتا اور وہ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس طرح جواب دیتے کہ میں اپنے آپ کو مغلوب پاتا اور سمجھ لیتا کہ حق شیعوں کے ساتھ ہے۔ دوسری مرتبہ میں شیعہ بنتا، اور وہ سنی۔ اور پھر مختلف مسائل پر بحث کرتے وہ اپنے آپ کو مغلوب پاتے، اور ہنستے اور کہتے کہ بھائی حق صحیح شیعوں کے پاس ہے۔ اس طرح کے مذاکرات کتنی بار میرے اور ان کے درمیان ہوئے اور وجدان طبعی ہمیں بتاتا کہ حق شیعوں کیساتھ ہے لِاَنَّ الْحَقَّ یَعْلُوْا وَلَا یُعْلٰی عَلَیْہِ حق ہمیشہ بلند و غالب رہتا ہے اور پست و مغلوب نہیں ہوتا۔

مثلاً جب وہ شیعہ بنتے تھے تو مجھ سے شافعی، مالکی، حنبلی یا حنفی مذہب سے متمسک ہونے کی کوئی دلیل طلب کرتے تھے کہ تمہارے پاس کیا دلیل ہے کہ تم شافعی یا مالکی یا حنبلی یا حنفی طریقہ پر عبادت کرتے ہو۔ کیا تم کو قرآن پاک کی کوئی آیت ملی ہے جیسے ارشاد ہے اِنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ذرا دیکھو غور کرو خداوند عالم مومنین کو کیسے حکم دے رہا ہے۔ میرے سیدھے راستہ کو اختیار کرو اور متعدد راستوں کو اختیار کرنے سے روک رہا ہے تاکہ ہم

راستہ سے بھٹک نہ جائیں اور گمراہ نہ ہو جائیں۔

کیا تم کو کوئی ایسی حدیث روایت پیغمبرؐ میں ملتی ہے جو ان چاروں مذہبوں میں سے کسی سے متمسک ہونے کے لئے راہنمائی کرے تو میں جواب میں کہتا کہ اس پر اجماع ہے تو وہ یہ کہہ کر رد کر دیتے کہ اجماع قطعی نہیں اس لئے کہ یہ مختلف رائیں رکھتے ہیں پھر اجماع کیا ہوا اور جب میں جعفری شیعہ اثنا عشری بنا تو وہ مجھے (شیعہ مذہب کے متعلق) پوچھتے تو میں قرآن و حدیث پیغمبر سے دلائل پیش کرتا اور کہتا کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث میں وارد ہوا ہے آپ نے فرمایا:

إنی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی اهلبیتی ما ان تمسکتم بهما لن تضلوا من بعدی ابدًا و انهما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظر کیف تخلفونی فیهما۔ یعنی میں تم لوگوں میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا دوسرے میری عترتِ اہلبیت علیہ السلام جب تک تم لوگ ان دونوں کو تھامے رہو گے میرے بعد ہمیشہ کے لئے گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں گے اور میں دیکھوں گا کہ میرے بعد تم لوگوں نے ان دونوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَثَلُ اَهلِبَیتِی کَمَثَلِ سَفِینَةِ نُوحٍ مَنْ رَکِبَهَا نَجیٰ وَ مَنْ تَخَلَّفَ عَنْهَا غَرِقَ وَ هَوٰی۔

یعنی میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی سی ہے جو اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات پالی اور جو اس سے پیچھے ہٹ گیا وہ غرق اور ہلاک ہو گیا۔

وہ اس کو مان لیتے تھے اور یقین و اذعان کر لیتے تھے کہ حق تمہارے ساتھ ہے۔ اسی طرح دیگر دلیلیں جو مومن کی گردن کو ادھر ادھر پھرنے سے روک دیتی ہیں اور ہم نے یہ خوب دیکھ لیا کہ حق اہلبیتِ رسول صلی اللہ علیہ

Marfat.com

وآلہ وسلم کی طرف ثابت ہے۔

شیعیت کا اعلان

گذشتہ بیانات میں آپ بتکرار اس بات کو اچھی طرح سمجھ چکے ہیں کہ شیعیت اختیار کرنے کی حقانیت کے بارے میں دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سنی شیعہ دونوں کی طرف سے دونوں کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ کیونکہ شیعیت وہ سنہری زنجیر ہے جس کی کڑی سے کڑی اس طرح ملی ہوئی اور آپس میں جڑی ہوئی ہے کہ وہ نہ ٹوٹ سکتی ہے اور نہ پھٹ سکتی ہے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

لَا اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ قَدْ تَّبَيَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَيِّ فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا (القرآن)

"دین میں کوئی زبردستی نہیں یقیناً ہدایت گمراہی سے جدا اور الگ ہو چکی ہے اور جو طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لے آئے اس نے مضبوط رسی کو پکڑ لیا جو ٹوٹنے والی نہیں ہے۔"

حضرت امیر المومنینؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل فرمائی ہے جو (باعتبار سلسلہ رواۃ) معتبر اور مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نحن العروۃ الوثقیٰ وہ مضبوط رسی ہم اہلبیت علیہم السلام ہیں اور ایک دوسری روایت میں آیا ہے نحن الصراۃ المستقیم نحن السبل الی اللہ کہ یعنی سیدھی راہ ہم اہلبیت علیہم السلام ہیں اور ہم اہلبیت علیہم السلام ہی اللہ کے راستے ہیں۔ اسی قسم کی دوسری بہت سی حدیثیں موجود ہیں جنہوں نے ہمارے لئے مذہب شیعہ میں داخل ہونے کی راہ کو بالکل واضح اور روشن کر دیا ہے، اور ہم نے انتہائی خوشی اور سرور کے ساتھ اس مذہب حق کو اپنے گلے سے لگا لیا اس لئے کہ ہدایت حاصل کرنے اور نجات پانے کے واسطے ہمارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں تھا اور اللہ تعالیٰ ہمیں اور آپ کو اس راہ کی

Marfat.com

ہدایت کرے جس میں اس کی رضا ہو۔ وہی توفیق دینے والا ہے اور وہی ہادی و مرشد ہے
شاعر اہلبیت علیہ السلام حضرت کمیت نے کیا خوب شعر کہا ہے ۔

مَالِیَ اِلَّا آلَ اَحْمَدَ شِیْعَۃٌ	شیعہ ہونے کے اعتبار سے میرے لئے سوائے
وَمَالِیَ اِلَّا مَذْهَبُ الْحَقِّ مَذْهَبٌ	آل احمد کے کوئی پیشوا نہیں اور مذہب حق
	(علی) کے سوا میرا کوئی اور مذہب نہیں۔

اور شافعی کہتے ہیں:

ولما رایت الناس قد ذهبت بھم	جب میں نے یہ دیکھا کہ لوگوں کے مذاہب نے ان کو
مذاهبهم فی ابحر الغی والجهل	گمراہی اور جہالت کے سمندر میں پہنچا دیا ہے ۔
رکبت علی اسم اللہ فی سفن النجاۃ	تو اللہ کا نام لیکر میں خاتم المرسلین محمد مصطفیٰ کی
ھم اھل بیت المصطفیٰ خاتم الرسل	کشتی نجات پر سوار ہو گیا
وامسکت حبل اللہ وھو ولاؤھم	اور اللہ کی رسی جو محبت اہلبیت ہے، میں نے پکڑلی جیسا
کما قد امرنا بالتمسک بالحبل	کہ حبل اللہ سے تمسک کا ہمیں حکم دیا گیا ہے ۔
اذا فترقت فی الدین سبعون فرقۃ	جب دین میں ستر سے زیادہ فرقے بن گئے جیسا
ونیف کما قد جاء فی محکم النقل	کہ حدیث صحیح و معتبر میں آچکا ہے۔
ولم یک ناج منھم غیر فرقۃ	اور ان میں ایک فرقہ کے سوا کوئی بھی ناجی نہیں
فقل لی بها یا ذا لتفکر والعقل	تو اے صاحب عقل و فکر مجھے اس کے بارے میں بتا کہ
أفی الفرق الهلاک آل محمد	آل محمد ہلاک ہونے والے فرقوں میں ہوں گے
ام الفرق الاولی نجت منهم قل لی	یا ان لوگوں میں ہوں گے جو ناجی ہیں ذرا مجھے بتا تو
فان قلت فی الناجین فالقول واحد	اگر تم یہ کہو کہ نجات پانے والوں میں ہونگے پھر ساری تمہاری بات ایک
وان قلت فی الهلاک حدت عن العدل	ہے اور اگر کہو ہلاک ہونے والوں میں ہونگے تو انصاف سے الگ ہو جاؤ گے
اذا کان مولی القوم منهم فانی	جب سردار قوم انہیں میں سے ہے۔ تو میں اس پر راضی
رضیت بهم لا زال فی ظلهم ظلی	ہوں اور ان کے سایہ میں میرا سایہ بھی برابر رہیگا (رہنا چاہئے)
فخلوا علیا لی ولیا ونسله	میرے لئے علی اور ان کی اولاد کو ولی رہنے دو اور باقیوں
وانتم من الباقین فی اوسع الحل	میں تمہیں وسیع میدان پڑا ہوا ہے جہاں چاہو جاؤ

Marfat.com

ایک اور شاعر کہتا ہے :۔

اذا شئت ان تبغی لنفسك مذھبا
ینجیك یوم البعث من لھب النار
فدع عنك قول الشافعی ومالك
واحمد والمروی عن کعب احبار
ووال اناسا قولھم وحدیثھم
روی جدنا عن جبریل عن الباری

جب تم اپنے لئے کوئی مذہب ایسا پسند کرو جو قیامت میں تمہیں آتشِ جہنم سے بچالے تو شافعی، مالک، احمد بن حنبل اور کعب احبار کی روایات کو چھوڑ دو۔
اور ان لوگوں سے محبت اختیار کرو جن کا قول و کلام یہ ہو کر ہمارے جد نے جبریل سے اور جبریل نے باری تعالیٰ سے سنا ہے۔

عترت طاہرہ کے کچھ مناقب و فضائل نظم و نثر کی صورت میں اس کتاب میں برادران اہلسنت کی کتابوں سے عنقریب آپ کے سامنے پیش ہوں گے۔

وہ مشورے اور سازشیں جو ہمارے خلاف تیار کی گئیں جب ہمارے شیعہ ہونے کا اعلان ہو گیا اور اس علاقہ میں عام طور پر یہ بات پھیل گئی اور لوگ انفرادی اور اجتماعی طور پر شیعیت میں داخل ہونے لگے اور وہ لوگ جو مذہب اہلبیت علیہ السلام سے ناواقفیت کی وجہ سے دور دور رہتے تھے۔ (کیونکہ) آدمی جس چیز سے جاہل ہو اس کا دشمن ہوتا ہے (جب لوگوں کو مذہب اہلبیت علیہ السلام سے واقفیت ہو گئی تو) جوق در جوق اور گروہ در گروہ آنے لگے۔ اس کی وجہ سے ان لوگوں نے ایسی ایسی بدسلوکیاں اور برائیاں کیں کہ بیان کرتے ہوئے شرم محسوس ہوتی ہے۔

مؤلف اور اس کے ساتھیوں کیلئے کفر کا فتویٰ

اور بہت سے لوگوں (عالموں) نے ہم پر کافر اور مرتد ہونے کا حکم لگا دیا چنانچہ ہمیں ان کے تیر کھانے پڑے یہ لوگ برابر جاہلوں کو ہمارے خلاف بھڑکاتے اور بچوں کو ابھارتے رہتے تھے وہ اپنی باتوں سے ہمیں اذیت دیتے تھے اور یا عَبدَ القرمیدہ (اے اینٹ کے پجاری) کہکر ہمیں پتھر وں کنکریوں سے مارتے اور اینٹ کا پجاری کہنے سے ان کا مقصد تو یہ تھا تربت حسینیہ یعنی خاکِ شفا کی سجدہ گاہ

Marfat.com

سوشل بائیکاٹ

تربت حسینیہ یعنی خاک شفا کی سجدہ گاہ اور منبروں پر ہمیں کافر و مرتد بتا کر لوگوں کو ہم سے ہر قسم کے معاملات اور لین دین کرنے سے ڈرانے اور چونکنے لگے اور اپنے امکان بھر ہم سے اسباب و ذرائع حیات کو اس طرح کاٹنا شروع کر دیا کہ اگر ہم کوئی کرایہ پر مکان لینا چاہتے۔ جھتے تو یہ مالک مکان کے پاس جاتے اور اس کو یہ کہہ کر ڈراتے دھمکاتے یہ رافضی مشرک ہیں صحابہ کو گالیاں دیتے ہیں خبردار! جو ان کو تم نے کرایہ پر مکان دیا اگر تم نے ایسا کیا تو ہم تم کو ستائیں گے۔

یہ کس قدر تعجب کی بات ہے گویا مذہب اہلبیت علیہم السلام اختیار کرنے سے ہم حدود اسلام سے خارج ہو گئے ہیں

فلاحول ولا قوۃ الا باللہ والیہ المشتکی

(پس اللہ کے سوا کوئی قوت و طاقت نہیں اور اسی سے ہماری شکایت ہے)

مذہب شیعہ کے خلاف حلب کی جماعت کی بناء

نیز (ہمارے خلاف) حلب میں علما و رؤسا کا ایک گروہ کھڑا ہو گیا انہوں نے "جمعیۃ الدعوۃ المحمدیۃ الی الصراط المستقیم" کے نام سے ایک جماعت بنا لی اور امین عیر وحش ایک حلبی شخص نے اس جماعت کے نام سے ایک کتاب لکھی ہے جس میں اس نے مخالفت میں بہت کچھ گندی باتیں ہمارے خلاف لکھی ہیں چنانچہ وہ کہتا ہے:۔

ان التشیع قد فشا بحلب نواحیھا و ضواحیھا و ھو مخوف ھذا فنحن نکافح تلک الطائفۃ الباغیۃ التی تتشیعت۔

شیعیت حلب کے گرد و نواح اور آس پاس پھیل گئی ہے اور یہ بہت ہی خطرناک ہے لہذا ہمیں اس شیعہ ہونے والے باغی گروہ کا مقابلہ کرنا ہے۔

اس کا بڑا شور و غوغا اٹھا اور پھر خاموش ہو گیا حق کی آواز بلند ہوئی، اور

Marfat.com

حق کی آواز برابر گونجتی رہی یہاں تک کہ اب وہ اتنی پھیل چکی ہے کہ اس کو خاموش کرنا ممکن نہیں اگر مخالف (غصّہ کے مارے) دانت کٹکٹاتے رہیں ہم ہر حالت میں ایک بلند پہاڑ کی طرح اپنی جگہ جمے ہوئے اور ثابت قدم ہیں جس کو بڑے بڑے جھکڑ اور بڑے سے بڑا سمندر نہیں ہلا سکتا۔ ہماری حالت یہ ہے کہ (مقابلہ کے لئے) آستینیں چڑھائے ہوئے اور دامن حق کو تھامے ہوئے حکمت و موعظت کے ساتھ راہ خدا کی طرف بلاتے اور بطریق احسن مجادلہ و مقابلہ کرتے ہیں۔ ومن احسن قولاً ممن دعا الی اللہ وعمل صالحًا وقال اننی من المسلمین۔ باعتبار قول اس شخص سے اچھا کون ہے جو اللہ کی طرف بلائے نیک عمل کرے اور یہ کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ایک مسلمان ہوں۔

اللہ نے اہلبیت علیہ السلام کی برکت سے ہر حال میں ہمارے ہاتھ تھامے ہیں اور ہم دشمنوں پر غالب ہیں اور وہ پورے ناکام اور زیاں کار ہیں، اور بروز قیامت ان کو ان کی بداعمالیوں کا بدلہ ملے گا۔

درد بھرے سینہ کی آواز اور ٹھنکار

میں چاہتا ہوں کہ اس تکلیف دہ شرمندہ کرنے والے موضوع درد پر کچھ کہوں جو ان عمامہ پوش احمقوں کی طرف سے صادر ہوا ہے جن کا اس کے سوا کوئی کام نہیں کہ وہ ہر وقت عام مسلمانوں نیک مومنوں خصوصًا شیعیان اہلبیت کی عیب جوئی کرتے رہیں اور ان کے متعلق کرید کرید کر کھوج لگائیں۔ ایسے لوگ خود اور اس کے مددگار بکثرت موجود ہیں۔ کسی نے خوب کہا ہے:۔

شر الوریٰ من بعیب الناس مشتغلاً

زمانے بھر کا برا انسان وہ ہے جو لوگوں کی عیب جوئی میں مشغول ہو۔

مثل الذباب یراعی موضع العلل

جیسے مکھی جسم کے بیمار مقام کو تلاش کرتی ہے۔

یہ لوگ اور ان کے امثال و اقران ہم مسلک وہم مشرب فساد کے جراثیم

اور نفاق کی بھٹیاں ہیں روئے زمین پر فساد برپا کرتے پھرتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اسلامی فرقوں میں باہمی خلوص و محبت اور ایک دوسرے کے حقوق کی ضمانت داری کے اوقات میں زندہ نہیں رہ سکتے بلکہ عمومی صلح و آشتی کے زمانہ میں بھی (سکون کیساتھ) نہیں رہ سکتے۔ ہر حالت میں مسلمانوں کی صفوں میں فتنہ و فساد اور اضطراب و انتشار کی گھات میں لگے رہتے ہیں تاکہ فساد کے اسباب پھیلائیں اور گدلے پانی میں شکار کرکے عیش و آرام کی زندگی گزاریں جیسا کہ ان کے بزرگوں نے کیا تھا۔ گویا جب میں نے اہلبیت رسول علیہم السلام کا مذہب اختیار کیا تو ان کی بدنگاہوں میں دائرہ اسلام سے نکل خارج ہو گیا اور اب میرا مال اسباب لوٹ لینا ان کے لئے بالکل ہی جائز ہو گیا۔ اب گویا نہ میری کوئی عزت باقی رہی اور نہ کوئی احترام باقی رہا اور اگر یہ لوگ اپنے باطل خیالات سے توبہ کرکے صحیح رائے پر آجائیں اور مذہب اہلبیت علیہم السلام سے واقف ہو جائیں تو ان کو معلوم ہو جائے گا کہ شیعہ حق اور راہ صواب پر ہیں کیونکہ اس مذہب کریم کی رسول اکرم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بنیاد رکھی ہے اور اسلام کے قصر بلند کے ستونوں کو حضرت علی اور ان کے فرزندوں نے مضبوط کیا ہے جن کو خدا نے ہر قسم کی پلیدی سے پاک و طاہر بنایا ہے صلوات اللہ و سلامہ علیہم اجمعین اور اپنے لطف خاص سے خداوند عالم نے ان کو ہر قسم کے گناہان کبیرہ و صغیرہ سے پاک و معصوم رکھا ہے۔ (ان کا یہ عالم ہے کہ) حدیث کو بیٹا باپ سے وہ ان کے دادا سے اور وہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وہ جبریل سے اور وہ رب جلیل سے لیتے ہیں۔ اسی طرح ان کے شیعہ ہاتھوں ہاتھ اور معتبر اور باوثوق لوگوں سے ان احادیث کو لیتے ہیں جن کے اول و آخر کے بیان میں کوئی اختلاف نہیں ہوتا جیسا کہ پہلے آچکا ہے۔ یہ عجیب و غریب بات ہے حق گو قتل کیا جائے اور باطل نواز چھوٹ جائے جو اس مقدس مذہب کو اختیار کرے کیا وہ قابل ملامت ہے؟ اور جو ان کے بتاتے ہوئے طریقہ

Marfat.com

پر عبادت بجا لائے کیا وہ گمراہ ہے ؟ کیا ایسے شخص کو کافر کہا جا سکتا ہے ؟ کیا یہ گالی دیئے جانے کے قابل ہے ؟ کیا ایسے شخص پر بے دینی کے تیر چلائے جائیں ؟ کیا ایسے شخص کو پتھروں کا نشانہ بنایا جائے کیا ایسے شخص کو گالیاں دینے کے لئے اژدہام کر لیا جائے ؟ کیا اسکے اہل و عیال کو قید کر لیا جائے۔ اس کا مال اسباب لوٹ لیا جائے ؟ اس کے بچوں کو قتل کر دیا جائے ؟ اور اس کی ہر قسم کی آمدنی کو روک لیا جائے ؟ درانحالیکہ وہ شریف سردار ہو۔ جو شخص حق و صدق اور یقین کے ساتھ خدا کی عبادت کرتا ہو کیا اس کے لئے یہ کہا جائے کہ و: بت پرست ؟ درانحالیکہ اس نے اپنے ضمیر کو اللہ اور اس کے رسول اور آئمہ اطہار کی ولایت و حکومت پر مضبوطی سے قائم کر لیا ہو اور جو لوگ اللہ اور اس کے رسول اور ان لوگوں کی ولایت کے قائل ہیں جو ایمان لا چکے ہیں پس یقیناً ان کی جماعت غالب رہے گی۔ لیکن زمانہ کے اس مزاج پر لعنت ہے کہ وہ کمینوں اور ذلیل لوگوں کو بلند اور بلند مرتبہ شریفوں کو ذلیل و حقیر کرتا ہے۔

ذرا نگاہ ڈالئے کہ بنی امیہ نے نبی کی عترت اطہار[ع] اور ان کے مخلص شیعوں کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔ ابوسفیان آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اور معاویہ امیر المومنین علی ابن ابی طالب[ع] کا دشمن رہا ہے اور یزید سید الشہداؑ کا دشمن تھا۔ مروانی شیعوں کے دشمن رہے اور اسی طرح کی مصیبتیں اور سخت بلائیں اس وقت موجود رہیں ، جس میں خدا نے بنی امیہ اور بنی مروان کی نسل کا آخری نشان تک مٹا دیا۔ اور یہاں تک کہ آج وہ دن آگیا ہے کہ ہم نے شافعی مذہب کو چھوڑ کر مذہب شیعہ اختیار کر لیا ہے پھر تو ہم پر ان کی طرف سے ایک قیامت ٹوٹ پڑی جیسا کہ ابھی قریب میں ہی آپ کے سامنے سے گزر چکا ہے۔ جن لوگوں کے یہ اخلاق و عادات اور یہ حالات ہوں ہم ان کو اس پر برا بھلا نہیں کہتے اور نہ ملامت کرتے ہیں کیونکہ درحقیقت یہ لوگ، بنی امیہ کے اصلی پسماندگان اور بنی مروان کے تلچھٹ اور بقیہ ارواح ہیں اور یہ وہ زنجیر ہے جس کی کڑیاں ایک ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہیں ان کے اول و آخر میں کوئی فرق نہیں سب یکساں ہیں ایک دن ایسا آئیگا جس میں ظالم گرفتار اور مظلوم آزاد ہوگا

Marfat.com

آقائے بروجردی سے واقفیت

جب زمانے نے ہم پر مصائب توڑے، اور مادی و معنوی ہر طرح ہماری حالت بہت تنگ ہو گئی تو آقائے شرف الدین کو خبر ہوئی اور ہماری تنگ حالی کی ان کو اطلاع ہوئی تو انہوں نے حجۃ الاسلام مرجع شرعی آقا سید حسین بروجردی اعلی اللہ مقامہٗ کو خط لکھا انہوں نے ہماری اعانت و دستگیری فرمائی درحقیقت خدا و رسول اور آئمہؑ کی جانب سے یہی بزرگوار مذہب حق کی تبلیغ میں ہمارے قوت بازو اور معین و مددگار بنے ہیں اور حقیقت میں یہ فضل و کرم ان کا اور جناب شرف الدین اعلی اللہ مقامہما کا تھا۔

اور اب ہم نے ضروری سمجھا کہ عراق و ایران کی طرف پرواز کریں اور یہ اس وجہ سے تھا کہ اب کچھ اسباب و حالات ایسے بن گئے تھے جن کا تقاضا یہی تھا، اور قدرت نے ہمارے جانے کے اسباب بھی پیدا کر دیئے تھے چنانچہ اللہ تعالےٰ کی اعانت و حسن توفیق سے ہم نے عراق و ایران جانے کا مصمم ارادہ کر لیا۔

میری عراق کی طرف روانگی

۱۳۷۰ھ میں خداوند عالم نے اس بندہ کو عراق کے ضریح ہائے مقدسہ اور قبہ ہائے منورہ کے بسنے والے آئمہ اطہارؑ اور عترت طاہرہؑ کی زیارت کا شرف بخشا۔ اور عراق کے علماء اعلام اور مجتہدین کرام سے بھی ملنے کا موقعہ حاصل ہوا ان حضرات علماء اور دیگر عراق کے مختلف طبقات کے معززین نے بھی ایسی عزت بخشی کہ اس کی تعبیر و بیان قاصر ہے۔

پُر رونق شہر بغداد

میں بغداد میں صاحب جود و سماحت و عظمت عراق کے شجاع اعظم اور تجربہ کار سیاسی عالم علامہ سیّد محمد صدر وزیر اعظم عراق کے یہاں مہمان ہوا اور ان کے یہاں قیام کے زمانے میں بغداد کے علماء اسلام کی بہت تعداد میں ملاقاتیں ہوئیں جن میں سے حجۃ الاسلام فلسفی کبیر ہبۃ الدین شہرستانی اور علامہ کبیر صاحب تالیفات عدیدہ سید علی نقی حیدری (خاص طور پر) قابل ذکر ہیں۔ اسی بغداد میں پروفیسر اعظم احمد امین سے بھی ملنے جلنے کا اتفاق ہوا۔ موصوف التکامل فی الاسلام وغیرہ جیسی مشہور کتابوں کے مولف ہیں۔

Marfat.com

شہر کاظمیہ (کاظمین)

کاظمین میں علامہ کبیر سید احمد کشوان علامہ کبیر سید علی الصدر، علامہ کبیر سید محمد مہدی الاصفہانی الکاظمی علامہ اکبر شیخ مرزا علی زنجانی وغیرہ علماء اعلام جیسے حضرات سے ملاقات کی۔

شہر کربلا معلی

کربلا معلی میں علامہ مجاہد سید عباس کاشانی کے مکان پر میں بحیثیت مہمان اترا قیام کیا اور قیام کے زمانہ میں مجتہد کبیر السید الحسن آغا میر، مجتہد کبیر شیخ محمد الخطیب، مجتہد کبیر مرزا سید ہادی خراسانی، مجتہد کبیر سید مہدی شیرازی، آیۃ اللہ شیخ محمد رضا اصفہانی حائری، مجتہد نحریر صاحب مناقب و مفاخر سید محمد طاہر البحرانی، علامہ کبیر سید مرتضیٰ آل طباطبا۔ علامہ کبیر شیخ محمد علی آل سیبویہ، علامہ المعی السید میلانی، استاذ کبیر مدرس شہیر شیخ جعفر رشتی وغیرھم علماء مشاہیر مدظلہم سے ملاقات ہوئی۔

شہر نجف اشرف

پھر قریب غروب آفتاب میں نجف اشرف میں پہنچا اور وہاں حجۃ الاسلام آیۃ اللہ آقا سید محسن الحکیم رح کے زیر سایہ قیام کیا۔ اور قیام نجف کے زمانہ میں جامعہ علوم اسلامیہ کبریٰ میں علماء اعلام اور اہل علم کی ایک بہت بڑی جماعت سے ملاقات ہوئی۔ مثلاً آیۃ اللہ سید مرزا عبدالہادی شیرازی آقائے شاہرودی، آقائے سید ابوالقاسم خوئی، آقائے سید حسین الحمامی، آقائے سید مرزا آغا اصفہانی، آیۃ اللہ آقائے شیخ محمد حسین کاشف الغطا آیۃ اللہ آقائے شیخ محمد مظفر اور اس کے دونوں بھائی شیخ محمد حسین اور محمد رضا، آیۃ اللہ آقائے سید محمد بغدادی، آیۃ اللہ آغا بزرگ طہرانی مؤلف الذریعہ الیٰ تصانیف الشیعہ، آیۃ اللہ شیخ عبدالحسین احمد امینی آیۃ اللہ شیخ نصر اللہ خلخالی اور ان کے علاوہ اور بھی زعماء دین اور مراجع مسلین سے ملاقاتیں ہوئی۔

ان سب حضرات نے میرا بہت زیادہ احترام فرمایا، میری بہت تعظیم و

Marfat.com

تحریم کی اور ان کے پاس سے بہت شادان و فرحان واپس ہوا۔

میرا سفر ایران

پھر میں نے عراق چھوڑ دیا اور زیارت حضرت امام علی رضا علیہم السلام اور آقائے سید حسین بروجردی رح کے شوق زیارت میں ایران چلا گیا چنانچہ آقائے بروجردی سے شہر قم میں جو ایک دینی شہر ہے ان کے شرلعیتکدہ پر ان کی زیارت کی۔ میں نے ان میں وہ رعب جلال اور ہیبت و وقار دیکھا جو کسی عالم میں قطعاً نہیں دیکھا تھا اور میرا وہ احترام کیا جو میرے شایان شان تھا اور میں ان سے بہت خوش و خرم واپس آیا۔ حالانکہ مجھے معلوم تھا کہ زعماء عالم افسران حکومت اور مشہور عالم اور بڑی شخصیت کے لوگ ان کے یہاں آتے تھے مگر اسی روز ان کو ان کے پاس آنے اور ملاقات کی فوراً اجازت نہیں ملتی تھی اس وجہ سے کہ وہ ہر وقت مسلمانوں کے مسائل میں مشغول رہتے تھے (مگر مجھے فوری ملاقات کا شرف ملا اور) واپسی پر انہوں نے مجھے بہت عطیات سے نوازا جو ان کے اور میرے دونوں کے شایان شان تھا۔ ان پر ان کے یوم ولادت، یوم وفات اور بعث پر سلام ہو۔

شہر قم

قم کے اندر ہمارے زمانہ قیام میں کثیر التعداد علماء اعلام سے ملاقات ہوئی چنانچہ آقائے صدر الدین الصدر والد ماجد آقائے موسی الصدر مقیم سوریا (شام) آقائے سید محمد تقی خوانساری، آقائے سید شہاب الدین نجفی مرعشی، آقائے سید محمد کاظم شرلعیتمداری و آقائے محمد رضا گلپائیگانی و آقائے روح اللہ خمینی و آقائے سید داماد و دیگر عظیم المرتبت علماء سے بھی ملاقات ہوئی ان سب حضرات سے اور ان کے علاوہ ہر طبقہ کے آدمیوں سے میں ملا۔

شہر طہران

پھر میں طہران آگیا اور وہاں علامہ کبیر مرزا حسن لواسانی کا مہمان رہا اور یہاں بھی علماء اعلام اور مجتہدین کرام کی ایک بڑی جماعت سے مل بیٹھنے کا اتفاق ہوا۔ جن میں سے سید اجل و اعظم علامہ سید احمد موسوی خوانساری اور مصلح اعظم آیۃ اللہ العظمی سید ابو القاسم کاشانی اور آیۃ اللہ

Marfat.com

سید محمد بہبہانی اور مرزا احمد آشتیانی اور شیخ اجل آیۃ اللہ شیخ محمد غروی اور ترجمان شریعت فلسفی اعظم سے ملاقات ہوئی اور ان کے علاوہ اور بھی بہت سے حضرات علماء اعلام سے ملنے کا اتفاق ہوا۔

شہر خراسان

پھر شام کے قریب خراسان (مشہد مقدس) امام علی رضا علیہ السلام کی زیارت کی غرض سے پہنچا یہاں بھی مراسم زیارت کے بعد بڑے بڑے علماء اور مجتہدین کرام سے ملنے کا اتفاق ہوا، جن کے راس رئیس مجتہد اعظم علم الشیعہ محی الشریعہ آقائے سید محمد ہادی میلانی تھے۔ میں ان کے پاس سے شاداں و فرحاں اور شکرگزار واپس ہوا۔ کیونکہ انہوں نے احوال پرسی اور مہربانی کا پورا پورا اہتمام کیا تھا جو میری شان کے لائق تھا، اور پھر میں سالم و غانم مسرت و خوشی کی حالت میں اپنے وطن سوریا (شام) واپس آگیا۔ اور دین حنیف و مذہب شریف (شیعہ) کی ترویج کی خدمات میں لگ گیا اور اپنے اس فریضہ کی ادائیگی پر قائم رہوں گا۔ اس کے ساتھ مجھے بڑی تکلیف وہ تنگی اور اذیت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ پہلے بھی بہت تکالیف گزری ہیں مگر کچھ پرواہ نہیں میں نے اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دیا ہے۔ ولاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ وھو حسبی ونعم الوکیل نعم المولیٰ ونعم النصیر۔

شیعہ اور قرآن و سنت

بعد سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شیعوں نے تمام احکام دین کو قرآن اور احادیث نبویہ سے حاصل کیا ہے چنانچہ مجتہد قرآن کی ان آیات کو جو احکام پر نص ہیں یا بمنزلہ نص کے ہیں احکام کے واسطے لیتے ہیں اور جو آیات تفسیر کی محتاج ہوتی ہیں اس کے متعلق جب تک آئمہ طاہرین کی حدیث دستیاب ہو اس وقت تک توقف کرتے لیکن احادیث نبویہ کے متعلق وہ ان احادیث صحیحہ کو لیتے ہیں جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا آئمہ اہلبیت علیہ السلام سے مروی ہوں یا ان کے فعل و عمل یا ان کی تقریر[1]

---

[1] تقریر سے مراد یہ ہے کہ کوئی فعل نبیؐ یا امام کے سامنے واقع ہو اور نبی یا امام ان کو اس سے منع نہ کرے۔

Marfat.com

سے ثابت ہوں جیساکہ کتب علم اصول میں مرقوم ہے اور غیرمجتہد شیعہ یا تو احکام میں احتیاط پر عمل کرتا ہے یا کسی مجتہد عادل کی ان شرائط کے ساتھ تقلید کرتا ہے جو کتب احکام میں درج ہیں جن میں بہت ضروری شرط یہ ہے کہ یہ مجتہد اپنی فقہ کو نبیؐ اور ان کے اہلبیت علیہم السلام اور قرآن مجید سے اپنی عقل کیساتھ حاصل کرے اور ان حضرات کے مذہب کے واسطے ان کی کثیر التعداد کتابوں میں جو عالم میں ہر وقت پھیل رہی ہیں مضبوط دلائل اور مستحکم براہین موجود ہیں اب میں پہلے چند آیات قرآنیہ اور پھر چند احادیث نبویہؐ پیش کرتا ہوں جو شیعوں کے مذہب، اور مدعا کے حق ہونے کی دلیل ہیں۔

شیعہ اور قرآن

قرآن مجید میں بہت سی آیات ایسی موجود ہیں، جو شیعوں کے مطلب اور مدعیٰ کی موید ہیں اور شیعہ سنی دونوں فرقوں کے علماء نے بالاتفاق وہی تفسیر بیان کی ہے جس کی طرف تمام شیعوں کے رجحان ہیں۔ ان میں سے ایک آیت یہ ہے:۔

آیۃ الولایۃ

إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ سورۃ المائدہ آیت ۵۵

اہلبیت نبی علیہم السلام اور تمام شیعہ علماء تفسیر و حدیث اور اکثر بلکہ تمام علماء تفسیر اہلسنت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ یہ آیت حضرت علیؑ بن ابی طالبؑ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی جب انہوں نے مسجد نبویؐ کے اندر حالت نماز میں ایک مسکین کو اپنی انگوٹھی بطور تصدق عطا کی یہاں تک کہ زمانہ پیغمبرؐ میں تمام اصحاب کے نزدیک اور تابعین کے نزدیک یہ بات مسلم تھی، اور شعراء سابقین نے اپنے اشعار میں اس بات کو نظم میں کہا ہے اور اے ذہین و عقلمند پڑھنے والے ہم اس کتاب میں آپ کے سامنے عنقریب علماء اہلسنت کی طرف سے نص پیش کریں گے۔ علامہ سیوطی نے درمنثور (جلد ۲ صفحہ ۲۹۳)

Marfat.com

میں اور خطیب بغدادی نے المتفق میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے حالت رکوع میں اپنی انگوٹھی بطور تصدق عطا کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سائل سے پوچھا یہ انگوٹھی تمہیں کس نے دی ہے اس نے جواب میں کہا اس شخص نے جو رکوع میں ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا الخ

(۲) طبرانی نے اوسط میں اور ابن مردویہ نے عمار بن یاسر سے روایت کی ہے، کہ علی علیہ السلام نماز نفل میں رکوع کی حالت میں تھے کہ ایک سائل علی علیہ السلام کے پاس آکر کھڑا ہو گیا علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری اور سائل کو دے دی وہ سائل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور حضرت کو یہ بتایا فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوا۔ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس آیت کو اصحاب کے سامنے پڑھا پھر فرمایا مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ اَللّٰھُمَّ وَالِ مَنْ وَالَاہُ وَعَادِ مَنْ عَادَاہُ۔

(۳) عبد الرزاق اور عبد بن حمید اور ابن جریر اور ابو الشیخ اور ابن مردویہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ الخ علیؑ ابن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

(۴) ابن ابی حاتم، ابو الشیخ، ابن عساکر، سلمہ بن کہیل سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام حالت رکوع میں تھے بطور تصدق انگوٹھی دی فوراً آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ۔ الخ نازل ہوئی۔

(۵) ابن جریر نے سدی اور عتبہ بن حکیم سے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

(۶) ابو الشیخ، ابن مردویہ علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ۔ الخ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر گھر میں نازل ہوئی۔ رسولِ خداؐ گھر سے نکل کر مسجد میں تشریف لائے۔ لوگ

Marfat.com

مصروفِ نماز تھے کوئی رکوع میں تھا تو کوئی سجدہ میں اور کوئی قیام کی حالت میں تھا کہ وہاں سائل آیا (اور سوال کیا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سائل سے پوچھا کہ کسی نے کچھ تم کو دیا اس نے کہا اور تو کسی نے کچھ نہیں دیا البتہ علی ابن ابی طالب نے جو رکوع میں ہیں مجھے اپنی انگوٹھی دی ہے

(۷) ابن مردویہ نے کلبی کے حوالہ سے ابوصالح سے اور ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عبداللہ بن سلام مع ایک گروہ اہل کتاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے حضور ہمارا گھر یہاں سے دور ہے اور سوائے مسجد کے اور کوئی جگہ نظر نہیں آتی جہاں ہم سے کوئی ملے جلے یا ہمارے ساتھ نشست و برخاست کا تعلق رکھے اور ہماری قوم نے جب سے یہ دیکھا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کی تصدیق کی ہے اور ان کے دین کو چھوڑ دیا ہے وہ ہماری کھلم کھلا دشمنی کرنے لگے ہیں اور انہوں نے قسم کھالی ہے کہ ہمارے ساتھ ربط و ضبط، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا نہیں رکھیں گے، اور یہ بات ہم پر سخت گراں ثابت ہوئی ہے۔ آنحضرتؐ سے یہ لوگ یہ شکایت کر ہی رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ آیت نازل ہوئی، اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ وَ رَسُوْلُہٗ۔ الخ اور اتنے میں نماز ظہر کے واسطے آواز دی گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسجد میں تشریف لائے اور ایک سائل کو کھڑے ہوئے دیکھا دریافت فرمایا کہ تمہیں کسی نے کچھ دیا یا نہیں اس نے عرض کیا جی ہاں۔ آنحضرتؐ نے پوچھا کس نے، اس نے کہا وہ شخص جو سامنے کھڑا ہے۔ (اس نے انگوٹھی دی ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا اس نے کس حالت میں انگوٹھی دی ہے۔ اس نے کہا کہ حالتِ رکوع میں دی ہے حضرت نے اس موقعہ پر نعرۂ تکبیر بلند فرمایا اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغٰلِبُوْنَ ؕ

(المائدہ آیت ۵۶)

Marfat.com

(۸) گنجی شافعی نے کتاب کفایۃ الطالب میں انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ مسجد میں ایک سائل کھڑا کہہ رہا تھا کہ کون ہے جو دولت مند اور پورا دینے والے (خدا) کو قرض دے علی علیہ السلام اس وقت رکوع میں پیچھے ہاتھ کر کے ہاتھ کے اشارہ سے سائل کو کہا کہ میرے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمر بن خطابؓ سے کہا یا عمر وجبت اے عمرؓ واجب ہو گئی حضرت سے عرض کیا یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہو جائیں کیا واجب ہو گئی۔ حضرت نے فرمایا جنت۔ اس (علیؑ) پر واجب ہو گئی سائل نے ادھر انگوٹھی علیؑ کے ہاتھ سے نکالی ادھر اللہ نے علی علیہ السلام کو ہر قسم کے گناہ اور ہر قسم کی خطا و غلطی سے الگ کر دیا۔ راوی کہتا ہے کہ ابھی مسجد سے کوئی نکلنے نہیں پایا کہ یہ آیت نازل ہوئی اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ۔ الخ

اس پر حسان بن ثابت نے فوراً یہ اشعار کہے :۔

۱۔ اباحسن تفدیک نفسی ومہجتی	اے ابوالحسن میری جان و روح اور ہر بدیر یا جلدی ہدایت
وکل بطی فی الھدیٰ ومارع	چلنے والا سب آپ پر فدا ہوں
۲۔ ایذھب مدحیک المحبر ضائعاً	کیا میری یہ مدح جو آپ کی شان میں لکھی ہے یہ ضائع جائیگی نہیں کیونکہ
وما المدح فی ذات الالہ بضائع	جو مدح ذات خدا کی رضا جوئی کیلئے کی جائے وہ ضائع نہیں ہوتی۔
۳۔ وانت الذی اعطیت اذ انت راکعاً	آپ ہی وہ شخص ہیں جنہوں نے حالت رکوع میں زکوٰۃ
فدتک نفوس القوم یا خیر راکع	دی ہے اے بہترین رکوع کرنیوالے قوم کی جانیں آپ پر فدا ہوں
۴۔ فانزل فیک اللہ خیر ولایۃ	خداوند عالم نے آپکے بارے میں بہترین ولایت (کا حکم) نازل فرمایا
فاثبتھا فی محکمات الشرائع	اور اس (حکم) کو شریعت کے مضبوط احکام میں ثبت فرما دیا ہے

(۹) فخر الدین رازی بھی انہیں لوگوں میں ہیں جنہوں نے اس آیت کا نزول بھی امیر المومنین علیؑ بن ابی طالب کی شان میں لکھا ہے۔ تفسیر رازی (جلد ۳ صفحہ ۴۱۷) پر اس آیت کے تذکرہ میں کہتے ہیں۔ عطا نے ابن عباس سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

سے یہ اہلسنت کی کتاب ہے شیعوں کے نزدیک علیؑ از اول تا آخر ہر قسم کی غلطی اور خطا سے معصوم ہیں۔

Marfat.com

(۱۰) عبداللہ بن سلام سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا یا رسول اللہ میں نے دیکھا ہے کہ علی نے ایک محتاج مسکین کو حالتِ رکوع میں بطور تصدق انگوٹھی عطا کی ہے اس لئے ہم ان کو دوست رکھتے ہیں

(۱۱) ابوذر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک دن نماز ظہر آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ ایک شخص نے مسجد میں آکر سوال کیا لیکن سائل کو کسی نے کچھ نہ دیا۔ سائل نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے اور عرض کیا، خداوندا تو گواہ رہنا کہ میں نے اللہ کے رسول کی مسجد میں سوال کیا ہے اور مجھے کسی نے کچھ نہیں دیا اور علی علیہ السلام اس وقت (نمازِ نفل کے) رکوع میں تھے انہوں نے اپنے ہاتھ کی چھنگلیا سے اشارہ کیا جس میں انگوٹھی تھی، سائل بڑھا اور اس نے رسول اللہ کے سامنے انگوٹھی لے لی رسول خدا نے (یہ دیکھ کر) درگاہ خداوندی میں عرض کیا خداوندا میرے بھائی موسیٰ نے تجھ سے سوال کیا تھا اور کہا تھا۔

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي وَاجْعَل لِّي وَزِيرًا مِّنْ أَهْلِي هَارُونَ أَخِي اشْدُدْ بِهِ أَزْرِي وَأَشْرِكْهُ فِي أَمْرِي "اے میرے پالنے والے میرے سینہ کو کشادہ کر میرے معاملہ تبلیغ کو آسان فرما، میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ) وہ لوگ میری بات سمجھ سکیں اور میرے اہلبیت علیہ السلام میں سے میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنا اس سے میری کمر کو مضبوط کر (طاقتور بنا) اور اس کو میرے کارِ تبلیغ میں شریک بنا"

تو نے (اس کے جواب میں) قرآن ناطق کی یہ آیت نازل فرمائی۔

سَنَشُدُّ عَضُدَكَ بِأَخِيكَ وَنَجْعَلُ لَكُمَا سُلْطَانًا - الخ

ہم عنقریب تمہارے بازو کو تمہارے بھائی کے ذریعہ مضبوط بنا دیں گے اور تم دونوں کو غالب کر دیں گے۔

اَللّٰهُمَّ اَنَا مُحَمَّدٌ نَبِيُّكَ وَ

اے میرے اللہ محمد تیرا نبی اور تیرا مخلص

Marfat.com

صَفِيَّكَ فَاشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاجْعَلْ لِي وَزِيرًا مِنْ أَهْلِي عَلِيًّا اشْدُدْ بِهِ ظَهْرِي۔

بندہ ہوں میرے سینہ کو کشادہ کر۔ میرے امر تبلیغ کو آسان فرما اور میرے اہلبیت میں سے میرے بھائی علی کو میرا وزیر بنا اور اس کے ذریعہ میری کمر کو مضبوط بنا اور طاقتور بنا)۔

ابوذر کہتے ہیں بخدا ابھی رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ ختم نہ ہونے پائے تھے کہ آیت اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ ۔ الخ نازل ہوئی۔ اس روایت کو علامہ شبلنجی نے اپنی نورالابصار (ص۱۰۵) پر بیان کیا ہے اور اس روایت کو ابوذر کی طرف منسوب کیا ہے۔

(۱۳) واحدی بھی انہیں لوگوں میں ہیں جنہوں نے اس آیت کا نزول علی کی شان میں لکھا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب اسباب النزول (جلد اول ص۱۴۸ و۲۲۴) پر اس کو بیان کیا ہے۔

(۱۴) زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف (جلد اول ص۴۲۲) پر اس کی صراحت وضاحت کی ہے۔ چنانچہ اس آیت (اِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللّٰهُ ۔ الخ) کے تذکرہ میں کہتے ہیں کہ یہ آیت علی علیہ السلام کی شان میں اس وقت نازل ہوئی۔ جب سائل نے ان سے اس وقت سوال کیا جب آپ (نماز نفل کے) رکوع میں مشغول تھے۔ اس حالت میں آپ نے انگوٹھی سائل کی طرف پھینک دی گویا انگوٹھی آپکی چھنگلیا میں ڈھیلی تھی جس کی وجہ سے اس کے اتارنے میں فعلِ کثیر واقع نہیں ہوا جس سے نماز باطل ہوتی الخ۔

(۱۵) ابن حجر عسقلانی بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے اس آیت کا نزول علی علیہ السلام کی شان میں لکھا ہے چنانچہ وہ اپنی کتاب الکافی الشاف فی تخریج احادیث الکشاف (جلد اول ص۵۶) میں تخریج حدیث کے مقام پر یہ الفاظ کہتے ہیں " ابو حاتم نے سلمہ بن کہیل کے حوالہ سے روایت کیا ہے کہ علی علیہ السلام

Marfat.com

نے بحالت رکوع اپنی انگوٹھی بطور تصدق عطا کی اور آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہ ۔الخ نازل ہوئی ۔

(۱۶) سفیان ثوری کے حوالہ سے ابن مردویہ نے اس روایت کو ابن سنان سے اور ابن سنان نے ضحاک سے اور ضحاک نے ابن عباس سے یہ روایت نقل کی ہے، کہ علی علیہ السلام نماز (نفل) پڑھ رہے تھے پاس سے ایک سائل گزرا، آپ نے اپنی انگوٹھی اس کو دے دی۔ اس پر یہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہ ۔ الخ علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

(۱۷) ابوبکر احمد بن رازی بھی انہیں حضرات میں ہیں جنہوں نے اس آیت کا نزول علی علیہ السلام کی شان میں لکھا ہے۔ چنانچہ اپنی کتاب احکام القرآن (جلد ثانی صہ ۵۴۳) پر بہت سی ایسی روایات کو نقل کیا ہے جن سے پتہ چلتا ہے کہ یہ آیت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حدیث کا سلسلہ مجاہد، سدی، ابوجعفر، عتبہ بن حکیم وغیرہم تک جاکر ختم ہوتا ہے۔

(۱۸) علامہ قرطبی اندلسی بھی انہیں لوگوں میں ہیں جنہوں نے اس آیت کا نزول علی علیہ السلام کی شان میں لکھا ہے۔ چنانچہ وہ کتاب الجامع لاحکام القرآن (صہ ۲۲۱ جلد ششم طبع مصر) امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علیؑ بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ مجاہد اور سدی سے اس روایت کو نقل کیا گیا ہے وہ اپنے کلام کے آخر میں کہتے ہیں ،۔ یوتون الزکوٰۃ وھم راکعون اس بات پر گواہ ہے کہ غیر واجب صدقہ کو زکوٰۃ کہتے ہیں۔ علی علیہ السلام نے حالتِ رکوع میں انگوٹھی بطور تصدق دے دی۔

(۱۹) مصر کے رہنے والے وہابی المذہب رشید رضا نے اپنی تفسیر المنار (جلد ۶ صہ ۴۴۲ طبع مصر) میں لکھا ہے ،۔

روداہن عدۃ طرق انہا	مختلف طریقوں سے راویوں نے روایت
نزلت فی امیرِ المومنین	کی ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علی مرتضٰی

Marfat.com

علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہٗ کرم اللہ وجہہ کی شان میں اسوقت نازل ہوئی
اِذ مربہ سائل دھو فی جب وہ مسجد میں تھے اور ایک سائل ان کے
المسجد فاعطاہ خاتمہ ۔ الخ پاس سے گزرا تو آپ نے اپنی انگوٹھی اسکو عطا کر دی۔

(۲۰) شہاب الدین الوسی نے اپنی کتاب روح المعانی (جلد ۲ صہ ۱۴۹ طبع دوم قاہرہ) میں ذکر کیا ہے کہ آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہ ۔الخ کو راویوں نے مختلف طریقوں سے روایت کیا ہے کہ یہ آیت امیر المومنین علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے ۔ بعض کا سلسلۂ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ اور بعض کا عبداللہ بن سلام پر منتہی ہوتا ہے ۔

(۲۱) محب الدین طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ (صفحہ ۸۸) پر اس بات کو بطور نص لکھا ہے اور صحاح کی وہ روایات لکھی ہیں جو اس بات میں صراحت و صناحت کا حکم رکھتی ہے ۔

(۲۲) سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب التذکرہ (صہ ۱۸) پر بطور نص و صراحت اس کو لکھا ہے ۔

(۲۳) امام فخر الدین رازی بھی انہیں لوگوں میں ہیں جنہوں نے نص کر دی ہے ۔ چنانچہ وہ اپنی تفسیر مفاتیح الغیب (جلد ۳ صہ ۴۱۷) پر راویوں کی ایک جماعت کے حوالہ سے کہتے ہیں کہ یہ آیت دلالت و راہنمائی کرتی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد امام علی بن ابی طالب (علیہ السلام) ہیں اور ان کے الفاظ تقریباً یہ ہیں :۔

> "میں اس بات کا قائل ہوں کہ یہ آیت اس بات کی دلیل ہے کہ اس سے مراد امام ہیں تو اس صورت میں واجب ہے کہ وہ امام علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں ۔"

(۲۴) صاحب غایۃ المرام نے اس آیت کے شانِ نزول کو امیر المومنین کے شان میں بتلانے والی احادیث سے بحث کی ہے چنانچہ وہ غایۃ المرام (صہ ۱۰۳)

Marfat.com

پر اہلسنت طرق روایت سے چوبیس حدیثیں نقل کی ہیں جب کہ شیعہ طرق روایت سے
ص۱۰ پر انیس حدیثیں نقل کی ہیں (جن میں بتایا گیا ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علی
علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے)

(۲۵) علامہ امینی نے اپنی کتاب الغدیر (جلد ۳ ص۱۵۶) ۶۶ بڑے بڑے علماء
اہلسنت کے نام پیش کئے ہیں جنہوں نے اس کو روایت کیا ہے اور اس بات کی انہوں
نے نص کر دی ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی
شان میں نازل ہوئی ہے ساتھ ساتھ انہوں نے راویوں کا پورا تذکرہ کیا ہے۔

قول مؤلف میں یہ کہتا ہوں کہ حسب گنجائش اور بمقتضائے حال یہ تو قوم
اہلسنت کے الفاظ و کلمات تھے لیکن امامیہ شیعیان
عترت طاہرہؑ کی کتب حدیث و تفسیر و کلام کے الفاظ بالکل ایک جیسے ہیں،
اور سب اس پر متفق ہیں کہ یہ آیت شریفہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام
کے شان والا شان میں نازل ہوئی ہے اور اس کے معنی میں کسی نے کوئی
اختلاف نہیں کیا بلکہ اس کے شان نزول کے متعلق دعوائے تواتر کیا گیا ہے۔
اب تو کسی قسم کے شک یا تردد کا کوئی موقع و مقام نہیں رہتا مگر یہ اور بات
ہے کہ کوئی دشمن علی، ناصبی یا بدیہیات کا منکر ہو۔

(مذکورہ بالا علماء کی تصریحات اور بیانات سے) یہ بات بالکل متیقن اور
قطعی ہو گئی ہے کہ آنحضرت کے بعد امام اور خلیفہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں اس
لئے کہ خداوند عالم نے آیت کے اندر ولایت علی علیہ السلام کو اپنی اور اپنے
رسول کی ولایت سے متصل قرار دیا ہے۔ اور لفظ اِنَّمَا باتفاق
اہل عربیت مفید حصر ہے لہٰذا ولایت انہیں میں محصور و منحصر ہو گئی، اور (ظاہر
ہے کہ) یہاں ولی سے اولیٰ بالتصرف مراد ہے اور اولیٰ اسی وقت ہو سکتا ہے
کہ جب خلیفہ اور امام ہو اور اہل لغت، صحاح جوہری، مختار صحاح اور
اہل شرع کے نزدیک یہ معنی مشہور ہیں چنانچہ لوگ کہتے ہیں:-

Marfat.com

اَلسُّلْطَانُ وَلِیُّ مَنْ لَّا وَلِیَّ لَہٗ	بادشاہ اس کا ولی ہے جس کا کوئی ولی نہ ہو۔
وَلِیُّ الدَّمِ	خون کا ولی
وَلِیُّ المَیِّتِ	میت کا ولی
فُلَانٌ وَلِیُّ اَمْرِ الرَّعِیَّۃِ	فلاں رعیت کے معاملات کا ولی ہے
وَلِیُّ القَاصِرِ	معذور و مجبور کا ولی

ولی کے معنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:۔

ایما امراۃ نکحت نفسھا بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل،	جو عورت اپنے ولی کی اجازت کے بغیر اپنے آپ نکاح کرے تو اس کا نکاح باطل ہے

یہاں اور اس قسم کے دیگر مقامات پر ولی سے اولیٰ مراد ہے۔ جیساکہ مبرد نے کتاب العبارۃ صفات اللہ میں لکھا ہے:۔ الولی ھو الاولی[1] ولی وہ ہے جو اولیٰ ہو اگرچہ لغت میں ولی کے معنی ناصر و دوست دونوں ہیں مگر یہ دونوں معنی مقام کے لحاظ سے بالکل نامناسب ہیں کیونکہ یہ دونوں معنی عام ہیں جو اس ذات میں منحصر و محصور نہیں ہیں جو آیت میں مقصود ہے اور یہ معنی قرآن شریف کی اس آیت میں موجود ہیں۔

والمومنون والمومنات بعضھم اولیاءُ بعض	بعض مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ (سورۃ توبہ ۷۱)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

اعتراض اگر کوئی یہ اعتراض کرے الذین آمنوا جو جمع کا صیغہ ہے۔ اس سے صرف حضرت علی علیہ السلام کی ذات کیسے مراد ہو

---

[1] نکاح میں ولی کی ولایت کے متعلق تفصیلی احکام فقہ میں موجود ہیں۔ یہاں ہم نے الفاظ کتاب کا ترجمہ کیا ہے۔ مقام فقہ نہیں۔ (مترجم)

Marfat.com

سکتی ہے جب کہ صیغہ جمع کا ہے۔

جواب (۱) تو ہم اس کے جواب میں کہیں گے کہ کلام عرب میں یہ بات عام طور پر پائی جاتی ہے کہ لفظ جمع اور مراد اس سے واحد ہوتی ہے، اور اس کے برعکس بھی ہوتا ہے کہ لفظ واحد اور اس سے مراد جمع ہوتی ہے اور یہ بات عربوں میں بالکل واضح اور ظاہر موجود ہے۔ اور اس قسم کی مثالیں قرآن مجید میں بھی موجود ہیں مثلاً خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:-

اَلَّذِیْنَ قَالَ لَھُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَکُمْ فَاخْشَوْھُمْ — یعنی وہ لوگ جن سے لوگوں نے کہا کہ لوگ تمہارے (قتل کے واسطے) جمع ہو چکے ہیں ان سے ڈرو

سورۂ آل عمران

اس سے تنہا نعیم ابن مسعود اشجعی مراد ہیں اس پر تمام مفسرین و محدثین کا اجماع ہے۔

(۲) الذین آمنوا کو خداوند عالم نے ایسی صفت کے ساتھ موصوف بنا دیا ہے جو سب کو شامل نہیں ہو سکتی اور وہ صفت ہے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ وَیُؤْتُوْنَ الزَّکٰوۃَ وَھُمْ رَاکِعُوْنَ کہ وہ لوگ جو حالتِ نماز میں رکوع کے اندر زکوٰۃ دیں (ظاہر ہے کہ یہ صفت صرف امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے عمل میں موجود ہے)

(۳) اہل زبان واحد کو تعظیم و احترام اور بزرگی کے طور پر لفظ جمع کے ساتھ تعبیر کرتے ہیں۔ جیسا کہ علامہ طبرسی نے اس آیت کی تفسیر کے ذیل میں تفسیر مجمع البیان میں ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ لفظ جمع کو جناب امیر المومنین پر اطلاق کرنے میں نکتہ اور باریکی یہ ہے کہ اس سے جناب امیر المومنین علیہ السلام کی تعظیم اور بزرگی مراد ہے اور یہ ایسی بات ہے کہ اہل لغت لفظ جمع کے ساتھ واحد کو بطور تعظیم و بزرگی تعبیر کرتے ہیں اور یہ بات ان کے کلام میں عام مشہور ہے کہ اس پر دلیل لانے اور بحث کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

Marfat.com

(۴) اور سب کو مراد لینے کی صورت میں ولی اور متولی ایک بن جائیں گے حالانکہ دونوں کا مختلف ہونا لازم ہے۔

زمخشری کا قول

تفسیر کشاف (جلد اول صفحہ ۴۲۲) پر علامہ زمخشری یہ وضاحت و صراحت کرنے کے بعد کہ یہ آیت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے یہ فرماتے ہیں۔

اعتراض اور زمخشری کا جواب

اگر تم یہ اعتراض کرو کہ یہ بات کیسے صحیح ہو سکتی ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کیونکہ علیؑ تو ایک ہیں اور یہ لفظ جمع کا ہے تو میں اس کے جواب میں یہ کہوں گا کہ سبب نزول صرف ایک (علی علیہ السلام کی) ذات ہے مگر اس کے واسطے جمع کا لفظ اس غرض سے لایا گیا ہے کہ لوگوں کو ایسے نیک کام کرنے کی رغبت پیدا ہو تاکہ وہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرح ثواب حاصل کریں اور اس بات پر تنبیہ کر دے کہ عادت و فضیلت کے لیئے یہ واجب ہے کہ اس درجہ کار خیر، نیکی اور فقراء کی خبر گیری کے واسطے اور لوگ خواہشمند اور حریص ہوں کہ یہ امر ان کو اس قدر مجبور کر دے کہ نماز سے فارغ ہونے تک کی کار خیر میں تاخیر کو برداشت اور قبول نہ کر سکیں (بلکہ نماز کے اندر ہی اس کار خیر کو کر گذریں)۔ اور اگر یہ کہا جائے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام جب نماز پڑھتے تھے بڑے رجوع قلب کے ساتھ خدا کی طرف اس طرح متوجہ ہوتے تھے (نماز کے علاوہ اور کسی چیز کیطرف ان کا شعور اور دھیان ہوتا ہی نہیں تھا) تو پھر سائل کی بابت کا ان کو کیسے شعور ہوا اور کیسے اسکو سمجھا تو اس کا جواب یہ ہے کہ سائل کے کلام کو سمجھ لینا حضرت امیرالمومنین کے نماز میں خشوع و خضوع کے بالکل منافی نہیں کیونکہ یہ عبادت میں مزید ایک عبادت ہے اور جب ابو الفرج سے اس کے متعلق سوال کیا تو اس نے کیا جواب۔ جواب دیا وہ کہتا ہے

یسقی و یشرب لا تلھیہ سکرتہ
عن الندیم ولا یلھو عن الکاس
اطاعہ سکرہ حتی تمکن من
فعل الصحاح فھذا اَحَدُ الناس

وہ شراب پلاتا اور خود پیتا ہے اس کا نشہ اس کو اپنے ساقی اور جام سے غافل نہیں کرتا اس کا نشہ اس کا مطیع اور اتنا فرمانبردار ہے۔ کہ صحیح الدماغ لوگوں والے کام کرتا ہے۔

Marfat.com

اور یہ شخص تمام لوگوں میں یکتا ہے

(۲۶) اسباب النزول میں واحدی سے منقول ہے کہ آیت مَن یَّتَوَلَّ اللّٰہَ وَ رَسُوْلَہٗ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰہِ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ (سورہ مائدہ ۵۶) میں یتول یعنی یحب اللہ و رسولہ یعنی اللہ اور اس کے رسول کو جو دوست رکھتا ہے وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یعنی علیاً اور وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا سے مراد علی ہیں اور حزب اللہ یعنی اللہ اور اس کے رسول اور اس کے ولی کے شیعہ ھُمُ الْغَالِبُوْنَ یعنی وہی غالب ہونگے یا بعض نسخوں میں غالب کے بجائے لفظ سالم بھی آیا ہے

(۲۷) امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباو اجداد سے روایت کی ہے کہ جب آیت اِنَّمَا وَلِیُّکُمُ اللّٰہُ - الخ نازل ہوئی تو چند اصحاب رسول مسجد مدینہ میں جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بھائی اس آیت کے متعلق تم کیا کہتے ہو بعض لوگوں نے تو یہ کہا کہ اگر ہم اس آیت کا انکار کرتے ہیں تو باقی قرآن کے بھی ہم منکر بن جائیں گے اور اگر اس کو مان لیتے ہیں تو علی بن ابی طالب علیہ السلام کو ہم پر مسلط کر دیں گے تو یہ ہماری ذلت و توہین ہو گی اور کہنے لگے کہ یہ ہم جانتے ہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں وہ اس بات میں بالکل راستگو اور بالکل سچے ہیں ہم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو ولی و سردار مانتے ہیں مگر علی علیہ السلام کے متعلق جو حکم دیا ہے ہم اسکی تعمیل نہیں کریں گے تو فوراً یہ آیت نازل ہوئی :-

یَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰہِ ثُمَّ یُنکِرُوْنَھَا — یہ لوگ خدا کی نعمت کو پہچانتے ہیں پھر اس کا انکار کرتے ہیں

یعنی محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ولایت کو مانتے ہیں اور علی علیہ السلام کی ولایت کو جانتے پہچانتے ہوئے اکثر انکار کرتے ہیں۔

Marfat.com

امالی میں روایت ہے عمر بن خطابؓ کہتے ہیں کہ میں نے چالیس انگوٹھیاں حالتِ رکوع میں صدقہ میں دیں۔ تاکہ میرے بارے میں وہی کچھ نازل ہو جو علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوا ہے، مگر کچھ نازل نہ ہوا۔

قول مولف جب ہماری پیش کردہ سنی، شیعہ سابقہ دلیلیں آپ جان اور سمجھ چکے ہیں تو اب ہم کہتے ہیں کہ ان دلائل کی روشنی میں علی علیہ السلام پر کسی دوسرے کو ترجیح دینا اور مقدم سمجھنا جائز نہیں ہے۔ جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر کسی دوسرے کو مقدم قرار دینا جائز نہیں۔ اس واسطے کہ خداوند عزوجل نے محمدؐ و علیؑ کو اپنی ولایت میں شریک کیا ہے۔ مگر ہمارے مخالفین اگرچہ یہ اچھی طرح جانتے اور سمجھتے ہیں، کہ آیت قطعی طور پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ مگر وہ اپنی حسب عادت معنی میں ہیر پھیر کرتے ہیں، جیسا کہ ان کے مذہب اور ان کی خواہشاتِ نفسانی کا تقاضا ہے۔

(۲) آیۃ تطہیر

اِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَ يُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا۔ سورہ الاحزاب ۳۳

(۱) تفاسیر اہلبیت میں تو یہ ہے کہ یہ آیت مخصوص طور پر اہلبیت علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے جس میں کوئی دوسرا شریک نہیں اور اہلسنت کی تفاسیر میں بھی یہی ہے کہ اہلبیت علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ مگر یہ لوگ اس کا اعتراف کر کے اس کے معنی میں ہیر پھیر کر دیتے ہیں اور کبھی تو اس آیت کو اہلبیت علیہ السلام سے مخصوص کہتے ہیں کبھی ازواج نبی کو بھی اس میں شریک سمجھتے ہیں اور کبھی آیت کو سرے سے ازواجِ نبی ہی سے مخصوص سمجھتے ہیں۔

(۲) ازواج نبی والی روایت عجیب و غریب روایت ہے جیسا کہ ابن حجرؒ نے الصواعق المحرقہ میں آیۃ تطہیر کے تذکرہ میں لکھا ہے)۔ ازواج نبی کی تخصیص عکرمہ

Marfat.com

لغت کے بالکل خلاف ہے کیونکہ خداوند عالم نے اس آیت سے پہلے اور بعد کی آیات میں ازواج نبی کو ضمیر مؤنث کے ساتھ خطاب فرمایا ہے اور اللہ تعالےٰ نے اہلبیت علیہ السلام سے رجس کو دور رکھنے کا ارادہ کیا ہے تو مذکر کی ضمیر استعمال کی جو عنکمْ اور یطھرکمْ ہے اور یہ ایک ایسی بات ہے، جس کو چھوٹے چھوٹے طالب علم اور ہر وہ شخص جس کو علم و ادب سے کچھ بھی لگاؤ ہو سمجھتا ہے۔ بلکہ اکثر عوام بھی جانتے اور سمجھتے ہیں۔

با لفاظ دیگر اگر خداوند عالم کو آیۂ مبارکہ میں ازواج مقصود و مراد ہوتیں تو ضمیر مؤنث آتی اور اللہ تعالےٰ عنکنَّ ویطھرکنَّ فرماتا جیسا کہ اس آیۂ مبارکہ سے قبل اور بعد کی آیات میں جہاں خداوند عالم نے ازواجِ نبی کو خطاب فرمایا ہے وہاں مونث ضمیریں آئی ہیں۔ ضمیر کا مذکر لانا ازواج کے آیت سے خارج ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔

(۳) تفسیر علی بن ابراہیم (ص ۵۳۱ میں زید بن علی علیہ السلام سے مروی ہے، انہوں نے فرمایا کہ جاہل لوگ گمان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آیۂ تطہیر میں ازواج کو مراد لیا ہے۔ ان لوگوں نے جھوٹ بولا ہے اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے۔ خدا کی قسم اگر خدا نے ازواج نبی کو مراد لیا ہوتا تو عنکن الرجس ویطھرکن تطہیرا فرماتا۔ اور کلام ضرور بطور مؤنث ہوتا جیسا کہ واذکرن ما یتلی فی بیوتکن اور ولا تبرجن اور لستن کاحد من النساءِ میں فرمایا ہے۔ لہذا یہ جائز نہیں ہے کہ آیت کو ازواج نبی کی شان میں کہا جائے یہاں تک کہ انکا شریک کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اہلبیت علیہ السلام کے ساتھ ان سب کو آیت تطہیر سے پہلے تنبیہہ کر چکا ہے اور ان الفاظ میں ان کو ڈانٹ چکا ہے:۔

یایھا النبی قل لازواجك ان كنتن تردن الحياة الدنيا	اے نبی تم اپنی ازواج سے کہہ دو کہ تم زندگانی دنیا اور اس کی زینت کی خواستگار ہو تو آؤ

Marfat.com

وزینتها فتعالین امتعکن و
اسرحکن سراحا جمیلا و ان
کنتن تردن الله و رسوله و
الدار الاخرة فان الله اعد
للمحسنات منکن اجرا عظیما،
یانساء النبی من یات منکن بفاحشة
مبینة یضاعف لها العذاب
ضعفین وکان ذلک علی
الله یسیرا (سورۃ الاحزاب آیت ۲۸ تا ۳۰)

میں تم کو نفع پہنچا دوں اور پھر تمہیں نہایت خوبی
سے رخصت کر دوں۔ اور اگر تم اللہ اور اس کے
رسول کی اور آخرت کے گھر کی خواستگار ہو تو اللہ
تم میں سے جو نیک ہوں گی، ان کے لئے
بہت بڑا اجر مہیا فرمایا ہے
اے نبی کی بیویو! جو تم میں سے کھلی بدی
کرے گی تو اس کو عذاب بھی دوہرا دیا جائے
گا اور اللہ پر یہ بات آسان ہے۔
(ترجمہ مقبول احمد)

نیز اللہ تعالیٰ نے ازواج نبی کو ان الفاظ میں سخت تنبیہ فرمائی ہے۔

ان تتوبا الی الله فقد صغت
قلوبکما وان تظاهرا علیه فان
الله هو مولاه وجبریل و
صالح المومنین والملائکة
بعد ذلک ظهیر، عسی ربه
ان طلقکن ان یبدله ازواجا
خیرا منکن مسلمات مومنات
قانتات تائبات عابدات سائحات
ثیبات و ابکارا (سورۃ تحریم آیت ۴،۵)

اگر تم دونوں خدا کے حضور توبہ کر لو (تو بہتر ہے)
پس تم دونوں کے دل حق سے ضرور منحرف ہو
گئے ہیں اور اگر تم دونوں ہمارے رسول کے
برخلاف ایک دوسرے کی پشت پناہ ہو تو
اللہ اور جبریل اور صالح المومنین ان کے مددگار
ہیں اور بعد اس کے کل فرشتے ان کی پشتی پر ہیں
اگر وہ تم کو طلاق دے دے تو قریب ہے کہ اس کا پروردگار
بدلے میں اس کو ایسی ازواج دیدے جو تم سے
بہتر ہوں۔ فرمانبرداری کرنے والیاں، ایمان
والیاں، اطاعت کرنے والیاں، عبادت کرنے والیاں، روزہ رکھنے والیاں، شوہر دیدہ اور
کنواریاں ہوں (ترجمہ مقبول احمد)

یہ تو الفاظ منطوق آیات ہیں، لیکن ان کے مفہوم کو غور کیا جائے تو یہ ہوگا
یانساء النبی انتن لستن بمومنات یعنی اے نبی کی بیویو! نہ تم ایمان والیاں نہ

Marfat.com

ولا قانتات ولا قائمات من ذنوبکن ولا عابدات ولا سائحات - الخ	اطاعت کرنے والیاں اور نہ توبہ کرنے والیاں اپنے گناہوں سے اور نہ عبادت کرنے والیاں اور نہ روزہ رکھنے والیاں - الخ

اور یہ کہ ہمارے رسول کی ایذا پر ڈٹی رہو گی (جو سیرت ازواج نبی پر گہری نظر رکھتے ہیں وہ جانتے ہیں مجموعی طور پر ایسی تھیں مگر سب کی سب ایسی نہیں تھیں یہ اکثریت کا حال بیان کیا گیا ہے -)

اور روایت میں یہ بھی وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ازواج کی ایذا رسانی کی وجہ سے ایک ماہ تک ان سے تعلق بالکل قطع رکھا - تمام تفاسیر اہلسنت میں ملاحظہ فرمائیں - اور یہ بالکل واضح بات ہے کہ نبیؐ کی بعض ازواج ایسی تھیں جو حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام سے لڑیں اور ان کی لڑائی بنص رسول خدا سے لڑائی ہے -

اور یہ بات بھولنے والی نہیں ہے کہ جب مسلح طاقت کی قیادت امام حسنؑ کو پیغمبر کے پاس دفن ہونے سے روکنے کے لئے عائشہ کر سکتی ہیں تو اگر امام حسینؑ کے جنگ کے موقع پر زندہ ہوتیں تو ابن میسون (یزید) ان کو امام حسینؑ کی جنگ کے واسطے ضرور بلاتا جب اس کو علم ہوتا کہ دو مسلمان میں مصالحت کرانے کے بہانے سے اہلبیت علیہم السلام کے مقابلہ میں نکل آئی تھیں (تو یزید کی دعوت پر امام حسینؑ کے مقابلہ میں ضرور نکلتیں ابن عباسؓ نے عائشہ کو اس سلسلہ میں خطاب کیا ہے جیسا کہ صوارم میں ہے -

تجملت تبغلت ولا عشت تفیلت
لک التسع من الثمن و بالکل تملکت

یعنی اے عائشہ تو (اہلبیت علیہم السلام کے مقابلہ میں) اونٹ پر سوار ہوئی (جنگ جمل میں) خچر پر سوار ہوئی (امام حسنؑ کے جنازہ پر تیر بارانی کے لئے) اور اگر کچھ اور جیتی رہتی تو ہاتھی پر سوار ہوتی

میراث پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں تیرا حق ۸/۱ کا ۹/۱ تھا، مگر تو نے پورے پر قبضہ کر لیا۔ یعنی اے عائشہ تو نے پورے حجرہ پر قبضہ کر لیا، حالانکہ یہ نو بیویوں کی میراث مع فاطمہؑ تھی ۸/۱ نو بیویوں کا حق تھا جس میں تم کو ۸/۱ کا ۹/۱ آتا اور باقی ۷/۸ فاطمۃ الزھرا علیہا السلام کا تھا۔ اور ان کے بعد ان کی اولاد کا حق تھا مگر تم نے سب پر قبضہ کر لیا جب نبی کی بیویوں میں ایک نے ایسے ظلم اور غضب کا ارتکاب کیا تو پھر بھلا وہ آیت تطہیر میں سب گناہوں سے پاک اور معصوم ہونے کے واسطے کیسے داخل ہو سکتی ہیں ام المومنین حضرت عائشہ کے متعلق یہ روایت بھی وارد ہوئی ہے کہ ایک دفعہ آپ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہ ناراض ہوئیں اور غصہ میں کہنے لگیں، اسی پر آپ یہ گمان کرتے ہیں کہ آپ خدا کے نبی ہیں (العیاذ باللہ) (ملاحظہ ہو احیاء العلوم غزالی جزو دوم باب سوم از کتاب "مکاشفۃ القلوب" باب ۹۴)

اے پڑھنے والے عقیل وفہیم کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے ایسے الفاظ کہے جاتے ہیں ؟

ازواج نبیؐ ہوتے ہوئے عام لوگوں کی ازواج کی طرح آداب کیخلاف باتوں کا ارتکاب کرتے ہوئے یہ بات کس طرح مناسب لائق ہو سکتی ہے کہ ان لغزشوں میں غرق اور ڈوبے ہوتے ہوئے اہلبیت علیہم السلام کیساتھ رجس سے پاک ہونے میں ان کو شریک کیا جائے۔

(فاعتبروا یا اولی الابصار)

(۴) اگر آیت ازواج نبی بالخصوص ام المومنین حضرت عائشہ کو شامل ہوتی وہ تو اس کے متعلق ڈھول پیٹتیں اور پروپیگنڈا کرتیں اور تمام زندوں بلکہ مُردوں تک کو سناتیں۔

(۵) اگر اس آیت سے خصوصی طور پہ ازواج ہی مراد ہوتیں یا پنجتن پاک کے ساتھ شریک ہوتیں تو ام المومنین جناب ام سلمہ داخل آیت ہونے کی زیادہ

Marfat.com

ستہ دار تھیں اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں ایک مقام رکھتی تھیں اور آیت بھی انہیں کے گھر میں نازل ہوئی ہے چونکہ ازواج نبی مراد نہیں تھیں۔ اس لئے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسا کو جناب ام سلمہؓ کے ہاتھ سے کھینچ کر ان کو کسا سے باہر کر دیا اور جب جناب ام سلمہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ کیا میں آپ میں سے نہیں ہوں تو آپ نے فرمایا نہیں۔ پس تم اپنی جگہ پر ٹھہری رہو تم نیکی پر ہو (مگر کسا کی اہل نہیں ہو) اسی طرح (ام المومنین) عائشہ اور زینب دونوں کو بھی اپنے ساتھ داخل ہونے سے روک دیا۔ ان دونوں کو بھی حضور نے یہی جواب دیا جو جناب ام سلمہ کو دیا تھا چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب، فاطمہ، الحسنین علیہم السلام کو کسا صرف اس وجہ سے اڑھائی اور انما یرید کہ کر منصب بشارت شفقت صرف اس رجہ سے پھیرا کہ ازواج وغیرہ ازواج سب مسلمانوں کو حضرت نے اپنے اس فرمان کے ذریعہ اہل بیت علیہم السلام سے بالکل علیحدہ اور الگ کر دیا اور وہ فرمان یہ ہے:-

اللھم ھولاء اھل بیتی اور دوسری روایت ہے **اللھم ھولاء اھلی** یعنی اے میرے اللہ یہی میرے اہلبیت ہیں یا یہی میرے اہل ہیں۔ یعنی ان کے سوا میرا کوئی اہلبیت یا اہل نہیں ہے۔

پس آیت کی تفسیر کرنے والے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو حضرت کی تفسیر کے بعد کونسی تفسیر قبول کی جائے۔ جو قرآن کو لائے ہیں وہ تو اپنی ازواج کو آیت سے خارج کر رہے ہیں اور جو اس کی تاویل کو جانتا نہیں وہ ان کو آیت میں داخل کر رہا ہے۔

(سبحان اللہ، مدعی سست گواہ چست)

(۲) پیغمبر خدا کا نصارائے نجران کے مقابلہ میں مقابلہ کے واسطے ازواج کا اپنے ساتھ نہ لینا اور انکو نہ نکالنا۔ ازواج نبی کے اہلبیت علیہم السلام میں داخل نہ

Marfat.com

ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے کیونکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نصاریٰ کو بلانے کا نصاریٰ سے وعدہ کر چکے تھے جیسا کہ قرآن نے بیان کیا ہے :-

قُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ اَبْنَائَنَا وَاَبْنَائَکُمْ وَنِسَائَنَا وَنِسَائَکُمْ وَاَنْفُسَنَا وَاَنْفُسَکُمْ (سورۃ آل عمران آیت ۶۱) - اسی طرح نصاریٰ کے سردار نے بھی اپنے ساتھیوں کو مخاطب کر کے یہ کہا تھا، کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اہلبیت علیہم السلام کو ساتھ لے کر مباہلہ کے لئے نکلیں تو ان سے مباہلہ نہ کرنا اور اگر اپنے اصحاب کو لے کر نکلیں تو بیشک مباہلہ کرنا - اور اس بات پر تمام مفسرین و مورخین کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مباہلہ کے لئے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ و حسینؑ کے سوا کوئی نہیں نکلا - پس اس سے بات بالکل کھل گئی کہ بس یہی پیغمبر کے اہلبیت علیہم السلام ہیں ان کے سوا اور کوئی نہیں اور اگر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اور کو اس قابل پاتے تو حق و باطل کے اس اہم موقعہ پر اسکو ضرور اپنے ساتھ باہر لاتے فقط یہی لوگ (علی، فاطمہ، حسن، حسین علیہم السلام) ہی تھے جن کو ساتھ لے کر نجران کے نصاریٰ کے مقابلہ میں مباہلہ کیا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کی طہارت اور ہر قسم کے رجس کے دور ہونے کا قرآن میں خدا نے ذکر فرمایا ہے -

(۷) علاوہ ازیں جب بلا کسی قید کے لفظ اہلبیت علیہم السلام بولا جاتا ہے تو اس کو عترت طاہرہ پیغمبر سمجھا جاتا ہے اور وہ علی و فاطمہ اور حسن و حسین علیہم السلام ہیں اور اسمیں مطلق طور پر ازواج کا کوئی دخل نہیں ہوتا اور اس واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہاں کہیں علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کی فضیلت کا اظہار مطلقاً احادیث میں فرمایا ہے وہ مسلمانوں کی کتب صحاح اور مسانید میں احادیث صحیحہ و متواترہ کی حیثیت سے مروی ہیں اور کسی نے بھی ان احادیث کے ذیل میں ازواج نبی کے داخل ہونے کا احتمال

Marfat.com

تک نہیں کیا جن میں سے دو عظیم المنزلت اور دونوں معتبر حدیثیں یہ ہیں جن کو جمہور المسلمین نے روایت کیا ہے۔

۱ حدیث ثقلین اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے
اِنِّی تَارِکٌ فِیْکُمُ الثَّقَلَیْنِ کِتَابَ اللّٰہِ وَعِتْرَتِیْ اَھْلَ بَیْتِیْ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُمْ بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوْا بَعْدِیْ اَبَدًا،
(مسلم جزء ۷ ص ۱۲۲ و ترمذی جزء ۲ ص ۳۰۷ و دارمی جزء ۲ ص ۴۳۲، و مسند احمد بن حنبل جزء ۳ ص ۱۴، ۱۷، ۲۶)

۲ حدیث سفینہ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے
مَثَلُ اَھْلِ بَیْتِیْ کَمَثَلِ سَفِیْنَۃِ نُوْحٍ مَنْ رَکِبَھَا نَجٰی وَمَنْ تَخَلَّفَ عَنْھَا ضَلَّ وَغَرِقَ وَھَوٰی (اس حدیث کو اعاظم علماء اہلسنت نے بیان کیا ہے جن میں سے ایک حاکم بھی ہیں جنہوں نے مستدرک جلد ۲ ص ۳۴۳ پر بیان کیا ہے)
اسکو یاد رکھئے کہ یہ ایک ایسی بات ہو گئی ہے جو مسلمانوں کے نزدیک بحث سے بے نیاز ہے۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ مسلمان اپنی محفلوں اور مجلسوں میں بلند آواز سے مدح اہلبیت علیہم السلام کرتے ہیں اور اہلبیت کا لفظ انہیں حضرات (علی بن ابی طالب، فاطمہ زہرا، حسنین شریفین علیہم السلام) پر بولتے ہیں۔ اور ان میں ازواج کے شامل ہونے کا دل میں خیال تک نہیں آتا۔

(۸) سنی، شیعہ شعرائے اہلبیت علیہم السلام کی مدح میں اشعار کہے ہیں اور سب نے انہیں پانچ ذوات مقدسہ اہل کسا سے اپنے کلام کو مخصوص کیا ہے اور ہم نے کسی ایک شاعر کو بھی نہیں دیکھا کہ اس نے ان پانچوں حضرات طاہرین کے سوا کسی دوسرے کو داخل کیا ہو۔

امام شافعی کی اس صراحت و وضاحت کو ملاحظہ فرمائیے :۔

یَا اَھْلَ بَیْتِ رَسُوْلِ اللّٰہِ حُبُّکُمْ	اے اہلبیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا نے
فَرْضٌ مِّنَ اللّٰہِ فِی الْقُرْاٰنِ اَنْزَلَہٗ	تمہاری محبت قرآن میں نازل کر کے فرض کر دیا ہے

Marfat.com

کفاکم من عظیم القدر انکم — تمہاری عظمت قدر و منزلت کے واسطے یہی کافی
من لم یصل علیکم لاصلوٰۃ لہٗ — ہے کہ جو تم پر صلوٰۃ نہ بھیجے اس کی نماز باطل ہے۔

اہلبیت سے اس مقام پر شافعی کا مقصد علی و فاطمہ اور حسنین شریفین علیہم السلام ہیں۔ اسی طرح اہل السنت والجماعت کے ہزاروں اماموں نے بھی صراحتاً لکھا ہے کہ ان سے مقصود عترت مصطفےٰ اولاد مرتضیٰ ہے جن سے اللہ نے ہر قسم کے رجس کو دور رکھا ہے اور ان کو پاک و پاکیزہ بنایا ہے۔

ہاں ادنیٰ قسم کا کلام ادنیٰ قسم کے لوگوں کا ہم کو پہنچا ہے، جیسے عکرمہ بربری اور مقاتل وغیرہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر دروغ بافی اور جھوٹ لگانے میں مشہور ہیں جنہوں نے کثیر التعداد حدیثیں گھڑ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر تھوپ دی ہیں۔ اے پروردگار ان کی تجھ سے شکایت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ صحیح حدیث موجود ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

ستکثر علی الکذابہ ومن — عنقریب (یعنی وفات کے ذرا بعد)
کذب علی فلیتبوا مقعدہ — مجھ پر جھوٹ لگانے والے بکثرت پیدا
من النار — ہوں گے اور جو شخص مجھ پر جھوٹ لگائے گا،
(الحدیث) — وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنائے گا۔

اور ظاہر ہے کہ آیت کو ازواج کے لئے مخصوص کہنا یا ان کو اہل بیت علیہم السلام کے ساتھ شریک کرنا، اہلبیت علیہم السلام کی ضد میں من گھڑت بات ہے اور اہلبیت علیہم السلام کی ضد میں بہت سی من گھڑت باتیں لوگ لاتے ہیں۔ حالانکہ بات بالکل واضح ہے (کہ یہ جھوٹ ہے) اس لئے یہ بات بالکل واجب اور ضروری ہے کہ اس قسم کی من گھڑت باتیں جو گھڑنت کرنے والے دجالوں کی طرف سے داخل ہو گئی ہیں۔ ان سے کتب سیر و تاریخ کو پاک کیا جائے۔

Marfat.com

حتمی طور پر یہ بات اب واضح ہوگئی ہے کہ آیت تطہیر اور رجس و پلیدی و گندگی کی دوری عترت طاہرہ کے ان آئمہ ہدیٰ سے مخصوص ہے، جو ذریت رسول اور ان کا گلدستہ عصمت ہیں وہی حضرات اس آیت صحیحہ کے حقدار اور اہل ہیں اور آیت میں لفظ اِنَّمَا جو مفید حصر ہوتا ہے ہمارے لئے مفید مقصود ہے۔

اور یہ بات بالکل وضاحت کے ساتھ ظاہر ہوگئی ہے کہ یہ آیت مبارکہ اس بات کی دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قریب ترین وعترت اہلبیتؑ یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام ہر قسم کے عیب سے پاک اور ہر قسم کے گناہوں سے معصوم ہیں اور عنقریب ہماری اس کتاب میں اس بات کا بیان آئے گا، کہ امامت کے واسطے سزاوار اور لائق صرف وہی شخص ہے جو ہر قسم کے عیب اور گناہ سے اس طرح پاک و پاکیزہ ہو جیسا آیت نے بیان کیا ہے اور اس سے ہم علی اور اولاد علی علیہم السلام کی امامت ثابت کریں گے۔ اور یہ کہ انہوں نے امر امامت کو قائم کیا یا لوگوں کے منحرف ہو جانے کی وجہ سے خاموش ہو کر بیٹھ گئے، جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت ہے آپؐ نے فرمایا:۔

الحسن والحسین امامان — حسن و حسین ہر حال میں امام ہیں۔ خواہ

قاما او قعدا — دونوں کھڑے ہوں یا بیٹھے ہوں۔

یعنی مطلب حضرت کا یہ ہے کہ خدا کی طرف سے جو منصوب و مقرر ہیں، اور جو اس طرح خدا کی طرف سے منصوب و مقرر ہو اس کی امامت کو لوگوں کے منحرف ہو جانے سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا اور نہ دوسرے لوگوں کے ولی بن بیٹھنے سے انکی امامت کو کسی قسم کا نقصان پہنچتا ہے اس لئے کہ امامت لوگوں کے بنانے اور ولی مقرر کرنے سے امام نہیں بنتے بلکہ خدا کے کر دینے اور ولی بنانے سے امام یا ولی بنتا ہے

(۹) امام بحرانی نے غایۃ المرام میں تقریباً ایک سو بیس حدیثیں ایسی بیان کی ہیں جو ازواج نبیؐ کو الگ کرکے اہلبیت علیہم السلام کو منحصر کر دیتی ہیں انہیں حضرات میں جن میں تقریباً ایک تہائی حدیثیں اہلسنت والجماعت کی طرف سے مروی ہیں۔
ان کی طرف رجوع فرمائیں۔

Marfat.com

(۱۰) سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور (جلد ۵ صفحہ ۱۹۸) میں روایت کیا ہے کہ پانچوں اہلِ کسار کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے اور بیس طریقہ سے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ اسی طرح جریر طبری نے اپنی تفسیر جامع البیان (جلد ۲۲ صفحہ ۵) پر سولہ طریقے سے بیان کیا ہے اور سید اجل آیۃ اللہ شہاب الدین مرعشی نجفی نے سید نور اللہ شستری کی کتاب احقاق الحق کی تعلیقات (جلد دوم صفحہ ۲۰۲) پر بہت سی احادیث اور متعدد روایات لکھی ہیں جو سب کی سب اہلسنت والجماعت کی کتابوں سے نقل کی ہیں۔ آیت تطہیر اہل کسا رخمسہ نجبا النبی و علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام) کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

بڑے بڑے مفسرین، مورخین اور سیرت نگاروں نے ان روایات پر اس مسئلہ میں اعتماد اور بھروسہ کیا ہے کہ یہ آیت شریفہ اہل کسا رخمسہ نجبا سے صراحۃً مخصوص ہے اور مزید وضاحت اور تتمیم فائدہ کی غرض سے اس مقام پر ہم چند احادیث جو ہمیں میسر ہو سکیں گی لکھیں گے۔ انشاء اللہ

(۱۱) امام احمد بن حنبل نے اپنے مسند (جلد ۳ صفحہ ۲۵۹) بحوالہ انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چھ ماہ تک یہ عمل رہا کہ نماز صبح کے واسطے صبح گھر سے نکلتے اور خانہ فاطمہ علیہا السلام کے پاس سے گزرتے تھے تو فرماتے تھے:۔

الصَّلٰوۃ یا اھل البیت	اے اہلبیت نماز کا وقت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ	یہ ارادہ ہے کہ تم کو ہر قسم کے رجس اور
الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ	گندگی سے پاک رکھے۔ اے اہلبیت تم
یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔	کو ایسا پاک رکھے جو پاک ہونے کا حق ہے

(۱۲) واحدی نے اپنی تفسیر میں اپنی کتاب (اسباب النزول صفحہ ۲۶۷) سے آیت کی تفسیر میں مذکورہ روایت کو لکھا ہے۔

(۱۳) ابن جریر طبری اس آیت کی تفسیر میں اپنی تفسیر کبیر، ابن منذر، ابن ابی

Marfat.com

حاتم، ابن مردویہ اور طبرانی وغیرہم سے اس روایت کو لکھا ہے۔
(۱۳) ترمذی، حاکم دونوں نے اسی روایت کو لکھا اور صحیح کہا ہے۔ ابن جریر ابن المنذر، ابن مردویہ اور بیہقی نے اپنی سنن میں مختلف طریقوں سے ام سلمہ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ یہ آیت تطہیر میرے گھر میں نازل ہوئی اور گھر میں علی، فاطمہ، حسن، حسین علیہم السلام تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ان سب کو اپنی کساء (چادر) سے ڈھانپ دیا اور پھر فرمایا:-

اَللّٰهُمَّ هٰٓؤُلَاۤءِ اَهْلُ بَیْتِیْ	اے میرے پروردگار یہی سب میرے اہلبیت
فَاَذْهِبْ عَنْهُمُ الرِّجْسَ	ہیں پس ان سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھ اور
وَطَهِّرْهُمْ تَطْهِیْرًا	پاک کر جو پاک کرنے کا حق ہے

(۱۴) مسلم نے فضائل اہلبیت علیہم السلام کے بیان میں اپنی صحیح (جلد ۲ ص ۳۳۱ پر) حضرت عائشہ سے روایت کی ہے وہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم صبح کر گھر سے نکلے آپ کے اوپر سیاہ بالوں کی منقش چادر تھی اتنے میں حسن علیہ السلام آگئے آپ نے حسن کو اپنی چادر کے اندر لے لیا۔ پھر حسین علیہ السلام آگئے وہ ان کے ساتھ چادر میں داخل ہو گئے۔ پھر حضرت فاطمہ زہرا علیہا السلام آئیں آپ نے ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا پھر علی بن ابی طالب علیہ السلام آئے۔ ان کو بھی چادر کے اندر جگہ دی اور داخل کر لیا۔ اور پھر فرمایا:-
اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا۔ (القرآن)

(۱۵) احمد بن حنبل نے اس حدیث کو ام المومنین حضرت عائشہ سے اپنے مسند میں نقل کیا ہے۔ ابن جریر طبری، ابن ابی حاتم، حاکم، صاحب الجمع بین الصحیحین، صاحب الجمع بین الصحاح الستہ نے بھی اس حدیث کو (اپنی اپنی کتاب میں) لکھا اور نقل کیا ہے۔ مزید اگر کوئی تشفی چاہتا ہے تو اس کو ابوبکر شہاب الدین کی کتاب رشفۃ الصادی کو دیکھنا چاہیے۔ صاحبان عقل کے واسطے یہ

Marfat.com

حوالہ جات کافی ہیں۔

امام شرف الدین نے اپنی کتاب الکلمۃ الغراء کے (صـــ۱۲) پر اس آیت تطہیر کو پنجتن پاکؑ کے ساتھ مخصوص ہونے پر برہان و دلیل بیان کی ہے لہذا اس کی طرف رجوع کریں۔

اس مقام پر ہم ان چند نصوص کو بیان کر دیں جو صراحتہً ازواج نبی کو اس آیت شریفہ سے خارج کر دیتی ہیں تو مضائقہ نہیں ہوگا اور ان نصوص اور ان نصوص کے درمیان کوئی منافاۃ اور اختلاف بھی نہیں جن میں آیت تطہیر کو پنجتن پاکؑ کے ساتھ مخصوص بتایا گیا ہے اور ان نصوص کو ہم یہاں صرف اس وجہ سے بیان کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے اندر اپنی ازواج کو بالکل صراحت و وضاحت کے ساتھ خارج فرمایا ہے

آیت تطہیر سے ازواج نبیؐ کے اخراج پر احادیث نبویؐ

(۱) احمد بن حنبل اپنے مسند (جلد ٦، صـــ۲۹۲) پر عبدالمالک سے روایت کرتے ہیں اور عبدالمالک نے عطا بن ابی رباح سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں، کہ مجھ سے اس شخص نے بیان کیا جس نے ام المومنین ام سلمہ سے سنا ہے، وہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے گھر میں تشریف فرما تھے کہ جناب فاطمہ علیہا السلام ایک پیالہ میں کچھ حریرہ آنحضرت کے پاس لیکر آئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چبوترہ پر خیبری کسا بچھائے ہوئے سو رہے تھے اور میں حجرہ میں نماز پڑھ رہی تھی کہ خداوند عالم نے یہ آیت تطہیر نازل فرمائی اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَ یُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا۔ ام المومنین جناب ام سلمہؓ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسا کا زائد حصہ پکڑ کر علی و فاطمہ اور حسن حسین علیہم السلام پر ڈھانک دیا اور آسمان کی طرف بلند آواز کر کے فرمایا:۔

Marfat.com

اللہم ھؤلاء اھل بیتی وخاصتی فاذھب عنھم الرجس وطھرھم تطھیرا۔ فادخلت راسی البیت فقلت انا معکم یارسول اللہ قال انک الی خیر انک الی خیر۔ (الحدیث)

اے میرے پروردگار یہ ہیں میرے اہلبیت اور میرے مخصوص افراد تو ان سے رجس کو دور رکھ اور ان کو ایسا پاک رکھ جو پاک رکھنے کا حق ہے ام سلمہ آگے آئیں [illegible] رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے دو مرتبہ فرمایا تم خود حق کی طرف ہو (مگر اس میں نہیں آسکتی)

(۲) احمد بن حنبل نے اس حدیث کو نقل کر کے فرمایا کہ عبدالمالک نے کہا کہ مجھ سے ابولیلیٰ نے کہا کہ انہوں نے ام سلمہ سے یہ روایت نقل کی ہے جیسا کہ عطا سے نقل کی گئی ہیں دو حدیثیں ایک جیسی اور مساوی درجہ کی ہیں اور عبدالمالک کہتا ہے کہ مجھ سے داؤد بن عوف الحجاف نے حوشب سے اور حوشب نے ام سلمہ سے ایسی ہی روایت نقل کی ہے۔

(۳) ابن کثیر نے اپنی تفسیر (جلد ۳ ص ۴۸۴) پر اس حدیث کو عطار اور واحدی سے کتاب اسباب النزول کے (ص ۲۶۷) پر سے نقل کیا ہے اور واحدی سے ابن صباغ مالکی نے اپنی کتاب الفصول المھمہ کے (ص ۸) پر اس حدیث کو نقل کیا ہے

(۴) صاحب طرائف نے اپنی کتاب طرائف (ص ۳۰) پر ثعلبی اور احمد بن حنبل نے بعض الفاظ میں تھوڑے سے فرق سے بیان کیا ہے۔

(۵) سیوطی نے درمنثور جلد ۵ ص ۱۹۸ پر ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور طبرانی اور ابن مردویہ نے ام المومنین ام سلمیٰ زوجہ نبی سے نقل کیا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ام سلمہ کے گھر میں اپنی خوابگاہ پر خیبری کساء اوڑھے ہوئے تشریف فرما تھے کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام ایک پیالہ لئے ہوئے آئیں جس میں حریرہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے شوہر اور اپنے بیٹے حسن وحسین علیہم السلام کو بلا لو۔ چنانچہ جناب

Marfat.com

فاطمہ علیہا السلام نے ان حضرات کو بلا لیا یہ حضرات کھا ہی رہے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آیت تطہیر اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَكُمْ تَطْهِیْرًا نازل ہوئی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی چادر جو اوڑھنے سے زائد تھی۔ اس سے ان سب حضرات کو ڈھانک لیا اور پھر اپنا ہاتھ چادر میں سے نکال کر آسمان کی طرف اشارہ کیا اور پھر کہا:۔

اللّٰھُمَّ ھٰؤُلاءِ اھل بیتی	اے پروردگار یہی میرے اہلبیت ہیں اور میرے
وَخَاصتی فاذھب عنھم الرجس	خاص لوگ ہیں ان سے ہر قسم کے رجس کو دور رکھ اور
وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا	آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ کہے ایسا پاک فرما جو پاک کرنے کا حق ہے۔

ام سلمہ کہتی ہیں کہ میں نے اپنا سر اس پردہ میں داخل کیا اور میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے دوبار فرمایا تم خیر پہ ہو، تم خیر پہ ہو (اہلبیت میں نہیں)

(۵) اس حدیث کو مولینا سید محسن امین نے اپنی کتاب اعیان الشیعہ جلد دوم صہ ۲۳۳ پر کتاب اسد الغابہ سے نقل کیا ہے۔

(۶) درمنثور میں سیوطی نے کہا ہے اور طبرانی نے جناب ام المومنین ام سلمہ سے اس حدیث کو لیا ہے کہ آنحضرتؐ نے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ اپنے شوہر اور ان کے دونوں بیٹوں (حسن وحسین علیہما السلام) کو میرے پاس بلا لاؤ چنانچہ وہ لے آئیں آپ نے ان سب پر فدک کی کساء اڑھائی اور پھر اپنا ہاتھ ان پر رکھا اور پھر (درگاہ خدا میں) عرض کی۔

اللھم ان ھولاءِ آل محمد	اے میرے اللہ یہی محمدؐ کی آل ہیں

اور دوسری روایت میں یہ لفظ ہیں:۔

آل محمد فاجعل صلوٰتک و	یہی محمدؐ کی آل ہیں تو اپنی صلوات و برکات ان

Marfat.com

برکاتك علی آل محمد کما	پر ویسی ہی نازل فرما جیسی ابراہیم کی آل
جعلتها علی آل ابراهیم انك	پر نازل فرمائی ہیں۔ بیشک تو قابلِ حمد
حمید مجید	اور صاحب مجد ہے

ام سلمہ فرماتی ہیں کہ میں نے چادر کو اٹھایا کہ میں ان کے ساتھ چادر میں داخل ہو جاؤں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میرے ہاتھ سے چادر کھینچ لی اور فرمایا انك علی خیر تم نیکی پر ہو (اہلبیت علیہم السلام میں نہیں)

(۷) احمد بن حنبل نے ام سلمہ سے یہ روایت اپنے مسند جلد ۶ صفحہ ۳۲۳ میں لکھی ہے

(۸) گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب صفحہ ۲۲۸ پر احمد سے فضائل علی میں نقل کیا ہے اور شہر بن حوشب اور ام سلمہ سے بھی روایت کی ہے۔

(۹) طبرانی نے ذخائر العقبیٰ صفحہ ۲۱ پر اس کو نقل کیا ہے اور اس کے بعد اس نے لکھا ہے کہ دولابی نے کتاب الذریۃ الطاہرہ میں اس کو لکھا ہے۔

(۱۰) نیز اس حدیث کو کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۰۳ پر اور ابن کثیر نے اپنی تفسیر کی جلد ۳ صفحہ ۴۸۴ پر اور ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمہ صفحہ ۷ پر اور ترمذی نے اپنی صحیح کی جلد ۲ صفحہ ۳۰۸ پر اور قندوزی حنفی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۱۰۷ پر اور شبلنجی شافعی نے نور الابصار کے صفحہ ۱۰۲ پر اور شیخ محمد صبان نے اسعاف الراغبین پر جو نور الابصار کے حاشیہ پر چھپی ہے صفحہ ۱۰۴ پر لکھا ہے اور ان سب کے علاوہ دیگر بڑے بڑے علماء سنت نے جن کے نام لکھنے سے بات بہت لمبی ہو جائے گی اس حدیث کو لکھا ہے۔ الفاظِ حدیث میں تھوڑا سا الفاظ کا ہیر پھیر ہے۔

ان صحیح النص روایات میں جنکو عام مسلمان علما نے روایت کیا ہے اس بات کی دلائل واضحہ براہین ساطعہ اور حجج قاطعہ موجود ہیں کہ تمام ازواج نبی آیت شریفہ سے خارج ہیں اور یہ پانچ اصحاب کساء کے حق میں نازل ہوئی ہے اور کسی کے حق میں نہیں اور اس حقیقت کا متعصب کے سوا کوئی ناحق انکار نہیں کر سکتا۔

Marfat.com

ازواج نبی کے اس آیت شریفہ سے خارج ہونے اور آیت کو پنجتن پاک کے حق میں خصوصی طور پر نازل ہونے اور اس شخص کے رد کے واسطے جو یہ گمان کرتا ہے کہ یہ آیت ازواج نبی کے واسطے مخصوص ہے یا جو یہ گمان کرتا ہے کہ ازواج اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ اس فضیلت میں شریک ہیں۔ ہم نے جو کچھ لکھا ہے وہ بالکل کافی ہے جو کچھ ہم نے پیش کیا ہے اس سے بھی مزید اگر کوئی شخص معلومات حاصل کرنا چاہتا ہے تو ہماری کتاب "الشیعة وحجتهم فی التشیع" کی طرف رجوع کرے اور دیکھے۔

جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس سے یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ آیۂ تطہیر اصحاب کساء کے ساتھ مخصوص ہے اور اس بات کی بھی دلیل ہے کہ یہ حضرات ہر قسم کے گناہوں اور ان گندگیوں سے بالکل معصوم اور پاک ہیں جن میں دوسرے لوگ ڈوبے ہوئے اور غرق رہتے ہیں خواہ گناہ کبیرہ ہو یا گناہ صغیرہ ہو (اہلبیت علیہم السلام ان سب سے پاک و معصوم ہیں)

اور یہ بات بھی محقق و ثابت ہو چکی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بلافصل خلیفہ علی بن ابی طالب علیہما السلام ہیں اور ان کے بعد امام حسن علیہ السلام پھر امام حسین علیہ السلام اور پھر دیگر نو امام اولاد امام حسین علیہ السلام سے یکے بعد دیگرے ان نصوص کی بنا پر امام ہیں جو سنی، شیعہ دونوں فریق کے نزدیک ثابت ہیں اور ہمارے مدعا پر دو باتیں دلالت کرتی ہیں۔

(۱) پہلی بات عصمت ہے۔ اور امام میں عصمت کا ہونا شیعوں کے نزدیک شرط ہے اس لئے کہ جس امام کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اقتدار کی جائے اور اس سے احکام حاصل کئے جائیں اگر وہ معصوم نہیں ہوگا تو اس کی بات پر کوئی وثوق و اطمینان نہیں ہوگا اور نہ اس کے سچے ہونے پر اعتماد و اطمینان ہوگا اور امام کے معصوم ہونے کے واسطے بھی وہی ثبوت و دلیل درکار ہے۔ جو نبی کے معصوم ہونے کے واسطے ضروری ہے اور آیت تطہیر امام اول امیر المومنین

علی بن ابی طالب اور ان کے دونوں فرزندوں حسن و حسین علیہم السلام کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ پس یہی بات ملے پائی کہ امامت انہیں کے واسطے ہے دوسروں کے واسطے نہیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہی خلیفہ اور امام ہیں، اور ان میں سے ہر ایک نے اپنے بعد آنے والے امام کی نص فرما دی ہے اور یہ سلسلہ امام آخر الزمان، امام مہدی المنتظر تک جاری رہا ہے لہذا انہیں کی بات ماننا اور انہیں کے احکام کا حاصل کرنا واجب ہے اس کے ساتھ ایک بات یہ بھی ہے کہ ان کے علاوہ دوسرے لوگ معصوم نہیں۔ جب عصمت نہیں ہے تو غلطی وصحت دونوں ثابت ہوگئیں ایسی صورت میں یہ بات صحیح نہیں ہو سکتی کہ شریعت رسول پر ایسا شخص متصرف ہو (جو خطا وصواب دونو کر سکتا ہو)

(۲) دوسری بات یہ ہے کہ جناب امام امیر المومنین علیہ السلام نے بہت سے مقامات پر بار بار اپنے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے جو کتب تاریخ میں موجود ہے۔ جیسا کہ آپ کے خطبہ شقشقیہ میں ہے جو جمہور مسلین کے نزدیک آپ ہی کا خطبہ ہے یہ بات ثابت ہے کہ اس میں آپ یہ فرماتے ہیں:۔

لقد تقمصها ابن قحافة وانه ليعلم ان محلى منها محل القطب من الرحى ينحدر عنى السيل ولا يرقى الى الطير	ابن قحافہ (ابوبکر) نے خلافت کی قمیص کو زبردستی اپنے اوپر ٹھونس کر پہن لیا ہے (جو اس پر فٹ نہیں آتی) اور وہ اس بات کو خوب جانتا ہے کہ خلافت کی بابت میرا مقام وہی ہے جو چکی کی کیل کا ہوتا ہے (جس طرح اس کی چکی کیل کے

گرد گھومتی رہتی ہے اسی طرح خلافت بھی میرے ہی ارد گرد گھومتی ہے) یعنی جس طرح چکی کے وجود کا دارومدار کیل پہ ہے اسی طرح خلافت کا دارومدار مجھ پہ ہے) بڑے بڑے طوفان مجھ سے نیچے رہ جاتے ہیں اور پرندہ میری بلندی تک پہنچ نہیں سکتا۔

نیز امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خلیفہ رسول ہونے کا طاہرہ مطہرہ صدیقہ کبریٰ سیدہ نساء المسلمین بضعۃ الرسول دختر رسول مقبول حضرت

Marfat.com

فاطمہ الزہرا اور ان کے دونوں فرزندوں حسن و حسین اور حسین کے نو فرزندوں علیہم السلام نے دعویٰ فرمایا ہے لہذا ان سب کے معصوم عن الخطا ہونے کی بنا پر تمام امت پر واجب تھا کہ ان کے دعوے کی تصدیق کرتے کیونکہ ان حضرات کیلئے ارتکاب کذب جائز نہیں کیونکہ کذب ایک قسم کا رجس ہے اور رجس ہر قسم کا ان حضرات سے آیت تطہیر نے دور کر دیا گیا ہے۔ ایس وضاحت کے ساتھ یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلافت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا حق ہے اور امیر المومنین علی بن ابی طالب کے خلیفہ رسول ہونے کی دلیل جو صرف اسی آیت تطہیر میں منحصر نہیں ہے، بلکہ دلائل و براہین اس کثرت سے موجود ہیں کہ ان کا شمار نہیں کیا جا سکتا یہاں تک کہ حاسد نے بھی اس کا اعتراف و اقرار کیا ہے اور دور قریب کے سب لوگوں نے پہچان لیا ہے اور موافق و مخالف سلف و خلف ہر ایک نے اس موضوع پر بہت کتابیں لکھی ہیں کہ ان کا احصاء و شمار نہیں ہو سکتا اور شیخ الشیعہ امام الشریعہ آیۃ اللہ العظمیٰ محمد بن یوسف بن المطہر المعروف بہ علامہ حلیؒ نے دو ہزار دلائل اس بات پر لکھی ہیں کہ بعد رسول اللہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہی خلیفہ اور جانشین ہیں ان میں سے ایک ہزار دلیل عقلی اور ایک ہزار دلیل نقلی یعنی آیات و احادیث کی روشنی میں لکھی ہیں اور اس کتاب کا نام رکھا ہے الفین (دو ہزار) (ترجمہ عنوان)

۳- آیۃ مباھلہ

خداوند عالم کا فرمان ہے:-

فمن حاجک فیہ من بعد ما جاءک من العلم، فقل تعالوا ندع ابناءنا وابناءکم ونساءنا ونساءکم وانفسنا وانفسکم ثم نبتہل فنجعل لعنۃ اللہ علی الکاذبین

یہ آیت آیت مباہلہ کہلاتی ہے ۔ سورہ آل عمران آیت ۶۱

ترجمہ:- پھر جو شخص عیسیٰ کے بارے میں تم سے حجت کرے بعد اس کے

Marfat.com

کہ تمہارے پاس علم آچکا ہے تو کہہ دو کہ آؤ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں، تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ، ہم اپنی عورتوں کو بلائیں تم اپنی عورتوں کو بلاؤ، ہم اپنے نفسوں کو بلائیں تم اپنے نفسوں کو بلاؤ، پھر ہم خدا کی طرف رجوع کریں اور خدا کی لعنت جھوٹوں پر قرار دیں۔" (ترجمہ مقبول احمد)

تمام مفسرین مختلف مذہب اور مختلف مشرب ہونے کے باوجود اس بات پر متفق ہیں کہ یہ "آیت مبارکہ مباہلہ" آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المؤمنین علی بن ابی طالبؑ فاطمۃ الزہرا، امام حسن اور امام حسین علیہم السلام پنجتن پاکؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور اس مقام پر تمام صحابہ موجود تھے مگر علی بن ابی طالب اور حسنین شریفین علیہم السلام کے سوا کسی مرد نے اس کا مصداق ہونے کا دعویٰ نہیں کیا اور وہاں پہ امہات المومنین ازواج نبی اور دیگر ہاشمیات بھی موجود تھیں مگر صدیقہ کبریٰ، بضعۃ الرسول فاطمۃ الزہراؑ کے سوا کسی عورت نے اس کے مصداق ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔ ہر بابصیرت شخص پر یہ بات بالکل مخفی نہیں ہے کہ اس مقام پر نفس سے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھائی چچا کا بیٹا علی بن ابی طالب علیہما السلام مراد ہے جو پیغمبر سے وہی نسبت رکھتا ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھی کیونکہ خداوند عالم نے اس آیت کے اندر علی علیہ السلام کو نفس رسولؐ قرار دیا ہے۔

خدا کی قسم یہ ایک بہت بڑی فضیلت ہے جس کے ساتھ ان کے سوا ساری امت کو چھوڑ کر انہیں حضرات کو خدا نے اس کے ساتھ مخصوص فرمایا ہے چنانچہ ابن حجر نے اپنی کتاب الصواعق المحرقہ باب گیارہویں میں دارقطنی سے ایک روایت ذکر کی ہے کہ علی ابن ابی طالب علیہما السلام نے یوم شوریٰ (کی کارروائی پر) شوریٰ والوں کے سامنے یہ احتجاج کیا اور ان سے فرمایا:-

انشدکم باللہ، ھل احد منکم اقرب الی رسول اللہ	میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں (ذرا بتاؤ) کوئی بھی تم میں ایسا ہے جو رحمی قرابت کے لحاظ

Marfat.com

فی الرّحم منی ومن جعلہ نفسہ، وابنائہ ابنائہ ونسائہ نسائہ غیری قالوا اللّٰھم لا۔ (الحدیث)

سے مجھ سے زیادہ رسولِ خدا کے ساتھ قرابت رکھتا ہو اور جس کو آنحضرتؐ نے اپنا نفس بنایا ہو اور اس کے بیٹوں کو اپنے بیٹے اور اس کی عورتوں کو اپنی عورتیں قرار دیا ہو؟ سب نے کہا بخدا نہیں۔ الخ

ایک شاعر نے امام علیہ السلام کی مدح میں شعر کہا ہے:۔

ھو فی آیۃ التباھل نفس المصطفی لیس غیرہ ایاھا

"آیۂ مباہلہ میں وہ نفسِ رسولؐ ہیں ان کے سوا اور کسی کو محمد مصطفیٰؐ مراد نہیں لیا۔"

پھر مباہلہ کا واقعہ مشہور و معروف ہے جس کو مفسرین، محدثین، مورخین، سیرت نگاروں، اخبار نویسوں اور جس نے بھی سنہ ۱۰ھ کے واقعات کو لکھا ہے تاریخی روشنی میں بیان کیا ہے ان سبھی لوگوں نے مباہلہ کے واقعہ کو لکھا ہے کیونکہ مباہلہ بھی اسی سنہ ۱۰ھ میں واقع ہوا ہے۔

(۲) امام فخر الدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر میں اس واقعہ کو لانے اور کہنے کے بعد لکھا ہے:۔

واعلم ان ھذہ الروایۃ کالمتفق علی صحتھا بین اھل التفسیر والحدیث الخ

"اور تم کو معلوم ہونا چاہئے کہ روایت مباہلہ ایسی روایت ہے جس کے صحیح ہونے پر گویا سب اہل تفسیر اور اہل حدیث متفق ہیں۔ الخ

(۳) علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف جلد اول صفحہ ۱۹۲ پر آیت مباہلہ کے ذیل میں لکھا ہے ـــــ مروی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصاریٰ نجران کو مباہلہ کے واسطے دعوت دی تو انہوں نے جواباً کہا کہ ابھی تو ہم واپس جاتے ہیں، اس معاملہ پر غور و فکر کریں گے۔ جب یہ لوگ اپنے مقام میں تنہا اکٹھے ہوئے تو اپنے سردار عاقب سے کہا جو ان میں بہت صاحب الرائے شخص تھا کہ اے بندہ مسیح اب کیا رائے ہے (مباہلہ کریں یا نہ) اس نے جواب دیا اے قوم نصاریٰ تم بات کو

Marfat.com

سمجھ بوجھ چکے ہو کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً نبی مرسل ہیں اور تمہارے مسیح کے معاملہ میں وہ قطعی حکم تمہارے پاس لا چکے ہیں بخدا جس قوم نے کسی نبی سے مباہلہ کیا ہے، اس کا کوئی بڑا چھوٹا زندہ باقی نہیں رہا اگر تم نے مباہلہ کر لیا تو تم ہلاک ہو جاؤ گے،

اور تم صرف اپنے دین کی محبت میں اور اس بات کی خاطر کہ تم اپنے دین پر باقی رہو اس شخص کی نبوت کا انکار کرو گے لہذا میری رائے تو یہی ہے کہ اس شخص کو اس کے حال پر چھوڑ دو اور تم اپنے وطن واپس چل دو، چنانچہ یہ حضرت کی خدمت میں اس وقت آئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صبح کے وقت امام حسین علیہ السلام کو گود میں لئے ہوئے اور امام حسن علیہ السلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے جناب فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ان کے پیچھے چلی آ رہی تھیں اور علی علیہ السلام ان کے پیچھے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان سب سے یہ کہتے آرہے تھے کہ میں دعا کروں گا تم آمین کہنا۔ یہ دیکھ کر نجران کے سردار عالم اسقف سید المسیح نے کہا اے گروہ نصاریٰ۔

إني لأرى وجوهاً لـــو لها الله ان يزيل جبلا من مكانه لازنها فلا تباهلوا فتهلكوا ولا يبقى على وجه الارض نصراني الى يوم القيامة۔

میں کچھ ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ خدا ان کی وجہ سے اگر پہاڑ کو اس کی جگہ سے ہٹانا چاہے تو ہٹا دے گا۔ لہذا ان کے ساتھ مباہلہ نہ کرو ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہیں رہے گا۔

چنانچہ یہ نصاریٰ کہنے لگے،۔

یا ابا القاسم رأينا ان لا نباهلك وان نقرك على دينك ونثبت على ديننا۔

اے ابوالقاسم ہم نے یہی رائے قائم کی ہے کہ آپ سے ہم مباہلہ نہ کریں آپ کو اپنے دین پر رہنے دیں اور ہم اپنے دین پر ثابت قدم رہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب تم (حسب وعدہ) مباہلہ

Marfat.com

کرتے (اپنے وعدہ سے پھر گئے ہو) تو مسلمان ہو جاؤ جو نفع و نقصان مسلمانوں کے لئے ہے وہی حقوق تمہیں بھی حاصل ہو جائیں گے مگر انہوں نے انکار کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اچھا تو تم سے جنگ کرنے کو تیار ہوں انہوں نے جواباً عرض کیا کہ عربوں سے لڑنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے لیکن ہم آپ سے اس بات پر صلح کرنا چاہتے ہیں کہ آپ ہم سے جنگ نہ کریں اور نہ ہم کو خوفزدہ کریں۔ اور نہ ہم کو ہمارے دین سے ہٹائیں۔ اس کے عوض میں سالانہ دو ہزار جوڑے ایک ہزار ماہ صفر میں اور ایک ہزار ماہ رجب میں ادا کریں گے اور سالانہ لوہے کی تیس عادی زرہیں پیش کریں گے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شرط پر ان سے صلح کر لی اور فرمایا مجھے اس ذات پاک کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ لوگ جھک نہ جاتے تو اہل نجران پر ہلاکت وتباہی آچکی تھی اور یہ بندروں اور سوروں کی شکل میں مسخ ہو جاتے اور پوری وادی آگ کی شکل میں بھڑک اٹھتی اور اللہ تعالیٰ نجران اور نجران کے باشندوں کو بیخ وبنیاد سے اکھاڑ پھینکتا یہاں تک درختوں پر بیٹھے ہوئے پرندہ تک تباہ ہو جاتے اور قوم نصاریٰ پر ایک سال نہ گزرنے پاتا کہ تمام دنیا میں سب ہلاک ہو جاتے

(۴) ام المومنین عائشہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سیاہ بالوں کی منقش چادر اوڑھے ہوئے نکلے اور امام حسن علیہ السلام ان کے پاس آ گئے ان کو بھی چادر میں لے لیا، پھر جناب امام حسین علیہ السلام آ گئے، ان کو بھی چادر میں داخل کر لیا پھر فاطمہ علیہا السلام آئیں پھر علی علیہ السلام آئے ان دونوں کو بھی چادر میں لے لیا۔ پھر فرمایا:۔ اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰہُ لِیُذْھِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَھْلَ الْبَیْتِ وَیُطَھِّرَکُمْ تَطْھِیْرًا یہاں تک کہ اس کے بعد اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِی (وغیرہ) فرمایا۔ اصحاب کسا کی فضیلت پر اس سے زیادہ قوی اور مضبوط دلیل اور کوئی نہیں ہے۔

قول مؤلف۔ کس قدر یہ بڑی عزت و مکرمت ہے کہ جس سے مینے

Marfat.com

(اور سینوں میں دل) روشن ہو جاتے ہیں اور یہ وہ بڑی عزت و منقبت ہے جس کو نہ ان سے پہلے کوئی حاصل کر سکا اور نہ ان کے بعد ان کو کوئی پہنچ سکے گا تحقیق یہ بات معلوم ہے کہ شان اہلبیت (یعنی علی و فاطمہ حسن و حسین علیہم السلام) میں اس آیت شریفہ کے نازل ہونے کے متعلق جو معتبر احادیث وارد ہوئی ہیں وہ متواتر ہیں جن کو مفسرین، محدثین، سیرت نگاروں اور مورخوں سبھی نے لکھا ہے اور جس شخص نے بھی سنہ ۱۰ھ کے واقعات کو مورخانہ انداز میں لکھا ہے۔ اس نے واقعہ مباہلہ کو نقل کیا ہے کیونکہ یہی سنہ ۱۰ھ ہے جس میں مباہلہ پیش آیا ہے، اور اب میں اپنے صاحب کرم پڑھنے والوں کی مزید اطلاع کی غرض سے وہ چند احادیث وغیرہ لکھتا ہوں جو آئمہ اہلسنت والجماعت کی طرف سے وارد ہوئی ہیں

(۵) حافظ ابوعبداللہ مسلم بن حجاج نیشاپوری اپنی صحیح (صحیح مسلم جلد ۷، ص ۱۲۰) پر کہتے ہیں کہ ہم سے قتیبہ بن سعید اور محمد بن عباد نے بیان کیا ہے اور دونوں کے الفاظ قریب قریب یکساں ہیں ان دونوں نے کہا کہ ہم سے حاتم (ابن اسمٰعیل) نے بحوالہ بکیر بن مسمار اور انہوں نے عامر بن سعد بن ابی وقاص سے اور انہوں نے اپنے باپ سے نقل کیا ہے کہ معاویہ بن ابوسفیان نے سعد سے کہا کہ تمہیں ابوتراب علیؑ کو سب کرنے اور گالیاں دینے سے کیا بات روکتی ہے اس نے جواب دیا کہ تمہیں وہ تین باتیں یاد نہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے بارے میں کہی ہیں میں علی علیہ السلام کو ہرگز سب نہیں کروں گا اور کبھی گالی نہیں دونگا کیونکہ اگر ان تین میں سے ایک بھی مجھے میسر ہوتی تو میرے لئے سرخ رنگ کے اونٹوں سے بہتر تھی یہاں تک کہ سعد نے کہا:۔

ولما نزلت هٰذه الاٰية	اور جب یہ آیت مباہلہ نازل ہوئی کہ اے
فقل تعالوا ندع أبنائنا وابنائكم	پیغمبر تم کہہ دو کہ ہم اپنے بیٹوں کو بلائیں
ونسائنا ونسائكم وانفسنا	اور تم اپنے بیٹوں کو بلاؤ۔ ہم اپنی عورتوں کو
وانفسكم ۔۔۔ الخ	بلائیں اور تم اپنی عورتوں کو بلاؤ۔۔۔۔ الخ

Marfat.com

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو بلایا اور فاطمہؑ حسنؑ وحسینؑ کو بھی بلایا اور فرمایا :۔

اللّٰھُمَّ ھٰؤلاءِ اَھلی اے میرے اللہ یہ میرے اہل ہیں۔

(۶) احمد بن حنبل نے اپنے مسند (جلد اول ص ۱۸۵) میں لکھا ہے کہ ہم سے عبداللہ نے بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا وہ کہتے ہیں کہ ہم سے قتیبہ بن سعید نے بیان کیا وہ کہتے ہیں مجھ سے حاتم بن اسماعیل نے بکیر بن اسمٰعیل کے حوالہ سے بیان کیا انہوں نے عامر بن سعد سے اور انہوں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے ہیں کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جنگ کے لئے گئے تو علی علیہ السلام کو اپنا جانشین بنا گئے انہوں نے جاتے وقت کچھ باتیں فرمائیں جو راوی نے نقل کیں، یہاں تک کہ جب یہ قل تعالوا والی آیت مباہلہ نازل ہوئی، تو جناب رسول خدا نے علیؑ و فاطمہؑ اور حسنؑ وحسینؑ کو بلایا اور پھر فرمایا :۔

اللّٰھُمَّ ھٰؤلاءِ اَھلُ بَیتی اے میرے اللہ یہ میرے اہلبیت ہیں۔

(۷) طبری نے اپنی تفسیر (جلد ۳ ص ۱۹۲) اس موضوع پر بہت سی احادیث مختلف طریقوں سے زید بن علی اور سدی اور قتادہ اور ابن زید اور یشکری نے روایت کی ہیں۔

(۸) سیوطی نے اپنی تفسیر در منثور (جلد ۲ ص ۳۸) پر جابر سے روایت کی ہے انہوں نے آخر میں بیان کیا ہے کہ انفسنا و انفسکم سے محمد و علی اور وابنائنا سے حسن و حسین اور ونسائنا سے فاطمہ زہرا (علیہم السلام) مراد ہیں۔

(۹) واحدی نے اپنی کتاب اسباب النزول (ص ۷۴) پر آخر میں کہا ہے کہ شعبی کا کہنا ہے کہ ابنائنا حسن وحسین ونسائنا فاطمہ زہرا اور وانفسنا سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

(۱۰) قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ ص ۴۳ پر مختلف طریقوں سے روایت کیا ہے کہ حسب آیت کریمہ مباہلہ میں علی نفس رسول ہیں۔

(۱۱) شبلنجی نے اپنی کتاب نور الابصار ص ۱۰۱ پر لکھا ہے کہ (آیۃ مباہلہ میں) نسائنا سے فاطمہؑ ابنائنا سے حسنؑ وحسینؑ فرزندان علیؑ بن ابی طالبؑ اور انفسنا سے آنحضرتؐ اور علیؑ بن ابی طالبؑ مراد ہیں

(۱۲) طبری نے کتاب ذخائر العقبیٰ صـ۲۵ پر
(۱۳) گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب صـ۵۴ پر
(۱۴) حاکم نے مستدرک (جلد ۳ صـ۱۵۰) پر
(۱۵) ابونعیم نے اپنی کتاب دلائل النبوۃ صـ۲۹۷ پر
(۱۶) بغوی نے اپنی کتاب معالم التنزیل (جلد اول صـ۳۰۲) پر
(۱۷) امام فخرالدین رازی نے اپنی کتاب تفسیر (جلد ۸ صـ۸۵) پر
(۱۸) ذہبی نے تلخیص المطبوع میں مستدرک حاکم کے ذیل میں (جلد ۳ صـ۱۵۰) پر
(۱۹) الجزری جو ابن اثیر کے نام سے مشہور ہے اپنی کتاب اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ (جلد ۴ صـ۲۵) پر
(۲۰) سبط ابن جوزی نے اپنی کتاب تذکرہ صـ۱۷ پر
(۲۱) قرطبی نے اپنی کتاب الجامع لاحکام القرآن (جلد ۳ صـ۱۰۴) پر
(۲۲) قاضی بیضاوی نے اپنی تفسیر بیضاوی (جلد ۲ صـ۲۲) پر
(۲۳) ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب الاصابہ (جلد ۲ صـ۵۰۳) پر لکھا ہے۔
(۲۴) شیخ محمد بن طلحہ شافعی نے مطالب السؤل صـ۷ پر (اس موضوع کو لکھا ہے) جس کے الفاظ یہ ہیں:-

اما آیت المباھلہ فقد نقل الرواۃ الثقاۃ والنقلۃ الاثبات نزولھا فی حق علی و فاطمۃ والحسن والحسین	لیکن آیت مباہلہ کے متعلق معتبر اور باوثوق راویوں اور ثابت الفضل والقدم ناقلین نے لکھا ہے کہ یہ آیت علی فاطمہ اور حسن وحسین علیہم السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے

اور نقل و بیان کرنے والے اتنے لوگ ہیں جن کے نام لکھنے کی ہماری مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے اور ان سب لوگوں نے اپنی اپنی کتابوں میں ثابت کیا ہے اور مختلف طریقوں سے معتبر روایات سے لکھا ہے کہ یہ آیت پنجتن پاکؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

Marfat.com

(۲۵) سید بحرانی علیہ الرحمۃ نے اپنی کتاب غایۃ المرام صت ۳۰ پر اس آیت سے تعرض کیا ہے اور اس کو علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہ السلام کے حق میں نازل ہونے کو بیان کیا ہے چنانچہ وہ اہلسنت کے طریقہ اور راویوں سے ۱۹ حدیثیں اور شیعوں کے طریقہ اور راویوں سے ۱۵ حدیثیں لائے ہیں۔

(۲۶) آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفی نے شہید ثالث نور اللہ شستری کی کتاب احقاق الحق کی تعلیقات کے صت ۴۶ پر اہلسنت کے اماموں کے بیان کو لکھا ہے جن سے آیت مباہلہ کے آئمہ اطہار علیہ السلام کے شان میں نازل ہونے کی روایات کے مدارک کی طرف راہنمائی ہوتی ہے اس کی طرف رجوع فرمائیں۔

قول مؤلف اس آیت شریفہ سے بالکل ظاہر اور واضح ہو گیا ہے کہ یہ بات بالکل ضروری اور واجب ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد ان کے خلیفہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہی ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے علی علیہ السلام کے علم و اخلاق کرم و شجاعت و حلم اور کثرت اخلاق حسنہ اور رعایات کریمہ اور ضعفاء پر مہربانی اور ظالموں اور سرکشوں پر شدت گرفت اور ان کو عطا شدہ ہر منزلت رفیعہ کو دیکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ جل شانہ نے ان کو بجز نبوت کے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا نفس قرار دیا ہے...

جس کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث انت منی کا فرمان ہے۔

انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی	"اے علی تم کو مجھ سے وہی نسبت ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبی کوئی نہ ہوگا۔ "میں موجود ہے"

لہٰذا علی علیہ السلام پر کسی دوسرے کو مقدم کرنا مطلقاً جائز نہیں خواہ معصوم ہی ہو چہ جائیکہ غیر معصوم۔ اس لئے جو علی علیہ السلام پر تقدم کریگا گویا وہ رسول اللہ پر تقدم کرے گا اور یہ بات شرعاً مناسب و جائز نہیں ہو سکتی ذرا ہوش و

Marfat.com

حواس سے توجہ کریں اور انصاف کو کام میں لائیں۔

(۴) آیۃ المودّۃ

اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے قل لآ اسئلکم علیہ اجرًا الّا المودّۃ فی القربیٰ الخ (سورۃ الشوریٰ آیۃ ۲۳) (اے رسولؐ) تم کہہ دو کہ میں اس (تبلیغِ رسالت) کا اپنے قرابتداروں (اہلبیتؑ) کی محبت کے سوا تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔

تمام شیعہ مفسرین اس بات پر متفق ہیں کہ یہ آیت شریفہ اہلبیت رسول علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کی شان میں خاص طور پر نازل ہوئی ہے سنیوں کی تفسیروں اور ان کی صحاح و مسانید میں بھی ایسا ہی وارد ہوا ہے باوجود اس بات کے کہ یہ لوگ اس بات کا اقرار و اعتراف کرتے ہیں کہ یہ آیت شریفہ عترت طاہرہؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے لیکن ان میں سے ابن تیمیہ، ابن کثیر اور ان کے ہم مسلک دشمنان اہلبیت (علیہم السلام) اور حاملان روح امویہ کچھ تھوڑے سے لوگ ایسے بھی آپ کو نظر آئیں گے جو جان بوجھ کر اہلبیت علیہم السلام کی مخالفت کرتے ہیں، اور جو کچھ خدا نے نازل فرمایا ہے اس کے خلاف اپنی من گھڑت تفسیر بیان کرتے ہیں مگر اہلبیت کا اس پر اجماع ہے اور اسی طرح ان کے دوست خواہ اسلاف ہوں یا اخلاف سبھی اس بات میں اتفاق رکھتے ہیں کہ قُربیٰ سے وہ لوگ مراد ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے قرابت قریبہ رکھتے ہیں یعنی علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام بس یہی لوگ تمام لوگوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے متصل ترین اور قریب ترین ہیں اور آیت مبارکہ میں جو لفظ حسنۃ وارد ہوا ہے اس سے صرف مودت و موالات اہلبیت علیہم السلام مراد ہے اور اللہ تعالیٰ اہل بیت علیہم السلام سے محبت رکھنے والوں کے واسطے بخشنے والا اور ان کے محب اہلبیتؑ ہونے کا شکر گزار بھی ہے اور یہ بات ہم سب شیعوں کے نزدیک متفق علیہ ہے اس میں دو شخص بھی اختلاف کرنے والے نہیں ہیں اور نیز ہمارے

Marfat.com

نزدیک محبت اہلبیت علیہم السلام ضروریات دین میں سے ہے جس کے بارے میں بحث و تمحیص کی ضرورت نہیں ہے اور عترت طاہرہ سے اس کے متعلق احادیث بکثرت وارد ہوئی ہیں ۔

اب اپنے پڑھنے والے شریف کے سامنے عترت طاہرہ کے علاوہ صرف اہل السنت والجماعت سے نقل کردہ چند احادیث پیش کرتے ہیں ۔

(۱) احمد نے باب المناقب میں اور طبرانی ، حاکم ، اور ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے جیسا کہ ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق محرقہ کے باب گیارہ اور فصل اول میں آیات کی تفسیر کے سلسلہ میں آیت ۱۴ کی تفسیر میں لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت مودۃ نازل ہوئی تو لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ کے وہ قرابتدار کون سے ہیں جن کی مودت ہم پر واجب قرار دی گئی ہے ۔ آپ نے فرمایا علیؑ و فاطمہؑ اور ان کے دونوں فرزند ہیں ۔ الخ

(۲) ابن منذر ، ابن مردویہ مقریزی سے اور بغوی ، ثعلبی نے اپنی تفسیر دل میں اور سیوطی نے درمنثور میں ،
اور حافظ ابونعیم نے حلیہ میں اور حموینی نے اپنے فرائد میں اور واحدی اور ابن مغازلی نے مناقب میں نقل کیا ہے ۔

(۳) علامہ زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف (جلد ۲ صہ ۲۴۹) اور محب الدین طبری نے ذخائر (صہ ۲۵) اور نیشاپوری نے اپنی تفسیر میں اور حموینی نے اپنے فرائد میں ابن طلحہ شافعی نے مطالب السؤل (صہ ۸) پر لکھا ہے اور اس کو حدیث صحیح قرار دیا ہے ۔

(۴) فخر الدین رازی اپنی تفسیر میں اور تفسیر رازی کے حاشیہ (جلد ۷ صہ ۶۶۵) پر ابو سعود نے اور نسفی نے اپنی تفسیر میں جو تفسیر خازن کے حاشیہ (جلد ۴ صہ ۹۹) پر ہے لکھا ہے ۔

Marfat.com

(۵) ابوحیان نے اپنی تفسیر (جلد ۷ ص ۵۱۶) اور ابن صباغ مالکی نے اپنی کتاب الفصول المہمہ (ص ۱۷) اور حافظ الہیثمی نے المجمع (جلد ۹ ص ۱۶۸) پر اور گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب ص ۳۱ پر اور القسطلانی نے المواہب میں اس کو ذکر کیا ہے اور اس نے لکھا ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام اقرباء کی محبت کو لازم قرار دیا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت عظیم علیہم السلام اور ان کی ذریت کی محبت کو فرض قرار دیا ہے، چنانچہ ارشاد فرماتا ہے:۔

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ

(۶) زرقانی نے شرح مواہب (جلد ۷ ص ۳، ص ۲۱) پر شبلنجی نے نور الابصار (ص ۱۱۲) پر اور صبان نے کتاب اسعاف بر حاشیہ نور الابصار (ص ۱۰۵) پر اور ابن حجر مکیؒ نے صواعق محرقہ (ص ۱۰۱، ۱۳۵) اور سیوطی نے کتاب احیاء المیت بحاشیہ اتحاف (ص ۲۳۹) پر اس کو بیان کیا ہے۔

(۷) بخاری نے اپنی صحیح بخاری میں (جلد ۶ ص ۱۲۹) پر ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ ان سے اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبیٰ کے بارے میں سوال کیا گیا تو سعید بن جبیر نے کہا کہ قرابتداران محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد ہیں۔

(۸) طبرسی نے اپنی تفسیر (جلد ۲۵ ص ۱۴، ۱۵) پر سعید بن جبیر سے روایت کی ہے کہ قُل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ میں قربیٰ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرابتدار مراد ہیں۔

(۹) ابن حجر عسقلانی نے الکاف الشاف فی تخریج احادیث الکشاف (ص ۱۴۵) پر لکھا ہے کہ طبرانی اور ابن حاتم اور حاکم نے مناقب شافعی میں حسین اشقر سے اور اس نے قیس بن ربیع سے اور اس نے اعمش سے اس نے سعید بن جبیر سے اور انھی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا گیا یا رسول اللہ آپ کے وہ قرابتدار کون سے ہیں جنکی محبت

Marfat.com

ہم پر واجب کی گئی ہے حضرت نے فرمایا علی و فاطمہ اور ان کے دونوں فرزندان حسن و حسین (علیہم السلام)

(۱۰) قندوزی حنفی اپنی کتاب ینابیع المودۃ (مطبع استنبول صـ۱۰۶) پر کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں بسند سعید بن جبیر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ یہ آیت شریفہ پنجتن پاکؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۱) طبرانی نے معجم کبیر میں بھی اس آیت مبارکہ کا نزول پنجتن پاکؑ کی فضیلت میں لکھا ہے۔

(۱۲) ابو حاتم نے بھی اپنی تفسیر میں اور حاکم نے مناقب میں لکھا ہے کہ یہ آیت شریفہ پنجتن پاکؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۳) واحدی نے وسیط میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں لکھا ہے کہ یہ آیت مبارکہ پنجتن پاکؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۴) ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اور حموینی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں لکھا ہے کہ یہ آیت مبارکہ پنجتن پاکؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۱۵) ابو بکر بن شہاب الدین الشافعی نے اپنی کتاب رشفۃ الصادی (صـ۲۳) پر سیرت ملا کے حوالہ سے حضرت کی حدیث لکھی ہے کہ (حضرت نے فرمایا)

اِنَّ اللّٰہَ جَعَلَ اَجْرِیْ عَلَیْکُمُ الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی وَاِنِّیْ سَائِلُکُمْ عَنْھُمْ غَدًا۔	اللہ تعالیٰ نے میرے اجر رسالت میں میرے اہلبیتؑ کی محبت تم پر واجب قرار دی ہے اور کل روز قیامت میں تم سے ان لوگوں کے متعلق پوچھونگا (کہ تم نے کیا کیا)

احمد نے مناقب میں اور طبرانی نے کبیر میں اور دیگر لوگوں نے بھی اسکو روایت کیا ہے۔

(۱۶) اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ جب یہ آیت شریفہ قُلْ لَّا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّۃَ فِی الْقُرْبٰی نازل ہوئی

Marfat.com

تو لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ قرابت دار آپ کے کون سے ہیں جن کی محبت ہم پر واجب کی گئی ہے۔ فرمایا علی و فاطمہ اور ان کے دونوں فرزند (علیہ السلام) ہیں۔

(۷) بغوی نے اپنی تفسیر میں اور ثعلبی نے اس روایت کو نقل کیا ہے اور اس بات کا جزم و یقین کیا ہے کہ یہ ابن عباس کی روایت ہے جب یہ آیت شریفہ قل لا اسئلکم نازل ہوئی تو لوگوں نے اپنے دلوں میں کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اس سے صرف یہ چاہتے ہیں کہ ہم کو اپنے اقارب کی محبت پر آمادہ اور تیار کریں۔

جبریلؑ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کیا کہ ان لوگوں نے آپ پر یہ اتہام لگایا ہے تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔

اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا۔ الخ — کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ محمدؐ نے خدا پر افتراء کیا ہے۔ الخ

تب لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بے شک آپ صادق اور سچے ہیں۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

وَهُوَ الَّذِیْ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ۔ — "یعنی وہ وہی خدا تو ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے"

(یعنی تم نے پہلے بدگمانی کر کے گناہ کیا تھا اب خدا نے تمہاری توبہ قبول کر لی ہے)

(۸) طبرانی نے الاوسط میں اور الکبیر میں ابوطفیل سے امام حسن علیہ السلام کا ایک خطبہ روایت کیا ہے جس میں آپ کے یہ الفاظ موجود ہیں:۔

انا من اهل البيت الذين افترض الله سبحانه مودتهم وولايتهم فقال فيما انزل على محمد، قل لا اسئلكم عليه	میں ان اہلبیت میں سے ہوں جن کی محبت کو اللہ تعالیٰ نے اور ان کی ولایت کو لوگوں پر واجب قرار دیا ہے۔ پھر فرمایا محبت اور ولایت اس فرمان میں واجب قرار دی ہے

Marfat.com

اَجرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِی الْقُربٰی جو محمدؐ پر بالفاظ قل لا اسئلکم الخ نازل ہوا ہے

دوسری روایت میں ہے (الفاظ درج ذیل ہیں)

انا من اھل البیت الذین افترض اللہ مودتھم علی کل مسلم وانزل فیھم، قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربٰی

"میں ان اہلبیت میں سے ایک فرد ہوں جن کی مودت اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض کی ہے اور انہیں کے بارے میں یہ آیت قل لا اَسْئَلُکُمْ عَلَیْہِ اَجْرًا۔ الخ نازل ہوئی ہے۔"

ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنًا واقتراف الحسنۃ مودتنا اھلبیت

اے پیغمبر تو کہہ دے کہ میں تم سے کوئی اجرِ رسالت نہیں مانگتا سوائے اس کے کہ میرے قرابتداران سے مودت رکھو اور جو نیکی کمائے گا ہم اس میں نیکی بڑھا دیں گے۔ اور اقتراف الحسنہ (نیکی کمانا) سے ہم اہلبیت کی مودت مراد ہے

(۱۹) سدی نے ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کے قول من یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنًا (جو نیکی کمائے گا ہم اس کے لئے اس نیکی اور بھلائی کو زیادہ کردیں گے) روایت کی ہے کہ یہاں حسنۃ سے آلِ محمدؐ کی مودت مراد ہے۔

(۲۰) حاکم نے بحذف اسناد مستدرک (جلد ۳ صـ۱۷۲) پر عمر بن علی سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے علی بن الحسین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں کہ شہادت امیر المومنین کے بعد ایک دن امام حسن علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھا، حمد و ثنائے الٰہی بجا لائے (خطبہ پڑھا حتی کہ فرمایا

وانا من اھل البیت الذین اذھب اللہ عنھم الرجس و طھرھم تطھیرًا

میں ان اہل بیت میں سے ہوں جن سے اللہ نے ہر قسم کی پلیدی اور نجاست کو دور رکھا ہے اور ان کو پورا پاک بنادیا ہے۔

وانا من اھل البیت الذین افترض اللہ مودتھم علی کل

اور میں ان اہلبیت میں سے ہوں جنکی مودت کو اللہ تعالیٰ نے ہر مسلمان پر فرض قرار دیا ہے

Marfat.com

مسلم فقال اللہ تعالیٰ لنبیہ قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیہا حسنا۔الخ فاقتراف الحسنۃ مودتنا اھل البیت۔

چنانچہ اپنے نبی کو فرمایا اے ہمارے پیغمبر تو ان لوگوں سے کہہ دے کہ تم سے اور کوئی اجر رسالت نہیں چاہتا بجز اس کے کہ تم میرے قرابتداروں سے مودت رکھو اور جو نیکی کمائیگا ہم اس کیلئے اس میں اور نیکی بڑھا دیں گے۔" "نیکی کمانے سے ہم اہلبیت کی مودت مراد ہے۔"

(۲۱) حافظ ذھبی نے اس حدیث کو مستدرک (جلد ۳ صـ۱۷۲) پر اپنی کتاب تلخیص المستدرک بر حاشیہ مستدرک اس حدیث کو مستدرک سے نقل کیا ہے۔

(۲۲) زمخشری نے اپنی تفسیر کشاف (جلد ۳ صـ۴۰۲) پر لکھا ہے کہ جب آیت مودت نازل ہوئی تو لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپ کے وہ قرابت دار کون سے ہیں جن کی مودت ہم پر فرض کی گئی ہے آپ نے فرمایا کہ علی و فاطمہ اور ان کے دونوں فرزند (علیہم السلام)

(۲۳) امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے لوگوں کے ان سے حسد کرنے کی شکایت کی آپ نے فرمایا کیوں علی علیہ السلام تم اس بات پر راضی نہیں کہ جنت میں پہلے چار شخص داخل ہونے والوں میں ایک تم بھی ہو اور وہ اول داخل ہونے والے شخص میں، تم اور حسن وحسین (علیہم السلام) ہیں

(۲۴) اس روایت کو ابن کریمی نے ابن عائشہ کے حوالے سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کیا ہے

(۲۵) طبرانی نے ابن رافع کے حوالے سے تخریج الکشاف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے

حرمت الجنۃ علیٰ من ظلم اھل بیتی وآذانی فی عترتی

اس شخص پر جنت حرام ہے جس نے میرے اہلبیت پر ظلم کیا اور میری عترت کے بارے میں مجھے اذیت دی

Marfat.com

(۲۶) اس روایت کو ثعلبی نے حضرت علی علیہ السلام کی حدیث سے تخریج الکشاف میں روایت کیا ہے۔

(۲۷) خوارزمی نے اپنی کتاب مقتل الحسین ص۱ میں روایت کیا ہے کہ یہ آیت مودۃ پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی ہے، اور بعینہ سابقہ روایات کی عبارت نقل کی ہے۔

(۲۸) ابن بطریق نے کتاب العمدہ میں ص۲۳ پر مسند احمد سے بحذف اسناد سعید بن جبیر سے بحوالہ ابن عباس بالفاظ روایت سابقہ روایت کیا ہے کہ یہ آیت پنجتن پاک کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۲۹) محمد بن طلحہ شافعی نے اپنی کتاب مطالب السئول ص۸ پر روایت کی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:-

اما کونھم ذوی القربیٰ فقد	ان حضرات کے ذوی القربیٰ ہونے کا مسئلہ ایسا
صرح نقلۃ الاخبار المقبولۃ	ہے جس کے متعلق قابل قبول احادیث اور نقل شدہ
واوضح حملۃ اثار المنقولۃ فی	روایات کے نقل کرنے والوں نے اپنے صحاح مسانید
مسانید ما صححوہ واسالیب	اور اسالیب کلام میں نہایت صراحت اور
ما اوضحوہ عن سعید بن	وضاحت کے ساتھ سعید بن جبیر کے حوالہ سے ابن
جبیر عن ابن عباس لما	عباس سے روایت کی ہے جب یہ آیت قل لا
نزلت قولہ قل لا اسئلکم- الخ	اسئلکم- الخ نازل ہوئی تو لوگوں نے عرض
قالوا یا رسول اللّٰہ من ھولاء	کیا یا رسول اللہ وہ کون لوگ ہیں جن کی محبت ہم
الذین وجبت علینا مودتھم	پر واجب کی گئی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا وہ علی
قال علی و فاطمہ وابناھما-	فاطمہ اور ان کے دونوں بیٹے ہیں (علیہم السلام)

(۳۰) امام ثعلبی اور امام واحدی انہیں لوگوں میں ہیں جنہوں نے اس روایت کو نقل کیا ہے چنانچہ ان دونوں نے اپنی سند کے ساتھ اس سلسلہ کو اوپر پہنچایا ہے ثعلبی نے روایت کی ہے:-

Marfat.com

ان رسول اللہ نظر الیٰ علی و فاطمہ و حسن و حسین (علیہم السلام) فقال انا حرب لمن حاربتم و سلم لمن سالمتم۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی و فاطمہ و حسن و حسین علیہم السلام کی طرف دیکھا اور فرمایا جس سے تم جنگ کرو گے اسی سے میں جنگ کروں گا اور جس سے صلح کرو گے اس سے میں بھی صلح کروں گا۔

(۲۱) حجازی نے اپنی تفسیر الواضح (جلد ۲۵ صفحہ ۱۹) میں یہ الفاظ لکھے ہیں :۔

قیل ہم علی و فاطمہ وابناہما الیٰ ان قال روی ہذا المعنی عن رسول اللہ وھو المبین عن اللہ عزوجل

کہا گیا کہ وہ (جن کی مودت واجب ہے) علی و فاطمہ حسن و حسین فرزندان علی و فاطمہ ہیں۔ یہاں تک کہ اس نے کہا کہ یہ معنی (آیت کے) آنحضرتؐ سے مروی ہیں اور انہوں نے خدا عزوجل کی طرف سے بیان فرمایا ہے۔

(۲۲) گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب صفحہ ۳۱ پر بحذف اسناد جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمدؐ مجھے اسلام کی تعلیم فرمایئے آپ نے فرمایا کہہ لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ (اس نے کہا اور پھر عرض کیا) اس کی اجرت (جو ہو) مجھ سے طلب فرمایئے آپ نے فرمایا

لا، الا المودۃ فی القربیٰ قال قرابتی او قرابتک قال قرابتی قال ہات ابایعک فعلیٰ من لا یحبک ولا یحب قرابتک لعنۃ اللہ۔ قال النبیؐ آمین۔

نہیں کوئی اجرت و مزدوری نہیں مگر یہ کہ تو قرابتداران سے محبت کرے اس نے عرض کیا میرے اپنے قرابتدار یا آپ کے؟ آپ نے فرمایا میرے قرابتدار اس نے عرض کیا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں پس جو شخص آپ سے اور آپ کے قرابتداران سے محبت نہ کرے اس پر خدا کی لعنت ہو۔ آپ نے فرمایا آمین

Marfat.com

اس کے علاوہ اور کثیر التعداد احادیث متواترہ واردہ بطریق اہلسنت والجماعت موجود ہیں۔ ان کی کتابوں کی طرف رجوع فرمائیے اس کثرت سے آپ کو اس مضمون کی حدیثیں ملیں گی کہ آپ دہشت زدہ ہو جائیں گے اور عالم علم انساب آیۃ اللہ شہاب الدین مرعشی نجفی نے شہید ثالث قاضی نور اللہ شستری کی کتاب احقاق الحق کی تعلیقات (جلد ۳ صہ ۲ تا ۲۲) میں اہلسنت کی کثیر التعداد روایات کو جمع کر دیا ہے اور روایات کے ساتھ راویوں کے نام بھی بتلائے ہیں اس کی طرف رجوع فرمائیے

اس طرح مجاہد کبیر فخر الشیعہ علامہ امینی نے اپنی "الغدیر" جلد ۲ صہ ۳۰۶ پر (تعداد کثیر سنیوں کی روایات و احادیث لکھی ہیں) اس کی طرف رجوع فرمائیے۔

کیا کہنا اہلسنت کی کتابوں کا کہ انہوں نے شیعوں کے مدعیٰ یعنی علیؑ اور اہلبیتؑ کے زیادہ حقدار ہونے کو اپنے اندر درج شدہ کثیر التعداد معتبر و متواتر وارد شدہ احادیث سے ثابت کر دیا ہے اور حق ظاہر ہے۔ والحمد للہ

مختصر یہ کہ اس آیت کریمہ سے یہ بات بالکل واضح ہو گئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد بلا فصل خلیفہ امام امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں کیونکہ آیت شریفہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ علی علیہ السلام کی مودت آیۃ شریفہ کے مطابق واجب ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اجر رسالت جس سے انسان ثواب دائم کا مستحق ہوتا ہے و مودت ذوی القربیٰ کو قرار دیا ہے کیونکہ اگر ان سے کسی قسم کی خطا واقع ہو تو پھر ترک مودت واجب ہو جائے گی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

لا تجد قوما یومنون باللہ	تم ایسے لوگ نہیں پاؤ گے جو اللہ اور روز آخرت
والیوم الاخر یوادون من	پر ایمان لائیں اور اس شخص کو دوست رکھیں
حاد اللہ و رسولہ (الآیۃ)	جو اللہ اور اس کے رسول سے جنگ اور غصہ کرے

چونکہ اس بات پر اتفاق ہے کہ رسولؐ کے بعد کوئی (حقدار) معصوم علی علیہ السلام کے سوا موجود نہیں تھا۔ اس لئے فوراً رسول کے بعد علی علیہ السلام ہی امام بلا فصل ہوں گے۔ آیۃ اللہ العظمیٰ قاضی نور اللہ شستری۔ احقاق الحق جلد ۳ صہ ۲۴

Marfat.com

پر تحریر فرماتے ہیں۔ سنیوں کے برخلاف امامت علی علیہ السلام پر دلائل قائم کرنا شیعوں پر واجب نہیں تبرعی اور بطور احسان ہے کیونکہ رسولؐ کے بعد شیعوں کے ...

علی علیہ السلام پر سب سنی متفق ہیں۔ انتہائی بات زیادہ سے زیادہ یہ ہے کہ شیعہ پیغمبر خدا اور امامت علی علیہ السلام کے درمیان کسی واسطہ اور فاصلہ کا انکار کرتے ہیں (اور علی علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل مانتے ہیں) اور سنی اس واسطہ اور فاصلہ کو ثابت کرتے ہیں (امامت علی علیہ السلام پر ہر حال شیعوں کے ساتھ متفق ہیں) اور یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ دلیل پیش کرنا اس کے ذمہ ہوتا ہے جو کسی بات کو ثابت کرنے کا قائل ہو، انکار کرنے والے کے ذمہ دلیل نہیں ہوتی (لہذا خلافت اصحاب ثلاثہ کے فاصلہ کے جو قائل ہیں وہ دلیل پیش کریں کیونکہ شیعہ سرے سے خلافت ثلاثہ کے انکاری ہیں، اور علی علیہ السلام کو خلیفہ بلافصل مانتے ہیں) ہاں اجماع اہلسنت کو توڑنے کا ارتکاب کرکے سرے سے امامت علی علیہ السلام کا انکار کردیں تو پھر امامت پر دلیل پیش کرنا شیعوں پر واجب ہوگا۔ اللہ ہی سیدھے راستے کی ہدایت کرنے والا ہے

(۸) آیۃ الصلوٰۃ ؎

آیت صلوٰۃ یہ ہے۔

إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔ (الاحزاب آیۃ ۳۳)

"یعنی اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر رحمت نازل فرماتا ہے، اور اس کے فرشتے طلب رحمت کرتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی آنحضرتؐ پر صلوٰۃ والسلام بھیجو۔"

پوری کی پوری شیعہ قوم اس بات پر متفق ہے کہ یہ آیت کریمہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آل اطہار کی شان میں نازل ہوئی ہے، اور اکثر علماء اہلسنت بھی اس راہ پر گامزن ہیں۔

Marfat.com

اے معزز و مکرم پڑھنے والے آپ کی خدمت میں مؤلف کتاب کی طرف سے بطریق اہلسنت وارد شدہ روایات معتبرہ ثابتہ بطور ہدیہ پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) محمد بن ادریس شافعی نے اپنی مسند جلد ۲ ص ۹۷ میں روایت بیان کی ہے کہ ہمیں ابراہیم بن محمد نے اور ان کو صفوان بن سلیم نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن کے حوالے سے ابوہریرہ سے روایت کی ہے کہ انہوں نے (ابوہریرہ) عرض کیا۔

یارسول اللہ کیف نصلی علیک فقال تقولون اللھم صل علی محمدٍ و آلِ محمد کما صلیت علی ابراھیم و بارک علی محمد و آل محمد کما بارکت علی ابراھیم و آل ابراھیم ثمّ تصلون علیّ

یارسول اللہ ہم آپ پر صلوات کیسے بھیجیں۔ آپ نے فرمایا تم یوں کہو خداوندا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما جیسے تو نے ابراہیم و آل ابراہیم پر رحمت نازل فرمائی، اور محمد و آل محمد پر برکت نازل فرما جیسے ابراہیم و آل ابراہیم پر برکت نازل فرمائی۔ پھر مجھ پر صلوٰۃ بھیجو۔

(۲) ابن حجر نے الصواعق المحرقہ ص ۱۴۴ پر روایت کی ہے۔ کعب بن عجزہ سے صحیح روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو ہم نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم یہ ہم سمجھ گئے کہ آپ پر سلام کیسے کریں۔ یہ فرمایئے کہ آپ پر صلوٰۃ کیسے بھیجیں تو آپ نے فرمایا تم یوں کہو :۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد — اے اللہ تو محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت ہے آپ نے ارشاد فرمایا

لا تصلوا علی الصلوٰۃ البتراء قالوا ما الصلوٰۃ البتراء قال تقولون اللھم صل علی محمد وتمسکون بل قولوا اللھم صل علی

مجھ پر دم بریدہ صلوٰۃ نہ بھیجو۔ لوگوں نے عرض کیا دم بریدہ صلوٰۃ کیا ہے۔ فرمایا تم لوگ اللھم صل علی محمد کہتے ہو اور رک جاتے ہو بلکہ تم یوں کہو اللھم صل علی

Marfat.com

محمد و آل محمد ﷺ محمد و آل محمد

(۴) قرطبی نے اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن (جلد ۱۴ ص ۲۳۳، ۲۳۴) پر بہت سی روایات لکھی ہیں جو اس بات کو بتاتی ہیں کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجی جائے تو آل علیہم السلام کو ان کے ساتھ شامل و لاحق کیا جائے۔

(۵) ابن العربی الاندلسی المالکی اپنی کتاب (احکام القرآن (جلد اول ص ۱۸۴) میں یہ روایات لکھی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کی آل علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ان کے علاوہ دیگر بڑے بڑے علماء اہلسنت نے اپنی کتابوں کے اندر بکثرت روایات لکھی ہیں اور ہم نے اختصار کے پیش نظر روایات بہت سی معتبرہ کو کثرت کی وجہ سے ترک کر دیا ہے۔ اور یہ تمام روایات سید اجل آیۃ اللہ سید شہاب الدین مرعشی نجفی نے اپنی تعلیقات بر الحقاق الحق نور اللہ شستری (جلد ۳ ص ۲۵۲) پر لکھی ہیں لہذا وہاں توجہ فرمایئے۔ یہاں کچھ راویوں اور ماخذوں اور مصادر کے ذکر پر ہم اکتفا کرتے ہیں۔ چنانچہ جن لوگوں نے اس کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ آیت آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کی پاک آل علیہم السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے ان میں سے حسب ذیل لوگ بھی ہیں:-

(۱) بخاری (جلد ۶ ص ۱۲) پر

(۲) واحدی در اسباب النزول (ص ۲۷۱)

(۳) بغوی در معالم التنزیل جلد ۵ ص ۲۲۵ مطبوعہ بر حاشیہ تفسیر خازن بغدادی

ص ۱۰۱:- مؤلف کہتے ہیں کہ ابن حجر اپنی کتاب الصواعق المحرقہ میں ایسی باتیں لے آئے ہیں جن سے شیعوں کا یہ مقصد و مدعیٰ ثابت ہوتا ہے کہ آل محمدؐ کی تفضیل و فضیلت ساری امت پر ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے سلام و صلوٰۃ میں بھی ان حضرات کو اپنے نفس کی جگہ قرار دیا ہے اور بھی بہت سے حالات میں اپنی آل کو اپنے نفس کی جگہ رکھا ہے لیکن افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے حاسدوں اور دشمنوں نے روایات میں اپنی خواہشات کے مطابق حذف کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو صلوٰۃ میں تنہا کر دیا اور یہی بات تھی جس سے رسول نے روکا تھا اور اس

Marfat.com

(۴) الحاکم اپنے مستدرک جلد ۳ ص ۱۴۸ پر

(۵) فخر رازی اپنی تفسیر جلد ۲۸ ص ۲۲۶ پر

(۶) حافظ ابو نعیم اصفہانی اپنی کتاب اخبار اصفہان جلد اول ص ۱۳۱ پر

(۷) الحافظ ابوبکر الخطیب تاریخ بغداد جلد ۷ ص ۲۱۶ پر

(۸) ابن عبد البر الاندلسی اپنی تجرید التمہید ص ۱۸۵ پر

(۹) نیشاپوری اپنی تفسیر جلد ۲۲ ص ۲۰ پر، آلوسی فی روح المعانی جلد ۲۲ ص ۴۲ پر

(۱۰) محب الدین الطبری ذخائر العقبیٰ ص ۱۹ پر

(۱۱) نووی اپنی کتاب ریاض الصالحین ص ۴۵۵ پر

(۱۲) ابن کثیر اپنی تفسیر جلد ۳ ص ۵۰۶ پر

(۱۳) طبری اپنی تفسیر جلد ۲۲ ص ۲۷ پر

(۱۴) خازن اپنی تفسیر جلد ۵ ص ۲۲۶ پر

(۱۵) سیوطی شافعی اپنی تفسیر در منثور جلد ۵ ص ۲۱۵ پر

(۱۶) فی لغیۃ الوعاۃ ص ۴۴۲ پر جہاں بہت سی معتبر روایات بیان کی ہیں۔

(۱۷) فتح القدیر شوکانی جلد ۴ ص ۲۹۳ پر

(۱۸) رشفۃ الصادی ص ۲۴ پر ابوبکر حضرمی

(۱۹) حضرت سید ابراہیم نقیب مصر کتاب البیان والتعریف جلد ۲ ص ۱۳۴ پر

(۲۰) شیخ محمد ادریس حنفی نے اپنی کتاب التعلیق الصحیح فی شرح المصابیح جلد ۱ ص ۱۰۴ تا

کو الصلوٰۃ البتیرا فرمایا تھا اور جب صلوٰۃ میں اہلبیت اور آل علیہم السلام کا ذکر کرتے ہیں، تو آل کے ساتھ اصحاب کو اور کبھی آل کے ساتھ ازواج و اصحاب (دونوں) کو لے آتے ہیں، اور یہ ابن حجر نے ایک روایت ایسی لکھی ہے جس میں لفظ آل کو اڑا دیا ہے اور ان باتوں کا مقصد صرف یہ ہے کہ سادہ دل لوگوں کے سامنے جھوٹے طریقے پر اہلبیت علیہم السلام کو دوسروں کی مثل بنا دیں۔ تاکہ جب کوئی نقد و تبصرہ ان کے سامنے کرے تو اس کو دھتکار کر بٹھا دیں اور دھتکار دیں (تاکہ اصلی بات سنیں ہی نہیں) اور جو شخص تعصب سے خالی ہوگا اس پر یہ بات بالکل ظاہر اور واضح ہو جائے گی اور ابن حجر کے بہت سے تناقضات ہیں: نے اپنی کتاب (الشیعہ و حجتہم فی التشیع) میں

Marfat.com

صـ۴۰۲ المنود نے بہت سی احادیث کو اسناد کے ساتھ اور متون عبارات آلیہا لکھا ہے جن میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ بھیجنے کی کیفیت لکھی ہے ان کے علاوہ اور بھی بہت سے لوگوں نے لکھا ہے جن کے ناموں کو لکھنے سے طول ہوگا۔

قول مؤلف میں یہ عرض کروں گا کہ ان حضرات کا صلوٰۃ کے مسئلہ میں دوسرے کے مقابلہ میں منفرد ہونا ان کے علو قدر اور بلندی شان کی دلیل ہے۔

لہٰذا ان حضرات کے علاوہ کسی اور پر تکلفاً صلوٰۃ بھیجنا صحیح نہیں ہو سکتا، خواہ صدیق ہوں یا فاروق ہوں یا ذوالنور یا ذوالنورین کوئی بھی ہو۔

(۲۱) نیشاپوری اپنی تفسیر میں آیت مودت قل لا اسئلکم... کے ذیل میں لکھتے ہیں۔ کفیٰ شرفا لآل رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وفخراً ختم التشہد بذکرھم والصلوٰۃ علیھم فی کل صلوٰۃ

یعنی "آل رسول کے شرف اور ان کے فخر کے واسطے یہ بات کافی ہے کہ ان کے ذکر پر تشہد ختم ہوتا ہے اور ہر نماز میں ان پر صلوٰۃ بھیجی جاتی ہے۔"

(۲۲) محب الدین طبری اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ صـ۱۹ پر جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ

لو صلیت صلوٰۃ لم اصل فیھا	اگر میں اس طرح نماز پڑھوں کہ اس میں
علی محمد وعلی آل محمد	محمد وآل محمد پر صلوٰۃ نہ پڑھوں تو میں نہیں

لکھ دیئے ہیں اس کتاب کی طرف رجوع کریں اس میں آپ کو ایسی چیزیں ملیں گی تو آپ کے واسطے کافی ہوں گی اور بے نیاز بنا دیں گی۔

امام شافعی کہتے ہیں :-

یا اھلبیت رسول اللہ حبکم	فرض من اللہ فی القرآن انزلہ
کفاکم من عظیم القدر انکم	من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ

اور یہ دونوں شعر صاحب شرح المواہب شافعی زرقانی کی طرف منسوب کئے ہیں، اور دوسرے لوگوں نے لکھا ہے اور احمد نے اپنے مسند جلد ۶ صـ۳۲۳ پر لکھا ہے۔

Marfat.com

ما رأيت انها تقبل — سمجھتا کہ وہ نماز قبول ہوگی۔

(۲۳) قاضی عیاض نے الشفا میں ابن مسعود سے مرفوعاً روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

من صلی صلوٰۃ لم یصل علیّ فیها وعلی اهل بیتی لم تقبل منه (الغدیر المجلد الثانی ص ۳۰۲)

جو شخص نماز پڑھے اور اس نماز میں مجھ پر اور میرے اہلبیت علیہم السلام پر صلوٰۃ نہ بھیجے تو اس کی نماز قبول نہ ہوگی۔

(۲۴) ابن حجر نے الصواعق المحرقہ ص ۱۳۹ پر لکھا ہے :-

اخرج الدارقطنی والبیهقی حدیث من صلی صلوٰۃ ولم یصل علیّ فیها وعلی اهل بیتی لم تقبل منه

دارقطنی اور بیہقی نے حدیث من صلی۔ الخ کا اخراج روایت کیا ہے کہ جو شخص نماز پڑھے، اور اس نماز میں مجھ پر اور میرے اہلبیت علیہم السلام پر صلوٰۃ نہ بھیجے اس کی نماز قبول نہیں کی جائے گی۔

وکان هذا الحدیث مستند قول الشافعی ان الصلوٰۃ علی الآل من واجبات الصلوٰۃ کالصلوٰۃ علیه لکنه ضعیف

اور یہی حدیث شافعی کے اس قول کا مستند ہے کہ آل پر صلوٰۃ بھیجنا اسی طرح نماز کے واجبات میں ہے جس طرح آنحضرت پر صلوٰۃ بھیجنا نماز کے واجبات میں سے ہے لیکن (ابن حجر کے نزدیک شافعی کا یہ استناد) ضعیف ہے۔

فمستند الامر فی الحدیث المتفق علیه قولوا اللّٰهم صل علی محمد وآل محمد والامر للوجوب حقیقة علی الاصح

چنانچہ حضرت کی اس امر پر متفق علیہ حدیث کہ اللّٰهم صل علی محمد وآل محمد کہو کا سند ہے کیونکہ امر حقیقۃً وجوب کے واسطے ہے علی الاصح

(یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان قولوا اللّٰهم صلی علی محمد وعلی آل محمد میں لفظ قولوا کہو، امر ہے، اور عربی ادب معانی

Marfat.com

بیان وغیرہ کا مسلمہ مسئلہ ہے کہ یہ امر وجوب کے واسطے ہوتا ہے لہذا حضرت کا یہ فرمان اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کو بھی آلِ محمد پر صلوٰۃ بھیجنے کے واسطے واجب سمجھنا چاہیئے۔)

(۲۵) امام فخر الدین رازی اپنی کتاب تفسیر کبیر (جلد ۷، ص ۳۹۱) پر کہتے ہیں کہ آل کے واسطے دعا کا حکم ایک عظیم منصب و مرتبہ ہے اور اسی دعا کو نماز کے اندر تشہد کا خاتمہ قرار دیا ہے اور آنحضرتؐ کا فرمان اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّارْحَمْ مُحَمَّدًا وَّاٰلَ مُحَمَّدٍ (ایک عظیم مرتبہ ہے،) جو آلؑ کے سوا کسی کے حق میں موجود نہیں ہے یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ آل محمدؐ سے محبت واجب ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کے اہلبیتؑ پانچ چیزوں میں آپ کے مساوی و برابر ہیں۔ نماز کے تشہد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلؑ پر صلوٰۃ پڑھنے، سلامؑ میں، طہارت میں، صدقہ کے حرام ہونے میں، محبتؑ کے واجب ہونے میں آپ کی آلؑ آپ کے ساتھ شریک ہے۔ جو کچھ ہم نے بیان کیا اور وہ چیزیں جن سے ہم نے تعرض نہیں کیا یہ سب چیزیں اور سب باتیں ثابت اور محقق کرتی ہیں، کہ ان حضرات پر نماز میں صلوٰۃ بھیجنے کا حکم ہے اور اس مقام پر کثیر التعداد احادیث اور کلمات اس موضوع پر کتب احادیث و تفاسیر و فقہ میں موجود ہیں۔

جب میں ان احادیث کثیرہ پر مطلع ہوا، تو میں تعجب میں پڑ گیا، اور مجھ پر دہشت و وحشت طاری ہو گئی کہ قوم نے اہلبیت علیہم السلام پر غیرِ اہلبیت کو کیسے ترجیح دی اور ابن ابی الحدید معتزلی کی کتاب شرح نہج البلاغۃ کی شرح کی ابتدا میں اس کے الفاظ ذیل پر میری دہشت اور تعجب اور بھی بڑھ گیا اور وہ کہتا ہے:۔

الحمد للہ الذی قدم المفضول علی الفاضل — اس خدا کی حمد و ثنا کرتا ہوں جس نے مفضول کو فاضل پر مقدم رکھا۔

Marfat.com

معتزلی کا یہ کلام کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف ہے۔ کیوں کر اللہ تعالیٰ مفضول کو فاضل پر ترجیح دینے پر کبھی خوش نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح اللہ کا رسول بھی کبھی خوش اور راضی نہیں ہو سکتا اور کوئی بھی صاحب عقل و آزاد ضمیر اس بات کو پسند نہیں کر سکتا۔ علاوہ ازیں فاضل پر مفضول کو ترجیح دینا عقلاً اور نقلاً قبیح و ناز یبا بات ہے۔ پھر نا معلوم تم نے کیسے یہ جرأت کی (کہ فاضل پر مفضول کو ترجیح دے دی) اور یہ جرأت کیسے کی کہ اہل بیتؑ رسولؐ کے ان شیعوں پر طعن و تشنیع کریں جنہوں نے اللہ اور اس کے رسولؐ اور ایمان لانیوالے اہلبیتؑ رسولؐ سے دوستی اور محبت کی حالانکہ اللہ نے (حکم) فرمایا ہے:۔

من یتول اللہ و رسولہ فان حزب اللہ ھم الغالبون ۔ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے (وہ حق پر ہے) بیشک اللہ کا گروہ غالب ہے

اور شیعہ لوگوں نے انہیں چیزوں اور انہیں امور کو لیا ہے جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے آئے ہیں اور اس سے بال برابر بھی اِدھر اُدھر نہیں ہٹے اور صاف بات یہ ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد یہ مذکورہ آیات خلافت علی علیہ السلام (بلا فاصلہ) کو ثابت کرتی ہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ کے بیان میں علیؑ و آل علی کو رسول کے ساتھ شامل فرمایا ہے۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے بنا بریں کسی کو بھی علی علیہ السلام پر مقدم کرنا جائز نہیں ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی دوسرے کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔

اے پڑھنے والے معزز و محترم اگر آپ آزاد اور آزاد منش خیال ہیں تو اس مسئلہ میں اچھی طرح غور کیجیے۔

Marfat.com

٦- آیۃ التبلیغ

یا حدیث غدیر

اور آیت تبلیغ یہ ہے :- یَاأَیُّھَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنْزِلَ إِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَہٗ وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاسِ (المائدہ آیت)

اس آیت کریمہ کو پہنچانے کا بمقام غدیر خم خداوند عالم اپنے نبی کو حکم فرماتا ہے اور شیعہ سنی تمام مفسرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ بمقام غدیر خم یہ آیت کریمہ مسئلہ تحقیق امامت میں علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی تھی اور یہ آیت خلافت اللہ العظمٰی اور دین کا عظیم ترین مسئلہ کی ایسی نص صریح ہے کہ جس میں کسی کو کوئی شک نہیں ہو سکتا۔ سوائے اس شخص کے جو خواہشات نفسانی اور کجروی کے راستے اختیار کرے تاکہ خود اختیار کردہ مذہب کے لئے تعصب اور اپنی نفسانی خواہشات کی پیروی کرے اور نصوص قرآنیہ کی مخالفت کرے اور متفق علیہا احادیث نبویہ متواترہ کا انکار کرے اور سوائے متعصب شخص کے جس کو نفس امارہ اڑا لے جانے والی فضا میں کھینچ لے جائے اور خود ہلاک ہو جائے اور اپنے انکار کی وجہ سے ضروریات دین کو بھی برباد کر دے۔ علامہ عباس کاشانی اپنی کتاب مصابیح الجنان صفحہ ۵۶ پر فرماتے ہیں کہ روز عید غدیر اللہ کی طرف سے ایک بہت بڑی عید ہے اور یہ آل محمد کی عید ہے اور آل محمد (علیہم السلام) کے نزدیک یہ عظیم و اشرف عید ہے اور یہ وہ دن ہے جس میں رسول اعظم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجمع عام اور مسلمانوں کی قطاروں اور جماعتوں کے سامنے علی علیہ السلام کو امام اور خلیفہ مقرر فرمایا اور سب مسلمانوں کو علی علیہ السلام کی اتباع و پیروی کا حکم دیا، اور فرمایا کہ علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو اور یہ واقعہ حجۃ الوداع کے موقع پر بمقام غدیر خم وقوع پذیر ہوا جو جحفہ سے تین میل کے فاصلہ پر اطراف رابغ میں اس وقت واقع ہوا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حج سے واپسی پر

Marfat.com

مکہ اور مدینہ کے درمیان پہنچے اور جبریل بمقام ضجنان یہ حکم لے کر پہلے نازل ہو چکے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لوگوں سے خوفزدہ ہوئے اور درگاہ خداوندی میں عرض کیا اے پالنے والے میری قوم زمانہ جاہلیت سے ابھی نئی نئی نکلی ہے جب یہ کروں گا تو یہ کہیں گے کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنے چچا کے بیٹے کی خاطر (خود) کیا ہے تو جبریل دوبارہ اسی وقت نازل ہوئے، اور جب دن کے تقریباً پانچ گھنٹے گزر چکے تھے جبریل نے عرض کیا اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور یہ فرمایا ہے ۔

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل	اے رسول جو تمہارے پروردگار کی طرف سے حکم
الیک من ربک و ان	(علی کے بارے میں) نازل ہوا ہے اس کو پہنچا دو
لم تفعل فما بلغت	اور اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تم نے کار رسالت ہی
رسالتہ، و اللہ یعصمک	انجام نہیں دیا اور اللہ تعالیٰ تم کو لوگوں سے
من الناس	محفوظ رکھے گا۔

اور قوم کی ابتدائی تعداد جو تقریباً ایک لاکھ یا کچھ زیادہ تھی خدا نے حکم دیا کہ جو آگے بڑھ گئے تھے ان کو واپس بلایا جائے اور جو پیچھے تھے ان کو وہیں روک لیا جائے اور علی علیہ السلام کو لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے اس حکم کو پہنچا دے جو علی کے بارے میں نازل کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مطلع کر دیا کہ خدا نے ان کو لوگوں سے محفوظ کر لیا ہے چنانچہ غدیر خم پر پہنچے تو منادی نے الصلوٰۃ جامعہ کی آواز دی یہ دوپہر کا وقت تھا گرمی ایسی شدید پڑ رہی تھی کہ اگر گوشت زمین پر ڈالا جاتا تو بھن جاتا۔ حکم دیا کہ دو درختوں کے تنوں کا ارادہ نہ کریں اور ان کے نیچے جھاڑو دے کر صاف کر دیں اور پتھر کو ایک دوسرے پر رکھ کر منبر کی صورت بنا دیں اور حکم دیا کہ اس منبر پر کپڑا ڈال دیا جائے چنانچہ کپڑا ڈال دیا گیا پھر منبر پر تشریف لے گئے (جب دیکھا کہ) سب لوگ جمع ہو گئے تو آپ نے یہ خطبہ عظیمہ کھل کر باآواز بلند پڑھا تاکہ مسلمانوں کی جمع شدہ جماعتیں خوب سن لیں۔

Marfat.com

حمد الہٰی بجا لانے کے بعد وعظ و نصیحت فرمائی اور خوب اچھی طرح موعظہ فرمایا اور اپنی وفات کی امت کو خبر دی اور فرمایا کہ میرا بلاوا آچکا ہے میں اسکو عنقریب قبول کروں گا (خدا کے پاس چلا جاؤں گا) اور تم لوگوں میں سے میرے چلے جانے اور وفات کر جانے کا وقت آچکا ہے پھر آپ نے علی علیہ السلام کے بازو کو پکڑا اور اتنا بلند کیا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغل کی سفیدی کو دیکھا (علی علیہ السلام کے ہاتھ کو بلند کر کے) فرمایا :-

ایھا الناس الست اولیٰ بکم من انفسکم، قالوا بلیٰ یا رسول اللہ قال اللھم من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وَعاد من عاداہ وَانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وابغض من ابغضہ وَاعن من اعانہ واحبّ من احبہ وَاعز من اعزہ انما اکمل اللہ لکم الدین بولایتہ و امامتہ ولا یبغض علیا الا الشقی ولا یوالی علیا الا التقی ایُّھا النّاس لا ترجعوا بعدی کفارًا یضرب

اے لوگو کیا میں تمہارے نفسوں کا تم سے زیادہ مالک با اختیار نہیں ہوں سب نے کہا بے شک یا رسول اللہ آپ زیادہ مالک ہیں حضرت نے فرمایا کہ جس کا میں آقا و سردار ہوں اس کا یہ علی بھی آقا و سردار ہے۔ خداوندا جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ اور جو اس سے دشمنی کرے تو تو اس کا دشمن ہو جو اسکی مدد کرے تو اسکی مدد کر۔ جو اس کو چھوڑ دے تو اس کو چھوڑ دے اور اس سے دشمنی رکھ جو اس سے بغض و دشمنی رکھے تو اس کی مدد کر جو اس کی اعانت کرے اور اس کو دوست رکھ جو اسکو دوست رکھے تو اسکو عزت دے اور معزز کر جو اسکو معزز سمجھے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہارے واسطے اسکی سرپرستی اور امامت کے ذریعہ دین کو مکمل کر دیا ہے اور سوائے شقی و بدبخت کے علیؑ سے کوئی دشمنی نہیں کریگا اور علی سے اسکو محبت ہوگی جو متقی اور پرہیزگار ہوگا۔

اے لوگو! میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ ایک دوسرے کی گردن مارنے لگو۔ اور میں تم لوگوں

Marfat.com

بعضکم اعناق بعض فانی
ترکت فیکم ما ان اخذتم به
لن تضلوا کتاب الله
وعترتی اهل بیتی وانهما
لن یفترقا حتی یردا علی
الحوض ۔
ایها الناس قد ضل من قبلکم
اکثر الاولین انا صراط
الله المستقیم الذی امرکم
ان تسلکوا الهدی الیه ثم
علیٌ من بعدی ثم من
ولدی من صلبه ائمة
یهدون بالحق انی قد بینت
لکم وفهمتکم وهذا علیٌ
یفهمکم بعدی۔ الا وانی
ادعوکم الی مصافحتی علی
بیعته والاقرار له۔
الا وانی قد بایعت الله وعلی
بایع الله وانی لآخذکم بالبیعة
له عن الله فمن نکث
فانما ینکث علی نفسه و
من اوفی بما عاهد علیه الله
فسوف یؤتیه اجرًا عظیمًا۔

میں ایسی چیز چھوڑے جاتا ہوں کہ اگر تم لوگوں نے
اس کو تھام لیا تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک
اللہ کی کتاب ہے دوسرے میری عترت و
اہلبیت (علیہم السلام) اور یہ دونوں ایک
دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے۔ یہاں
تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گے۔
اے لوگو! تم لوگوں سے پہلے لوگوں میں بہت
لوگ تم سے قبل گمراہ ہو گئے ہیں۔ میں اللہ کا وہ
سیدھا راستہ ہوں جس کی طرف حصول ہدایت کے
واسطے چلنے کا تم کو حکم دیا ہے۔ پھر میرے
بعد علی ہیں پھر ان کے بعد ان کے صلب سے
میری اولاد میں سے آئمہ ہیں۔ جو حق کی ہدایت
کریں گے اور میں نے تم کو بالکل واضح طور پر
بتا دیا ہے اور سمجھا دیا ہے اور میرے بعد تمکو
یہ علی سمجھائیں گے۔ آگاہ رہو کہ میں تمکو بلا رہا ہوں
کہ علی کی بیعت کے واسطے مجھ سے ہاتھ ملاؤ
اور ان کی بیعت کا اقرار کرو۔
آگاہ رہو میں نے اللہ سے بیعت کی ہے اور علی
نے بھی اللہ سے بیعت کی ہے اور میں اللہ کی
طرف سے علی کے واسطے تم سے ضرور بیعت لے
رہا ہوں پس جو اس بیعت کو توڑے گا وہ اپنے
لیے توڑے گا اس کے نقصان کا وہ خود ذمہ دار
ہوگا، اور جو خدا سے اپنے عہد کئے ہوئے کو پورا

Marfat.com

کرے گا اور وفادار رہے گا اس کو اللہ عنقریب اجر عظیم عطا فرمائے گا۔

فانہ بعمر بن الخطاب قائل لعلی — فوراً عمر بن خطاب کھڑے ہوئے اور علیؑ سے
ھنیئاً لک یا بن ابی طالب — کہنے لگے اے ابوطالب کے بیٹے تم کو مبارک ہو
اصبحت مولائی ومولا کل مومن — کہ تم میرے اور ہر مرد مومن اور ہر زن مومنہ کا
ومومنۃ وفی بعض الاحادیث — سردار ہو گئے ہو اور بعض کتب احادیث میں
بخ بخ لک یا بن ابی طالب — بخ بخ لک یا بن ابی طالب بھی آیا ہے

ابوسعید خدری کہتے ہیں کہ ہم ابھی پلٹنے نہیں پائے تھے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

فقال النبی اللہ اکبر علی اکمال الدین — دین کے کامل ہونے اور نعمت کے پورے
واتمام النعمۃ ورضی الرب برسالتی — ہونے پر اور اپنی رسالت اور اپنے بعد علیؑ
وبالولایۃ لعلی علیہ السلام — کی ولایت سے اللہ کے راضی ہونے پر آنحضرت
من بعدی — نے نعرہ تکبیر اللہ اکبر بلند فرمایا۔

پھر حسان بن ثابت شاعر کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجئے کہ میں علی علیہ السلام کے متعلق کچھ شعر کہوں آپ بھی سماعت فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا خدا کی برکت پر کہو:

فوراً حسان نے یہ اشعار پڑھے:۔

ینادیھم یوم الغدیر نبیھم — روز غدیر بمقام خم مسلمانوں کا نبی پکار رہا تھا اور
بخم واسمع بالرسول منادیا — میں آنحضرتؐ کی پکار کو سن رہا تھا اور وہ فرماتے
یقول فمن مولاکم ولیکم — تھے تمہارا ولی و مولا کون ہے فوراً ان لوگوں نے کہہ دیا کہ
فقالوا ولم یبدو ھناک التعامیا — آپ کا خدا ہمارا مولا اور آپ ہمارے ولی ہیں اور
الھک مولانا وانت ولینا — وہاں پر کوئی دشمنی ظاہر نہ کی اور کہا آپ ہم میں کسی کو
ولم تومنا فی الولایۃ عاصیا — ولایت کے معاملہ میں عاصی و نافرمان نہیں پائیں گے۔

Marfat.com

فقال له قم یا علی فاننی	فوراً علیؑ سے آنحضرتؐ نے فرمایا اے علی اٹھ کھڑا
رضیتك من بعدی اماماً وهادیا	ہو میں نے اپنے بعد تم کو امام و ہادی بنا دیا ہے
فمن کنت مولاه فهذا ولیه	پس جس کا میں مولا ہوں پس یہ علی اس کا ولی و سردار
فکونوا له انصار صدق موالیا	ہے تم لوگ اس کے سچے مددگار مطیع بنو۔
هناك دعا اللهم وال ولیه	اس مقام پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے
وکن للذی عادی علیا معادیا	خدا سے دعا کی کہ خداوندا اس کے دوست کو

دوست رکھ اور اس کا دشمن ہو جو علی کا دشمن ہو۔

علامہ کاشانی اپنی کتاب مصابیح الجنان میں لکھتے ہیں کہ مسلمانوں کے مؤرخین نے اختلاف مذاہب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کے بمقام خم غدیر قیام کرنے اور علیؑ کو خلیفہ مقرر کرنے کے واقعہ کو لکھا ہے اور اس دن کی عظمت و جلالت کے واسطے یہی بات کافی ہے کہ تمام مؤلفین، مضمون نگاروں، شاعروں نے پوری توجہ کی ہے (اور اس کو لکھا ہے) کتب تفاسیر و کتب صحاح و مسانید سیر و تواریخ و حدیث و لغات ادبیہ کی موٹی موٹی جلدوں میں جو کچھ جمع کیا گیا ہے اس کا اکٹھا کرنا بہت مشکل ہے آپ ان کی طرف رجوع فرمائیں آپ کو معلوم ہو جائے گا اور عبقات و غدیر دو مشہور کتابیں اس مضمون کے واسطے کافی ہیں۔

قول مؤلف تمام علماء اسلام اس بات پر متفق ہیں کہ آیت یا ایھا الرسول بلغ ۔ الخ یوم غدیر میں علی علیہ السلام کی خلافت و امامت کو مضبوط بنانے کے لئے خاص طور پر علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے اور روایات حدیث غدیر متواتر ہیں جن کو تمام فرق اسلامیہ کے مورخوں، محدثوں نے روایت کیا ہے اور شیعہ و سنی دونوں فرقوں کے محدثین کبار نے ان روایات کو صحیح مانا ہے اور اس میں کسی شخص کو اختلاف نہیں ہے سوائے منکر حق ہٹ دھرم بد باطن اور دشمن و منکر کے ۔ بعض لوگوں نے بطور اختصار اور بعض نے طولانی طور پر ان روایات کو لکھا ہے یہاں تک کہ اس حدیث کے اتنے زیادہ راوی

Marfat.com

ہیں کہ اتنی تعداد اور کسی مضمون کی حدیث کے راویوں کی نہیں ملتی کیونکہ ایک سو پچاس سے زائد بڑے بڑے اصحاب بدر وغیرہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے، اور تابعین میں سے راویوں کی تعداد چوراسی تک پہنچتی ہے اور اہلسنت والجماعۃ کے علما و محدثین کی تعداد روایت تین سو ساٹھ تک پہنچتی ہے یہ لوگ تو وہ ہیں جن کا ہمیں نے علمائے اہلسنت والجماعت کے ماخذوں اور مصدروں سے پتہ لگا لیا ہے اور ان تک پہنچ سکا ہوں مگر باضابطہ راویوں کا حصر کرنا بہت مشکل ہے۔ ممکن ہے کہ جن راویوں کو ہم حاصل نہیں کر سکے وہ ان سے بھی زیادہ ہوں۔ جن کثیر کو ہم نے تقدم کیا ہے۔ اور تقاضائے حال بھی یہی ہے کہ رواۃ حدیث کی تعداد ذکر کردہ تعداد سے دو چند ہو کیونکہ خطبہ سننے والے مسلمانوں کی تعداد ایک لاکھ سے زیادہ تھی فطرت کا تقاضا یہ ہے ، کہ وہ اپنے اپنے وطن میں واپس پہنچنے پر واقعہ کو ذکر کریں اور ہر ایک مسافر کا یہی حال ہوتا ہے کہ اس نے اپنے سفر میں جو جو عجیب غریب مشاہدات کئے ہوتے ہیں ان سب کی خبر بیان کرتا ہے ، جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے :-

واعلم بان الضیف مخبر اھلہ	تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیے مہمان اپنی شب
بمبیت لیلتہ وان لم یسئل	گذاری کا حال اپنے اہل وعیال سے بیان کرتا ہے اگرچہ اس سے کوئی نہ بھی پوچھے۔

ہاں علماء و رواۃ نے ایسا ہی کیا ہے بجز ایک ناقابل اعتنا حقیر جماعت کے جن کے سینوں میں دشمنی اور حسد بھرا ہوا اور چھپا ہوا تھا، انہوں نے اپنے بغض و حسد کی وجہ سے اس کو چھپایا۔

لیکن شیعہ قوم تو سب کی سب متفق ہے اور سب کی سب قوم تواتر پر اتفاق رکھتی ہے، دو شخصوں نے بھی اس میں اختلاف نہیں کیا لیکن جب حدیث غدیر ثابت ہو گئی اور اس کا ثبوت اس درجہ محقق ہو گیا کہ جس شخص کے دل میں دشمنی اہلبیت علیہ السلام بھری ہوئی تھی اس کے لئے روایات

Marfat.com

اور رواۃ کے متعلق کوئی شک و شبہ اور خدشہ نہیں رہا تو اس نے لفظ مولا کی تاویل کا سہارا لینا شروع کر دیا جیسا کہ اس کی خواہش نفسانی چاہتی تھی چنانچہ کبھی تو وہ مولا کی تفسیر کرتا ہے محب اور کبھی ناصر بتاتا ہے اور تیسری بار اولیٰ بالتصرف کہتا ہے اسی طرح جب دشمن اہلبیت نے (علی علیہ السلام) تفسیر میں کسی قسم کا خلل ڈالنے و طعن کرنے کا موقع نہیں پایا تو اب اس نے یہ بھی سہارا لیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بمقام غدیر خم صرف اس لئے قیام فرمایا تھا اور خطبہ دیا تھا کہ علی علیہ السلام کے مرتبہ کا اظہار کر دیں اور لوگوں سے ان کی شان کا تعارف کرا دیں۔

لیکن لفظ مولیٰ کے متعلق شک کرنے والے کا مذکورہ قول اگرچہ اس معنی کا احتمال رکھتا ہے جس کو ہر ہٹ دھرم دشمن نے ذکر کیا ہے۔ اور اس معنی کا اطلاق صرف اسی شخص کے لئے شایان شان ہے جو امیر المومنین ہونے میں سب سے زیادہ حقدار ہے اور دین و دنیا کا ولی امر ہونا سوائے علی علیہ السلام کے کسی کے لئے جائز نہیں ہے اور اس پر ہماری دلیل سابقہ آیت ولایت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انما ولیکم اللہ و رسولہ .... الی آخرہ

اور حدیث غدیر اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے طویل خطبہ شریف میں ہے کہ حضرتؐ نے فرمایا :-

اَیُّھَا النَّاسُ اَلَسْتُ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِھِمْ، قَالَھَا ثَلَاثًا۔ وَفِیْ کُلِّ مَرَّۃٍ یُجِیْبُ الْقَوْمُ بَلٰی یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ	اے لوگو! کیا میں مومنین کا ان کے نفوس سے زیادہ مالک اور حقدار نہیں ہوں یہ لفظ انہوں نے تین مرتبہ فرمایا اور ہر مرتبہ لوگوں نے جواب دیا ہاں یا رسول اللہ (بیشک آپ زیادہ مالک ہیں)
فاخذ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بعضد علیؑ فقال من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ	چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فوراً علی علیہ السلام کا بازو پکڑا اور فرمایا جس کا میں مولا ہوں اس کا یہ علی علیہ السلام بھی مولیٰ ہے۔

Marfat.com

پس حدیث لفظ بلفظ آیت شریفہ کے مطابق ہے لیکن مخالف کا یہ کہنا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس مقام پر قیام صرف اس لئے فرمایا تھا کہ لوگوں کے سامنے حضرت علی علیہ السلام کے مقام اور مرتبے کا اظہار کریں۔

یہ مخالف کی افترا پردازی ہے اور یہ بات بالکل غلط ہے جو حقیقت سے ذرا بھی نسبت نہیں رکھتی اور نہ ادھر اس کا رخ ہو سکتا ہے۔ گویا حضرت علی علیہ السلام کو اس وقت سے پہلے کوئی پہچانتا ہی نہ تھا یہاں تک کہ حضرت کو اس مقام پر نزول اجلال فرمانا پڑا۔ (بالخصوص) ایسے سخت وقت اور اتنی شدید گرمی کے عالم میں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے؟ بخلاف اس کے کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے غزوات کی بنا پر آگ سے بھی زیادہ مشہور تھے اور حضرت علیؑ سب کے سب معرکوں میں موجود رہے تھے اور اسی کے جہاد اور تلوار کی بدولت دین اسلام قائم ہوا تھا۔

پھر ہمارے مقصود مدعیٰ کے صحیح ہونے کی سب سے قوی دلیل یہ ہے، کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے پاس امر خلافت کے واپس آنے پر جامع مسجد رحبہ[1] میں اس کے متعلق ممبر پر خطبہ فرمایا ہے جس کو تمام مورخین نے ذکر کیا ہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے (اس مقام پر) ہر مسلمان کو جس نے رسول خدا کو بروز غدیر خم کہتے سنا تھا۔ خدا کی قسم دی۔ حضرت علی علیہ السلام کے کہتے ہی جس نے سنا تھا اور وہاں موجود تھا وہ کھڑا ہو گیا اور جو کچھ سنا تھا اس کی گواہی دی اور وہی شخص کھڑا ہوا جس نے اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے کان سے سنا تھا چنانچہ تیس[30] صحابی کھڑے ہوئے جن میں بارہ بدری تھے ان سب نے گواہی دی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور لوگوں سے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ میں مومنین پر ان کی جانوں سے بھی زیادہ تصرف کا حق رکھتا ہوں۔ سب نے کہا بے شک جی ہاں! بے شک حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:۔

[1] رحبہ کوفے کے محلے کا نام ہے جہاں جامع مسجد واقع تھی

Marfat.com

من کنت مولاہ فھذا مولیٰ اللّٰھمّ والِ من والاہٗ وعادِ منْ عاداہٗ۔ (الحدیث)	یعنی جس کا میں مولا ہوں یہ بھی اس کا مولا ہے خداوندا جو اسے دوست رکھے تو بھی اس کو دوست رکھ اور جو بھی ان سے دشمنی رکھے تو بھی اس کو دشمن رکھ ۔ (الی اخر حدیث)

صاحب عقل اور ذہین پڑھنے والے پر یہ بات بالکل مخفی نہیں رہ سکتی کہ تیس صحابیوں کا جھوٹ پر متفق ہو جانا یہ ایک ایسی بات ہے جس کو عقل سلیم قبول نہیں کرتی۔ لہٰذا صرف ان لی۔ شہادت کا حاصل تواتر یہ قطعی دلیل (صدق) ہے اس میں کوئی شک نہیں اور جو جو لوگ بمقام رحبہ اس مجمع میں موجود تھے ان سب نے اس حدیث کو لیا اور شہروں میں پھیل جانے کے بعد اس کی اشاعت کی چنانچہ ہر مقام پر پہنچ گئی۔

امام شرف الدین اپنی کتاب المراجعات صفحہ ۱۸۹ پر اس بات کو نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔ یہ بات مخفی نہیں ہے کہ روز رحبہ امیر المومنین علیہ السلام کے دور خلافت میں واقع ہوا ہے اور ۳۵ھ میں حضرت علیہ السلام سے بیعت کی گئی اور روز غدیر حجۃ الوداع کے موقع پر ۱۰ھ میں واقع ہوا ہے اور ان دونوں یعنی ۱۰ھ اور ۳۵ھ میں کم از کم پچیس سال کا فاصلہ ہے اور اس عرصے میں تباہ کن طاعون جیسی بیماریاں اور جنگی فتوحات اور لڑائیاں خلفاء کے دور میں واقع ہوئی ہیں اور اس مدت میں جو چوتھائی صدی بنتی ہے اپنی اس طولانی عرصے اور اپنی جنگوں، غارت گریوں، تباہ کن اور شدید طاعونوں نے روز غدیر میں موجودین شیوخ وصحابہ اور بزرگوں اور ان جوانوں کو جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی ملاقات کے لئے جہاد میں شرکت کی، ان سب کو فنا کر دیا یہاں تک کہ مرنے والوں کے مقابلے میں زندہ رہنے والوں کی تعداد بہت کم رہ گئی اور ان زندہ لوگوں میں سے بھی بہت سے لوگ مختلف مقامات پر منتشر ہو گئے۔ جس کی وجہ سے بمقام رحبہ صرف وہی لوگ موجود تھے، جو جناب

Marfat.com

امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ عراق میں تھے وہ بھی مر چکے تھے عورتیں نہیں تھیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود تیس (۳۰) صحابی کھڑے ہو گئے جن میں بارہ بدری تھے اور انہوں نے حدیث غدیر کی گواہی دی کہ ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے۔

اور کچھ لوگ ایسے بھی تھے جن کو ان کی ذاتی دشمنی اور عداوت نے اس شہادت دینے کے لئے نہ اٹھنے دیا جیسے انس بن مالک۔ جب حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کیوں مالک؟ تم اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کھڑے نہیں ہوتے کہ تم جس بات کو غدیر کے دن رسول کریم سے سن چکے ہو اس کی گواہی دو۔ انس بن مالک نے کہا کہ امیر المومنین علیہ السلام میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور بھول گیا ہوں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر تم اس بات میں جھوٹے ہو اللہ تعالیٰ تم کو مرض برص میں ایسا مبتلا کریگا کہ جس کو عمامہ نہ چھپا سکے گا۔ انس وہاں سے اٹھنے نہ پایا تھا، کہ اس کا تمام چہرہ برص سے سفید ہو گیا اور وہ اس کے بعد ہمیشہ یہ کہا کرتا تھا کہ مجھے یہ مصیبت ایک عبد صالح کی بد دعا سے پہنچی ہے۔

اور اگر حضرت امام علی علیہ السلام ان تمام لوگوں کو جمع کرنا چاہتے جو اس دن صحابی مرد اور صحابیات عورتیں زندہ تھیں اور پھر ان کو قسم دیتے جیسا کہ صحابہ رحبہ کو قسم دی ہے تو تیس سے چند در چند زیادہ لوگ گواہی دیتے اور اس صورت میں کیا ہوتا کہ اگر حضرت امیر المومنین ع اس قسما قسمی کے معاملے کو حجاز میں اس وقت پیش کرتے، کہ جب زمانہ غدیر کو اتنا لمبا عرصہ نہ گزرا تھا (بے پناہ گواہیاں ہوتیں) اے باانصاف اور باتدبر پڑھنے والے ذرا اس حقیقت میں غور کیجئے۔ تو قوی ترین اور بالکل واضح دلیل حدیث غدیر کے تواتر پر ملے گی۔

اے کریم النفس مطالعہ کرنے والے ہم عنقریب آپ کے سامنے کچھ ایسی باتیں پیش کریں گے جو ہمیں مفسرین اور آئمہ احادیث کے اقوال سے بسہولت

Marfat.com

دستیاب ہوئی ہیں یعنی یہ کہ آیت یاایھا الرسول۔ الخ اور آیت الیوم اکملت۔ الخ اور آیت سئل سائل۔ الخ اور حدیث من کنت مولاہ الخ وغیرہ یہ سب ایسی باتیں ہیں جن کو موضوع سے تعلق ہے وہ یہ کہ سب مخصوص طور پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت عظمیٰ اور ولایت و امامت کبریٰ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور یہ خلافت عظمیٰ و ولایت و امامت کبریٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فوراً بعد حسب اعلان یوم غدیر بلافصل ہوگی اور اس بات کو مسلمانوں کے بڑے بڑے علماء نے ان احادیث کی بنا پر روایت کیا جو ان کے نزدیک قصہ غدیر بسند ہائے متواترہ اور معتبرہ بیان کرتی اور بتاتی ہیں کہ ان سے مراد اور ان کی شان نزول امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مخصوص ہے (خاص طور پر انہیں کی شان میں نازل ہوئی ہے)

(۱) چنانچہ ایک تو ان میں سے واحدی ہیں جنہوں نے اپنی کتاب اسباب النزول صفحہ ۱۵۰ پر لکھا ہے کہ آیت یاایھا الرسول۔ الخ بروز غدیر خم علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

(۲) اور یہ حضرت جلال الدین سیوطی ہیں جو اپنی تفسیر در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۹۸ پر کہتے ہیں کہ ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور ابن عساکر نے ابوسعید خدری سے روایت کی ہے کہ آیت یاایھا الرسول۔ الخ بروز غدیر خم آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے اور پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ ابن مردویہ نے ابن مسعود سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے زمانہ میں ہم اس آیت کو اس طرح پڑھتے تھے یاایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ان علیا مولی المومنین و ان لم تفعل فما بلغت رسالتہ واللہ یعصمک من الناس،

(۳) فخر الدین رازی اپنی تفسیر کبیر جلد ۳ صفحہ ۶۳۶ پر کہتے ہیں کہ مفسرین نے اس آیت کے شان نزول میں بہت سے اسباب اور وجوہ لکھے ہیں۔ یہاں

Marfat.com

تک کہ وہ کہتے ہیں کہ دسویں وجہ یہ ہے کہ یہ آیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے اور جب یہ آیت نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا :-

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ — یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں پس علی بھی اس کے مولا ہیں۔ اے اللہ جو اسے دوست رکھے تو بھی اسے دوستی رکھ جو اسے دشمن رکھے تو بھی اس کو دشمن رکھ

فوراً ہی عمر بن خطابؓ علی علیہ السلام سے ملے اور کہا :-

ھنیئاً لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای ومولا کل مومن ومومنۃ — اے ابوطالب کے بیٹے! تمہیں مبارک ہو کہ تم میرے اور ہر مومن مرد اور مومنہ کے سردار ہو گئے ہو۔

اور یہ قول ابن عباس براء بن عازب اور محمد بن علی سے مروی ہے۔

(۴) نیشاپوری اپنی تفسیر میں جو ابن جریر طبری کی تفسیر کے حاشیے پر چھپی ہے جلد ۶ صفحہ ۱۹۴ پر کہتے ہیں کہ یہ آیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت میں جو روز غدیر خم نازل ہوئی ہے اور جو کچھ رازی نے بیان کیا ہے حرف بحرف وہی نیشاپوری نے بھی ذکر کیا ہے۔

(۵) شوکانی نے اپنی تفسیر جلد ۲ ص ۵۷ پر کہا ہے کہ ابو الشیخ نے حسن علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے ایک پیغام بھیجا جس کے پہنچانے پر میں اس وقت قادر نہ تھا، اور میں جانتا تھا کہ لوگ مجھے جھٹلائیں گے تو اللہ نے مجھے دھمکی دی کہ میں اس کو ضرور پہنچاؤں ورنہ وہ مجھے عذاب دے گا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک الی آخرہ

اور شوکانی نے بھی سب کچھ وہی بیان کیا ہے جو سیوطی نے روز غدیر خم علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں آیت کے نازل ہونے کو لکھا ہے اور وہ آیت اس طرح

Marfat.com

پڑھتے تھے یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک ان علیا مولی المومنین الخ
(۶) قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ صـ۱۲۰ پر کہا ہے کہ ثعلبی نے ابن صالح سے انہوں نے ابن عباس سے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔
(۷) آلوسی نے اپنی تفسیر جلد ۶ صـ۱۷۲ پر کہا ہے کہ ابن عباس سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں اس وقت نازل ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دیا کہ تمام لوگوں کو ولایت علی علیہ السلام سے باخبر کردو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ گھبرائے اور ڈرے کہ لوگ کہیں گے کہ یہ شخص اپنے چچا کے بیٹے کی محبت میں سرشار و دیوانہ ہے اور مجھ پر طعن و تشنیع کریں گے فوراً اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز غدیر خم مسئلہ ولایت علی علیہ السلام کا پورا انتظام کر دیا۔ اور علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — پس میں جس کا مولی ہوں پس علی بھی اس کے مولی ہیں
اللھم وال من والاہ و عاد — اے خدا جو علی سے محبت رکھے تو بھی اس سے محبت رکھ
من عاداہ — اور جو علی سے دشمنی رکھے تو بھی اس سے دشمنی رکھ۔

اور آلوسی نے آخر تک سب کچھ وہی بیان کیا جو سیوطی نے ذکر کیا تھا۔
(۸) شیخ محمد عبدہ کی طرف منسوب تفسیر المنار ج ۶ صـ۴۶۳ میں ہے کہ مذکورہ آیت روز غدیر خم علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔
اور انہوں نے اس روایت کو ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ اور ابن عساکر سے نقل کیا ہے پھر ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی روایت کی ہے کہ آیت شریفہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر روز غدیر خم میں نازل ہوئی ہے، جیسا کہ آلوسی نے ذکر کیا ہے لیکن آیت الیوم اکملت لکم دینکم۔ الخ کے متعلق تفسیر در منثور جلد ۲ صـ۲۵۹ پر ابن مردویہ اور ابن عساکر کے ذریعے ابو

Marfat.com

سعید خدری تک سلسلہ روایت پہنچتا ہے وہ کہتے ہیں کہ جب جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز غدیر خم حضرت علی علیہ السلام کو کھڑا کر کے ان کی ولایت کا باآواز بلند اعلان کیا تو جبرئیل یہ آیت لے کر نازل ہوئے :۔
الیوم اکملت لکم دینکم۔ الخ ابن مردویہ اور ابن عساکر اور خطیب بغدادی کا سلسلہ روایت ابوھریرہ تک پہنچتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب روز غدیر خم جو (جو اٹھارہ ذوالحجہ تھی) پہنچا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔الخ	جس کا میں مولا ہوں پس علی بھی اس کے مولی ہیں
فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ الخ۔	پس اللہ تعالیٰ نے الیوم اکملت کی آیت نازل فرمائی۔

(۹) خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد جلد ۸ صفحہ ۲۹۰ میں بسند متصل ابوھریرہ سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا تو فرمایا:۔

الست ولی المومنین قالوا : بلی یارسول اللہ۔ فقال من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔ فقال عمر بن خطاب. بخ بخ لک یا ابن ابی طالب اصبحت مولای و مولا کل مسلم فانزل اللہ الیوم اکملت لکم دینکم۔ الخ	کیا میں مومنین کا سردار اور حاکم نہیں ہوں تو سب نے کہا کیوں نہیں یارسول اللہ آپ نے فرمایا کہ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے فوراً عمر بن خطاب نے کہا اے ابوطالب کے بیٹے تمہیں مبارک ہو مبارک ہو تو میرا بھی مولا بن گیا اور ہر مسلمان کا مولا ہے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے آیت الیوم۔ الخ نازل فرمائی

(۱۰) حموینی نے اپنی کتاب فرائد السمطین باب بارہ میں بسند متصل ابوسعید سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز غدیر خم لوگوں کو علی علیہ السلام کی طرف بلایا اور حکم دیا کہ درخت کے نیچے کانٹے وغیرہ جو کچھ بھی ہیں صاف کر دیئے جائیں اور یہ جمعرات کا روز تھا فوراً علی علیہ السلام کو

Marfat.com

بلایا اور ان کے بازو کو پکڑ کر اتنا بلند فرمایا کہ لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دونوں بغلوں کی سفیدی کو دیکھا پھر لوگ متفرق نہیں ہونے پائے تھے (یعنی وہیں موجود تھے) کہ یہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم الخ نازل ہوئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دین کے مکمل ہونے، نعمت کے تمام ہونے اور اپنی پیغمبری اور اپنے بعد علی علیہ السلام کی ولایت و امامت کی تکمیل پر نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا:۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — جس کا میں مولا ہوں اس کا علی بھی مولا ہے۔
اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ، — اے اللہ تو اس سے دوستی رکھ جو علی سے دوستی رکھے اور جو علی سے دشمنی رکھے تو اس سے دشمنی رکھ، تو اس کی مدد کر جو علی کی مدد کرے تو اسکو چھوڑ دے جو علی کو چھوڑ دے"

حموینی نے فرائد السمطین کے اسی مذکورہ باب میں دوسرے طریقے کے الفاظ سے اسی روایت کو نقل کیا ہے۔

(۱۱) خوارزمی نے مناقب خوارزمی میں ص۸۰ پر اس کو بیان کیا ہے۔

(۱۲) تاریخ یعقوبی جلد ۲ ص ۳۲ پر ہے کہ سب سے آخری آیت جو آنحضرت پر نازل ہوئی وہ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ہے اور یہ روایت بالکل صحیح ثابت اور واضح ہے اور اس آیت کا روز غدیر خم میں نازل ہونا امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی امامت پر نص ہے، آیۂ معارج کے متعلق بھی اسی طرح مفسرین و محدثین وغیرہم نے ذکر کیا ہے کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی۔

(۱۳) علامہ شبلنجی نے اپنی کتاب نور الابصار ص۷۱ پر لکھا ہے کہ امام ثعلبی نے اپنی تفسیر میں نقل کیا ہے کہ سفیان بن عیینہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان سئل سائل بعذاب واقع کے متعلق پوچھا یہ کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے تو اس نے سائل کو جواب دیا کہ تم نے مجھ سے ایک ایسا مسئلہ پوچھا ہے جو تم سے پہلے مجھ سے کسی نے نہیں پوچھا مجھ سے میرے باپ نے امام جعفر بن محمد علیہ السلام

Marfat.com

کے حوالے سے انہوں نے اپنے آبا کے حوالے سے یہ حدیث بیان فرمائی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم میں جب لوگوں کو بلایا اور وہ اکٹھے ہو گئے تو حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا مَن کُنتُ مَولاہُ فَعَلِیٌّ مَولاہُ تو یہ خبر اور حدیث تمام شہروں میں پھیل گئی اور حارث بن نعمان فہری کو بھی یہ حدیث پہنچی چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس اپنی ناقہ پر سوار ہو کر آیا اور اپنی سواری کو بٹھا دیا خود اس سے اتر آیا اور کہنے لگا۔

یَا مُحَمَّدُ! اَمَرتَنَا عَنِ اللّٰہِ اَن نَّشہَدَ اَن لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَنَّکَ رَسُولُہ فَقَبِلنَاہُ مِنکَ وَاَمَرتَنَا اَن نُّصَلِّیَ خَمسًا فَقَبِلنَاہُ وَاَمَرتَنَا بِالزَّکوٰۃِ فَقَبِلنَاہُ وَاَمَرتَنَا اَن نَّصُومَ رَمَضَانَ فَقَبِلنَاہُ۔ وَاَمَرتَنَا بِالحَجِّ فَقَبِلنَاہُ۔ ثُمَّ لَن تَرضٰی بِھٰذَا حَتّٰی رَفَعتَ بِضَبعَی ابنِ عَمِّکَ تُفَضِّلُہٗ عَلَینَا۔ فَقُلتَ مَن کُنتُ مَولَاہُ فَعَلِیٌّ مَولَاہُ، فَھٰذَا شَیءٌ مِنکَ اَم مِنَ اللّٰہِ۔	اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم نے اللہ کے متعلق ہمیں حکم دیا کہ ہم لا الٰہ الا اللہ و انک رسولہ کی شہادت دیں (یعنی ہم توحید اور تیری رسالت کو مانیں) چنانچہ ہم نے آپ کی یہ بات مان لی پھر تم نے ہم کو پانچ وقت نماز پڑھنے کا حکم دیا تو اس کو قبول کیا پھر تم نے زکوٰۃ کا حکم دیا تو اس کو بھی قبول کر لیا پھر تم نے ماہ رمضان کے روزے رکھنے کا حکم دیا تو اس کو بھی لیا پھر تم نے ہم کو حج کا حکم دیا ہم نے اس کو بھی مان لیا اس پر بھی تم بالکل راضی نہ ہوئے یہاں تک کہ تم نے اپنے چچا کے بیٹے کے دونوں بازو بلند کر دیئے اور ہم پر اس کو فضیلت دی اور یہ بھی تم نے کہہ دیا کہ جس کا

میں مولا ہوں اس کا علی علیہ السلام بھی مولا ہے۔ یہ تمہاری اپنی بات ہے یا خدا کی طرف سے ہے،

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

وَاللّٰہِ الَّذِی لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ اِنَّ ھٰذَا مِنَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔	مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے سوا کوئی خدا نہیں بے شک یہ اللہ عزوجل کی طرف سے ہے

پس حارث پلٹا اپنی سواری تک جانا چاہتا تھا اور یہ کہتا جاتا تھا کہ خداوندا

Marfat.com

جو کچھ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ رہے ہیں اگر یہ حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا یا اس سے بھی شدید عذاب ہم پر ڈال چنانچہ وہ اپنی سواری تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ اللہ نے ایک ایسا پتھر پھینکا جو اس کی کھوپڑی پر جا گرا الخ

تب اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی :۔

سَئَلَ سَائِلٌ بِعَذَابٍ وَّاقِعٍ لِّلْکٰفِرِیْنَ لَیْسَ لَہٗ دَافِعٌ مِّنَ اللّٰہِ ذِی الْمَعَارِجِ۔

(۱۴) فرائد السمطین باب پندرہ میں امام ابوالحسن واحدی کہتے ہیں کہ میں نے اپنے استاذ ابو اسحاق ثعلبی کے سامنے تفسیر میں پڑھا کہ سفیان بن عیینہ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان سئل سائل کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے وہی کچھ بیان کیا جو نورالابصار میں ہے (مذکورہ عبارت)

(۱۵) اور ابن صباغ مالکی نے اپنی کتاب الفصول المہمہ ص ۲۶ و ص ۲۷ پر اس کو بیان کیا ہے اور سبط ابن جوزی نے اپنے تذکرے میں ص ۱۹ پر اس کو نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

وقد احمرت عیناہ واللہ الذی	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا درحالانکہ آپکی
لا الٰہ الا ھو انہ من اللہ ولیس	دونوں آنکھیں غصے کے مارے سرخ تھیں
منی و قالھا ثلاثاً (الحدیث)	کہ اس خدا کی قسم جس کے سوا کوئی خدا نہیں،

یہ حکم خدا کی طرف سے ہے میری طرف سے نہیں ہے اور اس بات کو حضرت نے تین مرتبہ فرمایا

(۱۶) فخر الدین رازی کی تفسیر کبیر جلد ۸ ص ۲۹۲ کے حاشیہ پر ابو سعید اپنی مطبوعہ تفسیر میں کہتے ہیں کہ وہ ثابت بن نعمان فہری ہے جس کے متعلق یہ آیت سئل سائل۔الخ نازل ہوئی اور یہ واقعہ اسی وقت کا ہے کہ جب ثابت بن نعمان فہری کو یہ اطلاع ملی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔

مَنْ کُنْتُ مَوْلَاہُ فَعَلِیٌّ مَوْلَاہُ ۔ جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے

Marfat.com

(۱۷) کتاب نزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۹ پر مصنف کہتے ہیں کہ میں قرطبی کی تفسیر میں بذیل آیت سئل سائل دیکھا ہے کہ (جب یہ آیت سئل سائل نازل ہوئی تو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — (جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کا مولیٰ ہے)

نضر بن حارث نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ نے ہمیں کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد انک رسول اللہ کہو اور (اللہ کی توحید اور میری رسالت کی گواہی دو) تو ہم نے اس کو بھی مان لیا تو پھر آپ نے نماز اور زکوٰۃ کا حکم دیا تو ہم نے اس کو بھی مان لیا تو پھر بھی راضی نہ ہوا یہاں تک کہ اپنے چچا کے بیٹے کو ہم پر فضیلت دی کیا خدا نے آپ کو یہ حکم دیا ہے یا آپ نے اپنے دل سے گھڑ دیا ہے۔

فقال واللہ الذی لا الہ الا ھو انہ من عند اللہ — فرمایا مجھے اس اللہ کی قسم ہے جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں یہ حکم اللہ کی طرف سے ہے۔

(۱۸) لیکن حدیث من کنت مولاہ مسند احمد بن حنبل جلد ۴ ص ۲۸۱ پر بروایت براء بن عازب موجود ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیساتھ ہمرکاب سفر میں تھے کہ مقام غدیر خم میں نزول اجلال فرمایا اور ہم سب کو الصلوٰۃ جامعہ (نماز جماعت کے لئے اکٹھے ہو جاؤ) کی آواز دی گئی اور دو درختوں کے درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے زمین کو جھاڑو دے کر صاف کر دیا گیا آپ نے (باجماعت) نماز ظہر ادا کی اور علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:۔

الستم تعلمون انی اولی بالمومنین من انفسھم قالوا بلیٰ قال الستم تعلمون انی اولی من کل مومن من نفسہ — کیا تم کو علم نہیں ہے کہ میں مومنین کے نفسوں سے ان پر اولیٰ بالتصرف ہوں سب نے کہا جی ہاں پھر فرمایا کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن کے نفس سے اس پر اولیٰ بالتصرف

Marfat.com

قالوا بلی فاخذ بید علی — ہوں سب نے کہا جی ہاں فوراً علی کا ہاتھ پکڑا،
فقال من کنت مولاہ فعلی — اور فرمایا جس کا میں مولا اولیٰ بالتصرف سردار
مولاہ، اللھم وال من والاہ — ہوں اس کا علی بھی اولیٰ بالتصرف سردار ہے
وعاد من عاداہ — خداوندا جو اس کو دوست رکھے تو اس کو
دوست رکھ جو اس سے دشمنی کرے تو بھی اس کا دشمن ہو جا۔

(اس کے بعد) فوراً ہی عمر بن خطاب سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے کہا

ھنیئاً لك یابن ابی طالب — اے ابوطالب کے بیٹے تم کو مبارک ہو کہ تم ہر
اصبحت وامسیت مولا کل — مرد و زن ایمان والوں کے لئے (دن رات ہر وقت
مومن ومومنہ — ہر حال، ہر مقام پر) امام ہوگئے ہو۔

(۱۹) نفس المصدر ص۳۶۸ پر عطیہ عوفی سے روایت ہے کہ میں نے زید بن ارقم سے کہا کہ میرے سر کے باپ آپ کے حوالہ سے غدیر خم کے موقعہ پر علی علیہ السلام کی شان میں جو حدیث بیان کی ہے وہ میں آپ سے سننا چاہتا ہوں اس نے جواب دیا کہ تم عراقی لوگوں میں جو کچھ ہے بس ہے (یعنی ماننے کے تم لوگ نہیں ہو) میں نے ان سے کہا کہ آپ کو مجھ سے کوئی خوف نہیں کرنا چاہیے تو اس نے کہا کہ ہاں ہم لوگ بمقام جحفہ مقیم تھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی علیہ السلام کا بازو پکڑے ہوئے نکلے اور فرمایا :-

یا ایھا الناس الستم تعلمون — اے لوگو! کیا تم کو یہ علم نہیں ہے کہ میں مومنین
انی اولی بالمومنین من انفسھم — پر ان کے نفسوں سے زیادہ تصرف کا حق
قالوا بلی، فقال من کنت — رکھتا ہوں۔ سب نے کہا جی ہاں تب فرمایا جس کا
مولاہ فعلی مولاہ - الحدیث — میں مولا ہوں علیؑ اس کا مولا ہے - الخ

(۲۰) نفس المصدر جلد ۴ ص۳۷۲ میں بھی عطیہ عوفی کی سند سے میمون کے حوالہ سے تقریباً یہی مضمون روایت کیا ہے۔

(۲۱) نیز مذکورہ کتاب کی جلد اول ص۵۲ انہیں اسناد پر علی ابن ابی طالب

Marfat.com

علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ بروز غدیر خم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَن کنتُ مولاہُ فعلیٌ مولاہُ — جس کا میں مولیٰ ہوں علیؑ اس کا مولا ہے۔

(۲۲) سنن ابن ماجہ جلد اول صـ ۵۵ و صـ ۵۶ پر برار بن عاذب کے حوالہ سے اس روایت کو بیان کیا ہے۔ جو قریب میں پہلے گزر چکا ہے

(۲۳) ۱۔ نسائی نے خصائص علی علیہ السلام میں سلسلہ روایت کو سعد کی طرف منسوب کر کے لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:۔

مَن کنت مولاہ فعلیٌ مولاہ — جس کا میں مولیٰ و آقا ہوں علیؑ اسکا مولیٰ و آقا ہے۔

۲۔ اسی صحیح نسائی میں روایت زید بن ارقم سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے حمد و ثنائے الہی بجالانے کے بعد فرمایا:۔

الستم تعلمون انی اولی بکل	کیا تم نہیں جانتے کہ میں ہر مومن پر اس کی جان
مومن من نفسہ قالوا بلیٰ	اور اس کی ذات سے زیادہ حق تصرف رکھتا ہوں۔
نشھد لانت اولی بکل مومن	سب نے کہا جی ہاں کیوں نہیں۔ ہم سب گواہی دیتے
من نفسہ۔ قال فانی	ہیں کہ آپ ہر مومن پر اس کے نفس سے زیادہ حق
من کنت مولاہ فھذا مولاہ	تصرف رکھتے ہیں فرمایا جس کا میں مولا و حاکم ہوں
واخذ بید علیؑ	اس کا یہ مولا ہے اور علی کا ہاتھ پکڑ کر بلند کر دیا۔

(۲۴) ابن عبدربہ نے عقد الفرید جلد ۳ صـ ۳۸ پر روایت کی ہے کہ جب مامون الرشید نے فضیلت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں علماء سے احتجاج کیا تو اس نے اپنی پوری گفتگو میں یہی کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ۔	جس کا میں مولا ہوں تو علیؑ بھی اس کا مولا ہے
اللھم وال من والاہ وعاد	خداوندا جو اسے دوست رکھے تو اس کو دوست
من عاداہ	رکھ جو اسے عداوت رکھے تو اسے عداوت رکھ۔

Marfat.com

(۲۵) سیوطی نے تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۵ پر روایت لکھی ہے اور کہا ہے کہ ترمذی نے ابو سریحہ یا زید بن ارقم سے روایت کی ہے اور انہوں نے اسکو آنحضرت صلعم سے حاصل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — جس کا میں مولیٰ ہوں تو علی بھی اس کا مولیٰ ہے

(۲۶) سیوطی نے اپنی کتاب جامع الصغیر صفحہ ۱۷۹ و صفحہ ۱۸۰ پر اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — یعنی جس کا میں مولیٰ ہوں علی اس کا مولیٰ ہے

(۲۷) کنوز الحقائق مطبوعہ بر حاشیہ جامع صغیر جلد دوم صفحہ ۱۱۷ پر بھی یہ حدیث شریف موجود ہے۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — میں جس کا مولا ہوں علی اس کا مولا ہے۔

(۲۸) اسعاف الراغبین مطبوعہ بر حاشیہ نور الابصار صفحہ ۱۵۱ میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے روزِ غدیر خم فرمایا:-

من کنت مولاہ فعلی مولاہ — "میں جس کا مولا ہوں علیؑ اس کا مولا ہے۔

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ واحب من احبہ وابغض من ابغضہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ وادر الحق معہ حیث دار

خداوندا تو اُسے دوست رکھ جو اسے دوست رکھے اور اس کا دشمن بن جا جو اس کا دشمن بنے اور اس کو محبوب بنا جو علیؑ کو محبوب رکھے اور اس سے بغض و دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے اور اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے اور اُس کو ذلیل و خوار کر اور چھوڑ دے جو علیؑ کو چھوڑ دے اور جدھر علی علیہ السلام گھومے حق کو بھی ادھر پھیر دے۔"

(۲۹) اس روایت کو تیس صحابیوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت کیا ہے اور ان میں سے اکثر کا طریق روایت صحیح یا حسن ہے

(۳۰) محب طبری نے اپنی کتاب الریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۰ پر عمر ابن خطاب

Marfat.com

سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام اس کے مولا ہیں جس کے رسول خدا مولا ہیں نیز اسی کی کتاب میں ہے کہ سالم نے کہا ہے کہ عمر سے کہا گیا، کہ تم علی علیہ السلام کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہو جو اور کسی صحابی کے ساتھ نہیں کرتے تو عمر نے کہا علی علیہ السلام میرے مولا ہیں۔

(۳۱) کتاب مصابیح السنہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۰ پر آنحضرتؐ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَن کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ — جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے

(۳۲) کتاب حلیۃ الاولیاء جلد ۴ صفحہ ۲۳ پر آنحضرتؐ سے منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ — جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے

(۳۳) کتاب نشر اللآلی صفحہ ۱۶۶ پر آنحضرتؐ کے تعداد فضائل میں کہا ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے حق میں فرمایا:۔

مَن کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ — جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کا مولا ہے

اللّٰھم وال من والاہ وعاد من عاداہ — اے پروردگار تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے اور اس سے دشمنی کر جو علی سے دشمنی رکھے۔

(۳۴) کتاب الشرف المؤبد صفحہ ۱۱۱ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ — جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے

(۳۵) کتاب تذکرۃ الحفاظ جلد ۱ صفحہ ۱۰ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

من کنت مولاہ فعلیؑ مولاہ — جس کا میں مولا ہوں علی اس کا مولا ہے

اور جلد ۳ صفحہ ۲۳۱ پر ہے لیکن حدیث من کنت مولاہ الخ کے بہت سے عمدہ طریقہ ہائے روایات ہیں ان میں سے ایک کو میں نے لکھا ہے:۔

(۳۶) خطیب بغدادی کی تاریخ بغداد جلد ۷ صفحہ ۳۷۷ پر انسؓ سے روایت ہے، میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے:۔

Marfat.com

من كنت مولاه فعلي مولاه، جس کا میں مولا ہوں اس کا علی مولا ہے۔ اے
اللهم وال من والاه و پروردگار تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے
عاد من عاداه اور اسے دشمن رکھ جو علی سے دشمنی رکھے۔

علاوہ ازیں بہت سی احادیث اہلسنت کی کتابوں میں موجود ہیں جن کا شمار ناممکن ہے اور عنقریب ہم زیادہ وضاحت کرنے کی غرض سے کچھ راویوں کے نام مع ذکر مصادر بیان کریں گے جن لوگوں نے اس حدیث کو بیان کیا ہے ان میں سے چند نام یہ ہیں :-

(۱) الواحدی کتاب اسباب النزول صفحہ ۱۵۰

(۲) محمد بن طلحہ الشافعی مطالب السوٴل

(۳) فخر الدین رازی اپنی تفسیر مفاتیح الغیب جلد ۱۲ صفحہ ۵۰

(۴) الثعلبی اپنی تفسیر صفحہ ۱۲۰

(۵) السیوطی در منثور جلد ۲ صفحہ ۲۲۸

(۶) ابن صباغ المالکی، الفصول المہمہ

(۷) ترمذی اپنی صحیح جلد ۲ صفحہ ۲۹۷ پر کہتے ہیں کہ یہ حدیث حسن اور صحیح ہے

(۸) الحاکم اپنی کتاب المستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۰۹، صفحہ ۱۱۰ پر کہتے ہیں کہ یہ حدیث شرط شیخین کی بناء پر صحیح ہے اور اس کے بعد ذھبی نے کچھ نہیں کہا

(۹) ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد ۵ پر مختلف طریقوں سے اس حدیث کو لکھا ہے اور اس پر کافی بحث کی ہے۔

(۱۰) الیعقوبی اپنی تاریخ جلد ۲ صفحہ ۹۳ پر

(۱۱) ابن حجر مکی صواعق محرقہ باب اوّل فصل ۵ پر کہتے ہیں یہ حدیث صحیح ہے اور اس میں کسی قسم کا شک نہیں ہے اور اس کو ترمذی، نسائی، احمد وغیرہ ایک جماعت نے بیان کیا اور اس حدیث کے طریق ہائے روایت بہت سے ہیں اسی بناء پر سولہ صحابیوں نے اسے بیان کیا ہے اور احمد کی روایت میں

Marfat.com

ہے کہ اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے تیس صحابیوں نے سنا ہے اور جب علی علیہ السلام کی خلافت کی باری آئی تو انہوں نے علیؑ کے حق میں گواہی دی جیسا کہ تمہارے سامنے یہ بات پہلے گزر چکی ہے اور اس حدیث کی اکثر سندیں صحیح اور حسن ہیں ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد ۵ صفحہ ۲۰۸ پر کہا ہے کہ حدیث کے معاملہ میں ابو جعفر محمد بن جریر طبری۔ صاحب تفسیر و تاریخ نے کافی توجہ کی ہے چنانچہ اس حدیث کے متعلق دو جلدیں جمع کیں ہیں جن میں اس حدیث کے تمام طریقوں اور لفظوں کو جمع کیا اسی طرح حافظ کبیر ابو القاسم بن عساکر نے اس خطبہ کے اندر بہت سی حدیثیں پیش کی ہیں۔

(۱۲) قندوزی الحنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۳۶ پر ابو المعالی الجوینی الملقب بہ امام الحرمین جو ابو احمد غزالی کے استاد تھے ان سے حکایت کی ہے کہ وہ تعجب کے ساتھ کہتے تھے کہ میں نے بغداد میں ایک کتب فروش کے ہاتھ ایک کتاب دیکھی جس میں واقعہ غدیر خم کی روایات تھیں جس پر لکھا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے فرمان من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے طریقہ ہائے روایت کے متعلق یہ اٹھارویں جلد ہے اور اس کے پیچھے پیچھے انیسویں جلد بھی آ رہی ہے۔

میں یہ کہتا ہوں جن احادیث کو ہم نے اس بیان میں پیش کیا ہے جو یوم غدیر خم سے متعلق ہیں یہ ان احادیث کے مقابلہ میں بہت ہی کم ہیں جو غدیر کے متعلق وارد ہوئی ہیں اور جو بے شمار ہیں۔ سرکار علامہ آیۃ اللہ مولانا حامد حسین نیشاپوری ہندی لکھنوئی نے اپنی کتاب عبقات الانوار کی جلد غدیر میں ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جن لوگوں نے حدیث غدیر کو بیان کیا ہے اور وہ سب کے سب اہلسنت کے بڑے بڑے عالم ہیں اسی طرح آیت اللہ سید شہاب الدین المرعشی النجفی نے قاضی نور اللہ شوستری کی کتاب احقاق الحق کی تعلیقات پر اور اسی طرح حجت اللہ شیخ امینی نے اپنی کتاب الغدیر میں

Marfat.com

اور اسی طرح آیت اللہ سید ابن طاؤس نے اپنی کتاب الاقبال صفحہ ۴۶۳ پر اہلسنت کے بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے حدیث غدیر کو روایت کیا ہے اور اس کو صحیح کہا ہے، لہذا ان کتابوں کی طرف رجوع فرمائیں۔

علی علیہ السلام کو خلافت ملنے پر مسلمانوں کی مبارکباد

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غدیر خم پر خطبہ فرمایا تو تمام حاضرین امت جن میں جناب ابوبکر وعمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما و دیگر سرداران قریش معتبرین انصار حتیٰ کہ امہات المومنینؓ شامل ہیں سبھی کو حکم دیا کہ امیر المومنین علیہ السلام کے پاس جاکر درجہ ولایت و خلافت اور خدا کے دین کے امر و نہی کی ذمہ داری کے عظیم مرتبہ حاصل ہونے پر ان کو مبارکباد پیش کریں اور علمائے اہلسنت والجماعت کی ایک بڑی جماعت نے اس واقعہ کو روایت کیا ہے (جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔)

(۱) طبری نے اپنی کتاب الولایت میں زید بن ارقم کی اسناد سے اس کو بیان کیا ہے جس کے آخر میں یہ عبارت ہے۔

وکان اول من صافق النبی وعلیا	آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور علیؑ سے
ابوبکر وعمر وعثمان و	سب سے ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ، طلحہؓ اور
طلحہ و زبیر و باقی	زبیرؓ نے ہاتھ ملایا اور پھر باقی مہاجرینؓ
المهاجرین و الانصار و	انصار و دیگر مسلمانوں نے ہاتھ ملائے
باقی الناس۔	(اتنی دیر تک یہ سلسلہ جاری رہا کہ)
الی ان صلی الظهرین فی	نماز ظہر و عصر دونوں ایک وقت میں
وقت واحد و امتد ذلک	پڑھیں اور یہ سلسلہ اتنا لمبا ہوا کہ نماز مغرب
الی ان صلی العشائین فی	و عشا دونوں ایک وقت میں پڑھیں اور

Marfat.com

وقت واحد واوصلوا البيعة والمصافقة ثلاثا	تین بار بیعت کی اور تین بار ہاتھ ملائے ۔

(۲) ابن حجر مکی ؒ نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں باب اوّل کی پانچویں فصل میں دار قطنی سے نقل کیا ہے ۔

ان ابابکر وعمر لما سمعا الحدیث قالا للامام امسیت یا ابن ابی طالب مولا کل مومن و مومنه فقیل لعمر انك تصنع لعلی شیئاً لا تصنعهٔ باحد من اصحاب النبی فقال انه مولائی	جب ابوبکرؓ و عمرؓ نے حدیث غدیر (من کنت الخ) کو سنا تو انہوں نے امام علیہ السلام سے کہا اے ابوطالب کے بیٹے اب تم ہر مومن اور ہر مومنہ کے سردار ہو گئے ۔ کسی نے عمرؓ سے کہا کہ تم علیؑ کے ساتھ کچھ ایسا سلوک کر رہے ہو جو کسی اور صحابی کیساتھ نہیں کرتے تھے عمرؓ نے جواب دیا وہ تو میرے مولا ہیں ۔

(۳) حافظ ابو سعید نیشاپوری نے اپنی کتاب الشرف المصطفیٰ میں برار بن عاذب سے بالاسناد احمد بن حنبل اور باسناد دیگر ابو سعید خدری سے اسکو روایت کیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں ۔

ثم قال النبی هنئونی هنئونی ان الله قد خصنی بالنبوة وخص اهل بیتی بالامامة فلقی عمر بن خطاب امیر المومنین فقال طوبیٰ لك یا ابا الحسن اصبحت مولائی و مولیٰ کل مومن و مومنة	پھر آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ مسلمانو ! مجھے مبارکباد دو مبارکباد دو ، اللہ نے مجھے نبوت کے ساتھ مخصوص فرمایا اور میرے اہلبیتؑ کو امامت کے ساتھ مختص کر دیا ہے فوراً ہی عمر بن الخطاب امیر المومنین سے ملے اور کہا اے ابوالحسن تم کو مبارک ہو کہ تم میرے اور ہر مومن و مومنہ کے مولا و آقا ہو گئے ہو ۔

(۴) صاحب روضۃ الصفا نے روضۃ الصفا جلد اول صـ۳۷۱ پر حدیث

Marfat.com

غدیر کے بعد لکھا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے۔

ثم جلس رسول الله فی خیمة و اجلس امیرالمومنین فی خیمة اخری و امر الناس ان یھنئوا علیًا فی خیمتہ لما ختم تھنئة الرجال امر رسول الله (صلی الله علیہ و آلہ وسلم) امھات المومنین بان یسرن الیہ و یھنئنہ	پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک خیمہ میں تشریف فرما ہوئے اور امیر المومنین کو دوسرے خیمہ میں بٹھا دیا اور لوگوں کو حکم دیا کہ علیؑ کو ان کے خیمہ میں جا کر مبارکباد دو۔ جب مردوں کی مبارکباد ختم ہوگئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات المومنین کو حکم دیا کہ علیؑ کے پاس جائیں اور (وہاں جاکر) علیؑ کو مبارکباد دیں

(۵) صاحب حبیب السیر نے حبیب السیر جلد ۳ صفحہ ۱۴۴ پر لکھا ہے کہ پھر علی علیہ السلام ایک خاص خیمہ میں تشریف فرما ہوئے لوگ آپ کی زیارت کے واسطے آئے اور آپ کو مبارکباد پیش کرتے رہے۔ جن میں ابوبکرؓ و عمرؓ شامل تھے، عمرؓ نے (بڑھ کر) کہا:۔ بخ بخ لک یا بن ابی طالب اے ابوطالبؑ کے بیٹے تم کو مبارک ہو تم میرے اور ہر مومن مرد، اور ہر مومنہ عورت کے مولا اور آقا ہو گئے ہو۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امہات المومنینؓ کو حکم دیا کہ وہ علی علیہ السلام کے پاس جائیں اور جاکر مبارکباد پیش کریں۔

(۶) جن لوگوں نے اس حدیث کو روایت کیا ہے ان میں سے چند کے نام یہ ہیں:۔

(۱) احمد بن حنبل نے اپنے مسند جلد ۴ صفحہ ۲۸۱ پر

(۲) طبری نے اپنی تفسیر جلد ۳ صفحہ ۴۲۸ پر

(۳) ابن مردویہ نے اپنی تفسیر میں

(۴) ثعلبی نے اپنی تفسیر میں

Marfat.com

(۵) بیہقی نے اپنے مناقب میں۔
(۶) خطیب بغدادی نے اپنے مناقب میں۔
(۷) ابن مغازلی نے اپنے مناقب میں۔
(۸) غزالی نے اپنی کتاب سرالعلمین ص ۹ پر
(۹) شہرستانی نے اپنی کتاب الملل والنحل میں
(۱۰) ابوالفرج ابن جوزی حنبلی نے اپنے مناقب میں۔
(۱۱) رازی نے اپنی تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۶۳۶ پر
(۱۲) گنجی شافعی نے کفایت الطالب میں
(۱۳) محب طبری شافعی نے اپنی کتاب الریاض النظرہ جلد ۲ ص ۱۶۹ پر
(۱۴) الحموینی نے اپنی کتاب فرائدالسمطین باب ۱۳۔میں
(۱۵) ابوالفداء ابن کثیر شافعی نے البدایہ والنہایہ جلد ۵ ص ۲۰۹ پر
(۱۶) المقریزی نے الخطط جلد ۲ ص ۲۲۳ پر
(۱۷) ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمۃ ص ۲۵ پر
(۱۸) السیوطی نے جمع الجوامع میں
(۱۹) کنزالعمال جلد ۶ ص ۳۹۷ پر
(۲۰) ابن حجرؒ نے صواعق المحرقہ ص ۲۶ پر
(۲۱) السمہودی نے وفاء الوفاء فی اخبار دار المصطفیٰ جلد ۲ ص ۱۷۳ پر

وغیرہ وغیرہ اہلسنت کے بڑے بڑے علماء حدیث و تفسیر و تاریخ جن کے ناموں کے لکھنے کی ہماری مختصر کتاب میں گنجائش نہیں ہے، ان حضرات نے معتبر اور ثقہ راویوں کے سلسلہ سے اپنی اپنی مسانید اور صحاح میں ابن عباس، ابوہریرہ، براء بن عازب اور زید بن ارقم وغیرہم جیسے لوگوں سے روایت کیا ہے۔

امام غزالی نے اپنی کتاب سرالعالمین کے چوتھے مقالہ میں کیا اچھی

Marfat.com

بات کہی ہے ان کے الفاظ یہ ہیں :۔

ولکن اسفرت الحجة وجهها واجمع الجماهیر علی متن الحدیث من خطبتہ فی یوم غدیر خم جمیع بالاتفاق الجمع وهو یقول :۔ من کنت مولاہ وعلی مولاہ فقال عمر بخ بخ لک یا ابا الحسن لقد اصبحت مولائی ومولی کل مومن ومومنہ هذا تسلیم ورضی وتحکیم ثم بعد هذا غلب الهوا بحب الریاسة وحمل عمود الخلافة وعقود البنود وخفقان الهوا فی قعقعة الرایات واشتباک ازدحام الخیول وفتح الامصار سقاهم کاس الهوا فعادوا الی الخلاف الاول فنبذوا الحق وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قلیلا فبئس ما یشترون

لیکن دلیل و برہان نے حقیقت کے چہرہ کو کھول دیا ہے اور یوم غدیر خم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے متن الفاظ پر تمام علماء محدثین کا اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس موقع پر فرما رہے تھے کہ جس کا میں مولیٰ ہوں اس کا علی علیہ السلام مولیٰ ہیں اس پر فوراً عمرؓ نے کہا کہ اے ابوالحسن علیہ السلام تم کو مبارک ہو، (آج سے) آپ میرے اور ہر مومن مرد اور ہر مومن عورت کے مولیٰ و آقا ہو گئے ہیں (عمرؓ نے ان الفاظ سے) قبول کر لیا اور راضی ہو گیا، اور حاکم مان لیا پھر اس کے بعد حاکم بننے کے شوق اور خلافت کی لاٹھی چلانے، اور ہوا کے اندر جھنڈوں کی سرسراہٹ اور پھڑپھڑاہٹ اور جھنڈوں پر چڑھنے اور گھوڑوں کے ازدحام اور بھیڑ بھاڑ اور شہروں کو فتح کرنے کے شوق نے خواہش نفسانی کا جام ان لوگوں کو پلایا، اور خواہش نفسانی ان پر غالب آئی، اور یہ لوگ پہلی مخالفتوں اور دشمنیوں کی طرف لوٹ گئے۔ اور حق کو پس پشت ڈال دیا اور حق کے بدلے تھوڑی سی قیمت کو خرید کر لیا اور انہوں نے نہایت بُرا سودا خرید لیا۔

Marfat.com

قول مولف

اس خدا کے لئے حمد و ثنا زیبا و شایان ہے، جس نے غزالی سے وہ حق اور سچ کہلایا جس میں ہماری حجت و دلیل موجود ہے اور ان کی کتاب سر العلمین میں ہمارے دعویٰ کا ثبوت موجود ہے باوجودیکہ امام غزالی تعصب اور شدید عداوت میں مشہور اور ضرب المثل ہیں (مگر) خدا نے ان کی زبان سے حق کہلوایا اور حقیقت واقعہ ان کی منہ سے اگلوایا۔ بے شک حق ہمیشہ انصاف پسند اور دشمن دونوں کی زبان پر بولتا ہے انتہائی افسوس یہ ہے کہ ہم اہلسنت کو دیکھتے ہیں کہ ان لوگوں میں جو شخص بھی کوئی ایسی بات پیش کرتا ہے جس سے شیعوں کا یہ مدعیٰ ثابت ہو کہ امیر المومنین اور ان کی اولاد (علیہم السلام) خلافت کے زیادہ حق دار تھے تو اس پر فوراً شیعہ ہونے کا اتہام و الزام لگا دیتے ہیں (حالانکہ ایسی باتوں کے کہنے کے) ساتھ وہ اپنے مذہب میں سخت متعصب ہوتا ہے اور شیعوں پر کذب و افتراء کے تیر برابر چلاتا ہے اور اختیاری یا غیر اختیاری طور پر اللہ تعالیٰ اس کی زبان سے حق کو کہلواتا ہے اور وہ حقیقت واقعہ کی بات کر جاتا ہے کیونکہ حق ہمیشہ بلند و غالب رہتا ہے اور زیر کبھی نہیں ہوتا جیسا کہ مشہور ہے۔

لیکن شیعہ صاحب علم و فضل اور صدق و اجتہاد والے لوگ ہیں، جنہوں نے عمل اور سچائی سے دنیا کو معمور کر دیا ہے ان کے دشمن ان پر چاہے کتنا ہی جھوٹ اور افتراء و بہتان لگاتے رہیں

اے آزاد منش منصف مزاج پڑھنے والے آپ ذرا فکر و تامل سے کام لیں کہ خداوند عالم نے کیسے اہلسنت کی کتابوں سے شیعوں کی حقانیت کو ظاہر فرمایا ہے اس بنا پر کہ زمانہ چاہے کتنا طویل گزر جائے اور اہلسنت چاہے پسند کریں یا ناپسند کلمہ حق ظاہر ہو کر رہے گا اور باطل ضرور مغلوب ہو کر ایڑیاں رگڑے گا خواہ باطل پرست چاہیں یا نہ چاہیں۔

Marfat.com

اور ہم اپنی اس کتاب میں یوم غدیر کے متعلق کچھ احادیث تو لکھ آئے ، مگر بہت زیادہ احادیث ایسی ہیں جو اس مقام پر اور موجود ہیں جن سے اس قوم نے امیر المومنین علیہ السلام سے بغض و عداوت کی وجہ سے بالکل آنکھ بند کر لی ہے۔ خصوصاً جس دن معاویہ نے خلافت پر قبضہ کیا ہے آپ کو یہاں عجیب و غریب سماں نظر آئے گا کہ معاویہ نے ہر اس شخص پر جس نے ابو تراب کی شان میں کوئی حدیث نقل کی اس پر انوکھے اور نرالے قسم کے ظلم اور سختیاں کی ہیں مگر اللہ کو یہ منظور تھا کہ وہ امیر المومنین علیہ السلام کے حق کو ظاہر فرمائے اور ان کے فضائل و کمالات سے کون و مکان کو بھر دے۔

موضوع غدیر پر جو کچھ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں اب اس کو مختصر طور سے لکھتے ہیں کیونکہ صاحبان عقل و فہم کے واسطے یہی کافی ہے اور اگر اس سلسلہ میں کلام کو ہم طول دیں تو بڑی بڑی کتابیں بھر دیں اور یہ ہمارے اس وعدہ اختصار کے خلاف ہوگا جو ہم نے قارئین کے ساتھ کیا تھا اور جو لوگ مزید معلومات حاصل کرنا چاہتے ہیں تو ان کو وہ بڑی بڑی کتابیں پڑھنی چاہئیں جن کا اس سے قبل آپ سے ذکر ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں دیگر لوگوں سے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے اولیٰ بالخلافت ہونے کے متعلق ہم دلائل واضحہ اور براہین ساطعہ پہلے کہہ چکے ہیں۔ کیونکہ کلمہ مولیٰ سے اولیٰ بالتصرف مراد ہے اور یہ معنی لغت اور عام استعمال میں مشہور و معروف ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں النار ھی مولاکم یعنی تم جہنم کے واسطے اولیٰ اور زیادہ حقدار ہو۔

اور اخطل شاعر کہتا ہے :-

اصبحت مولاھا من الناس کلھم — ترجمہ: تم تمام لوگوں سے زیادہ امت کے واسطے اولیٰ بالتصرف ہے۔

اور محاورہ عرب میں مولی العبد یعنی غلام کے بارے میں اولیٰ

Marfat.com

بالتدبیر و اولیٰ بالتصرف ہے ساتھ ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے کلام بلاغت نظام کو الست اولیٰ بکم من انفسکم سے شروع کر کے کلمہ مولیٰ کے یہ معنی مقرر فرما دیئے ہیں اور اولیٰ بالتصرف ہونے کے معنی کو بالکل واضح فرما دیا ہے اور پھر بلافصل یہ فرمایا مَن کنت مولاہ فہٰذا علی مولاہ (جس کا میں مولیٰ یعنی اولیٰ بالتصرف ہوں اس کا یہ علی مولا ہے) جس کے نفس سے میں اولیٰ ہوں اس کے نفس سے علی علیہ السلام اولیٰ ہے لہٰذا علی علیہ السلام امت والوں کے امور میں اولیٰ بالتصرف ہے اور اولیٰ اسی وقت ہو سکتا ہے جب خلیفہ اور امام ہوگا۔ اور یہ اس بات کی نص صریح ہے کہ اس موقعہ پر دین و دنیا کی ریاست وحکومت مراد ہے کیونکہ امت والوں کی جانوں پر اولیٰ بالتصرف نبی یا امام علیہ السلام ہی ہو سکتا ہے جیسا کہ تحقیق آیت کے سلسلہ میں پہلے اشارہ ہو چکا ہے اور مولیٰ کے یہ معنی سننے والے وہ صحابہ عرب سمجھے تھے جو کلام عربی کے مدلولات کو جانتے تھے۔ عمر بن خطاب، حسان بن ثابت، حارث بن نعمان فہری نے بھی یہی معنی سمجھے تھے جن کے اقوال پہلے آچکے ہیں۔

جب (صورت حال یہ ہے تو) جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کسی کا تقدم جائز نہیں اسی طرح علی علیہ السلام پر بھی کسی کا تقدم جائز نہیں ہے۔ نیز مولیٰ بمعنیٰ اولیٰ بالتصرف سے ریاست وامامت مراد ہونے کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ سب صحابہ نے علی علیہ السلام کو مبارکباد پیش کی جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان سنتے ہی مبارکباد پیش کرنے کا کوئی سبب اس کے سوا نہیں ہو سکتا کہ یہ لوگ لفظ مولیٰ سے یہی امارت وحکومت اور امامت ہی سمجھے تھے، یہی وہ بات ہے جس کی وجہ سے یہ حق عائد ہوتا ہے کہ علی علیہ السلام کو مبارکباد پیش کی جائے، ناصر یا نصرت کے معنی میں نہیں ہو سکتا کیونکہ ناصر و نصرت تو ان

Marfat.com

لوگوں کے نزدیک پہلے محقق و معلوم تھے (ہر موقعہ پر علی علیہ السلام کی نصرت وعدہ اظہر من الشمس تھی) اور خود حضرت بھی اس کو جانتے تھے تو یہ کوئی ایسی بات نہیں تھی کیونکہ اس بات سے وہ پہلے ہی متصف ہیں اور وہ بات ان کے لوازم اور اوصاف میں ہے اس کی صحابہ اب جا کر ان کو مبارک باد پیش کریں (ایسی بات ادنیٰ عقل رکھنے والا بلکہ احمق بھی نہیں کر سکتا۔ پھر رسولؐ ایسی بات کی کیسے توقع ہو سکتی ہے) اسی طرح عمر بن خطاب کے واسطے یہی بات اس کا باعث بنی کہ علی علیہ السلام کے واسطے وہ بات کریں جو کسی دوسرے صحابی رسول کے واسطے انہوں نے نہیں کی اور عمر بن خطاب کا یہ کہنا کہ علی علیہ السلام میرے مولیٰ ہیں اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ مولیٰ کے معنی امیر و حاکم اور امام کے ہیں، ناصر اور مددگار کے معنی نہیں ہیں۔ کیونکہ ناصر معنی سمجھنا بہت کمزور بات ہے اس لئے کہ اس کے معنی یہ ہوئے کہ علی علیہ السلام میرے مددگار ہیں۔ تو بھلا پوچھنے والا اس بات سے کب ناواقف تھا اور کب اصحاب نبیؐ نے ایک دوسرے کی مدد نہیں کی کہ جس کی وجہ سے عمر بن خطابؓ کو یہ جواب دینے کی ضرورت ہوئی کہ وہ سائل سے یہ کہیں کہ علی علیہ السلام میرے مددگار ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ناصر کے معنی مقصود ہوتے اور عمر بن خطابؓ بھی یہی سمجھے تھے تو پھر اتنے متاثر کیوں ہوئے اور ناگوار کیوں سمجھا اور گھٹن کیوں محسوس کی اور جب ان کے پاس دو بدو فیصلہ کے لئے آئے تو علی علیہ السلام سے کیوں کہا کہ اے ابوالحسنؑ تم فیصلہ کرو تو ان دونوں بدوؤں میں سے ایک نے مذاق اڑاتے ہوئے کہا کہ ہمارے مابین یہ فیصلہ کریں گے تو عمر بن خطابؓ کو اعرابی کی یہ بات سخت ناگوار ہوئی اس پر جھپٹے اور غصے سے کہنے لگے تم پر خدا کی مار ہو تجھے کیا معلوم کہ یہ کون شخص ہے۔

ھذا مولائی و مولیٰ کل   یہ میرا مولا ہے اور ہر مومن مرد اور مومنہ

Marfat.com

مومن و مومنۃ   عورت کا مولا ہے۔

اور ایک مرتبہ عمر بن خطابؓ اور ایک دوسرے شخص کے مابین کسی بات میں جھگڑا ہوا تو حضرت عمر بن خطابؓ نے امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے کہا کہ میرے اور تمہارے درمیان یہ سامنے بیٹھا ہوا شخص فیصلہ کریگا۔ وہ کہنے لگا ہاں یہ بڑے پیٹ والا جب عمر بن خطابؓ نے حضرت علی علیہ السلام کے متعلق اس شخص کے فاسد خیال، مسخرہ پن اور تحقیر آمیز حال کو دیکھا تو عمر بن خطابؓ اپنی جگہ اٹھے اور گلے سے پکڑ کر زمین سے اٹھا لیا اور کہنے لگے (او بے ادب) تجھے کچھ پتہ ہے تو نے کس شخص کی تحقیر کی ہے یہ میرے اور ہر مسلمان کے مولیٰ اور آقا ہیں۔

اے انصاف پسند پڑھنے والے ذرا اس بات پر غور و فکر کر عمر بن خطابؓ نے یہ کیوں کہا کہ تجھے کچھ پتہ ہے کہ تو نے کس کی تحقیر و توہین کی ہے یہ میرا اور ہر مسلمان کا آقا ہے۔

محب طبری نے الریاض النضرہ جلد ۲ صفحہ ۱۷۰ پر اور خوارزمی نے اپنے مناقب صفحہ ۹۷ پر بطریق معتبرہ صحیحہ عمر بن خطاب سے اس کو روایت کیا ہے اگر عمر بن خطابؓ نے لفظ مولیٰ سے سردار نہ سمجھا ہوتا تو کہتے کہ :-

ھذا ناصری و ناصر کل مسلم   یہ (علی علیہ السلام) میرا اور ہر مسلمان کا ناصر و مددگار ہے۔

ذرا غور تو فرمایئے کہ دشمن علی علیہ السلام سے عمر بن خطابؓ کو مخالفت کیوں ہوئی اور اس کے کہنے پر اتنے متاثر کیوں ہوئے۔ آپ کو شرافت کی قسم ہے (یہ بتایئے کہ) یہ غصہ اور ناگواری اور بے قراری جو اعرابی بے وقوف کی وجہ سے عمر بن خطاب کو ہوئی اگر اس وجہ سے ہوئی کہ اس نے ان کے ایک مددگار کو بنظر تحقیر دیکھا تو یہ ارادہ کرتے کہ اسی حالت میں اٹھ کر اس شخص کو یہ بتا دیں اگر علی علیہ السلام میرے ناصر و مددگار

Marfat.com

نہ ہوں، تو مومن یا مسلمان نہیں کیا اس بات نے عمر بن خطابؓ کو بیقرار اور غضبناک کیا اس کو انہوں نے ایک بڑی بات تصور کیا۔ کیا اتنی بات پر عمر بن خطابؓ ترش رو اور غضبناک ہوئے یا اس کے علاوہ اور کوئی بات اس لائق تھی جس پر عمر بن خطاب وہاں سے فوراً ترش رو ہو کر اٹھ کھڑے ہوں۔ اور وہ بات اس قابل تھی کہ اس کی وجہ سے ناراض ہوں، ہاں جی ہاں مجھے حق کی قسم ہے وہ صرف اس بات کی وجہ سے بیقرار اور غضبناک ہوئے تھے جو وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق جانتے تھے یعنی وہ مومنین کے نفوس کے لئے اولیٰ بالتصرف ہیں اس وجہ سے عمر بن خطابؓ نے اٹھنے کا ارادہ کیا اور اس کی اس بدتہذیبی کو ایک بڑی بات سمجھا اور ان کو اس کی حرکت ناگوار گزری اور جس نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی تحقیر و توہین کی تھی اس کو سرزنش کی اور اس وقت انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جو کچھ سنا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس کی عمر بن خطاب اور دیگر مومنین کو تاکید فرمائی تھی اس کو ظاہر کیا اور اس وقت انہوں نے یہ بھی ظاہر کیا کہ وہ خود اور دیگر مومنین کی ایک جماعت علی علیہ السلام کو اس بات کی مبارک باد پیش کرنے کے لئے گئی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عمر بن خطابؓ اور ہر مسلمان کے مولیٰ (سردار و امام) ہونے کا شرف عطا کیا ہے اور اگر علی کسی کے مولیٰ نہیں تو وہ شخص مسلمان ہی نہیں ہے۔ اور اگر ولایت و خلافت نبی مولیٰ سے مراد نہ ہو اور ساتھ ساتھ مولیٰ کے معنی ناصر ہوں تو پھر عمر بن الخطابؓ سے اس مذکورہ بالا حال کی کوئی مناسبت نہیں رہتی تو پھر اب یہ بات کیسے دل میں یا وہم و گمان میں آ سکتی ہے کہ مولا سے مراد ناصر ہے۔ کیا کلام عربی کو سمجھنے کا یہی طریقہ ہے اور کلام فصیح اور گفتگو بلیغ کے معنی ایسے ہی ہوتے ہیں اور ایسا ہی کلام مقتضائے حال کے مطابق کہلاتا ہے۔ ان سب پر مزید یہ کہ مولیٰ کے معنی ناصر و مددگار لئے جائیں تو صادق امین رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم

Marfat.com

کے فرمان کی تکذیب لازم آتی ہے (العیاذ باللہ من ذلک) کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امت پر، دین کے اندر بہت انقلاب آئے اور نظام میں بہت کچھ خلل واقع ہوئے۔ انقلاب دینی اور اختلال نظامی کی وجہ سے ظالم، جابر، مظلوم ومقہور، مرتد، بیعت شکن ہر قسم کے لوگ نمودار ہوئے، اور یہ سب واقعات امیر المومنین علی علیہ السلام کی آنکھوں نے دیکھے اور کانوں نے سنے اور وہ تقریباً بیس سال تک گھر میں گوشہ نشین بن کر بیٹھے رہے، اور کسی کی مدد نہ کی یہاں تک کہ جو ان کے گھر میں موجود تھے ان کی بھی مدد نہ کی۔ تاریخ ہم کو نہیں بتاتی کہ علی علیہ السلام نے (ظالموں جابروں وغیرہ کے خلاف امت کی) مدد کی ہو یا امت نے ان کی مدد سے غلبہ حاصل کیا ہو:۔

تو اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا:۔

من کنت مولاہ فهذا علی مولاہ — جس کا میں مولا یعنی مددگار ہوں اس کا یہ علی مولا یعنی ناصر ہے۔

اس عرصہ میں علی علیہ السلام نے کہاں مدد کی اور ان کی نصرت سے کس نے غلبہ حاصل کیا۔ درحالانکہ وہ اس (خاموشی اور بے کسی کی) حالت میں تھے۔ پھر غرض کے بندوں اور صاحبان اخلاق مرذولہ سے ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ کے پہلے باب کی پانچویں فصل میں اور قوشجی نے شرح تجرید میں اور جس جس نے ان کے قدم پر قدم رکھا ہے ان سب نے جو یہ تاویل کی ہے کہ مولیٰ سے مراد محب وناصر ہے جیسے پہلے بیان ہو چکا ہے تو یہ تاویل بدیہی البطلان اور بالکل غلط ہے۔ کیونکہ یہ تاویل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صادر شدہ کلام کے بالکل منافی ہے۔ اس کے علاوہ یہ بات بھی ہے کہ محبت اور نصرت ایک ایسی بات ہے جس کو ہر مسلمان (بلکہ ہر انسان) جانتا پہچانتا ہے اور ان کے متعلق مزید آیات اور احادیث کی بالکل ضرورت نہیں (کیونکہ پہلے ہی) قرآن مجید میں یہ موجود ہے۔

Marfat.com

انما المومنون اخوۃ سب مومن مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔
والمومنون و المومنات بعضھم اولیاء بعض، یعنی مومن مرد
اور مومنہ عورتیں سب ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ اشداء علی
الکفار رحماء بینھم مومن کافروں پر سخت اور آپس میں
ایک دوسرے کے ساتھ رحم دل ہیں (ان آیات کی موجودگی میں) مزید
اس طرح بیان کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
پر تہدید آمیز وحی اس طرح نازل ہوئی کہ اگر تم نے یہ حکم نہ پہنچایا تو تم نے
اس کی رسالت کی تبلیغ ہی نہیں کی جس کی وجہ سے رسولؐ اس حکم کے
لئے دردسری مول لیں اور اتنی سخت تکلیف برداشت کریں کہ ایک لاکھ ۲۴ ہزار
یا اس سے بھی زیادہ صحابی تپتے ہوئے میدان میں اتریں اور پیغمبر اونٹوں
کے پالانوں (کجاوں) پر چڑھ کر خطبہ دیں اور علی علیہ السلام کا ہاتھ
پکڑیں اور اس کو بلند کر کے یہ فرمائیں:۔

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ — کہ جس کا میں مولی ہوں اس کا یہ علی (علیہ السلام) بھی مولا ہے۔

اتنی شدید مشقتوں کو برداشت کرنا اس بات کی دلیل ہے، کہ کوئی
امر عظیم مقصود ہے جو اس بیان کا محتاج ہے اور وہ عظیم امر لوگوں کے امور
کا والی و حاکم ہونا ہے پھر محبت و نصرت ہی اگر مقصود ہوتا تو مسلمانوں
میں برادری کی وحی نازل ہونے کے ساتھ ہی آیت اکمال دین و اتمام
نعمت کیوں نازل ہوئی:۔ (جو یہ ہے)

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ — آج میں نے تمہارے دین کو کامل بنا دیا، اور اپنی نعمت کو تم پر تمام کر دیا اور میں نے تمہارے لئے اسلام کو بطور دین پسند کر لیا ہے۔

Marfat.com

قول مؤلف

میرا یہ بیان صاحبان بصیرت کے واسطے کافی ہے۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوراً بعد علی علیہ السلام کے خلیفہ بلافصل ہونے پر شیعوں کے دعویٰ کے خلاف مخالف کے اعتراض کو قطع کرنے کے لیے یہ مضبوط دلیل ہے۔ اور ہمارے پاس ذکر کردہ دلائل کے علاوہ اور بھی بہت سے دلائل موجود ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوراً بعد علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل کو ثابت کرتی ہیں جو ہمارا مدعا ہے اور ہم پڑھنے والے کو ان کے ماخذ کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔

شیعہ سنی دونوں فریق کی ایک بہت بڑی جماعت ہے جس نے بہت مفصل و طویل اور مختصر کتابیں غدیر کے موضوع پر لکھیں ہیں اور جو کچھ انہوں نے ضمنی طور پر لکھا ہے وہ تو بے شمار ہے جن کی تعداد اور کثرت کا شمار ہی نہیں ہو سکتا۔

آپ کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ ہم نے پانچ آیات قرآنی (آیت ولایت، آیت تطہیر، آیت مباہلہ، آیت مودت، آیت تبلیغ) جو آپکے سامنے پیش کی ہیں یہ پانچوں آیات اس بات کو ثابت کرتی ہیں کہ رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وفات کے فوراً بعد خلافت بلافصل امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے مخصوص ہے۔ اور یہ آیات قطعی نص ہیں جنہوں نے منکر کے واسطے ہمارے مدعا کو رد کرنے کیلئے کوئی گنجائش ہی نہیں رکھی۔ اور ان پانچوں آیات سے جن کو علمائے اسلام نے پیش کیا ہے اور علماء شیعہ کے علاوہ اہلسنت کے بڑے بڑے علماء نے ان کو صحیح مان لیا ہے۔ مسئلہ خلافت علیؑ کے واسطے بالکل صاف اور واضح ہو گیا ہے لہذا ہر اس شخص کو جو آزاد ضمیر اور وجدان صحیح رکھتا ہے اسکو خلافت علی علیہ السلام کو بلافصل مان لینا چاہیئے اور شیعہ سنی دونوں گروہ میں جو جھگڑا

Marfat.com

چلا آتا ہے اس کو ختم کر دینا چاہیئے۔ اس لیئے شیعہ کوئی انوکھی چیز نہیں لائے بلکہ سب نے اپنے مدعا کو قرآن و احادیث سے ثابت کیا ہے پھر اس شخص پر الزام کیا ہے جو اپنے مدعا کو قرآن اور سنت نبوی سے ثابت کرے اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے مذہب کے مخالف بڑے بڑے علمائ کے اقوال بھی بطور ضمیمہ شامل کر دیئے جیسا کہ ہم پہلے آپکے سامنے پیش کر آئے ہیں اور مجاہد سعید و شہید فی سبیل اللہ نور اللہ شستری نے احقاق الحق جلد ۳، طبع طہران میں ۸۴ آیات اور پیش کی ہیں جو علی و دیگر اہلبیت علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں اور اہلسنت کی کتابوں سے ان کے ماخذ و مدارک بیان کیئے ہیں۔ اس کی طرف آپ رجوع فرمائیں ان تحریرات میں آپ بھائی ہر قسم کی تفصیل سے بے نیاز ہو جائیں گے۔

اے پڑھنے والے باانصاف بزرگ آپکو خدا کی قسم ہے یہ سب کچھ پڑھنے کے بعد کسی کے واسطے یہ مناسب ہے کہ علی علیہ السلام کے وصی اور اولی بالخلافت ہونے میں کسی قسم کا شک و گمان کر سکے بجز اسکے کہ وہ اپنے نفس کا ضدی اور وجدان سلیم کا دشمن ہو اور جو کچھ ہم نے ثبوت میں پیش کیا ہے اسسے آنکھ بند کر لے حالانکہ یہ دلائل اس طرح روشن اور واضح ہیں جیسے مینار پر آگ روشن ہو یا سورج رابعۃ النہار پر پہنچ چکا ہو۔ مجھے اپنی جان کی قسم ہے کہ میری سمجھ میں یہ بات نہیں آتی ہے کہ بروز حساب اہلسنت حضرات خدا کے سامنے کیا عذر پیش کرینگے۔ روز حساب ایسا ہوگا کہ آنکھوں کی پتلی بندھی ہوگی۔ دل حلق میں آچکے ہونگے یہ شیعوں کی کتابوں سے کب تک منہ موڑتے رہیں گے اور سختی اور عداوت کبتک لئے رہیں گے اور کب تک رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور انکے حبیب اور وصی امیر المومنین علیہ السلام کے حق کی بخکنی کرتے رہیں گے۔

پروردگارا تو گواہ رہنا کہ ہم نے دلائل کو پوری طرح ادا کر دیا ہے اور راستہ کو بالکل روشن کر دیا ہے اور اپنے سنی بھائیوں کے واسطے راہ کو بالکل آسان بنا دیا ہے

خداوندا جیسا تو نے ہمیں ہدایت کی ہے ان کو ہدایت فرما اور جسطرح ہماری راہنمائی فرمائی ہے ان کی بھی راہنمائی فرما تو ہی صراط مستقیم دکھانے والا ہے۔

Marfat.com

تو نے اپنی مقدس کتاب میں فرمایا ہے :۔

إِنَّا هَدَيْنَاهُ السَّبِيلَ إِمَّا شَاكِرًا وَإِمَّا كَفُورًا فَمَنْ شَاءَ فَلْيُؤْمِنْ وَمَنْ شَاءَ فَلْيَكْفُرْ ۔

ہم نے انسان کو رستہ دکھایا ہے۔ چاہے وہ شکر گزار بنے اور چاہے وہ کفران نعمت کرے بس جو چاہے مان لے اور جو چاہے انکار کرے۔

شیعہ اور سنت نبوی ؐ

شیعہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس سنت عالیہ اور طریقہ نبویہ کو لیا ہے جس کو سردار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لائے ہیں اور کبھی بھی بال برابر اس سے یہ لوگ اعلان دعوت نبوت کے دن سے لے کر آج تک اور آج کے بعد ہمیشہ تک نہ ہٹے ہیں اور نہ ہٹیں گے۔ شریعت کی مضبوط رسی سے متمسک رہیں گے اور صراط مستقیم پہ چلتے رہیں گے اور آئمہ اطہار معصومین عن الخطاء کے طریقے کو تھام کر پیروی کرتے رہیں گے اور اس میں کسی قسم کا کوئی شک و شبہ نہیں، یہ وہ سیدھا راستہ ہے جس میں کسی قسم کی کجی اور ٹیڑھا پن نہیں - یہ لوگ صرف اپنے معصوم اماموںؑ کے ذریعے ان کی موثق و معتبر روایات کو لیتے ہیں جو ایک امام معصوم نے دوسرے امام معصوم سے اور انہوں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے انہوں نے جبریل امین سے اور جبریل نے رب جلیل سے لیں بس یہی طریقہ ہے یاد رکھیئے سیرت نگاروں اور تاریخ نویسوں میں سے کسی نے بھی ہمارے سامنے کوئی روایت پیش نہیں کی کہ ان بارہ اماموں میں سے کسی ایک نے بھی کسی صحابی یا تابعی یا اور کسی سے کچھ حاصل کیا ہو۔ لوگوں نے یقیناً ان سے علم حاصل کیا ہے، اور انہوں نے کسی سے بھی کچھ حاصل نہیں کیا ہے امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگوں پر تعجب ہے کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنا سب علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا ہے اور اسی سے باعلم ہوئے ہیں۔ اسی سے انہوں نے ہدایت پائی ہے اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم اہلبیت

Marfat.com

علیہ السلام نے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علم حاصل کیا نہ ہدایت حاصل کی حالانکہ ہم ان کے اہلبیت اور ذریت ہیں وحی ہمارے ہی گھر میں نازل ہوئی ہے اور ہم ہی سے علم نکل کر لوگوں تک پہنچا ہے ۔ کیا تم سمجھتے ہو ، کہ ان لوگوں نے علم حاصل کر لیا ہدایت پالی اور ہم جاہل رہے اور بے راہ ہو گئے ۔ (لاحول ولا قوۃ الا باللہ)

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

لو کنا نحدث الناس برائینا وھوانا لھلکنا ولکن نحدثھم باحادیث نکنزھا عن رسول اللہ کما یکنز ھولاء ذھبھم وفضتھم

اگر ہم لوگوں سے اپنی رائے اور اپنی خواہش کے مطابق حدیثیں بیان کرتے تو ہم ہلاک ہو جاتے لیکن ہم تو ان سے وہ حدیثیں بیان کرتے ہیں جن کو ہم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس طرح اپنا محفوظ خزانہ بنا لیا ہے جس طرح یہ لوگ اپنے سونے اور چاندی کو محفوظ خزانہ بناتے ہیں ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

حدیثی حدیث ابی وحدیث ابی حدیث جدی وحدیث جدی حدیث الحسین وحدیث الحسین حدیث الحسن وحدیث الحسن حدیث امیر المومنین وحدیث امیر المومنین حدیث رسول اللہ وحدیث رسول اللہ قول اللہ ۔

میری بات (حدیث) میرے باپ کی بات ہے اور میرے باپ کی بات میرے دادا کی بات ہے اور میرے دادا کی بات حضرت امام حسین علیہ السلام کی بات ہے اور امام حسین علیہ السلام کی بات امام حسن علیہ السلام کی بات ہے اور امام حسن علیہ السلام کی بات امیر المومنین علیہ السلام کی بات ہے اور امیر المومنین علیہ السلام کی بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول فرمان الہٰی ہے ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں جو شخص ہماری طرف سے کوئی حدیث

Marfat.com

بیان کرے گا ہم قیامت کے دن اس سے پوچھیں گے اور اگر اس نے ہمارے متعلق سچ کہا ہے تو اس نے اللہ اور اس کے رسول کو سچ کہا ہے اور اس نے ہمارے اوپر جھوٹ لگایا تو اس نے خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) پر جھوٹ بولا۔ کیونکہ جب ہم حدیث بیان کرتے ہیں تو یہ نہیں کہتے کہ فلاں فلاں نے کہا ہے۔ ہم تو صرف یہ کہتے ہیں قال اللہ و قال رسول اللہ اللہ نے اور اس کے رسول نے فرمایا ہے اور پھر شیعہ لوگ کسی ایسی روایت اور حدیث پر عمل نہیں کرتے جو کسی محدث یا کسی راوی سے وارد ہوئی ہو۔ بجز اس صورت کے کہ وہ روایت یا حدیث ان روایات کے موافق ہو جو آئمہ ھدیٰ علیہم السلام اور عترت طاہرہؑ کے طریقہ پر وارد ہوئی ہیں۔ قرآن پاک کے سامنے جب وہ احادیث و روایات پیش کی جائیں تو قرآن پاک ان کی تصدیق کرے کیونکہ شیعہ لوگ یہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ بنی امیہ کے زمانہ میں بالخصوص سرکش معاویہ کے دور میں جس میں حدیث تجارت گاہ بن چکی تھی۔ معاویہ اس لحاظ سے اجرت دیتا تھا کہ جو حدیث اس نے بنائی ہے وہ لوگوں کے دلوں پر کتنا اثر کرتی ہے یعنی جتنی لوگوں کو اس کی من گھڑت حدیث پسند آتی یا خوش کرتی تھی اس کو اتنی ہی زیادہ اجرت ادا کی جاتی تھی۔ خواہ حدیث مدح ہو یا حدیث قدح ہو جیسا کہ اس روایت میں ہے جس کو معاویہ کے خاص ثقہ اور معتبر لوگوں نے روایت کیا ہے۔

الامناء علی الدین ثلاثة" یعنی امانتداران دین تین ہیں۔ میں انا و جبرئیل و معاویہ (محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم) جبرئیل اور معاویہ

جیسے وہ روایت ہے جس نے معاویہؓ کو کاتب الوحی اور خال المومنین بنا دیا ہے جیسے وہ حدیث جو بروز فتح مکہ گھڑی گئی تھی۔

مَنْ دخل دار ابی سفیان کان آمنا جو ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوگا وہ محفوظ ہوگا گویا ابوسفیان کے گھر کو حرم بیت الحرام کی طرح حرم بنا دیا ہے

اور مثل ان قبیح ترین خطبوں کے جن میں امیر المومنین اور ان کی آل کی

Marfat.com

مذمت اور سب و شتم کی روایات بکثرت موجود ہیں۔ یہاں تک کہ بیک وقت ستر ہزار ممبروں پر امیرالمومنین علیہ السلام کو سب و شتم کیا گیا ہے، اور اس سب و شتم اور گالم گلوچ کے الفاظ و کیفیات کے ماخذ سنیوں کی کتابوں میں بکثرت موجود ہیں مگر ہمارا قلم ہمارا ساتھ نہیں دیتا کہ ہم ان الفاظ کو بعینہٖ لکھیں اور ہم اللہ سے شکایت کرتے ہیں (لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْم)

یہ اور اسی قسم کی دیگر وجوہ کی بنا پر شیعان علی علیہ السلام جھوٹی حدیثیں بنانے والے، اور دجال راویوں کی روایات قبول نہیں کرتے اور اسی تاریک زمانے میں شیعیانِ علی علیہ السلام کے خلاف معاویہ نے اپنے آپ اور پارٹی کے لوگوں کا نام اہل السنت والجماعت رکھا۔ درحقیقت اور واقعتہً شیعہ لوگ ہی سنی ہیں اس لیے کہ انہوں نے سنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شیرین اور صاف چشمے سے لیا ہے، اور نیک لوگ اور نیک راوی اسی شیریں اور صاف چشمہ سے سیراب ہوئے ہیں اور شیعہ لوگ احادیث اور سنت نبوی کو اپنے معصوم آئمہ علیہم السلام اور سرداروں اور راہنماؤں سے حاصل کرتے ہیں اور ان معصومین علیہم السلام سے ان لوگوں کی طرح سے حاصل کرتے ہیں جنہوں نے سردار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا ہو۔ کیونکہ شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ جو کچھ ان حضرات کے پاس ہے وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر کسی تصرف اور ذاتی اجتہاد کے ان تک پہنچا ہے اسی بنا پر ان حضرات سے بغیر کسی شک وشبہ اور اعتراض کے مان لیتے ہیں۔ اور ہر بات کو جن کی ضرورت ہوتی ہے انہی حضرات سے پوچھتے ہیں چنانچہ ان حضرات کی روایت کردہ حدیث ہر بات کی جامع ہوتی ہے۔ انہی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بڑے بڑے عالم اور فصیح و بلیغ اور دانشور اور دانا لوگ جمع ہو گئے تھے انکی تعداد اتنی کثرت کو پہنچ گئی تھی کہ جن کا شمار مجالس میں نہ تھا۔ حتیٰ کہ ابوالحسن الوشا

Marfat.com

نے ایک کوفی سے بیان کیا کہ میں نے مسجد کوفہ میں چار ہزار صاحبان زہد و تقویٰ اور صاحبانِ دیانت بزرگوں کو دیکھا ہے جن میں سے ہر ایک یہ کہتا تھا۔

حدثنی جعفر بن محمد (صلعم)   مجھ سے حضرت جعفر بن محمدؑ نے حدیث بیان کی ہے

اور عنقریب اب تمہارے سامنے کچھ احادیث و اخبار اور سنن نبویہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیش کریں گے۔ جو شیعوں کے دعویٰ اور ان باتوں کے زیادہ حقدار ہونے کے ثبوت کے لئے کافی ہیں جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آئمہ اطہار علیہم السلام سے ان کے پاس پہنچی ہیں۔ ہم ان سب باتوں کو اہل السنت والجماعت کی کتابوں سے ذکر کریں گے۔

حدیث دار یا حدیث انذار

اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

هذا علی اخی و وزیری و وصی   یہ علی ہیں جو میرے بھائی میرے وزیر میرے

وخلیفتی من بعدی   وصی اور میرے بعد میرے خلیفہ ہیں۔

اس حدیث کو شیعہ سنی دونوں کے بہت سے حفاظ اور آئمہ احادیث اہل سیر و تواریخ نے اپنی صحاح اور مسانید میں بیان کیا ہے اور سب نے اس حدیث کی صحت کا عظمت کے ساتھ اعتراف کیا ہے اور راویوں کی کثرت کو مانا ہے اور مورخین امت اسلامیہ اور غیر اسلامیہ نے ہر طرح قبول کیا ہے جس پر انہوں نے نظر و فکر کے آلات استعمال کئے ہیں کیونکہ یہ روایت راویوں میں پوری طرح ظاہر اور واضح ہے اس پر کسی قسم کا گرد و غبار اور شک و شبہ نہیں ہے اور اس حدیث کو صفحات تاریخ پر مسلمہ حیثیت سے لایا گیا ہے اور یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس وقت صادر ہوئی، جب وہ دعوت نبوت کی ابتدا کر رہے تھے۔

Marfat.com

حدیث کی نص

تاریخ طبری جلد دوم صفحہ ۲۱۶ کے بیان کی بنا پر ابوحمید سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم سے سلمہ نے سلمہ سے محمد بن اسحاق نے اس سے عبد الغفار بن قاسم نے اس سے منہال بن عمر بن عبد اللہ بن حارث بن نوفل بن حارث بن عبد المطلب کے حوالہ سے عبد اللہ بن عباسؓ سے اس نے علی بن ابی طالبؑ علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا جب آیت، وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو مجھے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے بلایا اور فرمایا اے علی علیہ السلام اللہ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اپنے قبیلے کے قریب ترین لوگوں کو ڈراؤں۔ میں اپنے ہاتھوں میں ایسی طاقت نہیں پاتا اور میں سمجھتا ہوں کہ جب میں ان سے اس معاملے کی ابتداء کروں گا تو میں ان میں ایسی چیزیں دیکھوں گا، جو مجھے بُری معلوم ہونگی۔ چنانچہ میں اس پر خاموش ہو گیا حتیٰ کہ جبریل نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو کچھ تم کو حکم ملا ہے اگر تم نے نہ کیا تو تمہارا پروردگار تم کو عذاب میں مبتلا کر دے گا لہذا تم ایک صاع (جو تقریباً ساڑھے تین سیر کا ہوتا ہے) کھانے کا انتظام کرو اور اس پر بکری کی ایک ٹانگ پکا کر رکھ دو اور دودھ کا ایک پیالہ بھی بھر کر رکھ دو پھر تمام بنی عبد المطلب کو میرے پاس جمع کر دو تاکہ میں ان سے کچھ باتیں کر دوں اور مجھے جو حکم ملا ہے اس کو پہنچاؤں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جو کچھ مجھے حکم دیا میں نے اس کی تعمیل کی پھر ان سب کو حضور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے پاس بلا لایا اور یہ لوگ اس وقت چالیس یا کم و زائد ہوں گے جن میں حضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالبؑ، حضرت حمزہؓ، حضرت عباسؓ اور ابولہب بھی تھے جب سب حضرت کے پاس اکٹھے ہو گئے تو مجھے بلا کر فرمایا جو کھانا تم نے ان کے لئے تیار کیا ہے وہ لے آؤ، چنانچہ میں نے حاضر کیا جب میں نے اس کو رکھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے گوشت کا ایک ٹکڑا اٹھایا اور

Marfat.com

اپنے دندان مبارک سے توڑ کر پیالے کے کنارے پر رکھ دیا پھر فرمایا بسم اللہ پڑھ کر کھاؤ چنانچہ سب نے کھایا یہاں تک کہ کسی کو کچھ ضرورت باقی نہ رہی۔ اور مجھے صرف ان کے ہاتھوں کے نشانات نظر آتے تھے اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے قبضہ قدرت میں علی (علیہ السلام) کی جان ہے ایک آدمی ان میں سے اگر چاہتا جو کچھ کھانا ان سب کے لئے میں نے رکھا تھا وہ اکیلا کھا جاتا۔

پھر فرمایا کہ ان لوگوں کو دودھ پلاؤ چنانچہ میں دودھ کا پیالہ لے آیا، سب نے اس میں سے پیا اور سب سیراب ہو گئے میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ان میں سے ایک شخص اگر چاہتا تو اتنا دودھ اکیلا پی جاتا۔

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بولنے کا ارادہ کیا تو ابولہب حضرت سے پہلے جلدی سے بول اٹھا اور کہنے لگا تمہارے اس (محمدؐ) ساتھی نے تم پر جادو کر دیا ہے لوگ تتر بتر ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بات نہ کر سکے چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرے روز فرمایا اے علی (علیہ السلام) اس شخص (ابولہب) نے بات کرنے میں مجھ سے پہل کی جو تم نے سنا ہے۔ چنانچہ میری بات کرنے سے پہلے ہی لوگ متفرق اور منتشر ہو گئے لہذا جیسا پہلے تم نے انتظام کیا تھا دوبارہ کھانے کا انتظام کرو اور پھر ان لوگوں کو میرے پاس اکٹھا کرو حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے ایسا ہی کیا پھر ان سب کو اکٹھا کیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے کھانا لانے کا حکم دیا چنانچہ میں نے ان کے لئے کھانا حضرت کے سامنے پیش کیا اور حضرت نے وہی عمل کیا جو کل کیا تھا اور سب نے سیر ہو کر کھایا۔ کسی کو کچھ ضرورت باقی نہ رہی۔

پھر فرمایا انہیں دودھ پلاؤ۔ پس میں نے اسی پیالہ میں ان کے سامنے دودھ پیش کیا سب نے سیر ہو کر پیا۔ پھر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

Marfat.com

اے فرزندان عبدالمطلب میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ سارے عرب میں مجھے
کوئی ایسا جوان معلوم نہیں ہوتا جو اپنی قوم کے پاس اس سے بہتر کوئی چیز لایا
ہو جو میں تمہارے پاس لایا ہوں۔ میں تمہارے پاس دنیا اور آخرت کی بھلائی
لے کر آیا ہوں اور میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں تم کو اس بھلائی
کی طرف بلاؤں تم میں ایسا کون ہے جو میرے اس بار کو اس شرط پر بٹائے کہ
وہ میرا بھائی میرا وصی اور تم پر میرا خلیفہ ہوگا۔ حضرت علیؑ کہتے ہیں کہ سب کے
سب لوگ خاموش ہو گئے اور میں نے عرض کیا کہ یقیناً میں ان سب میں کمسن
ہوں یقیناً ان سب میں آنکھوں کا بیمار ہوں، ان کے مقابلہ میں میرا پیٹ بڑھا
ہوا ہے اور ان کے مقابلہ میں میری پتلی پتلی ٹانگیں ہیں اے نبی خدا میں اس تیری
طرف سے وزیر ہوں گا فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے گلے لگا لیا
اور فرمایا کہ یہ میرا بھائی اور وصی ہے تو یہی میرا خلیفہ ہے اس کی بات سنو اور اس کی
اطاعت و فرمانبرداری کرو۔ حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ لوگ ہنستے
ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور ابی طالبؑ سے کہنے لگے تیرے بھتیجے نے تجھے یہ
حکم دیا ہے کہ اپنے بیٹے کی یہ بات سن اور تو اس کی اطاعت کر۔ علامہ امینی
اپنی کتاب الغدیر جلد ۲ صفحہ ۲۷۹ پر اس حدیث کے ذکر کرنے کے بعد کہتے
ہیں کہ ابی جعفر اسکافی متکلم المعتزلی المتوفی ۲۴۰ھ اپنی کتاب نقض العثمانیہ
میں رقمطراز ہیں کہ یہ صحیح حدیث میں روایت کی گئی ہے۔ فقیہ برہان الدین
نے انباء نجباء الابناء صفحہ ۴۶ و صفحہ ۴۸ پر اور ابن اثیر نے اپنی کتاب تاریخ
کامل صفحہ ۲۴ پر اور ابوالفدا عماد الدین دمشقی نے اپنی تاریخ جلد اول صفحہ ۱۱۶
پر اور شہاب الدین الخفاجی نے قاضی عیاض کی کتاب شرح الشفاء جلد ۳
صفحہ ۳۷ پر اس حدیث کو روایت کیا ہے اور آخری ٹکڑے کو کاٹ کر رقمطراز
ہے کہ دلائل البیہقی وغیرہ میں سند صحیح کے ساتھ مذکور ہے۔
اور خازن علاؤ الدین البغدادی نے اپنی تفسیر کے صفحہ ۳۹۰ پر حافظ السیوطی

Marfat.com

نے جمع الجوامع میں جیساکہ اس کی ترتیب کی جلد ۶ صفحہ ۳۹۲ پر طبری سے نقل کیا ہے اور صفحہ ۳۹۷ پر ۶ حافظوں ابو اسحاق اور ابن جریر اور ابن حاتم اور ابن مردویہ اور ابو نعیم اور بیہقی اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد ۳ صفحہ ۲۵۴ پر بھی لکھا ہے اور عیسائی مورخ جرجی زیدان نے تاریخ تمدن اسلامی جلد ۱ صفحہ ۳۱ پر ذکر کیا ہے اور استاذ محمد حسین ہیکل مصری نے حیات محمد صفحہ ۱۰۴ طبع الاولی میں بیان کیا ہے اور ان سب کے راوی ثقہ اور معتبر ہیں سوائے ابو مریم عبدالغفار ابن القاسم کے سنی علماء نے اس کو ضعیف مانا ہے اور وہ صرف اس وجہ سے کہ یہ شیعہ تھا حالانکہ ابن عقدہ نے اس کی تعریف کی ہے اور بہت سراہا ہے اور اس کی تعریف میں بہت مبالغہ کیا ہے جیساکہ کتاب لسان المیزان جلد ۴ صفحہ ۴۳ پر بیان کیا ہے اور اسکو اسی کی طرف منسوب کیا ہے۔

ان مذکورہ حافظوں نے اسی ابو مریم سے روایت کیا ہے حالانکہ سب حفاظ حدیث کے استاذ اور باثر امام ہیں اور احادیث کی جرح و تعدیل اور ان کو ٹھکرا دینے یا ان سے احتجاج کرنے میں مرجع سمجھے جاتے ہیں اور ان میں سے کسی ایک نے بھی حدیث کے ضعیف ہونے کا الزام نہیں لگایا ہے اور نہ ابو مریم کے مرتبے کی طرف اس کے اسناد میں کمزوری کا اشارہ کیا ہے اور دلائل النبوت اور خصائص نبویہ کے دلائل میں اسی سے احتجاج کیا ہے، اور ابو جعفر اسکافی شہاب الدین الخفاجی نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے جیساکہ تم سن چکے ہو۔ اور السیوطی نے جمع الجوامع میں حکایت کی ہے جیساکہ اس کی ترتیب جلد ۶ صفحہ ۳۹۶ پر ابن جریر طبری کی اس حدیث پر تصحیح موجود ہے۔ ابن جریر طبری نے اس حدیث کی صحت پر ایک اور سند بھی پیش کی ہے جس کے رجال ثقہ ہیں جیساکہ آگے آئے گا اس کو احمد نے اپنی مسند جلد ۱ صفحہ ۱۱۱ پر ایسے اشخاص کی سند سے نقل کیا ہے جو سب کے سب بلا کلام صحاح کے رجال میں شامل ہیں اور یہ لوگ اعمش المنہال عباد کے شریک ہیں اور ابن تیمیہ کا حدیث گھڑنے کا حکم دینے کی چال چلنا کچھ تعجب خیز نہیں ہے اس وجہ کہ یہ سخت متعصب دشمن ہے۔ اور

اس کی یہ عادت ہے کہ مسلمات کا انکار کر دیتا ہے اور ضروری باتوں کو ٹھکرا دیتا ہے۔ اور اس کا تحکمانہ طریقہ معروف و مشہور ہے اور مناقب نگاروں نے اس سے یہ سمجھا ہے کہ ابن تیمیہ کے نزدیک حدیث کے صحیح نہ ہونے کا معیار یہ ہے کہ اس حدیث میں عترتِ اطہار علیہم السلام کی کوئی فضیلت موجود ہو (تو وہ صحیح حدیث نہیں)۔

پھر علامہ امینی نے ایک اور صورت بھی بیان فرمائی ہے اس کی طرف رجوع کیجیے اور کہا امام احمد نے اپنے مسند جلد اول صـ ۱۵۹ پر عفان ابن مسلم سے اس کی معتبر سوانح عمری جلد اول صـ ۸۶ پر ابو عوانہ سے اس کی معتبر سوانح عمری جلد ۱ صـ ۷۸ پر عثمان ابن مغیرہ المعتبر سے اس نے ابو صادق مسلم کوفی ثقہ سے اس نے ربیعہ ابن ناجذ تابعی کوفی ثقہ سے اس نے امیر المومنین علیؑ ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ طبری نے اپنی تاریخ جلد اول صـ ۲۱۷ اور حافظ نسائی نے الخصائص صـ ۱۸ پر اسی سند اور اسی متن کے ساتھ بیان کیا ہے۔

اور صدر الحفاظ گنجی الشافعی نے اپنی کتاب الکفایہ صـ ۸۹ پر اور ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں جلد ۳ صـ ۲۵۵ پر اور حافظ السیوطی نے جمع الجوامع میں جیسا کہ اس کی ترتیب جلد ۶ صـ ۴۰۸ پر ہے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(تیسری صورت) امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت ہے آپ نے فرمایا کہ جب آیت و انذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرزندانِ عبد المطلبؑ کو بلایا اور پوری حدیث کو ذکر کیا ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔ پھر رقمطراز ہیں حافظ ابن مردویہ نے اپنے اسناد کے ساتھ لکھا ہے اور اس سے السیوطی نے جمع الجوامع میں نقل کیا ہے اسی طرح کنز العمال جلد ۶ صـ ۴۰۱ پر بھی ہے اور مذکورہ بالا حدیث کے ذکر کے بعد حدیث کی ایک اور چوتھی صورت بھی

Marfat.com

بیان کی۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اے فرزندان عبدالمطلبؑ اللہ تعالیٰ نے یقیناً مجھ کو عام لوگوں کی طرف عموماً اور تمہاری طرف خصوصاً بھیجا ہے اور فرمایا ہے کہ تو اپنے قرابتداروں کو ڈرا اور میں تم کو دو ایسے کلموں کی طرف بلاتا ہوں جو، زبان پر آسان اور میزان عمل میں وزنی ہیں اور وہ یہ شہادت ہے۔ لاالٰہ الا اللہ و انی رسول اللہ جو شخص میری اس بات کا جواب دے گا اور میرا بوجھ بٹائے گا وہ میرا بھائی اور وزیر اور میرا وصی اور میرا وارث اور میرے بعد میرا خلیفہ ہوگا۔" ان لوگوں میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا، تو حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں۔" حضرتؐ نے فرمایا "علی علیہ السلام بیٹھ جاؤ" لوگوں کے سامنے دوبارہ حضرت نے اسی بات کو دہرایا اور سب چپ رہے ہیں حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں۔" حضرت نے فرمایا "علی علیہ السلام بیٹھ جاؤ" پھر تیسری مرتبہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں لوگوں کے سامنے اس بات کو کہا اور ان میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔ چنانچہ حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوگئے اور عرض کیا "اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں" ان حضرتؐ نے فرمایا" علی علیہ السلام بیٹھ جاؤ" پس تم ہی میرے بھائی، میرے وزیر اور میرے وصی اور میرے وارث اور میرے بعد میرے خلیفہ ہو"

ابن ابی حاتم اور یعقوبی ان دونوں حافظوں نے بتایا اور ان دونوں سے ابن تیمیہ نے منہاج السنہ صـ۸۰ پر نقل کیا ہے اور ابن تیمیہ سے حلبی نے سیرت حلبیہ جلد اول صـ۳۰۴ پر لکھا ہے۔

پھر پانچویں صورت وہ ہے جو قیس اور معاویہ کی حدیث میں مذکور ہے جس کو تابعی کبیر صادق ہلالی نے اپنی کتاب میں قیس سے نقل کیا ہے اور پھر کہا ہے

Marfat.com

کہ چھٹی صورت یہ ہے ابو اسحاق ثعلبی متوفی ۴۲۷ھ المترجم جلد اول ص ۱۰۱ پر تفسیر الکشف والبیان میں سند کے ساتھ لکھا ہے اور اسی سند اور متن الفاظ کیساتھ صدر الحفاظ گنجی شافعی نے الکفایہ ص ۸۹ پر بیان کیا ہے۔ پھر ساتویں صورت یہ بیان کی ہے کہ ابو اسحاق ثعلبی کشف و بیان میں ابو رافع سے اس کے قول تک نقل کیا ہے، اور عبد المسیح الانطاکی المصری مسیح نے العلویہ المبارکہ پر اپنی التعلیقات میں ص ۸ پر اس حدیث کو ذکر کیا ہے اور اس حدیث کے ذیل میں یہ لفظ لکھے ہیں۔

"اس بات کا مجھے کون جواب دے سکتا ہے" اور حدیث کو بصورت نظم ذکر کیا ہے۔ علامہ امینی کی کتاب الغدیر جلد ۲ ص ۲۸۴ کی طرف رجوع فرمایئے امام اکبر فقیہ الاسلام سید عبد الحسین شرف الدین نے اپنی کتاب المراجعات ص ۱۱۹ پر اس حدیث دار مذکورہ کو اجتماعی مصنف محمد حسین ہیکل مصری کی کتاب حیات محمد طبع اول میں ذکر کیا ہے۔ لیکن دوسری اور تیسری طباعت میں ذکر نہیں کیا۔

میں یہ کہتا ہوں کہ اس حدیث کے ثابت ہونے پر ایک شور و غل مچ گیا اور درحقیقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے خلیفہ ہونے پر یہ حدیث بالکل صریح اور واضح ہے اس شور و غوغا اٹھنے پر مصر کے سیاسی اخبار میں اس حدیث کے ماخذ اور مصادر شائع ہوئے ہیں لہذا اس سیاسی اخبار کا کالم دوم ص ۵ سے ملحق نمبر ۲۷۵۱ کی طرف رجوع فرمایئے جو بارہ ذوالحجہ ۱۳۵۰ھ میں شائع ہوا ہے آپ اس مضمون کو وہاں مفصل پائیں گے اور جب اسی سیاسی اخبار کا کالم چہارم ص ۶ کے ملحق نمبر ۲۷۸۵ کی طرف رجوع کریں گے تو آپ کو یہ ملے گا کہ مسلم نے صحیح مسلم میں اور احمد نے اپنی کتاب مسند احمد بن حنبل میں اور عبد اللہ بن احمد نے زیادات المسند میں اور ابن حجر ہیثمی نے جمع الفوائد میں اور ابن قتیبہ نے عیون الاخبار میں اور ابن عبد ربہ نے عقد الفرید میں اور حافظ نے اپنے رسالے میں بنی ہاشم سے اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو لکھا ہے۔

Marfat.com

ایک بات یہ بھی میں آپ سے کہتا ہوں کہ اس حدیث کو جرجس نامی انگریز نے اپنی کتاب الموسوم مقالہ فی الاسلام میں لکھا ہے اور پھر اسی برطانوی ملحد نے اپنا نام ہاشم عربی رکھ کر اس کتاب کا عربی میں ترجمہ کیا ہے اور حدیث کو ترجمہ مقالہ مذکورہ کی طبع ششم کے صہ ۸۹ پر آپ پائیں گے اور اس حدیث کے مشہور ہونے پر بہت سے انگریزوں نے اپنی فرانسیسی، انگریزی اور جرمنی کتابوں میں ذکر کیا ہے اور ٹامس کارلائل نے اپنی کتاب الابطال کے اندر اس کو مختصر کر کے لکھا ہے۔ اور میں آپ سے کہتا ہوں کہ یہ حدیث شریف اس بات پر ایک واضح دلیل اور قطعی برہان ہے۔ کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہی خلیفہ ہیں۔ اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ابتدائی دعوت نبوت کے وقت یہ حکم صادر فرمایا تھا اور اسی کے ذریعے علی علیہ السلام کو اپنا وزیر مقرر کیا تھا جب کہ علی علیہ السلام کے سوا تمام موجودین خانہ نے تینوں مرتبہ کوئی اعتراض نہ کیا اور تینوں بار علی علیہ السلام یہ کہتے ہوئے کھڑے ہوئے:۔ انا یا رسول اللہ ۔ اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں حاضر ہوں اور آخری بار رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

انت اخی و وزیری و — تو میرا بھائی اور میرا وزیر اور میرا وصی اور میرے

وصی و خلیفتی من بعدی — بعد میرا خلیفہ ہے۔ لوگو! اس کی بات کو سنو

فاسمعوا لہ و اطیعوا — اور مانو اور اس کی فرمانبرداری کرو۔

اے آزاد منش اور انصاف پسند پڑھنے والے تجھے خدا کی قسم ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی علیہ السلام کی خلافت پر اس سے بڑھ کر بھی کوئی واضح دلیل اس موقع پر ہو سکتی ہے۔

اے مسلمانو! عام سنیوں کی کتابوں میں اس واضح نص کے موجود ہوتے ہوئے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فوراً بعد علی علیہ السلام خلیفہ ہے تمہیں یہ تعجب کیوں ہے اور خلافت علی علیہ السلام کو مؤخر کرنا ایک دعویٰ ہے

Marfat.com

جو محتاج دلیل ہے اور اس پر دلیل کوئی ہے ہی نہیں۔

حدیث الثقلین اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی ابداً

میں تم میں یقیناً دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔ ایک اللہ کی کتاب دوسرے میری عترت اہلبیتؑ۔ جب تک تم ان دونوں سے تمسک رکھو گے میرے بعد ہمیشہ کبھی گمراہ نہ ہو گے۔

یہ حدیث شریف اس قدر مشہور ہے اور اس کی شہرت اس درجہ تک پہنچ چکی ہے کہ اس کے مصادر و ماخذ لانے کی ضرورت نہیں ہے اس کو شیعہ سنی دونوں فریق نے روایت کیا ہے دونوں فریق اس کا اعتراف کرتے ہیں اور ہر خاص و عام اس کو جانتا پہچانتا ہے بلکہ چھوٹے بڑے عالم جاہل سب کو یہ یاد ہے اور یہ حدیث شریف میوہ محفل اور مذاق دہن ہے۔ یہاں تک کہ یہ تواتر کی حد سے بھی بڑھ گئی ہے مگر راویوں نے اس حدیث شریف کے نص الفاظ سے بڑا اختلاف کیا ہے لیکن اس میں وہ اختلاف پیدا ہوا ہے جو حدیث کے مفاد کو تبدیل نہیں کر سکتا اور نہ تاویل کج کے لئے کوئی موقع فراہم کر سکتا ہے اور اس حدیث شریف کے منطوق سے جو بات لازم آتی ہے اس سے کوئی راہ فرار ممکن نہیں اور یہ اختلاف خود اس بات کا گواہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس حدیث شریف کے وحدت معنی و غرض کو ملحوظ رکھتے ہوئے مختلف مقامات پر فرمایا ہے اسی طرح راویوں اور طرق روایت کا متعدد مقامات کی ہم کو خبر دیتا ہے ان مقامات میں سے چند یہ ہیں :۔

۱۔ عام مجمع یوم حجۃ الوداع ۲۔ یوم عرفہ ۳۔ یوم غدیر کے خطبہ میں
۴۔ بوقت وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اپنی امت کو وصیت کے وقت

" اگر آپ مزید دیکھنا چاہتے ہیں تو حجۃ الاسلام شیخ محمد حسین المظفر

Marfat.com

رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب "الثقلین" ملاحظہ فرمائیں :

اے ذہین اور سمجھ دار پڑھنے والے ہم مزید وضاحت اور اطمینان اور تکمیل فائدہ کی غرض سے آپ کے سامنے اہلسنت کے چند پرانے اور نئے علماء و آئمہ کا ذکر کریں گے جنہوں نے اس حدیث شریف کو اپنی کتب صحاح کتب سنن، کتب مسانید کتب تفاسیر، کتب سیر، کتب تواریخ اور کتب لغت وغیرہ میں ذکر کیا ہے

۱- احمد بن حنبل جلد ۳ ص ۱۷ پر ابوسعید خدری کے حوالے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا :-

قال انی اوشک ان ادعی فاجیب و انی تارک فیکم الثقلین	یقیناً میں عنقریب بلا لیا جاؤں گا اور میں جواب دیکر
کتاب اللہ عزوجل و	قبول کروں گا اور میں تم لوگوں میں یقیناً دو بھاری اور
عترتی کتاب اللہ حبل ممدود	گرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک اللہ کی کتاب
من السماء الی الارض و عترتی	دوسری میری عترت، اللہ کی کتاب آسمان سے
اھل بیتی و ان اللطیف الخبیر	زمین تک کھنچی ہوئی رسی ہے اور میری عترت میرے
اخبرنی بھما انھما لن	اہلبیت علیہم السلام ہیں۔ لطیف و خبیر خدا نے مجھے
یفترقا حتی یردا علی	ان دونوں کے متعلق بتایا ہے۔ یہ دونوں (قرآن
الحوض. فانظروا کیف	و اہلبیت) ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے
تخلفونی فیھما۔	یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں

اور میں یہ دیکھوں گا کہ تم لوگ میرے بعد دونوں کے بارے میں کیا سلوک کرتے ہو

۲- نفس المصدر ص ۲۶ پر ابوسعید خدری سے یہی روایت احمد نے نقل کی ہے

۳- نفس المصدر ص ۵۹ پر بھی ابوسعید خدری کی یہی روایت احمد نے نقل کی ہے۔

۴- مسند احمد حنبل جلد ۴ ص ۳۶۸ پر زید بن ارقم سے یہ روایت بیان کی ہے -

۵- صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۳۸ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔

انا تارک فیکم الثقلین	میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں
اولھما کتاب اللہ فیہ	ان میں پہلی اللہ کی کتاب ہے اس میں ہدایت اور

Marfat.com

الهدیٰ والنور فخذوا بکتاب	نور ہے۔ کتاب خدا کو مضبوطی سے پکڑو اور تمسک
اللہ واستمسکوابہ، فحث	رکھو پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کتاب
علی کتاب اللہ ورغب	خدا کے متعلق بہت کچھ ترغیب دی اور بہت کچھ
فیہ، ثم قال واھل بیتی	آمادہ کیا۔ پھر فرمایا دوسرے میرے اہلبیت ہیں
اذکرکم اللہ فی اھل بیتی	میں اپنے اہلبیت کے متعلق خدا کو یاد دلاتا ہوں
اذکرکم اللہ فی اھل بیتی	میں اپنے اہلبیت کے متعلق خدا کو یاد دلاتا ہوں

۶۔ مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم جلد ۲ ص ۱۲۲ پر ایک اور حدیث کا ذکر کیا ہے۔

۷۔ المتقی الہندی نے اپنی کتاب کنز العمال جلد ۱ ص ۱۱۲ پر ایک حدیث لکھی ہے جو مسلم کی مذکورہ حدیث کے قریب قریب ہے۔

۸۔ صحیح ترمذی جلد ۲ ص ۳۰۸ پر جابر ابن عبداللہ انصاریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ یوم عرفہ حج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے قصواء نامی اونٹنی پہ سوار ہو کر خطبہ دے رہے تھے کہ میں نے ان کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

یاایھاالناس انی قد ترکت	اے لوگوں میں نے تم لوگوں میں دو ایسی چیزیں چھوڑ
فیکم ما ان اخذتم بھما لن تضلوا	دی ہیں اگر تم نے انہیں مضبوطی سے پکڑ لیا تو
کتاب اللہ وعترتی اھل بیتی	کبھی گمراہ نہ ہوگے اور وہ دو چیزیں اللہ کی

کتاب اور میری عترت میرے اہلبیت علیہم السلام ہیں۔

ترمذی اس حدیث کو لکھ کر رقم طراز ہیں کہ اس باب میں ابوذر، ابوسعید، زید بن ارقم اور حذیفہ ابن اسید کی روایات بھی موجود ہیں۔ نیز اس میں زید بن ارقم سے مرقوم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

انی تارک فیکم ما ان تمسکتم	میں تم لوگوں میں دو ایسی چیزیں چھوڑ رہا ہوں کہ
بہ لن تضلوا بعدی احدھما	جب تک تم ان سے متمسک رہو گے میرے بعد
اعظم من الآخر کتاب اللہ	ہرگز گمراہ نہ ہوگے ان میں ایک بڑا ہے دوسرے

Marfat.com

حبل ممدود من السماء الی الارض و عترتی اھل بیتی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض فانظر کیف تخلفونی فیھما۔

ہے ایک اللہ کی کتاب جو آسمان سے زمین تک ہے۔ دوسرے میری عترت میرے اہلبیت ہیں۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گے اور میں یہ دیکھوں گا تم لوگ ان کو میرے بعد میرا کیسا جانشین سمجھتے ہو۔

ترمذی نے اس حدیث کو لکھنے کے بعد کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے

۹۔ طبری نے اس حدیث کو ذخائر العقبیٰ ص ۱۶ پر لکھا ہے۔ حاکم نے مستدرک جلد ۳ ص ۱۰۹ پر زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے حجۃ الوداع میں فرمایا:۔

انی قد ترکت فیکم الثقلین احدھما اکبر من الآخر کتاب اللہ و عترتی فانظروا کیف تخلفونی فیھما، فانھما لن یفترقا حتی یردا علی الحوض

میں نے تم لوگوں میں دو وزنی اور گرانقدر چیزیں چھوڑی ہیں ان میں سے ایک دوسرے سے بڑی ہے اور وہ دو چیزیں اللہ تعالیٰ کی کتاب اور میری عترت ہے میں دیکھوں گا کہ تم ان دونوں کے متعلق میرے بعد کیا خیال رکھتے ہو، اور یہ دونوں ہرگز ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گے۔

۱۰۔ نیز حاکم نے اس حدیث کو مستدرک کے ص ۱۴۸ اور ص ۵۳۲ پر ذکر کیا ہے اور اس حدیث کو لانے کے بعد کہا ہے کہ شرط شیخین کی بنا پر یہ حدیث صحیح ہے۔

۱۱۔ ذہبی نے تلخیص المستدرک میں اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

۱۲۔ قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ ص ۲۵ پر مختلف طریقوں سے درج کیا ہے۔ قندوزی نے ص ۳۶ پر امام رضا علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ وہ حضرت عترتؑ کے متعلق فرماتے ہیں

وَھم الذین قال رسول اللہ انی

وہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق حضورؐ نے فرمایا میں تم میں دو بھاری چیزیں چھوڑ رہا ہوں اللہ کی کتاب

Marfat.com

مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ	اور میری عترت اہلبیت۔ تم خبردار رہو کہ یہ دونوں
و عترتی اهل بیتی، الا انهما	ہرگز الگ الگ نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس
لن یفترقا حتی یردا علی الحوض	حوض کوثر پر پہنچیں گے۔ دیکھو! ان دونوں کے متعلق
فانظروا کیف تخلفونی فیهما	تم میرا کیا لحاظ رکھتے ہو۔ اے لوگو! میری عترت
یا ایها الناس انکم لا تعلموهم	اہلبیت کو تم پڑھاؤ نہیں۔ یہ تم سے زیادہ
فانهم اعلم منکم	علم رکھتے ہیں۔

۱۳۔ ابن کثیر نے اپنی تفسیر جلد ۲ ص ۴۸۶ پر اس حدیث کو لکھا ہے۔

۱۴۔ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں حدیث ثقلین کے بہت سے طریقے لکھے ہیں چنانچہ اس کے گیارہویں باب میں حدیث ثقلین کے طرق کثیرہ کی تصریح کرنے کے بعد کہا ہے کہ

تمہیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ حدیث تمسک کے متعلق بہت سے طریقے ہیں اور یہ حدیث بیس سے کچھ زیادہ صحابیوں سے وارد ہوئی ہے اور اس حدیث کے متعلق گیارہویں باب کے اندر تفصیلی طریقے گزر چکے ہیں۔ ان مختلف طریقوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع میں عرفہ کے موقعہ پر فرمایا ہے اور دوسری بھی روایت میں ہے کہ آپ نے مدینہ کے اندر اپنی حالت مرض میں اس وقت فرمایا جب حجرہ اصحاب سے کچھا کچھ بھرا ہوا تھا اور ایک اور روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ حدیث غدیر خم کے موقع پر فرمائی اور ایک اور روایت میں یہ ہے کہ جب آپ طائف سے واپس ہوئے تو آپ نے کھڑے ہو کر خطبہ فرماتے وقت اس حدیث کو بیان فرمایا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور ان مختلف روایات میں کوئی اختلاف پیدا نہیں ہوتا کیونکہ اس بات کے لئے کوئی مانع نہیں کہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان مقامات پر اور دوسرے مقامات پر بار بار اس حدیث کو بیان فرمایا ہے تاکہ کتاب عزیز اور عترت طاہرہ ع کی شان کا مزید اہتمام

Marfat.com

ثابت ہو۔

۱۵۔ تاریخ الیعقوبی جلد ۲ ص ۹۳ پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! میں تم سے پہلے جانے والا ہوں اور تم حوض کوثر پر میرے پاس آنے والے ہو اور جب تم میرے پاس آؤ گے تو میں تم سے ثقلین کے بارے میں پوچھوں گا۔ دھیان رکھو! ان دونوں کے متعلق تم میرے بعد میرا کیا خیال رکھتے ہو؟ سب نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ثقلین کیا ہیں؟ آپؐ نے فرمایا:

الثقل الاکبر کتاب اللہ طرفہ	ثقل اکبر اللہ کی کتاب ہے جس کا ایک سرا خدا
بید اللہ وطرف بایدیکم فاستمسکوا	کے ہاتھ میں ہے اور دوسرا تمہارے ہاتھ میں
بہ ولا تضلوا، ولا تبدلوا	اس سے متمسک رہو اور گمراہ نہ ہو اور اس میں
عترتی اھل بیتی	کوئی تبدیلی نہ کرو۔ دوسرا ثقل میری اہلبیت ہیں

اس کے علاوہ اور بہت سی احادیث ایسی ہیں ان کو اکٹھا کر کے بیان کرنے میں بات لمبی ہو جائے گی۔ مثلاً طبری نے ذخائر العقبیٰ میں ص ۱۶ پر اور دارمی نے اپنی سنن جلد دوم ص ۴۳۲ پر اور نسائی نے اپنی خصائص ص ۳۰ پر اور گنجی شافعی نے کفایۃ الطالب باب ۱ ص ۱۱ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ کے صحیح ہونے کے بیان میں پانچ حدیثوں کا دعویٰ کیا ہے۔ حدیث کو نقل کرنے کے بعد انہوں نے کہا ہے کہ مسلم اپنی صحیح مسلم میں اس حدیث کو لائے ہیں

۱۶۔ ابوداؤد اور ابن ماجہ قزوینی دونوں نے اپنی کتابوں میں نیز باب ۱۶ ص ۱۳۰ پر ذکر کیا ہے ابونعیم اصفہانی حلیۃ جلد ۱ ص ۳۵۵ پر اس حدیث کو لکھا ہے۔

۱۷۔ ابن اثیر جزری نے اس حدیث کو اسد الغابہ جلد دوم ص ۱۲، جلد سوم ص ۱۴۷ پر لکھا ہے۔

۱۸۔ ابن عبد ربہ نے عقد الفرید جلد ۲ ص ۳۴۶، ص ۵۸ پر حجۃ الوداع کے موقعہ پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطبہ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۱۹۔ سبط ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص باب ۱۲ ص ۳۳۲ میں اپنے جد کے

Marfat.com

قول کو نقل کرنے کے بعد کہا ہے کہ ابو داؤد نے اپنے سنن میں اور نیز ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور رزین نے جمع بین الصحاح میں اس کو ذکر کیا ہے۔ اپنے جد کے اس قول کو نقل کرنے کے بعد سبط ابن جوزی رقمطراز ہے کہ مجھے تعجب ہے کہ جس حدیث کو مسلم نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے وہ میرے جد کی نظر سے کیسے مخفی رہ گئی ہے۔

۲۰۔ حلبی شافعی نے انسان العیون جلد ۳ ص ۳۰۸ پر

۲۱۔ ثعلبی نے الکشف والبیان میں تفسیر آیۃ اعتصام (واعتصموا۔الخ) اور آیۃ الثقلان میں اس حدیث کو لکھا ہے۔

۲۲۔ فخرالدین رازی نے اپنی تفسیر کبیر جلد ۳ ص ۱۸ پر آیۃ اعتصام کی تفسیر میں

۲۳۔ نیشاپوری نے اپنی تفسیر جلد ۱ ص ۳۴۹ پر آیۃ اعتصام کی تفسیر میں

۲۴۔ خازن بغدادی نے اپنی تفسیر جلد ۱ ص ۲۵۷ پر آیۃ اعتصام کی تفسیر میں اور تفسیر کی جلد ۴ ص ۹۴ پر آیت مودت کی تفسیر میں آیت سنفرغ لکم ایھا الثقلان کی تفسیر میں ص ۲۱۲ پر

۲۵۔ اور ابن کثیر الدمشقی نے اپنی تفسیر جلد ۴ ص ۱۱۳ پر آیت مودۃ کی تفسیر میں اور پھر جلد ۳ ص ۴۸۵ پر آیت تطہیر کی تفسیر میں نیز اپنی تاریخ جلد ۵، ۶ میں حدیث غدیر کے ضمن میں اس کو بیان کیا ہے۔

۲۶۔ ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد ۶ ص ۱۳۰ پر عترت کے معنی میں اس کو بیان کیا ہے۔

۲۷۔ شبلنجی نے نور الابصار ص ۹۹ پر

۲۸۔ ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمہ ص ۲۵ پر

۲۹۔ اور حموینی نے فرائد السمطین میں سعید بن جبیر کے حوالہ سے ابن عباس سے بالاسناد اس کو بیان کیا ہے۔

۳۰۔ بغوی شافعی نے مصابیح السنہ جلد ۲ ص ۲۰۵، ۲۰۶ پر ان کو بیان کیا ہے

Marfat.com

امام شرف الدین رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب المراجعات میں صفحہ ۲۲ پر فرمایا ہے کہ کتب صحاح جو تمسک بالثقلین کے وجوب متواتر کا حکم دیتی ہیں اور ان روایات کے طریقے بیس سے زائد صحابہ سے منقول ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف مقامات پر اسکو کھلم کھلا بیان کیا ہے۔ کبھی غدیر خم کے دن جیسا کہ تم سن چکے ہو۔

کبھی حجۃ الوداع میں یوم عرفہ کے موقع پر کبھی طائف کی واپسی پر، کبھی مدینے میں بر سر منبر اور دوسری مرتبہ اپنی حالت مرض میں اپنے حجرہ مبارکہ میں جب کہ پورا حجرہ صحابہؓ سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

یاایھا الناس یوشك ان اقبض قبضا سریعًا، فینطلق بی وقد قدمت الیکم القول معذرۃ الیکم، الا! انی مخلف فیکم کتاب اللہ عزوجل و عترتی اھل بیتی۔	اے لوگو! بہت جلد عنقریب میری روح قبض کر لی جائے گی اور موت مجھ کو لے جائے گی میں نے ہر بات کو تم تک بے کم و کاست پہنچا دیا ہے آگاہ رہو! کہ میں تم لوگوں میں کتاب خدا عزوجل اور اپنی عترت اہل بیت علیہم السلام کو چھوڑ رہا ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر بلند کر دیا اور فرمایا:۔

ھذا علی مع القرآن و القرآن مع علی، لا یفترقان حتی یردا علی الحوض۔ (الحدیث)	یہ علیؑ ہیں جو قرآن کے ساتھ رہیں گے اور قرآن علیؑ کے ساتھ رہے گا۔ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پہنچ جائیں

پھر صاحب المراجعات فرماتے ہیں اس حدیث کو طبرانی نے بھی بیان کیا ہے اسی طرح اربعین الاربعین نبہانی میں بھی ہے اور سیوطی نے احیاء المیت میں بھی لکھا ہے اور یہ تم جانتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حج کا خطبہ

Marfat.com

صرف اسی جملے پر منحصر نہ تھا اور یہ کسی کی طرف سے بھی نہیں کہا جا سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمارے سامنے یہی مختصر خطبہ بیان کیا ہو۔ لیکن سیاست نے محدثین کی زبانیں بند کر دیں اور لکھنے والے کے قلم کو روک دیا ہے۔ اس کے باوجود اس بحر ذخار میں سے یہی ایک قطرہ اور معدن میں سونے کا یہی چھوٹا سا ٹکڑا بالکل کافی و وافی ہے۔ والحمدللہ۔ اھ

علامہ سید ہاشم بحرانی نے اپنی کتاب غایۃ المرام میں ص ۲۱۱ پر حدیث ثقلین کے انتالیس طریقہ ہائے روایات اہل سنت کے بیان کئے ہیں۔ اسی طرح شیعوں کے طریقہ ہائے روایات بیاسی ص ۲۱۷ پر بیان کئے ہیں جو شیعان علی (علیہ السلام) نے اہل بیت علیہم السلام سے نقل کئے ہیں (اسے یاد رکھیں) علامہ اجل آیۃ العظمی السید میر حامد حسین نیشاپوری ثم ہندی لکھنوی نے اس حدیث کو عبقات الانوار میں بیان کیا ہے۔

اور مرحوم علامہ حامد حسین نے دو سو سے تیرہ سو تک اکابر علماء مذاہب کی ایک جماعت سے اس حدیث کو روایت کیا ہے جنکی تعداد تقریباً دو سو تھی۔ مرد و زن اور صحابہ و صحابیات سب تیئیس افراد سے زیادہ نے اس حدیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا۔

مؤلف کہتے ہیں کہ انصاف پسند شخص اس حدیث کے صحیح ہونے کا بالکل یقین کرے گا جو وضاحت وصراحت کے ساتھ امیرالمومنین اور ان کے گیارہ معصومین فرزندوں علیہم السلام کی خلافت و امامت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امیرالمومنین علی اور ان کے گیارہ معصوم فرزندوں علیہ السلام کو قرآن پاک سے ملا دیا ہے (قرآن و اہلبیت علیہ السلام دونوں باہم ملے ہوئے ہیں) اور قرآن پاک امت اسلامیہ کے واسطے بلا اختلاف ابتداء دعوت اسلام سے لے کر رہتی دنیا تک مرجع اول ہے اور اسی طرح علی اور ان کے گیارہ معصوم و مبارک فرزند علیہ السلام بھی قرآن پاک کی طرح دنیا کو برائیوں

Marfat.com

سے روکتے اور منع کرتے رہیں گے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن اور اہلبیت علیہ السلام دونوں کو دنیا میں اپنا خلیفہ مقرر فرما دیا ہے اور قرآن و اہلبیت علیہ السلام دونوں ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ دونوں بروز قیامت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حوض کوثر پر پہنچیں گے اور گمراہ نہ ہونے کے واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دونوں سے تمسک رکھنا شرط قرار دیا ہے جو ان دونوں سے منحرف ہو گا وہ ہلاک اور گمراہ ہو جائے گا اور چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہلبیت علیہ السلام کو معجزہ، قرآن کے ساتھ ملا دیا ہے اور امت کو دونوں کے ساتھ تمسک کرنے کا حکم دیا ہے اس لئے کسی ایک سے تمسک کرنا اور دوسرے سے تمسک نہ کرنا جائز نہیں ہے اس لئے ہر شخص کو ان دونوں کے ساتھ تمسک کرنا ضروری ہے صرف تنہا قرآن پاک سے یا اس کے دوسرے ساتھی اہلبیت علیہ السلام سے تمسک کرنا (صحیح و جائز) نہیں اور نہ صرف اہلبیت علیہ السلام سے بغیر قرآن پاک کے تمسک صحیح و جائز ہے جو اہلبیت علیہ السلام کا مصدر و منبع ہے پس ان دونوں (قرآن و اہلبیت) ہی کے ساتھ اصولاً متفقہ طور پر رہنا ہو گا بلکہ قرآن و اہلبیت علیہ السلام کی بنیاد ہی ایک ہے اور ان دونوں کی باہم ملی ہوئی کڑیوں کو جدا کرنا ممکن ہی نہیں ہے بجز اس کے کہ (یہ کہیں کہ) اہلبیت علیہ السلام قرآن صامت کی زبان ناطق ہیں لہٰذا اہلبیت علیہ السلام کے راستے کے بغیر قرآن پاک سے تمسک کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے کیونکہ قرآن کی پوشیدگیوں کو سمجھنا اور آیات محکم اور متشابہ میں امتیاز کرنا اور ناسخ و منسوخ کو پہچاننا اور ان باتوں کے علاوہ اور دیگر رموز قرآن کو سمجھنا) اہلبیت علیہ السلام کے بیان کی وضاحت کے بغیر ممکن نہیں اور دونوں سے تمسک کرنا بڑی خوش نصیبی ہے اور قرآن و اہلبیت علیہ السلام دونوں ہی سے تمسک کر کے نجات کی امید ہو سکتی ہے ان دونوں یا ان میں سے کسی ایک کی طرف سے روگردانی کرنا تباہی اور گھاٹا ہے اور روگردانی کرنے وا

Marfat.com

نجات نہیں پائے گا کیونکہ صاحب شریعت مقدسہ (حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے قرآن واہلبیت علیہم السلام دونوں کو پکڑنے اور ان سے تمسک کرنے پر تیار اور آمادہ فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی بات کا عبث و بیکار حکم نہیں فرمایا اور اسی طرح کسی چیز سے عبث روکا بھی نہیں اس لئے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی ذاتی خواہش سے تو بولتے ہی نہیں تھے جو کچھ ہوتا وہ وحی خداوندی ہوتی تھی لہذا یہ قطعی واجب و لازم ہوا کہ اہلبیت ؑ اور قرآن دونوں سے تمسک کریں تاکہ جہنم سے نجات اور ہمیشہ رہنے والی نعمتوں کی بڑی کامیابی حاصل ہو۔

امام شرف الدین اپنی کتاب المراجعات صہ ۲۳ پر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان اِنی تارک فیکم الثقلین ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی کتاب اللہ و عترتی۔ (یعنی میں تم لوگوں میں دو گراں قدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں اگر تم ان سے تمسک رکھو گے تو ہرگز گمراہ نہ ہو گے) کا مفہوم بھی یہی ہے جو ان دونوں سے بیک وقت تمسک نہ کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا جیسا کہ یہ بات بالکل واضح اور غیر مخفی ہے اور اسی مفہوم کی تائید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان بھی کرتا ہے۔ حدیث ثقلین" کے ساتھ طبرانی میں ہے۔

فلا تقدموھما فتھلکوا	قرآن و اہلبیت ؑ دونوں پر پیش قدمی نہ کرو ورنہ ہلاک
و تقصروا عنھما فتھلکوا	ہو جاؤ گے اور ان سے بالکل پیچھے بھی نہ ہٹ جاؤ ورنہ
ولا تعلموھم فانھم اعلم منکم	ہلاکت میں پڑ جاؤ گے انہیں پڑھاؤ بھی نہیں یہ تم سب سے زیادہ
(الحدیث)	علم رکھتے ہیں۔

ابن حجر مکی کہتے ہیں کہ حضرت کے فرمان (کہ ان سے پیش قدمی نہ کرو، ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے اور پیچھے بھی بالکل نہ ہٹ جاؤ ورنہ ہلاک ہو جاؤ گے، انہیں پڑھاؤ بھی نہیں یہ تم سب سے زیادہ علم رکھتے ہیں) میں اس بات کی دلیل موجود ہے کہ

Marfat.com

جو شخص ان حضرات سے مراتب عالیہ اور دینی لیاقت حاصل کرے گا وہ دوسروں سے مقدم و افضل ہوگا۔ الخ

قول مؤلف مؤلف کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن و اہلبیت علیہم السلام دونوں کا نام ثقلین رکھا ہے کیونکہ یہ دونوں عظیم المقام اور عظیم المرتبت ہیں، اور لغت میں ہر خطیر و عظیم چیز کو ثقل سے تعبیر کیا جاتا ہے (قرآن و اہلبیت علیہم السلام کو ثقل (بوجھ) کے ساتھ تعبیر کرنے کی وجہ ایک یہ ہے کہ) قرآن و اہلبیت علیہم السلام سے حقائق کو لینا اور ہمیشہ ان دونوں سے متمسک رہنا آسان کام نہیں۔

(۲) یا دوسری وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو قرآن و اہلبیت علیہم السلام کے حقوق لوگوں پر واجب کئے ہیں بہت گراں اور وزنی ہیں جیسا کہ اہلسنت کے بڑے بڑے علماء کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے جن میں ایک ابن حجر مکیؒ ہیں، جنہوں نے اپنی کتاب الصواعق المحرقہ باب وصیۃ النبیؐ میں ذکر کیا ہے۔ دوسرے علامہ سیوطی ہیں۔ یہ سب باتیں اس بات کی دلیل ہیں کہ امامت و خلافت اہل بیت علیہم السلام ہی میں منحصر ہے۔ (کسی شاعر نے کیا خوب کہا)

ساووا کتاب اللہ الا انہ — اہلبیتؑ کتاب خدا (قرآن) ہمپایہ اور برابر ہیں، مگر
ھو صامت وھم الکتاب الناطق — قرآن خاموش اور اہلبیتؑ بولتی کتاب ہیں۔

اور اس حدیث سے اہلبیت علیہم السلام کی عصمت بھی اسی طرح ثابت ہوتی ہے جس طرح قرآن کی عصمت ہے جس کی عصمت میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں (کہ وہ ہر قسم کے عیب و غلطی سے پاک ہے اسی طرح اہلبیت علیہم السلام بھی ہر قسم کی غلطی اور عیب سے پاک ہیں) اسی وجہ سے آنحضرتؐ نے اپنی وفات کے بعد انہیں اہلبیت علیہم السلام کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے اور رجوع کرنا (اور ہر معاملہ کو ان کے سپرد کرنا) اسی وقت صحیح ہو سکتا ہے کہ یہ حضرات ہر قسم کی خطا اور لغزش سے بالکل صاف ہوں اور اس کی عصمت ہی کی دلیل سے

Marfat.com

ان کی امامت وخلافت بھی ثابت ہوتی ہے کیونکہ امامت وخلافت میں عصمت شرط ہے اور ان بارہ اماموں کے علاوہ اور سب لوگ معصوم نہیں ہیں

حدیث منزلت

اور حدیث منزلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے :

اما ترضی یا علی ان تکون	اے علی کیا تم اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہو
منی بمنزلة هارون من	کہ تم کو مجھ سے وہی مرتبہ اور درجہ حاصل ہو جو حضرت
موسیٰ الا انہ لا نبی	ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھا بجز اس کے میرے بعد نبوت
بعدی	نہیں ہے (اس لئے تم نبی نہیں ہوگے)

تمام مسلمانوں کا اس حدیث شریف کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے اور ان سب نے اپنی مسانید اور صحاح میں صحیح اور معتبر اسناد کے مختلف طریقوں سے اس کو درج کیا ہے۔ اور اس حدیث شریف کے وارد ہونے کا سبب محدثوں اور مورخوں اور سیرت نگاروں کے بقول یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب غزوہ تبوک پر تشریف لے گئے تو حضرت علی علیہ السلام کو اپنے اہل وعیال میں جانشین اور خلیفہ مقرر فرما گئے اور علی علیہ السلام نے عرض کیا آپ کہیں بھی تشریف لے جائیں مجھے کچھ گھبراہٹ نہیں مگر چاہتا یہ تھا کہ میں آپ کی خدمت میں ہوتا تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا

اما ترضی ان تکون	کیا تم اس بات پر خوش اور راضی نہیں ہو کہ تم
منی بمنزلة هارون من	کو مجھ سے وہی درجہ اور مرتبہ حاصل ہو جو حضرت
موسیٰ الا انہ لا نبی	ہارونؑ کو موسیٰ سے تھا بجز اس کے کہ میرے بعد
بعدی	نبی کوئی نہیں آئے گا (اس لئے نبوت کے سوا

تمام باتوں میں ہارونؑ کی مثل ہو جیسے ہارونؑ موسیٰؑ کا خلیفہ تھا تم بھی میرے خلیفہ ہوگے)

تمہارے لئے ممکن نہیں ہے کہ اس کتاب میں ان تمام راویوں کے نام

Marfat.com

درج کرسکیں جنہوں نے اس حدیث شریف و مبارک کو مختلف طریقوں اور متعدد اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کیونکہ وہ بہت زیادہ ہیں۔ ہاں ہم بعض مشہور علماء اہلسنت کے نام لکھتے ہیں تاکہ ہماری دلیل پوری ہو جائے اور فائدہ پورا پورا پہنچے۔

(۱) امام بخاریؒ نے اپنی کتاب بخاری جلد ۳ صفحہ ۵۴ کتاب المغازی باب غزوہ تبوک
(۲) کتاب بخاری جلد ۲ صفحہ ۱۸۵ کتاب بدء الخلق فی مناقب علی بن ابی طالب ؑ
(۳) امام ابو مسلمؒ نے اپنی کتاب مسلم جلد ۲ صفحہ ۲۳۶ صفحہ ۲۳۷ کتاب فضل الصحابہ فی باب فضائل علی ابن ابی طالب علیہ السلام
(۴) احمد بن حنبلؒ نے اپنی کتاب مسند احمد بن حنبل جلد اول صفحہ ۹۸، صفحہ ۱۱۸، صفحہ ۱۱۹ فی وجہہ تسمیۃ الحسن بالحسین۔ میں بیان کیا ہے۔
(۵) حاکمؒ نے اپنی مستدرک حاکم جلد ۳ صفحہ ۱۰۹ اور حاکم نے اس حدیث کو شیخین کی شرط پر صحیح مانا ہے۔
(۶) ابن عبد البرؒ نے اپنی استیعاب میں اس کو ذکر کیا ہے جلد ۲ صفحہ ۴۷۳ فی ترجمہ علی علیہ السلام (علیؑ کی سوانح حیات میں)
(۷) المتقی الہندی نے کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۲، صفحہ ۱۵۳ پر
(۸) ابن حجر عسقلانیؒ الاصابہ جلد ۲ صفحہ ۵۰۷ فی ترجمہ علی علیہ السلام سوانح عمری علی علیہ السلام
(۹) ابن حجر مکیؒ نے صواعق الحرقہ صفحہ ۳۰، ۱۲۰ پر
(۱۰) شبلنجیؒ نے نور الابصار صفحہ ۶۸ پر
(۱۱) سیوطیؒ نے تاریخ الخلفاء صفحہ ۶۵ پر
(۱۲) ابن عبد ربہ نے عقد الفرید میں جلد ۲ صفحہ ۱۹۴ پر
(۱۳) حافظ ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں جلد ۷ صفحہ ۱۹۶ پر
(۱۴) النسائی اپنی خصائص میں صفحہ ۱۵ پر
(۱۵) ابن ہشام نے سیرت ابن ہشام میں جلد ۲ صفحہ ۵۲۰ پر

Marfat.com

(۱۶) ابوالفداء نے البدایہ والنہایہ میں جلد ۷ صفحہ ۲۲۹ پر
(۱۷) محب طبری نے ذخائر العقبیٰ میں صفحہ ۶۳ پر
(۱۸) علامہ قندوزی نے ینابیع المودۃ میں صفحہ ۲۰۴ پر
(۱۹) الخوارزمی نے مناقب میں صفحہ ۷۹ پر
(۲۰) ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں جلد ۴ صفحہ ۱۹۶ پر
(۲۱) ابن اثیر نے اسد الغابہ میں جلد ۴ صفحہ ۲۶ پر
(۲۲) ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ جلد ۲ صفحہ ۴۹۵ پر
(۲۳) الکنجی الشافعی نے کفایۃ الطالب صفحہ ۱۴۸ پر
(۲۴) ابوبکر بغدادی نے تاریخ بغداد میں جلد ۱۱ صفحہ ۴۲۲ پر
(۲۵) ابن جوزی نے الصفوۃ میں جلد اول صفحہ ۱۲۰ پر
(۲۶) سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں صفحہ ۲۲ پر
(۲۷) ابن سعد نے الطبقات الکبریٰ میں جلد ۳ صفحہ ۲۴ پر
(۲۸) ذہبی نے تذکرۃ الحفاظ میں جلد ۲ صفحہ ۹۵
(۲۹) حموینی نے فرائد السمطین قلمی میں
(۳۰) ابن مغازلی شافعی نے کتاب مناقب امیرالمومنین علیہ السلام قلمی میں

دو یاں علماء اہلسنت کے یہ تیس (۳۰) راوی ہیں جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کر دیے ہیں تاکہ مصنف مزاج پڑھنے والے کے سامنے آئمہ ہدیٰ علیہم السلام کی ولایت کے بارے میں ہمارے عقیدے کی سچائی ثابت اور متحقق ہو جائے۔

پھر اس حدیث شریف کے ثابت ہونے کے متعلق تمام مسلمانوں کو اختلاف مذاہب و مشارب کے باوجود کسی قسم کا کوئی شک نہیں اور ان سب نے اس حدیث کے صحیح ہونے پر اتفاق کیا ہے۔ یہاں تک کہ اس کی صحت پر سب مسلمانوں کا اجماع قرار پایا گیا ہے۔

گمراہی کے امام معاویہ کی یہ حالت دیکھئے کہ باوجودیکہ اس نے امیرالمومنین ؑ

Marfat.com

سے سخت ناصبیت اور دشمنی کا برتاؤ کیا ہے اور ان سے برابر جنگ آزما رہا ہے مسلمانوں کے منبر پر خود بھی لعنت کرتا رہا ہے اور دوسروں کو بھی لعنت کا حکم جاری کرتا رہا ہے جیسا کہ ہم پہلے کہہ آئے ہیں لیکن اس نے اپنی دشمنی میں انتہائی بیحیائی کے خلاف حدیث منزلت کا انکار نہیں کیا اور اللہ تعالیٰ نے بالاختیار یا بلا اختیار اس کی زبان سے اس حدیث کو جاری فرمایا جیسا کہ ہم کئی مرتبہ کہہ آئے ہیں کہ "حق منصف اور دشمن دونوں کی زبان پر بولتا ہے۔

مجرم معاویہ کو علی علیہ السلام سے اتنی شدید عداوت اور دشمنی تھی کہ وہ ایک دن سعد بن ابی وقاص سے کہنے لگا کہ تمہیں علی علیہ السلام پر سب کرنے سے کیا بات روکتی ہے (علی علیہ السلام پر سب ولعن کیوں نہیں کرتا) سعد نے بھی علی علیہ السلام سے انتہائی دشمنی کے باوجود یہ کہا کہ کیا تجھے وہ تین باتیں یاد نہیں جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمائی تھیں لہٰذا علی علیہ السلام پر کبھی سب نہیں کروں گا اگر ان تین باتوں میں سے ایک بات بھی مجھے حاصل ہوتی تو وہ میرے سرخ اونٹوں سے مجھے زیادہ محبوب ہوتی میں نے جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس وقت یہ کہتے ہوئے سنا تھا جب کہ آپ کسی غزوہ کے موقع پر علی علیہ السلام کو گھر پہ اپنا نائب بنا کر چھوڑ گئے تھے آپ نے فرمایا:

یا علی اما ترضی ان تکون منی — اے علیؑ کیا تو اس بات پر راضی اور خوش نہیں

بمنزلة هارون من — ہو کہ تجھکو مجھ سے وہی درجہ اور مرتبہ حاصل ہو، جو

موسیٰ الا انه لا نبی — ہارونؑ کو موسیٰ سے تھا۔ مگر یہ کہ میرے بعد

بعدی۔ الخ — نبی کوئی نہیں آئے گا۔ الخ

"صحیح مسلم جلد ۲ ص ۲۳۴ باب فضائل علیؑ، مستدرک حاکم جلد ۳ ص ۱۰۹"

محدثین، سیرت نگار، مورخین جس نے غزوہ تبوک کو لکھا ہے اس نے اس حدیث شریف کو نقل کیا ہے۔

متقدمین اور متاخرین کتب رجال لکھنے والوں میں سے جس نے بھی حضرت

Marfat.com

علی علیہ السلام کی سوانح عمری اور حیات زندگی لکھی ہے اس نے اختلاف مذاہب ومشارب کے باوجود اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ علماء میں سے جس کسی نے فضائل اہلبیت علیہم السلام اور فضائل صحابہ لکھے ہیں اس حدیث کو روایت کیا ہے اور متقدمین اور متاخرین سب کے نزدیک یہ حدیث مسلمہ ہے۔

قول مؤلف مؤلف فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد معاشرہ میں علی علیہ السلام کے اولیٰ بالخلافت اور مستحق ہونے کی روشن اور واضح دلیل ہے اور اس حدیث شریف نے کسی منکر کیلئے شیعیان اہلبیت علیہم السلام اور شیعیان علی کے سامنے انکار کی گنجائش ہی نہیں رکھی۔ امام شرف الدین اپنی کتاب المراجعات میں تحریر فرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی علیہ السلام کے خلیفہ اور ولی عہد ہونے پر جو ادلہ قاطعہ اور براہین ساطعہ موجود ہیں وہ کسی پر مخفی نہیں ہیں۔ آپ ملاحظہ نہیں کرتے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس طرح علی علیہ السلام کو دنیا اور آخرت میں اپنا ولی بنایا ہے اور اس حدیث کے ذریعہ انہوں نے اپنے تمام رحمی رشتہ داروں پر علی علیہ السلام کو افضل و اعلیٰ قرار دیا ہے اور کس طرح علی علیہ السلام کو وہ مقام دیا ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے تھا۔ اور نبوت کے سوا کسی درجہ اور مرتبہ و منزلت کو مستثنیٰ نہیں فرمایا اور نبوت کو مستثنیٰ کرنا دیگر عام مراتب کے حاصل ہونے کی دلیل ہے اور یہ تو آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ حضرت ہارونؑ کو جو حضرت موسیٰؑ سے ظاہر و باہر منزلت حاصل تھی وہ حضرت موسیٰؑ کے وزیر اور ان کے لئے زور کمر تھے اور کار نبوت اور خلافت میں ان کے شریک تھے اور حضرت موسیٰؑ نے ان کی اطاعت تمام امت پر فرض کر دی ہے جسکی دلیل یہ ہے کہ حضرت موسیٰؑ نے درگاہ خداوندی میں عرض کیا:-

واجعل لی وزیرا من اهلی — خداوندا میرے اہلبیتؑ میں سے میرے بھائی

هارون اخی اشدد به ازری واشرکه فی امری — ہارونؑ کو میرا وزیر بنا دے، اور اس سے میری کمر کو مضبوط و مستحکم کر دے اور اسکو میرے کارِ نبوت میں شریک بنا دے۔

اپنے بھائی سے فرمایا:۔

اخلفنی فی قومی واصلح ولا تتبع سبیل المفسدین — اے بھائی تم میری قوم میں میرا خلیفہ بن کر رہو اور انکی اصلاح کرو اور فسادیوں کی راہ پر مت چل پڑنا۔

اور پھر خداوندِ عالم فرماتا ہے:۔

قد اوتیت سؤلك یا موسٰی — (خداوند عالم فرماتا ہے) اے موسٰی تمہاری سب درخواستیں منظور ہو گئیں

اس نص کی بنا پر علی علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قوم میں خلیفہ اور آنحضرتؐ کے اہلبیت علیہم السلام میں وزیر، اور آنحضرتؐ کے کارِ رسالت میں بحیثیت خلیفہ ہونے کے شریک تھے نہ کہ نبی ہونے کی حیثیت سے، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں بھی اور وفات کے بعد بھی آنحضرتؐ کی پوری امت میں علی علیہ السلام افضل و اعلیٰ تھے، اور آنحضرتؐ کی زندگی میں علی علیہ السلام کی اطاعت آنحضرت کے وزیر ہونے کی حیثیت سے تمام امت پر واجب تھی جس طرح حضرت موسٰیؑ کی زندگی میں حضرت ہارونؑ کی اطاعت امتِ موسٰیؑ پر واجب تھی اور اس مسئلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے فرمان سے اور بھی واضح اور جلی فرمایا تھا۔ (آپؐ فرماتے تھے)

لا ینبغی ان اذهب الا وانت خلیفتی۔ — میرا جانا اسی وقت مناسب ہے جب تو میرا خلیفہ اور جانشین ہو۔

یہ حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس بات کی نص جلی ہے کہ علی علیہ السلام آپ کے خلیفہ ہیں بلکہ اس بات کی روشن و واضح نص ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلے جاتے اور علی علیہ السلام کو خلیفہ نہ

Marfat.com

بنا جاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کام کرکے جاتے جو ان کے لئے نامناسب ہوتا اور یہ صرف اس وجہ سے ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر خدا کی طرف سے مامور تھے کہ علی علیہ السلام کو خلیفہ بناکر جائیں جیسا کہ آیت

" یاایھاالرسول بلغ ما انزل من ربک وان لم تفعل فمابلغت رسالتہ ۔ " کی تفسیر سے ثابت ہے ، پھر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر بھی غور فرمائیں ، (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)۔

انہ لا ینبغی ان اذھب — میرے لئے یہ مناسب نہیں کہ میں چلا جاؤں مگر
الا وانت خلیفتی ۔ — یہ کہ تم میرے خلیفہ بن کر رہو۔

آیت اور حدیث دونوں ہی کا ہدف اور نشانہ ایک ہے جیسا کہ یہ (کسی پر بھی) مخفی نہیں رہ سکتا اور اس حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان کو بھی آپ کو نہیں بھولنا چاہیے

انت ولی کل مومن بعدی — میرے بعد تو ہر مومن کا ولی اور حاکم ہے۔

یہ حدیث اس بات پر بالکل نص ہے علی علیہ السلام ولی الامر ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے حاکم ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس مسئلہ میں ان کے قائم مقام ہیں۔ جیسا کہ کمیت علیہ الرحمۃ نے فرمایا ہے :۔

ونعم ولی الامر بعد ولیہ — اللہ کے ولی (آنحضرتؐ) کے بعد ولی الامر (علیؑ)
ومنتجع التقوی ونعم المؤدب — بہترین ہے اہل تقویٰ کی بخشش گاہ اور بہترین ادب سکھانے والا ہے۔

حجۃ الاسلام علامہ امینی الغدیر جلد ۳ صفحہ ۱۹۹ پر فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان :۔

اما ترضی ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ

Marfat.com

یہ حدیث شریف حضرت ہارون کی طرح مستثنیٰ کردہ نبوت کے سوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ کمالات کے امیر المومنین علیہ السلام میں موجود ہونے کا ثبوت فراہم کرتی ہے۔ یعنی رتبہ وکردار، مقام وقوۃ حکمرانی اور امارت اور سرداری سب باتیں امیر المومنینؑ میں موجود تھیں جیسا کہ حضرت ہارونؑ موسیٰؑ سے نسبت رکھتے ہیں ویسے ہی ان کی طرف سے خلیفہ بھی تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علی علیہ السلام کو اپنے نفس کی بمنزل قرار دینا صرف لفظی استعمال نہیں تھا جیسا کہ لوگ گمان کرتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (غزوہ تبوک کے موقع پر حضرت علی علیہ السلام کو عامل مقرر کرنے سے پہلے دوسری مشکلات میں اور لوگوں کو بھی عامل بنایا تھا اور خود مدینہ میں بھی دوسروں کو مقرر کر گئے اور جنگوں میں اور لوگوں کو بھی حاکم بنا کر بھیجا تھا مگر جو الفاظ اس موقعہ (تبوک) پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے واسطے استعمال فرمائے ہیں وہ کسی کے متعلق بھی نہیں فرمائے لہٰذا یہ ایک خاص منقبت اور فضیلت ہے۔ جو حضرت علی علیہ السلام سے مخصوص ہے اور بس۔

قول مولف مؤلف کتاب فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منزلت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد فوری طور پر علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل کی بھی دلیل ہے اور حضرت ہارونؑ کی طرح حرف بحرف اور من وعن نبوت کے سوا معصوم ہونے پر بھی دلالت کرتی ہے، جیسا کہ آپ کو معلوم ہے۔

حدیث سفینہ

اور وہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:۔

مثل اهل بيتي مثل	میرے اہلبیتؑ کی مثال نوحؑ کی کشتی کی مثال ہے
سفينة نوح من ركبها	جو اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات پائی اور

نجا و من تخلف عنہا	جو رہ گیا، وہ ڈوب گیا، اور ہلاک
غرق و ھوی	ہو گیا۔

یہ حدیث شریف (وہ بلند مرتبہ حدیث) ہے جس کے صحیح ہونے پر تمام علماء اسلام نے اتفاق کیا ہے اور یہ ان احادیث مستفیضہ میں سے ہے جو حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں اور شیعہ سنی دونوں فریق کے علماء اعلام نے لکھا ہے جن کی تعداد سو کے قریب پہنچتی ہے جن میں حفاظ، آئمہ حدیث، سیرت نگار، مورخین سب شامل ہیں، جنہوں نے اپنی اپنی تالیفات، مجامع، صحاح اور مسانید کو اس حدیث کی جلالت قدر اور عظمت کو مانتے اور اس کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے بیان کیا ہے اور امت اسلامیہ کے اکثر علماء اہلسنت مورخوں، محدثوں اور سیرت نگاروں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ حتیٰ کہ غیروں نے بھی اس کو لکھا اور اچھی طرح قبول کیا ہے۔

نص حدیث

بڑے بڑے علماء اہلسنت کی ایک جماعت کے بیان کے مطابق (خلافت علی علیہ السلام پر) یہ حدیث نص ہے جن میں حسب ذیل علماء شامل ہیں۔

(۱) حاکم نے اپنی کتاب مستدرک جلد دوم ص ۳۴۳ حنش کنانی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کو اس وقت کہتے ہوئے سنا جب وہ در کعبہ کو پکڑے ہوتے کہہ رہے تھے

من عرفنی فانا من عرفتم	جو مجھ کو پہچانتا ہے تو (اس کے لئے) میں وہی
و من انکرنی فانا ابوذر	ہوں جس کو تم جانتے ہو اور جو مجھ سے ناواقف
سمعت رسول اللہ یقول	ہے (تو وہ سن لے) میں ابوذر ہوں جناب رسول
مثل اھل بیتی مثل	خدا کو کہتے ہوئے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے کہ
سفینۃ نوح من رکبھا	میرے اہلبیت کی مثال نوح کی کشتی کی مثال ہے
نجا و من تخلف عنہا	جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو پیچھے

Marfat.com

غرق وھوی — رہ گیا وہ ڈوبا اور ہلاک ہو گیا

(حاکم کہتے ہیں) یہ حدیث بر بنا روایت مسلم صحیح ہے۔

(۲) طبرانی نے اپنی کتاب الاوسط میں ابن سعید سے روایت کی ہے انہوں نے
(الف) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

انما مثل اھل بیتی کسفینۃ	"کہ میرے اہلبیتؑ کی مثال نوح کی کشتی کی
نوح من رکبھا نجا و	ہے جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو
من تخلف غرق وھوی	پیچھے رہ گیا وہ ڈوب گیا اور ہلاک ہوا"
(ب) انما مثل اھل بیتی	"تم لوگوں میں میرے اہلبیتؑ کی مثال
فیکم مثل باب حطۃ	بنی اسرائیل کے باب حطہ کی مثال ہے
فی بنی اسرائیل من	جو اس میں داخل ہو گیا وہ بخش
دخلہ غفر لہ	دیا گیا۔"

(الاوسط از کتاب الاربعین ، اربعین نبہانی ص ۲۱۶)

(۳) ابن حجر مکی الصواعق المحرقہ ص ۱۵۱ پر کہتے ہیں کہ مختلف طریقوں سے حدیث سفینہ پہنچی ہے اور وہ سب طریقے ایک دوسرے کو قوی اور مضبوط بناتے ہیں (کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)

مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ	میرے اہلبیت کی مثال نوحؑ کی کشتی کی مثال
نوح من رکبھا نجا	ہے جو اس پر سوار ہو گیا اس نے نجات پائی،
من تخلف عنھا غرق وھوی	اور جو رہ گیا وہ غرق اور ہلاک ہوا۔

مسلم کی روایت میں لفظ من تخلف عنھا غرق ہے، اور دوسری روایت میں ھلک ہے اور حدیث حطہ میں ایک روایت غفر لہ ہے یعنی بخش دیا گیا اور دوسری روایت میں غفر لہ الذنوب یعنی اس کے گناہ بخش دیے گئے۔

Marfat.com

علامہ حجر مکی ایک دوسرے مقام پر کہتے ہیں یہ حدیث بہت سے طرق سے پہنچی ہے جو ایک دوسرے کی تقویت کرتی ہیں۔ بعض میں ہے مثل اھل بیتی اور بعض دوسری روایت میں ہے انما مثل اھل بیتی اور ایک دیگر روایت میں ہے الا ان مثل اھل بیتی فیکم مثل سفینۃ نوح فی قومہ من رکبھا نجا و من تخلف عنھا غرق

اور ایک اور روایت ہے من رکبھا سلم و من ترکھا غرق (جو سوار ہو گیا وہ صحیح سالم رہا اور جس نے کشتی کو چھوڑ دیا وہ غرق ہو گیا۔

وان مثل اھل بیتی فیکم مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخلہ غفر لہ	میرے اہلبیتؑ کی مثال تم لوگوں میں بنی اسرائیل کے باب حطہ کی سی ہے، جو اس میں داخل ہو گیا وہ بخش دیا گیا۔

علامہ حجر مکی اس حدیث اور اس جیسی دیگر احادیث کو احاطہ تحریر میں لانے اور اہلبیت علیہم السلام کو کشتی نوحؑ سے تشبیہ دینے کی وجہ بیان کرنے کے بعد فرماتے ہیں۔

ان احبھم واعظمھم شکراً لنعمۃ مشرفھم و اخذ بھدی علمائھم نجا من ظلمۃ المخالفات	جو شخص ان کی محبت اور ان کی تعظیم خدا کے شکریہ کے طور پر کرے اور اپنے علمائے ہدایت حاصل کرے وہ مخالفوں کی تاریکی سے نجات پائے گا۔

"اور اس سے پیچھے رہ جائے تو نعمتوں کے کفران اور سرکشی کے دریا اور بیابان میں غرق ہو اور ہلاک ہو جائے گا۔"

یہاں تک کہ انہوں نے یہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس امت کیواسطے مودت اہلبیت علیہم السلام کو نجات کا سبب قرار دیا۔

(۴) حموینی نے بحذف اسناد سعید بن جبیر سے اور انہوں نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی ابن

Marfat.com

ابی طالب علیہ السلام کو فرمایا :-

يا علي انا مدينة الحكمة وانت بابها ولن تؤتى المدينة الا من قبل الباب وكذب من زعم انه يحبني ويبغضك لانك مني وانا منك لحمك من لحمي ودمك من دمي وروحك من روحي وسريرتك من سريرتي وعلانيتك من علانيتي وانت امام امتي وخليفتي عليها بعدي سعد من اطاعك وشقي من عصاك وربح من تولاك وخسر من عاداك وفاز من لزمك وهلك من فارقك، مثلك ومثل الائمة من ولدك بعدي مثل

اے علی (علیہ السلام) میں حکمت کا شہر ہوں اور تو اس کا دروازہ ہے، اور شہر میں دروازہ ہی میں داخل ہو کر آنا ہوتا ہے۔ اور جو شخص جھوٹا ہے جو کہے کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے درحالانکہ تم کو دشمن سمجھتا ہے کیوں کہ تو مجھ سے ہے اور میں تم سے ہوں۔ تیرا گوشت میرے گوشت کا حصہ ہے اور تیرا خون میرے خون میں سے ہے اور تیری روح میری روح کا جزو ہے۔ تیرا باطن میرے باطن سے بنا ہے۔ تیرا ظاہر میرے ظاہر سے ہے اور تو میری امت کا امام اور میرے بعد میری امت پر تو میرا خلیفہ ہے جس نے تیری اطاعت کی وہ خوش نصیب ہے اور جس نے تیری نافرمانی کی وہ بدبخت ہے، جو تجھ سے دوستی رکھے گا وہ نفع اور فائدہ اٹھائے گا اور جو تجھ سے دشمنی کرے گا وہ خسارے اور گھاٹے میں رہے گا جو تیرے ساتھ لگا رہے گا وہ کامیاب ہو جائے گا اور جو تجھ سے الگ ہو جائے گا

Marfat.com

سفینۃ نوح من رکب فیہا نجا و من تخلف عنہا غرق ومثلکم مثل النجوم کلما غاب نجم طلع نجم الی یوم القیامۃ	وہ برباد ہو جائے گا۔ میرے بعد تیری اور تیری (معصوم) اولاد کی مثال کشتی نوح کی مثال ہے جو اس میں سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور جو اس سے رہ گیا وہ ڈوب گیا۔ تم سب (معصومین) کی مثال ستاروں کی مثل ہے جب ایک ستارہ

چھپ جاتا ہے تو دوسرا نمودار ہو جاتا ہے (یہ سلسلہ) تا قیامت رہے گا۔

"(یہ آخری فقرہ تا قیامت امام زمانہ عجل اللہ فرجہ کے موجود رہنے پر ایک واضح اور روشن دلیل ہے)"

(۵) ابن مغازلی شافعی نے علی علیہ السلام کے فضائل میں سلسلہ وار ہارون رشید سے اس نے مہدی سے اس نے منصور سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے اس نے ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مثل اھل بیتی مثل سفینۃ نوح من رکبہا نجا و من تاخر عنہا ھلک۔	میرے اہلبیت (علیہم السلام) کی مثال نوحؑ کی کشتی کی مثال ہے جو اس پر سوار ہو گیا وہ نجات پا گیا اور اور جو اس سے پیچھے رہ گیا وہ ہلاک ہوا اور مٹ گیا۔

"اہلبیت علیہم السلام کے ان فضائل و مراتب کو دیکھتے ہوئے ان لوگوں نے اہلبیت علیہم السلام کے ساتھ جو سلوک اور برتاؤ کیا ہے اس کو پڑھ کر مجھے حیرت اور تعجب ہوتا ہے۔"

Marfat.com

۹۔ شبلنجی نے نورالابصار میں روایت کی ہے کہ اہلسنت کی ایک جماعت نے بہت سے صحابہ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:-

مثل اهل بيتي فيكم كسفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنه هلك وفي رواية غرق، وفي اخرى زج في النار

میرے اہل بیت علیہم السلام کی مثال کشتی نوح کی مثال ہے جو اس پر سوار ہوا وہ نجات پاگیا اور جو اس سے ہٹ گیا وہ ہلاک ہوگیا۔ ایک اور روایت میں ہلاک ہوا کی بجائے کہ غرق ہوا اور ایک دوسری روایت میں یہ ہے کہ وہ جہنم میں دھکیل دیا جائے گا۔

اور یہ حدیث جلیل القدر شیعوں کے نزدیک بھی متواتر ہے حتیٰ کہ یہ قطعیات میں شمار ہے۔

قول مؤلف اے عقلمند سمجھدار پڑھنے والے اس باب کی احادیث میں یہ مختصر سا حصہ ہے جو ہم نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے اور اس سے چند در چند اور مروی ہیں جن کو ہم نے بنظر اختصار ترک کر دیا ہے اور اب ہم ان چند علماء اہلسنت کے نام آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں جنہوں نے اس حدیث شریف کو پیش کیا ہے چنانچہ:

۱۔ مسلم نے اپنی صحیح مسلم میں، احمد ابن حنبل نے اپنی مسند میں ابن جریر طبری نے اپنی تاریخ میں، حاکم نیشاپوری نے اپنے مستدرک میں اور حموینی نے ذخائر العقبیٰ میں ابونعیم اصفہانی نے حلیہ اور دلائل النبوت میں اور ابن عبدالبر القرطبی نے استیعاب میں خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد میں، ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ میں فخر رازی نے اپنی تفسیر میں، ابن طلحہ شافعی نے مطالب السئول میں، محب طبری شافعی نے ریاض النضرۃ میں، سبط ابن جوزی نے تذکرہ میں ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمہ میں، سیوطی نے جامع صغیر میں، ابن حجر نے اپنی صواعق میں، شبلنجی نے نورالابصار میں، صبان مصری نے اسعاف میں جو نورالابصار کے حاشیے پر ہے۔ قندوزی

Marfat.com

حنفی نے ینابیع المودۃ میں، گنجی شافعی نے کفایۃ الطالب میں، السمہودی اور ابوالمظفر سمعانی اور سخاوی وغیرہ ان سب بڑے بڑے علماء اہلسنت نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔ امام شافعی انہیں لوگوں میں ہیں جنہوں نے اس حدیث کو صحیح مانا ہے اور عجیلی نے حسب ذیل اشعار کو کتاب ذخیرۃ المال میں انہیں امام شافعی کی طرف منسوب کیا ہے:۔

ولما رایت الناس قد ذھبت بھم
مذاھبم فی ابحر الغی والجھل
رکبت علی اسم اللہ فی سفن النجاۃ
وھم اھل بیت المصطفیٰ خاتم الرسل

اور یہ تمام اشعار پورے پورے ہماری اسی کتاب میں پہلے صد ۲۹ پر گزر چکے ہیں:۔

اے ذہین اور سمجھدار پڑھنے والے آپ کو یہ علم ہونا چاہیئے کہ اس حدیث شریف سے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے وارد ہوئی ہے، اس نے تمام مختلف راستوں کو بند کر دیا ہے اور سوائے اہلبیت علیہ السلام کے سیدھے راستے کے جو آفتاب عالم تاب کی طرح روشن ہے اور کوئی راستہ نہیں چھوڑا اور اس حدیث نے مومنین کا ہاتھ تھام لیا اور حق کی سیدھی راہ تک کھینچ لائی جو بالکل روشن اور واضح ہے اور اپنے اوپر چلنے والوں کو جنت تک پہنچا دے گی۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنے اہلبیت علیہ السلام کو نوح کی کشتی کی مثال دینا اس بات کی یقینی اور صریح دلیل ہے کہ اہلبیت علیہ السلام کے فرامین اور ان کے افعال وکردار کی اقتدا۔ اور اتباع و پیروی کرنا واجب ہے اور مخالفین اہلبیتؑ کی پیروی کرنا حرام ہے

اہلبیت علیہ السلام اور کشتی نوحؑ میں سے ہر ایک کے ذریعے نجات پانے

Marfat.com

کی تحقیق کر لینا مناسب اور ضروری ہے چنانچہ نوح والوں کی کشتی پر سوار ہونے والے نجات پا گئے اور غرق ہونے سے بچ گئے کیونکہ کشتی ہر طرح سے بے عیب تھی اور اگر اس میں کوئی خرابی ہوتی تو جو بھی اس میں تھا وہ سب کے سب یقیناً ہلاک ہوجاتے کیونکہ طوفان کی موجیں پہاڑوں کی طرح بلند اور پھر سخت متلاطم تھیں جیسا کہ قرآن پاک نے اس خوفناک منظر کی تصویر کھینچی ہے درحالانکہ یہ کشتی پہاڑ جیسی موجوں کے اندر رواں تھی اور جناب نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکار کر کہا جو علیحدہ کھڑا ہوا تھا۔ اے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا اور کافروں کا ساتھی نہ بن۔ اس نے عناد و دشمنی کی وجہ سے سوار ہونے سے انکار کر دیا اور کہنے لگا میں پہاڑ میں پناہ لے لوں گا وہ مجھے پانی سے بچا لے گا۔ حضرت نوح علیہ السلام نے پلٹ کر ان الفاظ میں جواب دیا۔

لا عاصم الیوم من (شیٔ) امر اللہ (ابداً) الا من رحم اللہ (برکوب السفینہ)

آج کے دن عذاب خدا سے کوئی چیز نہیں بچا سکے گی (اور کوئی نہیں بچے گا) سوائے اس شخص کے جس کو اللہ کشتی پر سوار ہونے کا رحم و کرم کرے

مگر اس کافر نے اپنے تکبر و سرکشی سے انکار اور مخالفت پر اصرار کیا۔

فحال بینھما الموج و کان من المغرقین

باپ بیٹے دونوں کے درمیان دریا کی موج حائل ہو گئی اور وہ غرق ہو گیا۔

وہ لوگ جو اپنے کفر پر اصرار کرتے رہے طوفان کی موجوں نے ان سب کو تباہ کر دیا اور سب ہلاک و برباد ہو گئے اور خدا نے ان کا نام و نشان تک مٹا دیا اور کافروں کے ہلاک ہونے پر خدا کا شکر ہے۔

آئمہ اہلبیت علیہم السلام کا اس امت کے ساتھ یہی حال ہے جو ان کی پناہ میں آگیا اور ان کے راہ مستقیم پر چلا اور ان کی مضبوط نہ ٹوٹنے والی ان رسیوں کو تھام لیا جن کے بل ایک دوسرے سے جڑے ہوتے ہیں اور جدا ہونے والے نہیں ہیں اور ان آئمہ معصومین ع سے اصول دین اور فروع دین کو حاصل کیا ہے۔

Marfat.com

اور ان کے اخلاقِ عظیمہ اور عادات و آدابِ حسنہ کو اختیار کیا اور سچی محبت کے ساتھ ان کی محبت پر قائم رہے اور کسی دوسرے کو ان پر مقدم نہ سمجھا تو وہ غرق ہونے سے بچ گیا اور بہت بڑی کامیابی سے ہمکنار ہوا، عذابِ خدا اور عذابِ آخرت سے اللہ اور اس کے نبی کے معاہدے کی بنا پر بے خوف و خطر اور محفوظ ہو گیا اور جو ان اہلبیت علیہ السلام سے ہٹ گیا تو وہ اس شخص کی مثال ہے جس نے طوفانِ نوح علیہ السلام میں پہاڑ پر پناہ لی تھی کہ وہ اس کو عذابِ خدا سے بچا لے اور موج طوفان نے اسے پکڑ لیا اور غرق و ہلاک کر دیا اسی طرح اس شخص کو بھی تہہ بہ تہہ فتنے فساد کی موجیں بالکل برباد کر دیں گی اور یہ تباہ کن فتنے ایک دوسرے کے پیچھے بالکل اسی طرح آتے رہیں گے جیسے طوفان نوح علیہ السلام کی موجیں تھیں۔ پس موجیں اسے پکڑ لیں گی ہلاک کر دیں گی اور جہنم میں ڈال دیں گی، نصِ حدیث کی بنا پر ان دونوں قسموں کے طوفان میں بجز اس کے اور کوئی فرق نہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کا بیٹا طوفان کے پانی میں غرق ہو گیا تھا اور یہ جہنم کے ابلتے ہوئے پانی میں غرق ہو گا والعیاذ باللہ

پھر یہ حدیث شریف مومن کی گردن کو اہلبیتؑ کی طرف جھکا دیتی ہے اور نعیم ابدی کی کامیابی کے لئے اور نجات حاصل کرنے کے لئے آئمہ معصومینؑ سے زیادہ سے زیادہ شوق اور توجہ کو حاصل کرنے کے لئے یہ مومن قیامت کے خوف سے بچنے کے لئے پناہ لے گا۔

اور سید محسن الامین عاملی نے اعیان الشیعہ جلد ۳ ص ۲۶۵ پر کیا اچھی بات لکھی ہے جہاں انہوں نے اس حدیث شریف کے تذکرہ میں یہ فرمایا ہے۔ "اس مطلب پر دلالت کرنے اور بتانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسب ذیل ارشاد سے زیادہ بلیغ اور کون سی عبارت ہو سکتی ہے

من رکبھا نجا و من تخلف عنھا ھلک او غرق۔ — جو اس کشتی میں سوار ہو گیا اس نے نجات پائی اور جو اس سے پیچھے ہٹ گیا وہ ہلاک یا غرق ہو گیا۔

Marfat.com

پس جس طرح کشتی نوح ؑ میں ہر ایک سوار ہونے والے نے غرق ہونے سے نجات حاصل کی اور جو نہ سوار ہوا وہ غرق اور ہلاک ہو گیا اسی طرح ہر وہ شخص جو اہلبیت علیہم السلام کی اتباع کرے گا وہ حق کو پالے گا اور خدا کی ناراضگی سے نجات پائے گا اور اس کی خوشنودی حاصل کرنے میں کامیاب ہوگا اور جو شخص اہل بیت علیہم السلام کی مخالفت کرے گا وہ ہلاک ہوگا اور خدا کی ناراضگی اور اس کے عذاب میں مبتلا ہوگا اور یہ بات ان حضرات آئمہ علیہم السلام کے معصوم ہونے کی دلیل ہے ورنہ ان کی اتباع کرنے والا ہر شخص نجات پانے والا اور ہر مخالف ہلاک ہونے والا نہ ہوتا۔

یہ حدیث گو باعتبار لفظ عام لیکن درحقیقت خاص ہے جیسا کہ حدیث ثقلین میں گزر چکا ہے اور اس حدیث شریف سے صرف وہ آئمہ اہلبیت علیہم السلام مراد ہیں جن کے افضل ہونے پر سب کا اتفاق ہے اور یہ حضرات اپنے علم و فضل زہد و تقویٰ اور عبادت میں مشہور ہیں۔ اور ان کے علاوہ دوسروں کے غیر معصوم ہونے پر پوری امت کا اتفاق ہے۔

غیر آئمہ معصومین کی اتباع کرنے والا ناجی نہ ہوگا اور مخالفت کرنیوالا کسی حالت میں ہلاک نہ ہوگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہل بیت علیہم السلام کا "باب حطہ" نام رکھنے والی حدیث اس بات کی دلیل ہے کہ نجات اور گناہوں سے چھٹکارہ اہل بیت علیہم السلام کی اتباع اور ان کا طریقہ اختیار کرنے میں ہے۔

قول مؤلف میرا فیصلہ یہ ہے کہ یہ حدیث شریف شیعیان ابرار غلامان آل رسول الاخیار ؑ کے اس دعویٰ کے ثابت کرنے پر ایک مضبوط اور زبردست دلیل ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بلافصل خلافت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ہے اور ان کے بعد ان کی پاک ذریت کی یہ اس وجہ سے ہے کہ حدیث کے یہ الفاظ کہ اہل بیت طاہرین علیہم السلام سے تمسک کرنے والا ناجی ہے اور ان سے ہٹ جانے

Marfat.com

والا ہلاک ہونے والا ہے۔ یہ ایک ایسی بات ہے کہ جس نے کسی کے لئے گنجائش نہیں چھوڑی کہ وہ شیعوں کی دلیل کو باطل کر سکے۔ اور کسی دوسرے سے کوئی دلیل حاصل کر سکے اپنے لئے نجات کا دعویدار بن سکے اور میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ مسلمانوں کو سیدھے راہ کی ہدایت فرمائے اور ان سب کو حق کی پیروی کرنے پر یک زبان کر دے اور سچی بات ان کے دل میں ڈال دے بے شک وہ توفیق کا مالک ہے اور سیدھے راہ کی ہدایت کرنے والا ہے

حدیث مدینۃ العلم

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے:۔

انا مدینۃ العلم و علی بابہا — میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔

یقیناً یہ عظیم المرتبہ حدیث شریف ان احادیث میں سے ہے جو تمام علماء اسلام کے نزدیک ثابت ہے خواہ وہ حفاظ ہوں یا مورخین، ارباب حدیث ہوں یا اصحاب سیرت۔

اور یہ حدیث صحابہ، تابعین اور اس طرح فن علماء اسلام کے مختلف طبقات نے یکے بعد دیگرے ہر زمانہ میں اس حدیث کو نقل کیا ہے۔ اس حدیث کو صحابہ کی کثیر جماعت نے روایت کیا ہے جن میں سے (چند حسب ذیل ہیں)

۱۔ امام امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہما السلام

۲۔ نواسہ رسول حضرت امام حسن علیہ السلام

۳۔ عبداللہ ابن عباسؓ

۴۔ جابر ابن عبداللہ انصاری۔

۵۔ عبداللہ ابن مسعود ہذلی۔

۶۔ حذیفہ بن یمان۔

۷۔ عبداللہ بن عمر۔

Marfat.com

۸۔ انس ابن مالک۔

۹۔ عمرو بن العاص وغیرہم۔

اور تابعین میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ امام زین العابدین علی بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام

۲۔ امام محمد باقر علیہ السلام

۳۔ اصبغ بن نباتہ

۴۔ جریر الضبی

۵۔ حارث بن عبداللہ ہمدانی کوفی

۶۔ سعد بن طریف حنظلی کوفی۔

۷۔ سعید بن جبیر اسدی کوفی۔

۸۔ سلمہ بن کہیل حضرمی کوفی۔

۹۔ سلیمان بن مہران اسدی اعمش کوفی۔

۱۰۔ عاصم بن حمزہ سلولی کوفی۔

۱۱۔ عبداللہ بن عثمان خیثم قاری مکی۔

۱۲۔ عبدالرحمان بن عثمان۔

۱۳۔ عبداللہ بن عسیلہ مرادی ابو عبداللہ الصنابحی۔

۱۴۔ مجاہد بن جبیر ابو حجاج مخزومی مکی۔

لیکن وہ علماء جنہوں نے اس کو صحیح یا حسن کہا ہے وہ بہت ہیں جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ طبری نے تہذیب الآثار میں۔

۲۔ حاکم نے مستدرک میں۔

۳۔ سیوطی نے جمع الجوامع میں۔

۴۔ بیروتی نے اسنی المطالب میں

Marfat.com

۵۔ متقی نے کنزالاعمال میں۔
۶۔ فضل اللہ بن روزبہان شیرازی نے اپنی کتاب ابطال الباطل میں۔
۷۔ فیروز آبادی نے نقد الصحیح میں۔
۸۔ ابن حجر عسقلانی نے اپنے ایک فتویٰ میں لکھا ہے جس کو سیوطی نے اپنی کتاب اللئالی مصنوعہ اور جمع الجوامع میں بیان کیا ہے۔
۹۔ سخاوی نے مقاصدِ حسنہ میں
۱۰۔ محمد بن یوسف شامی نے سبل الھدیٰ و رشاد فی اسما خیر العباد میں۔
۱۱۔ ابن حجرؒ نے صواعق محرقہ اور المنح المکیتہ شرح قصیدہ ہمزیہ میں۔
۱۲۔ مناوی نے فیض القدیر شرح جامع الصغیر میں۔
۱۳۔ عبد الحق دہلوی نے لمعات میں۔
۱۴۔ صبان مصری اسعاف الراغبین میں لکھ گئے ہیں

یہ نام تو وہ ہیں جو ہمیں میسر آسکے ہیں ان کے علاوہ جو ہیں وہ ان سے بھی زیادہ ہیں اور وہ اہلسنت کے بڑے بڑے علماء ہیں۔ اور وہ علماء جنہوں نے اس حدیث کے سلسلے کو اپنے جوامع اور مسانید اور اپنی تالیفات میں درج کیا ہے وہ بہت زیادہ ہیں۔

اب آپ کے سامنے چند علماء اسلاف کے نام پیش کرتے ہیں جنہوں نے جھوٹا پروپیگنڈا کرنے والوں اور باطل پرست مکار لوگوں کا دفاع کرکے اس حدیث سے احتجاج کیا ہے۔

۱۔ حاکم نے اپنے مستدرک جلد ۳ صـ۱۲۶ پر ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان سے محمد بن عبد الرحیم حروی نے بمقام رملہ اور ان سے ابی الصلت عبد السلام بن صالح نے ان سے ابو معاویہ نے اعمش سے اس نے مجاہد سے اس نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے حدیث بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

Marfat.com

انا مدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد المدینۃ فلیات الباب
میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہے لہٰذا جو شخص شہر میں آنا چاہتا ہے اسے دروازے پر آنا چاہیئے۔

یہ صحیح الاسناد حدیث ہے اور اس کو دونوں نے اخراج نہیں کیا۔

۲۔ خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد جلد دوم ص۳۷۷ میں ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے یحییٰ بن علی دسکری نے بمقام حلوان حدیث بیان کی ہے، ان سے ابوبکر محمد بن المقری نے اصبہان میں اور ان سے ابوطیب محمد بن عبدالصمد دقاق بغدادی نے ان سے احمد بن عبداللہ ابوجعفر المکتب نے ان سے عبدالرزاق نے ان سے سفیان ثوری نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے اور انہوں نے عبدالرحمٰن بن عثمان سے حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں میں نے جابر بن عبداللہ کو کہتے ہوئے سنا وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ابن ابی طالب علیہما السلام کا بازو تھامے ہوئے فرما رہے تھے "یہ نیکوں کا امیر، فاجروں کا قاتل ہے جو اس کی مدد کرے گا اس کی مدد خدا کی طرف سے ہو گی جو ان کو چھوڑ دے گا خدا اسے چھوڑ دے گا"

انا مدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد البیت فلیات الباب
میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ کا دروازہ ہیں لہٰذا جو شخص گھر میں آنا چاہتا ہے۔ اسے دروازے پر آنا چاہیئے۔

۳۔ قندوزی نے ینابیع المودت طبع استنبول ص۱۸۳ پر ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں عدی نے روایت کیا اور حاکم نے جابر سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

انا مدینۃ العلم و علی بابہا فمن اراد العلم فلیات الباب
میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں پس جو شخص علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے دروازے پر آنا چاہیئے۔

Marfat.com

۴۔ ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق المحرقہ صـــ۷۳ــ پر ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں بطریق عقیلی و ابن عدی، ابن عمر سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

انا مدینۃ العلم و علی بابھا — میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے

اور ایک روایت میں ہے:۔

فمن اراد العلم فلیات الباب — لہٰذا جو شخص علم حاصل کرنیکا ارادہ رکھتا ہے وہ اس دروازے سے آئے

۵۔ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ جلد ۷ صـــ۳۵۸ــ پر ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں، اس حدیث کو سوید ابن سعید نے شریک سے اس نے سلمہ سے اس نے صنابجی سے اس نے علی علیہ السلام سے مرفوعاً روایت کی ہے۔

انا مدینۃ العلم و علی بابھا — میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہے

فمن اراد العلم فلیات — لہٰذا جو شخص علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے

باب المدینۃ:۔ — اسے چاہیے کہ وہ شہر کے دروازے سے آئے

۶۔ متقی نے کتاب کنز العمال مطبوعہ برحاشیہ مسند جلد ۵ صفـــ۳۰ــ پر ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے بعینہ ویسے روایت کی گئی ہے جیسی البدایہ والنہایہ میں گزر چکی ہے۔

۷۔ ابن عبد البر نے استیعاب جلد ۲ صـــ۴۶۱ــ پر ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی گئی ہے آپ نے فرمایا:۔

انا مدینۃ العلم و علی بابھا — میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں، لہٰذا

فمن اراد العلم فلیات — جو شخص علم حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اسے

من بابہ۔ — چاہیے کہ وہ علم کے دروازے سے آئے۔

۸۔ محب طبری نے کتاب الریاض النظر جلد ۲ صـــ۱۹۳ــ پر ذکر کیا ہے، اور حدیث کو بطریق ابی عمر بالکل ویسا ہی روایت کیا ہے جیسا استیعاب میں گزرا ہے۔

Marfat.com

۹۔ اسی حدیث کو محب طبری نے ذخائر العقبیٰ ص۷۷ پر ذکر کیا ہے اور حدیث کو ویسے ہی روایت کیا ہے جیسے استیعاب میں گزرا ہے۔

۱۰۔ ابن ابی الحدید المعتزلی نے شرح نہج البلاغہ جلد ۲ ص۲۳۶ پر ذکر کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

انا مدینة العلم وعلی بابها — میں علم کا شہر ہوں علی اس کا دروازہ ہیں لہذا

فمن اراد العلم فلیأت — جو شخص علم کا خواہشمند ہے وہ علم کے

الباب۔ — دروازے سے آئے۔

ان کے علاوہ اور بہت سے علماء اہل سنت ہیں جنہوں نے اس حدیث مبارک کے متعلق اپنے تالیفات وجوامع اور مسانید میں روایت لکھی ہیں مثلاً

۱۔ ابن اثیر جزری نے اسد الغابہ جلد ۴ ص۲۲ پر

۲۔ گنجی شافعی کفایۃ الطالب ص۹۹ پر

۳۔ الحموینی نے فرائد السمطین قلمی میں

۴۔ ذہبی نے تلخیص المستدرک جلد ۳ ص۱۲۶ پر

۵۔ ابن حجر العسقلانی نے لسان المیزان جلد اول ص۴۳۲ پر تہذیب التہذیب جلد ۶ ص۳۲۰ پر

۶۔ السخاوی نے المقاصد الحسنہ ص۹۷ پر۔

۷۔ النبہانی نے الفتح الکبیر جلد اول ص۲۷۶ پر۔

۸۔ سیوطی نے تاریخ الخلفاء ص۱۷۰ پر۔ اور جامع الصغیر جلد اول ص۳۶۴ پر لکھا ہے۔

۹۔ سبط ابن الجوزی نے تذکرۃ الخواص ص۵۳ پر لکھا ہے۔

اور ان کے علاوہ اور بہت سے علماء نے لکھا ہے جن کے ناموں کے درج کرنے کی اس کتاب میں گنجائش نہیں ہے جو شخص مزید دیکھنا چاہتا ہے وہ فریقین کی مبسوط کتابیں ملاحظہ کرے۔

Marfat.com

عالم جلیل سید شہاب الدین مرعشی نجفی نے مرحوم و مغفور سید نور اللہ شستری کی کتاب احقاق الحق (جلد ۵ ص ۴۶۹ سے ص ۵۰۱ تک) کی تعلیقات میں اہل السنت والجماعت کے بہت سے اماموں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے اس حدیث شریف کے مدارک کو ضبط کیا ہے۔

قول مؤلف میں یہ کہتا ہوں اگر ان سب لوگوں نے جنہوں نے اس حدیث شریف کو روایت کیا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم پر جھوٹ اور بہتان لگایا ہے جیسا کہ بعض جھوٹوں، فتنہ پردازوں اور خواہشات نفسانی کے ان پتلوں نے خیال کیا ہے جن کا وتیرا ہی یہ ہے کہ ہر بات میں خلل ڈالیں اور اس بات کی کوشش کریں کہ فتنہ و فساد برپا ہو اور ضروریات کا وہ انکار کر دیں تو اس دین پر ہمارا سلام ہے

ہاں ہم نے بہت سے ایسے لوگ دیکھے ہیں جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے جھوٹی روایتیں صحابہ کے فضائل میں گھڑی ہیں خواہ انہیں اس کا کچھ معاوضہ ملا یا نہ ملا اور جب انہوں نے اس حدیث مبارک کو پوری قوم اہلسنت کے نزدیک متواتر پایا اور اس میں کسی قسم کا کوئی عیب اور کمزوری نہ دیکھی اور اس کے تواتر میں کسی طرح انکار کی راہ نہ پا سکے تو انہوں نے اس حدیث میں کچھ جملے گھسیڑ دیئے تاکہ اس حدیث کو اس کے اصلی حقدار سے پھیر دیں چنانچہ انہوں نے اس حدیث کو اس طرح نقل کیا ہے

انا مدینۃ العلم و ابوبکر اساسھا — میں علم کا شہر ہوں ابوبکرؓ اس کی بنیاد ہے عمرؓ
و عمر حیطانھا و عثمان سقفھا — اس کی دیوار ہیں عثمانؓ اس کی چھت ہیں۔ اور
و علی بابھا — علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

علماء اہل سنت میں سے بعض نے اس بات کو سمجھا کہ عثمان کو چھت قرار دیتے ہیں تو اس میں بڑی خرابی لازم آئے گی انہوں نے کہہ دیا کہ شہر میں چھت نہیں ہوتی اور اگر ذرا ان میں عقل ہوتی تو اس بات کو خود ہی سمجھ

Marfat.com

یعنی اگر شہر علم کے معنی مکمل ہوتے ہیں تو ابوبکرؓ اس کی بنیاد کیسے بن سکتے ہیں جبکہ اگر شہر کی بنیاد قائم ہو سکے درآں حالانکہ وہ تبن (بھوسہ) کے معنی بھی نہیں سمجھتے تھے جیسا کہ مسلمانوں کے تمام گروہوں کے مفسرین نے لکھا ہے کہ جب خداوند عالم کے فرمان (آیت قرآنی) "و فاکھۃ و ابا" کے معنی ابوبکرؓ سے پوچھے گئے تو انہوں نے جواب دیا کہ "فاکھہ" کو تو ہم جانتے ہیں، لیکن اب (کے معنی ہم نہیں جانتے) پس وہ کونسی زمین ہوگی جو مجھے اٹھائے گی، اور وہ کون سا آسمان مجھ پر سایہ فگن ہوگا جب میں کتاب خدا کے متعلق اپنی رائے سے کچھ کہہ دوں درآں حالانکہ میں نہیں جانتا۔

اور نیز بہت سے مصادر اور مقامات پہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ ابوبکرؓ نے یہ کہا تھا

ان لی شیطاناً یعترینی — یقیناً میرا ایک شیطان مجھ پر سوار رہتا ہے۔

فاذا اعترت فقوّمونی — جب میں ٹھوکر کھاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا۔

اور عمر بھی شہر علم کی دیواریں کیسے بن سکتے ہیں۔ جب کہ وہ خود یہ کہہ رہے ہیں۔

کل الناس افقہ منک یا عمر — اے عمر تجھ سے سارے لوگ فقہ زیادہ جانتے ہیں

حتی المخدرات فی الحجال — یہاں تک کہ پردے میں بیٹھنے والی عورتیں بھی تم سے زیادہ فقہ سمجھتی ہیں —— اور نیز جس نے بہت سے مقامات پر یہ کہا ہو:۔

لولا علی لھلک عمر — اگر علی نہ ہوتے تو عمر ضرور ہلاک ہو جاتا۔

اور جس نے یہ بھی کہا ہو۔

لا ابقانی اللہ فی معضلۃ لیس فیھا ابو الحسن ع — خدا مجھ کو اس مشکل میں نہ رکھے جس میں ابو الحسنؑ موجود نہ ہوں۔

اور اس قسم کے بہت سے مقامات میں عمر نے معاملات کے اندر اپنی جہالت اور احکام سے ناواقفی کا اعتراف کیا ہے مجھ کو رب الکعبہ کی قسم ہے کہ

Marfat.com

سنی قوم کو عمر کی طرف سے یہ عذر تراشی کرنا کچھ فائدہ نہ دے گا کہ ایسی باتیں عمرؓ نے انکسار کے طور پر کہی ہیں اور عذر بار د بالکل مفید نہیں کیونکہ ان کے گمان کردہ عذر تواضع اور انکسار کا کوئی موقع نہیں ہے۔ کیونکہ جس مقام کے ہم درپے ہیں وہ مقام نبی معصوم کی خلافت ہے جو ایسی شریعت کو لائے ہیں جو اختتام دنیا اور دنیا کے رہنے والوں کے فنا ہو جانے تک قائم رہے گی لہذا ایسے عظیم اور گراں قدر مقام پر انکسار کا کوئی موقع محل نہیں ہے ذرا غور کرو اور انصاف کرو کہ انکساری کا ایک یہ دعویٰ ہے جو محتاج دلیل ہے اور سنیوں کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے۔

حضرت عمرؓ کے قول سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ہر حالت میں علی علیہ السلام کی افضلیت کے معترف ہیں اور شیعہ ابرار کے واسطے یہ دلیل کافی ہے۔

اے انصاف پسند مسلمان تجھے خدا کی قسم ہے تو ہی (انصاف سے) کہہ کیا عمر جیسے شخص کے لئے یہ مناسب اور لائق ہے کہ جو اپنی جہالت کا بار بار اعتراف کر چکا ہو۔ ایسی امت کا خلیفہ بن جائے جو ابھی نئی نئی مسلمان ہوئی ہو۔ اور اسلام کے عہد کے بالکل قریب ہو۔ باوجودیکہ ایسا شخص بھی موجود ہے جس کے بارے میں رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا :۔

انت یا علیؑ وارث علمی و زوج ابنتی و قاضی دینی و خلیفتی من بعدی	اے علی تو میرے علم کا وارث اور میری بیٹی کا شوہر میرے قرض کو ادا کرنے والا اور میرے بعد میرا خلیفہ ہے۔

اور امیر المومنین علیہ السلامؑ نے ایک دن ممبر کوفہ پر اپنے سینہ مبارک کی طرف تین بار اشارہ کر کے فرمایا :۔

ھاھنا صفة العلم ھاھنا لعلما جما سلونی قبل ان تفقدونی فواللہ لو تسألونی	یہاں مضبوط علم (کا ذخیرہ) ہے یہاں بکثرت علم موجود ہے پوچھ لو مجھ سے (جو کچھ بھی پوچھنا ہے) اس سے پہلے کہ تم مجھے نہ پاؤ۔ خدا کی قسم

Marfat.com

عن طرق السموات والارضین لا خبرتکم بہما، فانی اعلم بطرق السموات من الارض ۔	تم اگر مجھ سے آسمانوں اور زمینوں کے راستے پوچھو تو میں وہ تم کو ضرور بتاؤں گا اس لئے کہ میں آسمانوں کے راستوں کو زمین کے راستوں سے زیادہ جانتا ہوں۔

اور اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔ اے مسلمانو! (خدا کے لئے سوچو) کہاں زمین کہاں آسمان۔

اور ان لوگوں کا عثمانؓ کو چھت بنانا (یہ ایسی بات ہے کہ جس سے) وہ عورت بھی ہنس پڑے گی جس کا بچہ مر چکا ہو ان کا ابوبکرؓ کو بنیاد اور عمرؓ کو دیواریں بنانا بھی ایسی ہی بات ہے (کہ جس سے روتے ہنس پڑتے ہیں) اور میں نہیں سمجھتا کہ جنوں اور انسانوں میں سے وہ کون سا شیطان تھا جس نے اس حدیث شریف کے اندر اس حدیث ساز کو اس اضافہ کی شمولیت کا کان میں پھونک دی ہے اس واسطے کہ صحاح اور مسانید اہل سنت اس کے خلاف ہیں اور ہم نے پوری جستجو کے بعد بھی اس کی کوئی سند نہیں پائی۔ کاش یہ سنی حضرات اپنی اس غفلت سے ذرا آنکھ کھولتے اور ہوشیار ہوتے اور اس اعلیٰ درجے کی فصیح و بلیغ حدیث میں غور و فکر کرتے اس لئے کہ یہ من گھڑت اضافہ خلفاء ثلاثہ کے احترام اور وقار کو بالکل گرا دیتا ہے، اور یہ ان سے ایک قسم کا مذاق ہے کیونکہ شہر کا قصد کرنے والا نہ شہر کی بنیادوں سے آتا ہے نہ شہر کی دیواروں سے (پھاندتا ہے) اور نہ اس کی چھت سے (کودتا ہے) بلکہ شہر کے دروازے سے شہر میں آتا ہے اور یہ بالکل محقق بات ہے کہ یہ حدیث سرکش معاویہ کے زمانہ میں گھڑی گئی ہے جس نے حدیث کو تجارت گاہ بنا دیا تھا۔ جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں، اور معاویہ اپنی تمام حکومت کے اندر اپنے عمال اور حاکم کو صحابہ کی تعریف میں اور عترت طاہرہ اہلبیت علیہم السلام بالخصوص حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی مذمت میں حدیثیں گھڑنے کا اشارہ دے چکے تھے جیسا کہ

اور وضاحت یہ ہے کہ حدیث شریف انا مدینۃ العلم و علی بابھا سے رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد بلافصل خلافت امیرالمومنین علیہ السلام ثابت ہو جاتی ہے۔ یہ حدیث ان عقلی اور نقلی دلیلوں پر مزید اضافہ ہے جو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کو شہر علم کا دروازہ قرار دیا ہے جہاں ہر جانب اور ہر سمت سے علم کے طلب گار اور تلاش کرنے والے آئیں گے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات کو علی علیہ السلام کے سوا کسی اور صحابی کے سپرد نہیں کیا کیونکہ علی علیہ السلام کے سوا کسی میں بھی اس بوجھ کے اٹھانے کی صلاحیت نہیں تھی کیونکہ اس میں امت کی عظیم مرتبہ کی کامیابی موجود ہے۔ شرط یہ ہے کہ امت نے اطاعت اور فرمانبرداری کی اور امر خلافت اس کے سپرد کیا جو اس کا اہل ہے اور اگر اس نے حکم دینے والے کے حکم کی نافرمانی اور مخالفت کی تو اس میں امت کی تباہی و بربادی ہے۔ کیا تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو دیکھتے نہیں ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

مَن اراد العلم فلیات الباب   جو علم چاہتا ہے وہ دروازے سے آئے۔

(اور یہ ظاہر ہے جو دروازے سے نہیں آئے گا وہ چور شمار ہو گا اور شیطان کی جماعت میں بن جائے گا)

مجاہد اعظم معز الشریعہ عز الشیعہ سید حامد حسین نیشاپوری ثم ہندی (لکھنوی) نے اپنی کتاب "عبقات الانوار" میں حدیث انا مدینۃ العلم و علی بابھا کو ذکر کیا ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بلافصل خلافت امیرالمومنین علیہ السلام پر اسی ۸۰ محکم اور مضبوط دلیلیں بیان فرمائی ہیں۔ عبقات کی طرف رجوع فرمائے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ اس کتاب میں ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے، وہ پانچ حدیثیں ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول ہیں اور اہلسنت کی

Marfat.com

کی کتابوں سے بالکل ثابت ہیں جس پر علماء اہلسنت کا اتفاق ہے اور یہی احادیث ہمارے اس مدعا کی دلیل ہیں کہ امیرالمومنین علیہ السلام رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بعد بلافصل خلافت کے لئے زیادہ حقدار اور اہل تھے وہ پانچ حدیثیں یہ ہیں۔

۱۔ حدیث الدار
۲۔ حدیث الثقلین
۳۔ حدیث المنزلت
۴۔ حدیث السفینہ
۵۔ حدیث المدینہ

اے باانصاف سمجھدار پڑھنے والے ہم نے یہ پانچ احادیث قرآن کی پانچ آیات پیش کرنے کے بعد پیش کی ہیں اور یہ عشرہ کاملہ ہے (دس دلیلیں) جو ہر طریقے سے ثابت ہیں اور اس میں کوئی بھی ہو کسی نے کوئی مخالفت نہیں کی بجز اس شخص کے جو خواہشات نفسانی میں گرفتار ہو اور خواہشات نے اس کو تباہ کن گڑھے میں گرا دیا ہے جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی سکون۔ پس علی علیہ السلام کے فوری خلیفہ ہونے کا معاملہ واضح اور روشن ہو گیا۔

ان دس کامل دلیلوں کے ذریعے علماء اسلام نے مذہب شیعہ کیمطابق خلافت علی علیہ السلام کو ثابت کیا ہے اور اہلسنت کے بڑے بڑے علماء نے ان دلیلوں کو صحیح سمجھا ہے چہ جائیکہ علماء شیعہ۔ لہذا علی علیہ السلام کی فوری خلافت کے انکار کرنے والے کے انکار کا نہ کوئی اعتبار ہے اور نہ کوئی وزن۔ چونکہ وہ راہ حق سے پھر چکا ہے در آں حالانکہ قرآن وسنت کے لحاظ سے مورد آیات اور احادیث اتنی زیادہ موجود ہیں کہ جن کو کتاب اہلسنت سے اکٹھا کرنے سے قلم عاجز ہے اور ہم مطالعہ کرنے والوں کو ان مفصل کتب کے حوالے کرتے ہیں جن میں ان سب کے ملنے کا امکان ہے۔

Marfat.com

لہذا ہماری انتہائی امید اور آرزو یہ ہے کہ ہمارے برادران اہلسنت حق کی اطاعت کریں اور اپنے شیعہ بھائیوں پر لعن وطعن کرنا چھوڑ دیں۔ کیونکہ وہ بالکل اہلبیت نبیؐ کی راہ پر چل رہے ہیں وہ اہلبیت علیہم السلام کو چھوڑ کر کسی اور طرف نہیں گئے بال برابر اہلبیت علیہم السلام سے نہیں ہٹے اور انھوں نے اہلبیتؑ کی طرف بڑے جھوٹ اور رذیل و ذلیل من گھڑت اور بناوٹی باتیں منسوب نہیں کیں اور نہ ہی اہلبیت علیہم السلام پر جھوٹی تہمتیں لگاتے ہیں جیسا کہ بعض سنی حضرات نے کہا ہے مثلاً ابن تیمیہ، ابن حزم، ابن حجر، احمد امین مصری، موسیٰ جار اللہ، محمد ثابت مصری، خضناوی، جبہان، اور شیخ نوح جیسے جس نے شیعیان ابرار کے کافر ہونے اور ان کے قتل کرنے ان کی عورتوں کو قید کرنے ان کے بچوں کو غلام بنانے اور ان کے مال لوٹنے کا فتویٰ دیا تھا خواہ وہ توبہ کریں یا نہ کریں (ہر حالت میں ان کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے) اور ان کے علاوہ جو لوگ ان کے اس غلط راستے پر چلے ہیں وہ بنی امیہ کے ذلیل و ادنیٰ لوگ اور بنی مروان کے پس ماندہ خوشامدی ہیں۔ ہم مالک عرش سے ایسے گروہ سے پناہ مانگتے ہیں جو ہم پر زیادتی کرے، ظلم کرے اور ستم ڈھائے خواہ اس کی جہالت کی وجہ سے ہو یا جان بوجھ کر جاہل بن کر کیا ہو خواہ اس کی کچھ اجرت پائی ہو یا بغیر اجرت کے یہ ستم ڈھائے ہوں۔

اور ہم برادران اہلسنت سے یہ بھی امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنی کتب میں شیعوں کی طرف سے حقائق کو پیش کریں اور گالی گلوچ اور ہر اس بات کو چھوڑ دیں جس سے خدا ناراض ہو اور اپنی کتابوں میں ایسی باتیں نہ لکھیں جو شیعوں کی تالیفات میں موجود نہیں ہیں اور نہ وہ ان کے اصول مذہب سے ہیں اس لیے کہ یہ زمانہ روشنی کا زمانہ ہے اور حقائق تمام لوگوں پر ثابت ہو چکے ہیں اور مختلف دینوں اور مذاہب کے لوگ فوج در فوج شیعہ مذہب

Marfat.com

میں داخل ہونا شروع ہو گئے ہیں اور یہ قیمتی مشورہ میں نے اس لئے دیا ہے کہ مجھے یہ معلوم ہے کہ اہلسنت کی تالیفات میں ایسی غلیظ اور بری لعن طعن اور صرف گالی گلوچ بھری پڑی ہیں جنکو نفوسِ سلیمہ پسند نہیں کرتے اور آزاد طبع لوگ ان کو بُرا سمجھتے ہیں۔

میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں اور گواہی کے لئے خدا کافی ہے، کہ میں اہلبیت علیہم السلام کا مذہب اختیار کرنے سے پہلے ہمیشہ قاہرہ، دمشق حلب، مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ وغیرہ تمام مقامات پر اپنے گروہ کے بڑے بڑے ساتھی علماء سے اور خصوصاً صاحبانِ قلم اور اربابِ تالیفات تصنیفات کو یہ کہا کرتا تھا کہ مذہب اہلبیت علیہم السلام رکھنے والے فرقے کے لئے طعن و تشنیع سے منع کرتا تھا اور یہ کہا کرتا تھا اے بھائیو! تمہارے شایانِ شان یہ ہے کہ تم ان (شیعوں) کے خلاف خوبصورت نمونے سے رد لکھو اور یہ تمہاری رد دلائل عقلی و نقلی پر مشتمل ہونا چاہیئے۔ گالی گلوچ اور تہمت طرازی نہ ہو اور یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لائے ہوئے آداب اسلامیہ کے شایانِ شان ہے، اور اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے:۔

وجادلهم بالتي هي احسن — ان غیر مسلموں کے ساتھ خوبصورت نمونے سے مجادلہ اور مقابلہ کرو۔

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ شیعوں کی تالیفات میں ایسے دلائل بھرے پڑے ہیں جو ان کے مدعا کو ثابت کرتے ہیں اور وہ سب دشنام گالی گلوچ جھوٹی تہمت طرازی سے اپنے قلم کو روکے ہوئے ہیں بلکہ وہ تو تمہارے لئے ان الفاظ سے اصلح الله اخواننا — خدا ہمارے ان بھائیوں کی اصلاح اور بھلا کرے دعا کرتے ہیں۔

یہ ہیں ان لوگوں کے اخلاق جو انہوں نے اپنے آئمہؑ سے سیر ہو کر حاصل

Marfat.com

کیے ہیں اور یہ ہیں ان کی کتابیں جنہوں نے خدا کے وسیع زمین کو بھر دیا ہے لہذا تمہیں ان کی طرف رجوع کرنا چاہیے اور اگر تمہیں ان کے رد لکھنے کی کوئی راہ مل سکتی ہے تو ان کی رد لکھنی چاہیے۔

علاوہ ازیں مجھے بہت سی تالیفات شیعہ دیکھنے کا اتفاق ہوا ہے اور میں نے ان میں اس کے بالکل خلاف پایا جو ان لوگوں کے لئے کہا جاتا ہے خدا کی قسم ہے یہ ایک مسلم فرقہ اور ایسی جماعت ہے جو خدا اور اس کے رسول کی طرف سے آئے ہوئے احکام خمسہ یعنی واجبات، محرمات، مستحبات، مکروہات اور مباحات پر یوم بعثت سے قیامت تک ہمیشہ قائم ہیں اور میں نے ان میں اس کے سوا اور کوئی گناہ نہیں دیکھا کہ یہ اہلبیت علیہ السلام پر غیر اہلبیت کو مقدم نہیں سمجھتے (کیوں مسلمانو! کیا یہ کوئی گناہ شمار ہو سکتا ہے؟) اور اگر یہ شیعہ لوگ ہمارے موافق بنے رہتے تو اس قسم کی گالی گلوچ ان کو نہ ملتی لیکن وہ کیا کریں۔ اس لئے شیعہ سنی دونوں کی سب جماعتوں کی طرف سے ان کے دعوے کے ثبوت میں دلائل قائم اور موجود ہیں میری نصیحتوں کے بعد جو میں اپنے برادران اہلسنت کو بھیجا کرتا تھا ان میں سے کچھ تو راضی ہو کر میری بات کی تائید کرتے تھے اور کچھ یہ کہتے تھے کہ تو اپنے مذہب سے پھر گیا ہے اور رفض کی طرف مائل ہو گیا ہے تو میں ان کو وہی جواب دیتا جو امام شافعی نے دیا ہے۔

ان کان رفضاً حب آل محمد

فلیشهد الثقلان انی رافضی

ترجمہ:- "اگر آلِ محمدؐ کی محبت رافضی ہونا ہے تو دونوں جہاں گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔"

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولؐ کے اہلبیت علیہ السلام کی محبت سے تمسک کرنے اور شریف شیعہ مذہب اختیار کرنے کی ہدایت

Marfat.com

عطا فرمائی جیسا کہ اس کا بیان مفصل طور پر گزر چکا ہے اور سب تعریف اسی اللہ کے لئے زیبا ہیں جس نے ہم کو اس کی ہدایت فرمائی اور اگر اللہ ہم کو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت پانے والے نہیں تھے اور میں خدائے بزرگ و قدیر سے دعا مانگتا ہوں کہ وہ ساری امت کو اس چیز کی راہ دکھلائے جس میں ہدایت ہے اور بے شک وہ مقبولیت کا مالک ہے۔

وہ وارد شدہ نصوص و احادیث جن میں پیغمبر نے اپنے خلفا کی تعداد کو بارہ میں منحصر کر دیا ہے

شیعہ سنی دونوں فریق کے ائمہ جمہور علما مسلمین یعنی ائمہ حدیث اہل سیر و تواریخ سب نے اپنی اپنی صحاح و مسانید میں مختلف طریقوں سے روایت کیا ہے۔

(۱) احمد بن حنبل نے اپنے مسند جلد ۱ صفحہ ۳۹۸ پر شعبی سے بحوالہ مسروق بیان کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعودؓ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور وہ ہمیں قرآن پڑھا رہے تھے کہ ایک شخص نے ان سے کہا اے ابو عبدالرحمٰن کیا آپ لوگوں نے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ بھی پوچھا کہ امت کے فرمانروا خلیفہ کتنے ہوں گے؟ عبداللہ بن مسعود نے کہا کہ جب سے میں عراق میں آیا ہوں تم سے پہلے کسی نے مجھ سے یہ سوال نہیں کیا پھر کہا ہاں ہم نے رسول خدا سے پوچھا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ نقبا بنی اسرائیل کی تعداد کے برابر بارہ ہوں گے۔

(۲) احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں (بحوالہ نفس المصدر صفحہ ۴۰۶) ایک اور طریقے سے بھی اس کو بیان کیا گیا ہے

(۳) نیز احمد بن حنبل نے اپنی مسند جلد ۵ صفحہ ۸۹ پر جابر ابن سمرۃ کے حوالے سے لکھا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ آپ حجۃ الوداع کے موقع پر فرما رہے تھے۔

لا یزال ھذا الدین ظاھرًا یہ دین مقابلہ کرنے والے پر ہمیشہ غالب رہے

Marfat.com

علی من ناواہ ولا یضرہ مخالف ولا مفارق حتیٰ یمضی من امتی اثنا عشر امیرًا کلھم من قریش

گا اور کوئی تحریک لینے والا اور مخالفت کرنے والا اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ یہاں تک کہ میری امت سے بارہ امیر گزر جائیں وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

(۴) مسلم نے صحیح مسلم جلد ۲ صـ۱۱۹ پر جابر بن سمرا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں میں اپنے باپ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں گیا تو میں نے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرما رہے تھے :۔

ان ھذا الامر لا ینقضی حتیٰ یمضی فیھم اثنا عشر خلیفہ

یہ امر خلافت ختم نہیں ہوگا یہاں تک کہ بارہ خلیفہ گزر جائیں۔

سمرا کہتے ہیں پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کچھ ایسی بات فرمائی جو مجھ سے مخفی رہی (یعنی میں نہ سن سکا) سمرا کہتے ہیں میں نے اپنے باپ سے کہا کہ حضورؐ نے کیا فرمایا باپ نے جواب دیا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے :۔ کلھم من قریش

یہ سب خلیفہ قریش سے ہوں گے اور انہوں نے اسے نو طریقوں سے روایت کیا ہے۔

(۵) نیز صحیح مسلم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے روایت ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا :۔

لا یزال الدین قائمًا حتیٰ تقوم الساعۃ ویکون علیھم اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش (نفس المصدر فی باب ان الناس تبع لقریش)

قیامت تک یہ دین قائم رہے گا اور میری امت پر بارہ خلیفہ ہوں گے وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔ (نفس المصدر لوگوں کے اتباع قریش کا بیان)

(۶) (وفی بعضھا) بعض روایتوں میں یہ لفظ ہیں :۔

لا یزال امر الناس ماضیًا

لوگوں کا معاملہ اس وقت تک چلتا رہے گا

Marfat.com

ما ولیهم اثنا عشر رجلا کلھم من قریش۔	جب تک ان پر بارہ شخص والی اور خلیفہ نہیں وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

اور بعض روایتوں میں یہ لفظ ہیں :۔

لا یزال اسلام عزیزاً الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم قریش ۔	یہ اسلام بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

اور بعض روایتوں میں یہ لفظ ہیں :۔

لا یزال ھذا الدین عزیزاً منیعاً الی اثنی عشر خلیفۃ کلھم من قریش	یہ دین بارہ خلیفوں تک غالب اور محفوظ رہے گا اور وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

(۷) سنن ترمذی جلد۲ سے ایسی ہی حدیث بیان کی گئی ہے جس میں لفظ "خلیفہ" کے بدلے لفظ "امیر" ہے ۔

(۸) صحیح بخاری جلد۴ کتاب الاحکام میں جابر ابن سمرا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : ۔

"یکون بعدی اثنا عشر امیراً فقال کلمۃ لم اسمعھا فقال ابی انہ قال (کلھم من قریش)"	میرے بعد بارہ امیر ہوں گے .... پھر کوئی کلمہ فرمایا جو میں نہ سن سکا میرے باپ نے کہا آنحضرتؐ نے یہ فرمایا ہے کہ وہ کل کے کل امیر قریشی ہوں گے۔

(۹) بخاری نے باب مناقب قریش باب الامرآ میں اپنی صحیح سند کیساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے ۔

لا یزال ھذا الامر فی قریش مابقی منھم اثنان	یہ امر (خلافت) اسوقت تک قریش میں رہے گی، جبتک دو بھی ان میں سے باقی ہوں گے۔

(۱۰) نیز بخاری نے صحیح بخاری دونوں باب گزشتہ بالا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے :۔

Marfat.com

"یہ امر خلافت قریش میں رہیگا اور جبتک یہ دین کو قائم رکھیں گے اس وقت تک جو شخص ان سے عداوت و دشمنی کرے گا اس کو خدا ذلیل و خوار کر دے گا۔

(۱۱) علی متقی نے کنز العمال جلد ۶ صفہ ۱۶۰ پر روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

یکون بعدی اثناعشر خلیفۃ	میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔

(۱۲) ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق محرقہ الباب ۱۱ الفصل ۲ میں ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ طبرانی نے جابر بن سمرا سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

یکون بعدی اثناعشر امیراً کلھم من قریش	میرے بعد بارہ امیر ہوں گے یہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

(۱۳) ارشاد الساری میں اور ابوداؤد کے نزدیک بطریقہ شعبی جابر بن سمرا سے یہ روایت ہے:۔

لایزال ھذا الدین عزیزاً الی اثنی عشر خلیفۃ	یہ دین بارہ خلیفوں تک غالب رہے گا۔

(۱۴) نیز ابوداود کے نزدیک اسماعیل بن خالد نے اپنے باپ سے انھوں نے جابر ابن سمرا سے روایت کی ہے:۔

لایزال ھذا الدین قائماً حتیٰ یکون علیکم اثنی عشر خلیفۃ کلھم تجمع علیہ الامۃ	یہ دین اس وقت تک برابر قائم رہے گا جب تک تم پر بارہ خلیفے ہوں جن پر امت مجتمع ہو جائے۔

(۱۵) علامہ حلی علیہ الرحمتہ نے اپنی کتاب کشف الحق کے اندر صحیح مسلم اور صحیح بخاری سے دو مقامات پر دو طریقے سے جابر اور ابن عیینہ سے

Marfat.com

روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لا یزال امر الناس ماضیا	لوگوں کا معاملہ اس وقت چلتا رہے گا،
ما ولیھم اثنا عشر خلیفۃ	جب تک ان کے حاکم بارہ خلیفہ ہوں گے
کلھم من قریش	وہ سب کے سب قریشی ہوں گے۔

اور "الجمع بین الصحاح الست" میں دو مقامات پر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

ھذا الامر لا ینقضی حتی	یہ امر اس وقت تک ختم نہیں ہو گا،
یمضی فیھم اثنا عشر	جبتک ان لوگوں میں بارہ خلیفہ نہ گزر جائیں
خلیفۃ کلھم من قریش۔	جو سب کے سب قریشی ہوں گے۔

اور اسی طرح ابن داؤد کی صحیح اور "جمع بین الصحیحین" میں بھی ہے۔

(۱۶) صاحب التفسیر سدی سے مذکور ہے جس کو اس نے صاحب الصراط المستقیم سے نقل کیا ہے پھر اس نے کہا ہے کہ یہ احادیث بارہ اماموں کی امامت پر دلالت کرتی ہیں جو حضرت محمد مصطفےٰ کی ذریت سے ہوں اور بارہ اماموں کے قائل صرف فرقہ امامیہ والے ہیں اور اس بارے میں احادیث بہت زیادہ ہیں

۱۷۔ قندوزی حنفی نے ینابیع المودۃ باب ۷۷ میں کتاب مودۃ القربیٰ سے بالاسناد جابر ابن سمرا سے روایت لکھی ہے۔ جابر کہتے ہیں میں اپنے باپ کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور میں حاضر تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے کہتے ہوئے سنا:۔

بعدی اثنا عشر خلیفۃ	میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔

میں نے اپنے والد سے کہا یہ کیا بات تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز کو ہلکا کر دیا۔ انہوں نے کہا آپ نے فرمایا:۔

کلھم من بنی ھاشم	وہ سب خلیفہ بنی ہاشم سے ہوں گے

(۱۸) سماک ابن حرب نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔

(۱۹) شعبی نے مسرق سے اور مسرق نے ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ

Marfat.com

علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا :-

انہ یکون بعدہ اثنا عشر خلیفۃ بعدد نقباء بنی اسرائیل - | آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بنی اسرائیل کے نقیبوں کی تعداد کے مطابق بارہ خلیفہ ہوں گے -

اور اسی سلسلہ میں اس نے یہ بھی کہا ہے کہ یحییٰ ابن حسن نے کتاب العمدہ کے اندر بیس طریقوں سے اس روایت کو بیان کیا ہے :-

ان الخلفاء بعد النبی اثنا عشر خلیفۃ کلھم من قریش - | کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ بارہ ہوں گے جو سب کے سب قریشی ہوں گے -

بخاری میں تین طرح سے اور مسلم میں نو طریقے سے اور ابوداؤد میں تین طرح سے اور ترمذی میں ایک طریقہ سے اور حمیدی مین تین طریقہ سے یہ روایت موجود ہے - اس نے تھوڑے فاصلہ پر یہ کہا ہے کہ

بعض محققین نے ذکر کیا ہے یہ حدیثیں بتاتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بارہ خلیفے ہوں گے - اور یہ حدیثیں بہت طریقوں سے مشہور ہیں وقت اور جگہ پر نظر کرتے ہوئے اور سمجھتے ہوئے یہ معلوم ہوتا ہے ، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارہ والی حدیث سے آپؐ کے اہلبیتؑ اور عترت علیہم السلام کے بارہ افراد مراد ہیں - کیونکہ اس حدیث کو آپ کے بعد اصحاب پر حمل کرنا ممکن نہیں کیونکہ ان کی تعداد بارہ سے کم ہے ، اور بادشاہان بنی امیہ پر بھی حمل کرنا ناممکن ہے کیوں کہ ان کی تعداد بارہ سے زیادہ ہے اور عمر بن عبدالعزیز کے علاوہ یہ سب کے سب کھلم کھلا ظالم تھے اور یہ ہاشمی بھی نہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمادیا تھا -

کلھم من بنی ھاشم | کہ وہ بارہ کے بارہ سبھی بنی ہاشم سے ہوں گے

اور عبدالملک کی روایت میں جو جابر سے مروی ہے کہ اس قول میں

Marfat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی آواز کا ہلکا کر لینا اس روایت کو ترجیح دیتا ہے کیونکہ یہ لوگ بنی ہاشم کی خلافت کو اچھا نہیں سمجھتے تھے اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ اس حدیث کو شاہان بنی عباس پر حمل کیا جائے کیونکہ یہ تعداد مذکور سے زیادہ ہیں اور یہ لوگ آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ۔ کے مصداق بھی ہیں۔

اور حدیث کساء کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس حدیث کو آئمہ اثنا عشر یعنی بارہ اماموں پر جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت عترت سے ہیں انہی پر حمل کیا جائے کیونکہ وہ سب کے سب اپنے اپنے زمانے میں سب سے بلند پایہ اور سب سے بڑے عالم تھے اور سب سے زیادہ متقی پرہیزگار اور سب سے زیادہ بلند نسب اور سب سے زیادہ افضل حسب کے مالک تھے اور خدا کے نزدیک سب سے زیادہ مکرم تھے اور ان کو تمام علوم ان کے آباء کے ذریعے ان کے جد بزرگوار آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سلسلہ وار اور نیز وراثتہً بطور علم لدنی حاصل تھے۔ صاحبان علم وتحقیق اور صاحبان کشف توفیق نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیت علیہم السلام کو ایسے ہی سمجھا ہے اور یہ معنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اہلبیت علیہم السلام میں سے بارہ امام مراد لئے ہیں اس کی تائید اسی حدیث کساء سے ہوتی ہے اور حدیث الثقلین اس کی شہادت دیتی ہے اور اس سے اس معنی کی ترجیح ثابت ہوتی ہے اور ان کے علاوہ بھی بہت سی حدیثیں اس کتاب و دیگر کتب مذکور میں ہیں۔

(صاحب کتاب کہتے ہیں کہ) قندوزی حنفی کا کلام ینابیع المودۃ میں یہاں پورا ہو گیا ہے اس بارے میں اسی کتاب کی طرف رجوع کیجیے۔

قندوزی نے اپنی ینابیع المودۃ میں اصل باب جابر سے روایت کیا ہے اور وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

Marfat.com

انا سید النبیین و علی سید الوصیین و ان اوصیائی بعدی اثنا عشر اولھم علی و آخرھم القائم المھدی	میں انبیاء کا سردار اور علیؑ اوصیاء کا سردار ہے اور میرے بعد میرے وصی بارہ ہوں گے جن میں پہلا علیؑ اور آخر قائم مہدیؑ ہیں۔

اس حدیث کو شیخ الاسلام شافعی نے فرائد السمطین میں ابن عباس سے روایت کی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ حدیثیں جو کھلم کھلا یہ بتاتی ہیں کہ یہ بارہ حضرات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اوصیاء ہیں اہلسنت کی کتابوں میں حد تواتر سے بڑھی ہوئی ہیں اور اس بارے میں شیعوں کی روایتیں ان کے علاوہ ہیں۔

نیز علامہ کندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودة میں نفس باب کے اندر حضرت سلمان سے روایت کی ہے۔ حضرت سلمان کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو (دیکھا کہ) حسین علیہ السلام آنحضرتؐ کی گود میں بیٹھے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسین علیہ السلام کے رخساروں اور منہ کے بوسے لے رہے ہیں اور یہ فرماتے جاتے ہیں:۔

انت سید ابن سید اخو سید انت امام ابن امام اخو امام انت حجة ابن حجة اخو حجة ، ابو حجج تسعة تاسعھم قائمھم المھدی صلوٰة اللہ علیہ	تم سردار ہو سردار کے بیٹے سردار کے بھائی ہو تم امام ہو امام کے بیٹے اور امام کے بھائی ہو تم حجت ہو حجت کے بیٹے حجت کے بھائی ہو نو حجتوں کے باپ ہو اور ان میں سے نواں انکا قائم مہدی علیہ السلام ہے۔

مذکورہ روایت خوارزمی حنفی کے مقتل الحسین علیہ السلام سے مروی ہے کندوزی نے مذکورہ ینابیع المودة باب ۶۵ میں کتاب مودة القربیٰ کی دسویں مودت سے بھی نقل کیا ہے۔

Marfat.com

(۲۰) اسی طرح حموینی شافعی نے ابن عباس سے فرائد السمطین میں اس کو بیان کیا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ سے سنا کہ آپ فرماتے ہیں۔

انا و علی و الحسن و الحسین و تسعة من ولد الحسین مطهرون معصومون علیہم السلام

میں اور علیؑ اور حضرت حسن وحسین اور نو فرزندان حسین علیہم السلام ہر طرح پاک وپاکیزہ اور معصوم ہیں

(۲۱) فرائد السمطین مذکورہ میں ابن عباس سے یہ بھی روایت مذکور ہے۔

ان اوصیائی و حجج اللہ علی الخلق بعدی اثنا عشر اولهم اخی و آخرهم ولدی۔ قیل یا رسول اللہ من اخوک قال علی وقیل من ولدک قال مهدی الذی یملا الارض قسطاً و عدلاً کما ملئت جوراً و ظلماً۔ و الذی بعثنی بالحق بشیراً و نذیراً لو لم یبق من الدنیا الا یوم و احد لطول اللہ ذالک الیوم حتی یخرج فیه ولدی المهدی فینزل روح اللہ عیسی ابن مریم فیصلی خلفه و تشرق الارض بنور ربها و یبلغ سلطانه المشرق و المغرب۔

میرے وصی اور مخلوق خدا پر حجت اللہ میرے بعد بارہ ہوں گے ان میں پہلا میرا بھائی، اور آخری میرا بیٹا ہوگا۔ حضرت سے عرض کیا گیا کہ آپکا بھائی کون ہے، فرمایا علی، پھر عرض کیا گیا، کہ بیٹا کون ہے فرمایا مہدی علیہ السلام جو زمین کو اسی طرح عدل سے بھر دے گا جیسے وہ پہلے ظلم وجور سے بھری ہوئی ہوگی۔ مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھ کو بشیر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے کہ دنیا کے ختم ہونے میں اگر ایک دن بھی باقی رہے گا تو اللہ تعالے اس کو اتنا دراز کر دے گا کہ اس دن میرا بیٹا مہدی علیہ السلام اس میں خروج کرے گا اور روح اللہ عیسیٰ ابن مریم آسمان سے اتر کر میرے بیٹے کے پیچھے نماز پڑھیں گے اور تمام روئے زمین نور پروردگار سے روشن منور ہو جائیگی اور میرے بیٹے کی حکومت وسلطنت مشرق ومغرب تک پھیل جائے گی۔

Marfat.com

نیز ینابیع المودت باب ۹۵ میں کتاب المناقب سے بسند جابر ابن عبداللہ مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

"اے جابر میرے بعد میرے اوصیاء اور مسلمانوں کے امام جو ہوں گے وہ یہ ہیں۔ پہلے حضرت علی علیہ السلام پھر حضرت حسنؑ پھر حضرت حسین پھر علی ابن حسین پھر محمد ابن علی المعروف باقر، جن سے تمہاری ملاقات ہو گی اور جب تم ان سے ملاقات کرو تو ان سے میرا سلام کہنا پھر جعفر بن محمد پھر موسیٰ ابن جعفر پھر علی بن موسیٰ پھر محمد بن علی پھر علی بن محمد پھر حسن ابن علی پھر قائم علیہ السلام ہوں گے جن کا نام میرا نام اور ان کی کنیت میری کنیت ہو گی جو حسن ابن علی علیہ السلام کا بیٹا ہو گا اور یہی وہ شخص ہو گا جس کے ہاتھ پر خداوند عالم مشرق و مغرب کی زمین کو فتح کرے گا اور یہی وہ شخص ہو گا جو اپنے دوستوں سے اس طرح پوشیدہ ہو جائیں گے کہ ان کی امامت کی بات صرف اسی شخص پر ثابت ہو گی جس کے قلب کا اللہ تعالیٰ نے ایمان کے لئے امتحان لیا ہو گا۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا ان حضرت کی غیبت کے متعلق لوگ انکار کریں گے فرمایا ہاں! ہاں! مجھے اس ذات کی قسم ہے جس نے مجھے نبوت سے سرفراز فرما کر بھیجا ہے کہ یہ مومن لوگ میرے بیٹے کے نور ولایت سے اس طرح روشنی حاصل کریں گے جس طرح لوگ آفتاب سے اس وقت فائدہ اٹھاتے ہیں جب بادل اس کو ڈھانپے ہوئے ہوتے ہیں یہ اللہ کا ایک پوشیدہ راز ہے جو علم خدا میں محفوظ و مخزون ہے تم بھی صرف اس سے نہ چھپانا جو اس کا اہل ہو۔

نیز ینابیع المودۃ باب نمبر ۷۶ میں بسند جابر انصاریؓ کتاب المناقب سے نقل کیا ہے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ جندل بن جنادا (ابوذر غفاری) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کچھ مسائل پوچھے پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے بعد جو اوصیاء ہوں گے ان کے

Marfat.com

متعلق کچھ فرمائیے تاکہ میں ان سے تمسک کروں فرمایا میرے اوصیاء بارہ ہوں گے جندل (ابوذر غفاری) نے عرض کیا کہ ہم نے تورات میں بھی ایسے ہی دیکھا ہے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے ان کے نام تو بتائیے، فرمایا:-

اولهم سيد الاوصياء ابو الائمة	ان میں پہلے اوصیاء کے سردار اماموں کے باپ
علی ثم ابناه حسنؑ و الحسينؑ	علی ہیں پھر ان کے دونوں بیٹے حسن اور حسین
فتمسك بهم فلا يغرنك جهل	ہیں ان سے تم تمسک کرنا پس جاہلوں کی جہالت
الجاهلين فاذا ولد علی بن	تمہیں دھوکے میں نہ ڈال دے پس اس وقت
الحسين زين العابدين يقضی	حسین کے بیٹے علی زین العابدین پیدا ہوں گے
الله عليك ويكون آخر زادك	اور اس وقت اللہ تعالیٰ تمہاری زندگی کو پورا
من الدنيا شربة لبن شربه	کرے گا اور دنیا کی کائنات سے تمہارا آخری
فقال جندل وجدنا فی التوراة	زاد دودھ کا گھونٹ ہوگا جو تم پیو گے جندل نے
و فی كتب الانبياء ايليا و	عرض کیا کہ ہم نے تورات میں اور کتب انبیاء
شبرا و شبيرا فهذه اسم	میں ایلیا و شبر و شبیر پایا ہے اور یہ علی حسنؑ و
علیؑ و الحسن و الحسين	حسینؑ کے نام ہیں اور اب فرمائیے کہ حضرت
فمن بعد الحسين وما اساميهم	حسینؑ کے بعد کون ہوگا اور ان کے نام کیا ہوں گے
قال اذا انقطعت مدة الحسين	کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب
فالامام بعده علی ويلقب بزين	حسین علیہ السلام کی مدتِ حیات ختم ہو جائے گی، تو
العابدين فبعده ابنهٗ محمد	ان کے بعد علی جنکا لقب زین العابدین ہے
يلقب بباقر فبعدهٗ ابنهٗ	ان کے بعد انکا بیٹا محمد جنکا لقب باقر ہے اور
جعفر يدعی بصادق فبعده	ان کے بعد ان کا بیٹا جو جعفر ہے جو صادق
ابنه موسیٰ يدعی بالكاظم	کہلائے گا اور ان کے بعد انکا بیٹا موسیٰ جو
فبعده ابنه علی يدعی بالرضا	کاظم کے نام سے پکارے جائیں گے ان کے
فبعده محمد يدعی بالتقی و	بعد ان کا بیٹا علی جو رضا کہلائے گا اور انکے بعد

Marfat.com

الذکی وبعدہ ابنہ علی یدعیٰ بالنقی والھادی فبعدہ ابنہ الحسن یدعیٰ بالعسکری وبعدہ ابنہ محمد ویدعیٰ بالمھدی والقائم والحجۃ فیغیب ثم یخرج فیملاء الارض قسطا وعدل کما ملئت جورا وظلما طوبیٰ للصابرین بغیبتہ و طوبیٰ للمتقین علی حجتھم اولئک الذین وصفھم اللہ وفی کتابہ وقال ھدی للمتقین الذین یومنون بالغیب — الخ

ان کا بیٹا محمد جو تقی اور ذکی کے نام سے پکارا جائے گا ان کے بعد ان کا بیٹا علی جو نقی اور ہادی کے نام سے مدعو ہوگا۔ ان کے بعد ان کا بیٹا حسن جو عسکری کے نام سے پکارا جائے گا ان کے بعد انکا بیٹا محمد جو مہدی قائم اور حجۃ کہلائے گا (جو میرے بعد وصی اور حق اللہ کے امام ہوں گے) مہدیؑ غائب ہو جائیں گے پھر ظاہر ہونگے اور زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جس طرح پہلے وہ ظلم وستم سے پر ہوگی۔ اس کے زمانہ غیبت میں صبر کرنے والے خوش نصیب ہوں گے اور متقین بھی اپنی حجت پر خوش نصیب ہوں گے یہی وہ لوگ ہیں جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں تعریف فرمائی ہے قرآن ہدایت ہے ان متقی لوگوں کے لئے جو غیب پر ایمان رکھتے ہیں

دوسری جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :-

اولئک حزب اللہ الا ان حزب اللہ ھم الغالبون۔

یہ اللہ کی جماعت ہے آگاہ رہو کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب ہوگی۔

(۲۲) حموینی نے فرائد السمطین میں روایت کی ہے اور اس سے صاحب کتاب ینابیع المودۃ نے باب ۷۶ کے اوائل میں ابن عباس کی سند سے نقل کیا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ نعثل نامی یہودی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا اے محمدؐ میں آپ سے چند چیزیں پوچھتا ہوں جو مدت سے میرے دل میں کھٹک رہی ہیں اگر آپ نے ان کا مجھے جواب دے دیا تو میں آپ کے ہاتھوں پر مسلمان ہو جاؤں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا اے ابوعمارہ پوچھ! چنانچہ اس نے چند چیزیں پوچھیں یہاں تک کہ کہنے لگا مجھے اپنے وصی کے متعلق کچھ بتایئے وہ کون ہے! کیونکہ ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے اور ہمارے نبی حضرت موسٰی ابن عمران علیہ السلام نے یوشع بن نون کو اپنا وصی مقرر کیا تھا۔ فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا کہ میرا وصی علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے بعد میرے دونوں نواسے حسن وحسین علیہ السلام وصی ہوں گے۔ اور ان کے بعد نو امام حضرت حسین علیہ السلام کی صلب سے ہوں گے اس نے عرض کیا اے محمدؐ مجھے ان کے نام بتایئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب حضرت حسین علیہ السلام دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو ان کے بیٹے علیؑ، جب علیؑ رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے محمدؑ اور جب محمدؑ رخصت ہوں گے، تو ان کے بیٹے جعفرؑ اور جب جعفرؑ رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے موسیٰؑ اور جب موسیٰؑ وفات پا جائیں گے تو ان کے بیٹے علیؑ اور جب علیؑ بھی دنیا سے چلے جائیں گے تو ان کے بیٹے محمدؑ اور جب محمدؑ بھی دنیا سے رخصت ہو جائیں گے تو ان کے بیٹے علیؑ اور جب علیؑ بھی دنیا سے رخصت ہوں گے تو ان کے بیٹے حسنؑ اور جب حضرت حسن کی وفات ہوگی تو ان کے بیٹے حجت محمدؑ مہدی (علیہ السلام) میرے وصی ہوں گے پس یہ بارہ میرے وصی ہیں۔

اسی کتاب میں یہ بھی ہے کہ نعثل مسلمان ہو گیا اور اس نے یہ بتایا کہ میں نے کتاب انبیاء سابقینؑ میں ان اوصیاء کا ذکر دیکھا ہے اور جو کچھ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے کہا ہے وہ بھی میں نے پڑھا ہے، اور یہ ایک بڑی داستان ہے لہٰذا اسی کتاب کی طرف رجوع کریں۔

(۲۳) حموینی نے فرائد السمطین میں اور خوارزمی حنفی نے بھی ابوسلیمان کی سند سے روایت کیا ہے سلیمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اونٹ چرایا کرتا تھا وہ کہتا ہے کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے

Marfat.com

سنا کہ شب معراج میں خدا جب مجھے آسمان پر لے گیا تو کہا اے محمدؐ! میں نے تمام اہل ارض پر اچھی طرح نظر ڈالی ان میں سے تمہیں منتخب کیا اور میں نے اپنے نام سے تمہارا نام مشتق کر دیا ہے جہاں میرا ذکر ہوگا میرے ساتھ تمہارا بھی ذکر ہوگا میں محمود ہوں تم احمد ہو۔

پھر میں نے دوبارہ اہل زمین پر نظر ڈالی تو علی علیہ السلام کو چن لیا۔ اور میں نے اپنے نام پر اس کا نام رکھا اے محمدؐ میں نے تجھے اور علی فاطمہ حسن اور حسین علیہ السلام اور اولادِ حسینؑ سے دیگر آئمہ کو اپنے نور سے پیدا کیا، اور میں نے اہل آسمان و زمین کے سامنے تمہاری ولایت و محبت کو پیش کیا جس نے اسے قبول کر لیا وہ میرے نزدیک مومن ہے اور جس نے انکار کیا وہ میرے نزدیک کافر ہے اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اگر میرے بندوں میں سے کوئی بندہ میری اتنی عبادت کرے کہ عبادت کرتے کرتے ختم ہو جائے یا پرانی مشک جیسا سوکھ جائے۔ پھر میرے پاس تمہاری ولایت کا منکر بن کر آئے ہیں اسے نہیں بخشوں گا۔

اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! کیا تم ان لوگوں کو دیکھنا چاہتے ہو؟ میں نے کہا ہاں میرے پروردگار۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا کہ عرش کی داہنی طرف نظر ڈالو، چنانچہ میں نے جو دیکھا تو وہاں علی، فاطمہ، حسن حسین، علی بن الحسین، محمد بن علی، جعفر بن محمد، موسیٰ بن جعفر، علی بن موسیٰ، محمد بن علی، علی بن محمد، حسن بن علی اور محمد بن حسن مہدی (علیہ السلام) موجود ہیں اور محمد مہدی بن حسنؑ گویا ان سب میں ایک چمکتا ہوا ستارہ ہے۔ خداوند عالم نے فرمایا! اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میرے بندوں پر یہی لوگ میری حجت ہیں اور یہی تیرے اوصیا ہیں اور ان میں سے مہدی علیہ السلام تمہاری عترتؑ کا انتقام لیں گے اور مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے کہ یہی شخص میرے دشمنوں سے انتقام لیں گے اور میرے دوستوں کی مدد کریں گے۔ موفق بن احمد حنفی نے اپنے مناقب میں بحوالہ سلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے حسین علیہ السلام سے فرمایا کہ تم امام، امام کے فرزند، امام کے بھائی اور نو اماموں کے باپ ہو ان میں کا نواں امام قائم ہوگا

Marfat.com

(۲۴) شہاب الدین ہندی نے اپنے مناقب میں بالاسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

من ولد الحسین ابن علی آئمۃ تسعۃ، تاسعھم قائمھم	حسین ابن علی کی اولاد سے نو امام ہوں گے اور نواں ان کا قائم ہوگا-

(۲۵) نیز حموینی نے بحذف اسناد فرائد السمطین میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

من احب ان یتمسک بدینی فیرکب سفینۃ النجاۃ بعدی فلیقتد بعلی ابن ابی طالب ولیعاد عدوہ والیوال ولیہ فانہ وصی وخلیفتی علی امتی فی حیاتی وبعد وفاتی وھو امام کل مسلم و امیر کل مومن بعدی قولہ قولی وامرہ امری ونھیہ نھی وتابعہ تابعی وناصرہ ناصری وخاذلہ خاذلی-	جو شخص میرے دین سے تمسک کو پسند کرتا ہے اور میرے بعد نجات کی کشتی پر سوار ہونا چاہتا ہے تو وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ کی اقتدا کرے اس کے دشمن کو دشمن سمجھے اور اس کے دوست کو اپنا دوست- علیؑ میری زندگی اور میری وفات کے بعد (دونوں حالتوں میں) میری امت پر میرا وصی اور میرا خلیفہ اور میرے بعدؑ ہر مسلمان کا امام ہر مومن کا امیر ہے اس کی بات میری بات ہے اسکا امر میرا امر ہے اس کی نہی میری نہی ہے اس کا فرمانبردار میرا فرمانبردار اس کا مددگار میرا مددگار اور اس کو چھوڑ دینے والا مجھے چھوڑ دینے والا ہے-

پھر فرمایا:-

من فارق علیا بعدی لم یرنی ولم ارہ یوم القیامۃ ومن خالف علیا حرم اللہ علیہ الجنۃ وجعل ماواہ النار	جو میرے بعد علی سے الگ ہوگا وہ اور میں ایک دوسرے کو قیامت کے دن نہیں دیکھیں گے جو علی کا مخالف ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس پر جنت کو حرام کردے گا اور اس کا ٹھکانہ جہنم بنائے گا

Marfat.com

و من خذل عليا خذله الله يوم القيامة يوم يعرض عليه و من نصر عليا نصره الله يوم يلقاه و لقنه حجته عند المسئلة

جو حضرت علی کی مدد نہ کرے گا تو اللہ قیامت کے دن اس کی مدد نہ کریگا جس دن کہ وہ خدا کے سامنے پیش ہوگا اور جو علی کی مدد کرے گا قیامت کے دن اللہ اس کی مدد کرے گا اور سوال جواب کیوقت اس کو حجج و براہین کی تلقین فرمائے گا۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

الحسن و الحسين اماما امتي بعد ابيهما و سيدا شباب اهل الجنة امهما سيدة نساء العالمين و ابوهما سيد الوصيين و من ولد الحسين تسعة ائمة تاسعهم قائمهم من ولدي طاعتهم طاعتي - معصيتهم معصيتي الى الله اشكو لمنكري فضلهم - و مضيعي حرمتهم بعدي و كفى بالله وليا و ناصرا لعترتي و ائمة امتي منتقما من الجاحدين حقهم و سيعلم الذين ظلموا اي منقلب ينقلبون -

حسن اور حسین اپنے باپ کے بعد میری امت کے امام ہیں اور جوانان اہل بہشت کے سردار ہیں ان دونوں کی ماں عالمین کی سردار ہے، اور ان دونوں کا باپ سید الوصیین ہے اور حسین وحسن کی اولادیں سے نو امام ہوں گے میری اس اولاد میں سے نواں ان کا قائم ہوگا۔ ان سب کی طاعت میری طاعت ہے اور ان کی نافرمانی میری نافرمانی ہے میرے بعد جو ان کی فضیلت کا انکار اور ان کی حرمت کو ضائع کرے میں اس کی شکایت خدا سے کرتا ہوں اور میری عترت اور میری امت کے اماموں کے لئے ناصر و ولی ہونے کے لئے خدا کافی ہے اور ان کے حق کے انکار کرنے والوں سے انتقام لینے کے لئے بھی اللہ کافی ہے وہ عنقریب جان لیں گے کہ وہ کس پھیر میں پڑیں گے۔

(۲۶) اور علامہ محمد بن یوسف المعروف علامہ حلی رح نے اس بارے میں کتاب کشف الحق جلد ۱ ص ۱۰۸ پر مختلف طریقوں سے بہت سی احادیث نقل

Marfat.com

کی ہیں جن کو فضل روزبہان جیسے ناصبی نے علامہ حلیؒ کا رد لکھتے وقت اعتراف کیا ہے حالانکہ یہ اہلبیت علیہم السلام کا سب سے زیادہ دشمن ہے چنانچہ یہ شخص لکھتا ہے کہ علامہ حلیؒ نے بارہ خلیفوں کی شان میں وارد شدہ جن احادیث کا ذکر کیا ہے وہ صحیح ہیں اور صحاح میں ثابت ہیں۔

(۲۷) مولف کہتے ہیں کہ جن احادیث کا ان کتابوں میں اور سنیوں کی دوسری کتابوں میں ذکر آیا ہے ان کے علاوہ بھی بہت سی احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بارہ اماموں کی شان میں وارد ہوئی ہیں مثلاً البیان حافظ گنجی اور فصل الخطاب، خواجہ پارسا حنفی اور اربعین شیخ اسعد بن ابراہیم حنبلی اور اربعین بن ابی الفوارس اور حافظ بن خشاب وغیرہ کی کتاب میں شیعہ طریق کی احادیث کے سوا حدیثیں وارد ہوئی ہیں تو اس واسطے کہ شیعوں کے طریقے سے لاتعداد حدیثیں موجود ہیں۔

۲۸ سید ہاشم بحرانی نے اپنی کتاب غایۃ المرام میں بارہ اماموں کی حدیث کو اسناد کے ساتھ سنیوں کے طریقے پر چھپاسٹھ طرح نقل کیا ہے اور مغازلی شافعی کی کتاب مناقب امیرالمومنین علیہ السلام سے سات طرح اور سنیوں کے صدر الائمہ خوارزمی سے بارہ طرح اس حدیث کو نقل کیا ہے اور حافظ ابونعیم اور حافظ خطیب بغدادی تاریخ کی سند سے اور حموینی سے تیئیس طرح نقل کیا ہے اور ابن صباغ مالکی کی کتاب الفصول المہمہ اور ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ سے دو طرح نقل کیا ہے اور باقی احادیث کو شیخ فقیہہ ابوالحسن محمد بن احمد بن علی بن حسین کی مناقب سے بحوالہ شاذان بطریق اہلسنت نقل کیا ہے

قول مولف مولف کہتے ہیں کہ خطیب عظیم فقیہ الاسلام شیخ کاظم آل نوح کا ایک رسالہ دیکھنے کا مجھے اتفاق ہوا جو حدیث الائمہ من قریش کے متعلق لکھا ہے اس کے صفحہ چودہ پر وہ کہتے ہیں کہ علامہ سید حسن صدر الدین نے اپنی کتاب الدرالمنظوم فی شرح العقاد الجعفریۃ میں حدیث اثنا عشر آئمہ خلیفہ کو احمد بن حنبل کے طریقے پر چونتیس طرح بیان کیا ہے اور مسلم و بخاری

Marfat.com

اور حمیدی کے طریقوں کا بھی ذکر کیا ہے اور رزین کی روایت جو جمع بین الصحاح الست اور ثعلبی کی روایت اور ابو سعید خدری کی روایت اور ابو بردہ اور ابن عمر اور عبد الرحمٰن ابن سمرۃ اور جابر وانس اور ابو ہریرہ اور ابن عباس اور عمر بن خطاب و عائشہ اور واثلہ اور ابو سلیمان راعی کی روایت کے طریقوں کو بھی بیان کیا ہے۔ لیکن عمر بن خطاب کی روایت کو علی بن مسیب نے عمر کی سند سے بیان کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

الائمۃ بعدی الحدیث منہا	میرے بعد آئمہ والی حدیث جس کے اندر اس
مہدی ھذہ الامہ من تمسک	امت کا مہدی ع بھی شامل ہے جو شخص میرے
بھم بعدی وقد تمسک بحبل	بعد ان آئمہ سے تمسک کریگا وہ حبل اللہ
اللہ۔ (الحدیث)	سے تمسک ہوگا۔

الدرستی ابن متی نے بالاسناد بیان کیا ہے کہ ابن مثنیٰ نے عائشہ سے پوچھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خلیفہ کتنے ہوں گے؟ عائشہ نے کہا کہ آنحضرت ص نے مجھے خبر دی ہے کہ ان کے بعد بارہ خلیفے ہوں گے۔ ابن مثنیٰ کہتے ہیں کہ وہ کون کونسے ہیں؟ تو عائشہ نے جواباً کہا کہ ان کے نام میرے پاس لکھے ہوئے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لکھوائے تھے۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ ان کے نام کیا ہیں عائشہ نے مجھے بتانے سے انکار کر دیا۔

پھر سید صاحب مذکورہ نے طرق حدیث کو بیان کرنے کے بعد اہل سنت کی ان چند کتابوں کا ذکر کیا ہے جن میں بارہ خلیفہ والی حدیث بیان کی گئی ہے (جو حسب ذیل ہیں):۔

۱۔ احمد بن حنبل کی مناقب

۲۔ نسائی کی مناقب

۳۔ ابن نعیم حافظ اصفہانی کی تنزیل القرآن فی مناقب اہلبیت علیہ السلام

۴۔ حموینی شافعی کی فرائد السمطین فی فضائل مرتضیٰ و زہرا ع و سبطین علیہ السلام

Marfat.com

۵۔ محمد بن طلحہ شافعی کی مطالب السئول اور کفایۃ الطالب۔
۶۔ گنجی شافعی کی کتاب البیان۔
۷۔ دار قطنی کی مسند فاطمہ۔
۸۔ خوارزمی حنفی کی کتاب فضائل اہل بیت
۹۔ ابن مغازلی فقیہ شافعی کی المناقب۔
۱۰۔ ابن صباغ مالکی کی الفصول المہمہ۔
۱۱۔ السمہودی المصری کی جواہر العقدین۔
۱۲۔ محب طبری کی ذخائر العقبیٰ۔
۱۳۔ علی ابن شہاب الدین ہمدانی شافعی کی مودۃ القربیٰ۔
۱۴۔ ابن حجر ہیثمی کی الصواعق المحرقہ۔
۱۵۔ ابن حجر عسقلانی کی الاصابہ۔ اور جامع الاصول
۱۶۔ مسند احمد بن حنبل۔
۱۷۔ مسند ابی یعلی موصلی۔
۱۸۔ مسند ابوبکر البزاز
۱۹۔ طبرانی کی معاجم الطبرانی وجامع الصغیر سیوطی
۲۰۔ منالی کی کنز الاتحائق۔

قول مولف

مولف کہتے ہیں کہ متعدد روایات جو ہم تک اہلسنت و الجماعت کے طریقے سے پہنچی ہیں یہ قوی ترین دلیل ظاہر ترین حجت اور واضح ترین اس بات کی دلیلیں ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بلافصل خلیفہ امام امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں اور ان کے بعد ان کے فرزند گیارہ معصوم امام یکے بعد دیگرے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلفا۔ اور مسلمانوں کے امام ہیں۔ یہاں تک کہ وہ لوگ خدا کے سامنے پیش ہوں گے (قیامت تک) اور کوئی بھی ہو کسی کے بس کی یہ بات نہیں

Marfat.com

ہے کہ ان ثابت شدہ مردیہ احادیث کا انکار کرے جو اہل سنت کے بڑے بڑے علماء اور بڑے بڑے محدثین کے طریقے سے روایت کی گئی ہیں۔ بطریق شیعہ احادیث روایت شدہ احادیث کا تو بدرجہ اولیٰ انکار کوئی نہیں کر سکتا۔ بجز اس شخص کے جس کی حرارت ذہنی اور ذہنی روشنی بجھ چکی ہو اور اس کے دل پر پردہ پڑ چکا ہو اور غلاف چڑھ چکا ہو تو وہ ان لوگوں میں ہوگا جس کے لئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے۔ صم بکم عمی فھم لا یعقلون۔

اور پھر ان کے بارے میں فرماتا ہے :۔

من یعش عن ذکر الرحمٰن نقیض لہ شیطاناً فھو لہ قرین

اور پھر انہی لوگوں کے متعلق فرماتا ہے :۔

وجعلنا علی قلوبھم اکنۃ ان یفقھوہ و فی اذانھم وقراً وان تدعھم الی الھدیٰ فلن یھتدوا اذاً ابداً ،

اور ایسا شخص تعصب، کفر اور دشمنی کی وجہ سے ان دلیلوں سے منہ پھیر لیتا ہے جو بالکل واضح اور ظاہر ہیں اور ان پر نص اس طرح ظاہر ہے جس طرح رات کو گاؤں میں علم پر آگ روشن ہو اور جو کچھ ہم نے بیان کیا ہے اس کے صحیح ہونے کا محمد بن ادریس شافعی نے جو اہلسنت کے اماموں میں سے ایک امام ہے اپنے حسب ذیل قول میں اعتراف کیا ہے :۔

ولما رایت الناس قد ذھبت بھم

مذاھبھم فی ابحر الغی والجھل

وامسکت حبل اللہ وھو ولاءھم

کما قد امرنا بالتمسک بالحبل

اس کے آخری ابیات تک جو ہماری اس کتاب کے صد ۲۵ پر پہلے گزر چکے ہیں ان کی طرف رجوع کریں اور شافعی کا اپنے ان اشعار میں یہ اعتراف کرنا کہ علی علیہ السلام امام ہیں اور ان کے بعد ان کے گیارہ فرزند امام ہیں۔ سنیوں کے چار مذاہب میں سے ایک امام کا یہ اقرار کرنا آل رسول میں سے

Marfat.com

بارہ معصومین کی امامت پر ایک بہت بڑی دلیل ہے لہذا اس کے پیروکار ہیں تو ان کو اس مسئلے میں اپنے پیشوا کی اقتداء کرنا چاہیئے۔

امیر المومنین اور ان کی ذریت پاک علیہم السلام کی فضیلت میں احادیث واردہ میں سے ایک لطیف حصّہ

تمام علماء اسلام نے اپنے اختلاف مذاہب و مشارب کے باوجود فضائل علیؑ و اولادِ علی علیہم السلام میں بکثرت روایات و احادیث اپنی مولفات و مسانید و صحاح میں بیان کی ہیں ان میں سے کچھ حصّہ جو بسہولت ہم بیان کر سکتے ہیں وہ ذکر کرتے ہیں:۔

(۱) لا یجوز احد الصراط الا من کتب لہٗ علی الجواز — کوئی شخص پل صراط پر سے علیؑ کے لکھے ہوئے پروانہ راہ داری کے بغیر نہیں گزر سکے گا۔

ابن حجرؒ نے صواعق محرقہ ص ۷۵ میں روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابن سماک نے کہا کہ مجھے ابوبکر نے علی علیہ السلام کے بارے میں یہ کہا:۔

سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم یقول لا یجوز احد الصراط الا من کتب لہ علی الجواز — میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم سے سنا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم فرماتے تھے کہ پل صراط سے صرف وہی شخص گزر سکے گا جس کے پاس علیؑ کا لکھا ہوا پروانہ ہوگا۔

قول مؤلف مؤلف کہتے ہیں کہ ابن حجرؒ نے اس حدیث کو سنن دارقطنی سے نقل کرنے کے بعد نقل کیا ہے جس کا متن یہ ہے:۔

ان علیا قال لستۃ الذین جعل عمر الامر شوریٰ بینھم کلاماً طویلاً۔ من جملتہ انشدکم اللہ ھل فیکم احد قال لہ رسول اللہ یا علیؑ انت — کہ حضرت علی علیہ السلام نے ان چھ آدمیوں سے جو عمر نے مجلس شوریٰ کا ممبر بنایا تھا ایک لمبی چوڑی گفتگو کی من جملہ اس کے یہ فرمایا کہ میں تم لوگوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں کہ میرے سوا کیا تم میں سے کوئی شخص ایسا ہے جس کے بارے میں رسول اللہ

Marfat.com

قسیم الجنۃ والنار یوم القیامۃ — ترجمہ فرمایا ہو اے علیؑ قیامت میں جنت و جہنم
غیری قالوا اللھم لا ! — کا تقسیم کرنے والا تو ہے سب نے کہا نہیں !

اس حدیث کے معنی کے متعلق امام علی رضا علیہ السلام سے عنترہ نے یہ روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ قیامت کے دن جنت و دوزخ کو تقسیم کرنے والے تم ہو۔ تم جہنم سے یہ کہو گے کہ یہ میرا ہے اور وہ تیرا ہے۔

خوارزمی نے مقتل الحسین جلد ۲ ص۳۹ پر حسن بصری رح کی سند سے عبد اللہ سے روایت۔

کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

"کہ جب قیامت کا دن آئے گا، علی ابن ابی طالب علیہ السلام جنت کے اوپر فردوس نامی ایک پہاڑ پر بیٹھے ہوں گے جس کے اوپر عرش رب العالمین سایہ فگن ہوگا اور پہاڑ کے دامن سے جنت کی نہریں جاری ہوں گی اور مختلف جنتوں میں پھیل جائیں گی اور حضرت علی علیہ السلام نور کی کرسی پر تشریف فرما ہوں گے اور ان کے سامنے تسنیم نامی نہر بہہ رہی ہوگی۔"

فلا یجوز احد الصراط الا — پس پل صراط پر وہی شخص گزر سکے گا جس کے
ومعہ براءۃ بولایتہ وولایت — پاس علیؑ اور اہلبیت علیؑ کی محبت و ولایت
اھل بیتہ لیشرف۔ فیدخل — کا براۃ نامہ ہوگا اور علی اپنے دوستوں کو جنت میں اور
محبیہ الجنۃ ومبغضیہ النار — اپنے دشمنوں کو جہنم میں داخل کر دیں گے۔

اس حدیث کو حموینی شافعی نے فرائد السمطین جلد ۱ باب ۵۴ میں اور محب طبری شافعی نے ریاض النضرہ جلد ۲ ص۱۶۳ و ص۱۷۷ وص۲۴۴ پر اور خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد جلد ۳ ص۱۶۱ پر اور ابن مغازلی شافعی نے اپنی کتاب المناقب میں اور ابو بکر بن شہاب الدین شافعی نے رشفۃ الصادی میں نقل کیا ہے اور ابو بکر رض کے علاوہ ابن عباس اور ابن مسعود جیسے صحابہ کی جماعت نے اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

Marfat.com

علی قسیم الجنۃ و النار — علی علیہ السلام جنت دوزخ کو تقسیم کرنے والے ہیں

خوارزمی حنفی نے اپنی کتاب مناقب میں بحذف اسناد علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم، یا علی انک قسیم الجنۃ و النار و انک تقرع باب الجنہ فتدخلھا بلا حساب۔

حضرت علی علیہ السلام کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا کہ اے علی! جنت دوزخ کے تقسیم کرنے والے یقیناً تم ہو اور تم جنت کا دروازہ کھٹکھٹاؤ گے اور بلا حساب جنت میں داخل ہوگے۔

۳۔ لو اجتمع الناس علی حب علیؑ ما خلق اللہ النار

اگر لوگ حضرت علیؑ کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ جہنم کو پیدا نہ فرماتا

قندوزی حنفی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۲۵۱ پر ہمدانی شافعی کے حوالے سے عمر ابن خطاب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا

لو اجتمع الناس علی حب علی ابن ابی طالب ما خلق اللہ النار

اگر لوگ حضرت علی علیہ السلام کی محبت پر جمع ہو جاتے تو اللہ تعالیٰ جہنم کو پیدا نہ فرماتے۔

علامہ عسکری نے اپنی کتاب مقام الامام امیر المومنین عند الخلفاء صفحہ ۴۵ پر لکھا ہے کہ اس حدیث کو علماء اہل سنت کی ایک جماعت نے عمر بن خطاب و دیگر صحابہ کرامؓ سے روایت کیا ہے خوارزمی نے اپنی کتاب مقتل الحسین جلد ۲ صفحہ ۳۸ پر اس حدیث کو ابن عباس کی سند سے بیان کیا ہے۔ ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا لو اجتمع الناس الخ

محمد صالح حنفی نے اپنی کتاب کوکب دری صفحہ ۱۲۲ پر عمر ابن خطاب سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے

Marfat.com

فرمایا لو اجتمع الناس علی حب علی ابن ابی طالب ما خلق اللہ النار

(۴) **اقرب الناس من رسول اللہ علی علیہ السلام**

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے قریب ترین مردم علی علیہ السلام

خوارزمی حنفی نے مناقب خوارزمی ص۹۷ پر بالاسناد شعبی سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ ابو بکر نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف منہ کر کے دیکھا اور کہا کہ :-

من سرہ ان ینظر الی اقرب الناس من رسول اللہ و اجودہم منزلۃ و اعظمہم عند اللہ عناءً و اعظمہم علیہ فلینظر الی ھذا و اشار الی علی ابن ابی طالب لانی سمعت رسول اللہ یقول انہ لرؤف بالناس و انہ لاواہ حلیم۔

جو شخص اس بات سے خوش ہو کہ وہ ایسے شخص کو دیکھے جو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نزدیک سب سے زیادہ قریب ہے اور سب سے زیادہ بلند مرتبہ و منزلت سب سے اعلیٰ و افضل ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ فرمانبردار اور اس کے نزدیک سب سے زیادہ باعظمت ہے وہ ان کو دیکھے (یہ کہہ کر) علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ (اور کہا) یہ اس وجہ سے ہے کہ میں نے رسول کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے یہ لوگوں پر بہت زیادہ مہربان اور خداوند سے بہت دعا کرنے والے اطاعت گزار فرمانبردار اور دربار خداوند میں خوف خدا سے بہت آہ و بکا کرنے والے اور بہت بردبار ہیں

قول مؤلف میں کہتا ہوں کہ اس روایت کو متقی حنفی نے کنز العمال جلد ۶ ص ۳۹۹ پر مستدرک سے نقل کیا ہے اور محب طبری شافعی نے الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۱۱۰ اور دیگر لوگوں نے بھی لفظوں کے تھوڑے سے اختلاف کیساتھ اس کو نقل کیا ہے

(۵) **یا علیُّ یدک فی یدی تدخل الجنۃ معی**

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ اے علی تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا اور تو میرے ساتھ جنت میں داخل ہوگا

Marfat.com

(۱) محب طبری نے ذخائر العقبیٰ صفحہ ۸۹ پر عمر بن خطاب سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا کہ علیؑ سے فرما رہے تھے

یاعلی یدك فی یدی تدخل معی فی یوم القیامة حیث ادخل	اے علی! قیامت کے دن تمہارا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا جہاں میں داخل ہونگا تم بھی میرے ساتھ داخل ہوگے

(۲) متقی شافعی نے کنز العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۹ پر تاریخ ابن عساکر، ابو نعیم کی فضائل صحابہ سے اور ابوبکر شافعی کی غیلانیات سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

(۳) اس حدیث اور اس کے ہم معنی احادیث کو علماء اہلسنت کی ایک جماعت نے نقل کیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں:۔

۱۔ گنجی شافعی نے کفایۃ الطالب صفحہ ۷۶ پر بحذف اسناد انس سے روایت کیا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں:۔

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یؤتی یوم القیامة بناقة من نوق الجنة یا علی فتركبها وركبتك مع ركبتی وفخذك مع فخذی حتی تدخل الجنة۔	انس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آنحضرتؐ کو بروز قیامت جنت کے ناقوں میں سے ایک ناقہ عنایت ہوگا اے علی! پس ہم دونوں اس میں سوار ہوں گے تمہارا گھٹنہ میرے گھٹنے کے ساتھ اور تمہاری ران میری ران کے ساتھ ہوگی یہانتک کہ ناقہ جنت میں داخل ہوگا

پھر وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا حافظ نے اپنی کتاب فضائل میں ایسے ہی روایت کیا ہے اور اس حدیث کے بعد ایک دوسری حدیث میں بھی عمر بن خطاب سے نقل کی ہے جس کے الفاظ بحذف اسناد یہ ہیں۔

عن سالم عن ابن عمر قال لما طعن عمر وامر بالشوریٰ۔ قال ما عسیٰ ان یقولوا فی علی سمعت رسول اللہ یقول یا علی	سالم نے ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ جب عمر کو نیزہ مارا گیا اور اس نے شوریٰ کا حکم دے دیا تو اس نے کہا کہ علی کے متعلق لوگ (ایسی ویسی) باتیں نہ کہیں۔ میں نے رسول خدا

Marfat.com

يدك في يدي يوم القيامة حتى تدخل حيث ادخل — اور یہ کہتے ہوئے سا ہے اے علی! بروز قیامت تیرا ہاتھ میرے ہاتھ میں ہوگا یہاں تک کہ جہاں میں داخل ہوں گا تم بھی وہیں داخل ہو گے۔

میں نے کہا یہ بلند پایہ حدیث حسن ہے اس میں علی علیہ السلام کا بلند رتبہ اور بلند پایہ فضیلت موجود ہے۔

علامہ عسکری اپنی کتاب مقام الامام صـ ۲۹ پر کہتے ہیں کہ بطریق علماء اہل سنت بہت سی احادیث ایسی وارد ہوئی ہیں کہ علی علیہ السلام جنت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے ساتھ ہوں گے جن میں سے چند حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ذخائر العقبیٰ طبری صـ ۸۹ پر زید بن ارقم سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا :۔

انت معي في قصري في الجنة مع فاطمة ابنتي ثم تلى اخوانا على سرر متقابلين :۔ — اے علی تو میری بیٹی فاطمہ کے ساتھ جنت میں میرے محل میں ہوگا پھر آنحضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ برادران تختوں پر ایک دوسرے کے آمنے سامنے بیٹھے ہوں گے

۲۔ احمد بن حنبل نے مناقب میں اور محب طبری نے ذخائر العقبیٰ صـ ۹۰ پر عبداللہ ابن مسعود سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی سے فرمایا

اما ترضى انك معي في الجنة والحسن والحسين وذريتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذريتنا واشياعنا عن ايماننا وعن شمائلنا ۔ — اے علی! کیا تم اس پر راضی اور خوش نہ ہو گے کہ تم میرے ساتھ جنت میں ہو اور حسن اور حسین اور ہماری اولاد ذریات علیہم السلام ہمارے پیچھے ہوں گی اور ہماری ازواج ہماری اولاد کے پیچھے ہوں اور ہمارے ملنے والے ہمارے دائیں بائیں ہوں گے

اور احمد نے اسی حدیث کو مناقب میں لکھا ہے

قول النبي صلى الله عليه وآله وسلم علي مني كمنزلتي من ربي

نبی کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان ہے کہ علی کو مجھ سے وہی نسبت ہے جس طرح مجھے اللہ سے ہے

ابن حجر نے صواعق محرقہ صـ ۱۰۸ پر ذکر کیا ہے کہ ابن سمان نے اپنی کتاب

Marfat.com

المرافقۃ میں ابن عباس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے بعد ابوبکرؓ و علیؑ آنحضرتؐ کی قبر کی زیارت کے لئے آئے تو علی علیہ السلام نے ابوبکرؓ سے کہا حجرے میں آگے بڑھیئے یعنی جس حجرے میں قبر مبارک ہے اس میں داخل ہوں تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں اس شخص سے آگے نہیں بڑھ سکتا جس کے بارے میں رسولؐ نے فرمایا ہو :۔

علیٌ منی کمنزلتی من ربی	علی کو مجھ سے وہی نسبت ہے جس طرح مجھ کو خدا سے

قول مؤلف میں یہ کہتا ہوں کہ اس حدیث کو بہت سے علماء اہلسنت نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے جن میں سے ایک محب طبری ہیں جنہوں نے ذخائر العقبیٰ ص ۶۴ اور ریاض النضرۃ جلد ۲ ص ۱۶۳ پر نقل کیا ہے۔

قول مترجم یہ حدیث اہلسنت کے علماء نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں جس کے وہ ذمہ دار ہیں۔ اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خدا نے مجھے اپنا محبوب بنایا ہے اسی طرح علی علیہ السلام میرا محبوب ہے۔ حضرت امیرالمومنین اور ابوبکر کا زیارت قبر پیغمبرؐ کے لئے جانا اور امیرالمومنین کا ابوبکر کو پیش قدمی کے لئے کہنا شیعوں کی کسی کتاب میں نظر سے نہیں گزرا۔

(۷) قول النبی جعل اللہ لاخی علی ابن ابی طالب فضائل لا تحصیٰ

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ اللہ نے میرے بھائی علی ابن ابی طالب کے لئے بیشمار فضائل قرار دیئے ہیں

گنجی شافعی نے کفایت الطالب ص ۱۲۴ پر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انہوں نے اپنے جد بزرگوار علی ابن الحسین علیہ السلام سے انہوں نے اپنے والد ماجد امیرالمومنین علی ابن ابی طالب (علیہما السلام) سے روایت کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

ان اللہ جعل لاخی علی ابن ابی	اللہ تعالیٰ نے میرے بھائی علی بن ابی طالب کے لئے
طالب فضائل لا تحصیٰ کثرۃً	یقیناً اتنے کثیر فضائل قرار دیئے ہیں جن کا شمار نہیں کیا
فمن ذکر فضیلۃ من فضائلہا	جاسکتا اور جو شخص باقرار صادق علیؑ کی (کسی)

Marfat.com

مقوابها غفر الله له ما تقدم
من ذنبه وما تاخر ومن كتب
فضيلة من فضائله لم تزل
الملئكه تستغفر له ما بقی
لتلك الكتابه رسم ومن
استمع الى فضيلة من فضائله غفر
الله له الذنوب التی اكتبها
بالاستماع ومن نظر الى كتاب
فضائله غفر الله له الذنوب
التی اكتبها بالنظر ثم قال النظر
الى اخی علی عبادة و ذكره عبادة
ولا يقبل الله ايمان عبد الا
بولايته والبراة من اعدائه

ایک فضیلت کو بیان کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے
گناہان گذشتہ و آئندہ سب بخش دے گا اور جو شخص
علیؑ کی ایک فضیلت لکھے گا جب تک اس تحریر
کا کوئی نشان باقی رہے گا اس وقت فرشتے اس کے
لئے برابر استغفار کرتے رہیں گے اور جو شخص علیؑ
کی ایک فضیلت سنے گا اللہ تعالیٰ اس کے وہ
گناہ معاف کر دے گا جو اس نے قوت سماعت
(کانوں) سے کئے ہیں اور جو شخص علیؑ کے فضائل
کی تحریر پر نظر ڈالے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں
کو معاف کر دے گا جو اس نے آنکھوں سے
(نگاہ) سے کئے ہوں گے پھر فرمایا میرے بھائی علیؑ کو
دیکھنا عبادت ہے اس کا ذکر کرنا عبادت ہے اور اللہ کسی بندے
کا ایمان قبول نہیں کرے گا مگر علی علیہ السلام
کی محبت سے اور اس کے دشمنوں کی بیزاری سے۔

قول النبی انا سلم لمن سالم اهل هذه الخیمة

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے کہ میں اس شخص سے صلح رکھوں گا جو اس خیمہ والوں سے صلح کرے گا،

خوارزمی حنفی نے یونس بن سلیمان تمیمی کی سند سے بیان کیا ہے اور یونس نے اپنے باپ اس نے زید بن یثیع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوبکرؓ سے سنا وہ کہہ رہے تھے۔

رایت رسول الله ﷺ خیم خیمة
وهو متكی علی قوس عربیة
وفی الخیمة علیؑ وفاطمةؑ و
الحسنؑ والحسینؑ فقال رسول الله

کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا کہ
آپ نے خیمہ نصب کرایا درحالانکہ آپ ایک عربی
تلوار پر تکیہ کئے ہوئے تھے اور خیمہ کے اندر علیؑ
و فاطمہؑ و حسنؑ و حسینؑ علیہم السلام تشریف فرما تھے

Marfat.com

یامعشر المسلمین انا سلم لمن سالم اهل هذه الخیمة و حرب لمن حاربهم و ولی لمن والاهم و عدو لمن عاداهم لا یحبهم الا سعید الجد طیب المولد و لا یبغضهم الا شقی الجد ردی الولادة۔ قال فقال رجل لزید یا زید انت سمعت ابابکر یقول هذا قال ای و رب الکعبة

تو آنحضرت نے فرمایا اے مسلمانو! میری اس سے صلح ہے جس کی ان خیمے والوں سے صلح ہے اور میری اس سے جنگ ہے جو ان خیمے والوں سے جنگ کرے اور میں اس کا دوست ہوں جو ان خیمے والوں کو دوست رکھے اور میں اس کا دشمن ہوں جو ان خیمے والوں سے دشمنی کرے اور علی کو وہی دوست رکھے گا جس کی اصل سعید ہو گی اور پاکیزہ ولادت والا ہو گا اور ان سے وہی دشمنی رکھے گا جو شقی الاصل ، اور گندی ولادت والا (حرامی) ہو گا۔ راوی کہتا ہے کہ ایک شخص نے زید سے کہا کہ اے زید تم نے ابوبکر کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے زیدؓ نے کہا ہاں! مجھے رب کعبہ کی قسم میں نے سنا ہے

۲۔ عبید اللہ حنفی نے اپنی کتاب ارجح المطالب ص۳۰۹ پر لکھا ہے اور محب طبری شافعی نے ریاض النظرہ میں اس حدیث کو لکھا ہے۔

قول مؤلف میں کہتا ہوں اس حدیث کو سلسلہ کہتے ہیں، اور علماء اہلسنت کی بہت بڑی جماعت نے مختلف الفاظ میں روایت کیا ہے۔

قول مترجم حدیث کساء شیعوں میں ایک مشہور حدیث ہے اور تمام مفسرین نے اپنی تفسیروں میں آیت انما یرید اللہ کے ذیل میں اور مورخین و محدثین نے اپنے مقام پر ان سے مختلف الفاظ میں لکھا ہے

قول النبیؐ نحن اهل البیتؑ لا یقاس بنا احد (۹)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان کہ ہم اہلبیتؑ کے ساتھ کسی دوسرے کو قیاس نہیں کیا جا سکتا

قندوزی حنفی نے ینابیع المودۃ ص۲۵۳ پر مودۃ القربیٰ ہمدانی شافعی سے روایت نقل کی ہے اور انہوں نے بالاسناد ابو وائل سے اور ابو وائل نے ابن عمر سے

Marfat.com

روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم اصحاب پیغمبر کو شمار کرتے تھے، تو یوں کہتے تھے۔ ابوبکر و عمر و عثمان تو ایک شخص نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن تو علیؑ کیا ہیں ابن عمر نے کہا کہ علی علیہ السلام۔

قال علیؑ من اھلبیت لا یقاس بہ احدو ھو مع رسول اللہ فی درجتہ ان اللہ یقول (آیتہ) الذین امنوا و اتبعتھم ذریتھم بایمان الحقنا بھم ذریتھم ففاطمہ مع رسول اللہ فی درجتہ و علیؑ معھما۔	اہلبیتؑ میں سے ہیں جن کے ساتھ کسی دوسرے کو قیاس نہیں کیا جا سکتا رسول اللہؐ کے ساتھ ان کے درجے میں ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو لوگ ایمان لائے اور انکی ذریت نے ایمان میں ان کی پیروی کی ہم نے ان کے ساتھ ان کی ذریت کو ملحق کر دیا ہے اور فاطمہؑ رسول اللہؐ کیساتھ ہیں ان کے درجے میں اور علیؑ ان دونوں کیساتھ ہیں

علامہ عسکری نے اپنی کتاب مقام الامام ص۵۷ میں کہا ہے کہ ابن عمر کے اس قول کی کہ علیؑ اہلبیتؑ سے ہیں اور ان کیساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا کی گواہی دینے والی اور تائید کرنے والی رسول کریمؐ کی بہت سی احادیث ہیں اور احادیث کے علاوہ علماء اہلسنت اور علماء امامیہ کے بہت سے اقوال موید ہیں چنانچہ

۱۔ محب طبری شافعی کی کتاب ذخائر العقبیٰ ص۱۷ پر انہوں نے انھم لا یقاس بھم باحد کے عنوان کے ذیل میں لکھا ہے اور انس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

نحن اھل بیت لا یقاس بنا احد	ہم اہلبیتؑ ہیں ہمارے ساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا

۲۔ عبیداللہ حنفی نے ارجح المطالب ص۳۳۰ پر اس حدیث کو (جو ذخائر العقبیٰ میں ہے) لکھا ہے۔ علاوہ ازیں عبیداللہ کہتے ہیں کہ ابن مردویہ نے مناقب کے اندر ص۳۳۰ پر لکھا ہے کہ راوی نے کہا امیرالمومنینؑ نے منبر پر فرمایا:۔

نحن اھل بیت رسول اللہؐ لا یقاس بنا احد	ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہلبیتؑ ہیں ہمارے ساتھ کسی کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔

Marfat.com

دہلوی نے فردوس الاخبار اور ینابیع المودۃ صفحہ ۲۵۳ پر اس حدیث کو ابن عمر سے نقل کرنے کے بعد لکھا ہے کہ عبد اللہ بن حنبل نے اپنے باپ سے تفضیل صحابہ کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا پہلے ابوبکرؓ پھر عمرؓ اور پھر عثمان پھر خاموش ہو گیا تو عبد اللہ نے کہا اے بابا! علیؑ ابن ابی طالبؑ کہاں ہیں ؟ تو ابن حنبل نے کہا کہ :-

ھو من اھل بیت لایقاس بہ ھؤلاء — علیؑ اہلبیتؑ سے ہیں ان کے ساتھ ان سب کو قیاس نہیں کیا جا سکتا -

متقی حنفی نے کنزل العمال جلد ۶ صفحہ ۲۱۸ پر فردوس الاخبار دہلوی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا :-

نحن اھل بیت لایقاس بنا احد — ہم اہل بیت ہیں ہمارے ساتھ کسی کو قیاس

(۱۰) قول النبیؐ هذا علیؑ اخی وخلیفتی ووارث علمی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا یہ علیؑ میرا بھائی، میرا خلیفہ اور میرے علم کا وارث ہے ؛

ترمذی حنفی نے کتاب کوکب دری صفحہ ۱۳۴ پر عمر ابن خطاب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب میں بھائی چارہ قائم کیا تو (صیغہ مواخات پڑھا تو) فرمایا :-

هذا علیؑ اخی فی الدنیا والاخرۃ وخلیفتی فی اھلی ووصیی فی امتی ووارث علمی وقاضی دینی مالہ منی ومالی منہ نفعہ نفعی وضرہ ضری من احبہ فقد احبنی ومن ابغضہ فقد ابغضنی

یہ علیؑ دنیا اور آخرت میں میرا بھائی، میری اہلبیتؑ میں میرا جانشین اور میری امت میں میرا وصی اور میرے علم کا وارث اور میرے قرضوں کا ادا کرنے والا ہے ان کا مال میرا مال میرا مال انکا مال، انکا فائدہ میرا فائدہ اور ان کا نقصان میرا نقصان ہے جس نے ان سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی جس نے انکو دوست

Marfat.com

رکھا اس نے مجھے دوست رکھا جس نے ان سے دشمنی کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔

"قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودہ ص۲۵۱ پر بھی اسی طرح بیان کیا ہے

قول مؤلف

عمر بن خطاب نے اس بات کا اعتراف کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام آنحضرتؐ کی امت میں وصی اور اہلبیت ہیں ان کے جانشین ہیں اور اس مضمون کی احادیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دو سو سے زائد مروی ہیں اور ہم نے ان میں سے بہت سی احادیث اپنی کتاب الشیعہ و حجتہم فی التشیع میں جمع کر دی ہیں۔ عمر اپنے کثیر تعداد اعترافات کے ساتھ جو سنیوں کی کتابوں میں موجود ہیں کاش ایسے کام نہ کرتا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کے لئے ضرر اور نقصان کا باعث تھے مثلاً اس کا جناب فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کے دروازے پر ہجوم کرنا، اور گھر کو جلانے کے لئے لکڑیاں جمع کرنا علی علیہ السلام کو بیعت پر مجبور کرنا وغیرہ وغیرہ وہ باتیں ہیں جو اس نے جان بوجھ کر ان اشخاص کے متعلق کیں جن کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے

قل لا اسئلکم علیہ اجراً الا المودۃ فی القربیٰ	کہہ دیجئے اے رسول! کہ میں تم سے اپنے قرابتداروں کی محبت کے سوا کوئی اجر نہیں چاہتا

کی وصیت فرمائی اور اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اس فرمان کی وصیت فرمائی ہے :-

اوصیکم اللہ فی اہل بیتی فانھم ودیعتی فیکم	میں تمہیں خدا کو حاضر و ناظر سمجھ کر اپنی اہل بیتؑ کے بارے وصیت کرتا ہوں کہ یہ لوگ تمہارے پاس میری امانت ہیں۔ الحدیث

تو کیا عمرؓ کے لئے یہ مناسب تھا کہ وہ یہ حرکتیں کرتا جو خدا اور اس کے رسولؐ کو بری معلوم ہوتی ہیں اس بنا پر کہ یہ حضرات ایک بلند مقام اور بلند مرتبہ رکھتے ہیں ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

Marfat.com

(۱۱) # قول النبیؐ علیؑ افضل من اترکہ بعدی

آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا فرمان کہ جن لوگوں کو میں اپنے بعد چھوڑ جاؤں گا ان میں علیؑ افضل ہیں،

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ ص۲۵۳ پر کتاب مودۃ القربیٰ ہمدانی شافعی سے بروایت ابن عمر نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ سلمان فارسیؓ ہمارے پاس سے گزرے اور وہ ایک آدمی کی عیادت کرنا چاہتے تھے درحالانکہ ہم لوگ ایک حلقے میں بیٹھے تھے اور ہمارے اندر ایک شخص بیٹھا تھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ اگر تم لوگ چاہو تو تم کو یہ شخص (سلمان) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ کے بعد ان دونوں ابوبکر و عمر اور اس پوری امت سے افضل شخص کی خبر دے سکتا ہے حضرت سلمانؓ سے پوچھا گیا تو اس نے کہا خدا کی قسم میں چاہوں تو اس شخص کی خبر دے سکتا ہوں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد اس پوری امت سے افضل ہے۔ حضرت سلمانؓ چلے گئے تو ان سے کہا گیا کہ اے ابوعبداللہ تو نے یہ کیا کہا ہے اس نے جواب دیا کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں مرض الموت کی حالت میں پہنچا اور عرض کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! آپ نے کسی کو وصی بنایا ہے؟ تو آنحضرتؐ نے فرمایا اے سلمان! کیا تمہیں معلوم ہے کہ اوصیاء کون ہیں؟ میں نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسولؐ بہتر جانتے ہیں۔ غرض آنحضرتؐ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام کے وصی شیثؑ تھے، اور آدمؑ نے اپنے بعد جو اولاد چھوڑی ان سب میں افضل حضرت شیثؑ تھے اور حضرت نوح علیہ السلام کے وصی حضرت سامؑ تھے اور جناب نوحؑ نے جن لوگوں کو اپنے بعد چھوڑا حضرت سامؑ ان سب میں افضل تھے، اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی حضرت یوشع علیہ السلام تھے اور جناب موسیٰؑ نے جن لوگوں کو اپنے بعد چھوڑا حضرت یوشعؑ ان سب میں افضل تھے اور حضرت سلیمانؑ کے وصی آصف بن برخیا تھے اور سلیمان نے جن لوگوں کو اپنے

Marfat.com

بعد چھوڑا ان سب میں افضل تھے اور حضرت عیسیٰؑ کے وصی حضرت شمعون بن برخیا تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے جن لوگوں کو اپنے بعد چھوڑا ان میں سب سے افضل شمعونؑ تھے اور میں نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے لئے وصی بنا لیا ہے اور وہ ان تمام لوگوں سے افضل ہے جنکو اپنے بعد چھوڑ جاؤنگا۔

قول مؤلف ایسی ہی ایک حدیث ترمذی حنفی نے اپنی کتاب کوکب دری صـ۱۳۳ پر روایت کی ہے بلکہ ایسی ہی حدیثیں مختلف روایات میں کتب علماء اہلسنت کے اندر عمر اور ابن عمر سے مروی ہیں انکی طرف رجوع فرمائیے

پس اس حدیث اور دیگر مختلف روایات سے جو ہم پہلے بیان کر آئے ہیں یہ ظاہر ہوتا ہے کہ انبیاء ماسلف میں سے ہر ایک نبی کا ایک وصی من جانب اللہ عزوجل معین تھا اور نبیؑ کے لئے جائز نہیں تھا کہ کسی کو وصی بنائے بغیر دنیا سے رخصت ہوئے اور اپنی شریعت کو ایسے ہی چھوڑ جائے کہ لوگوں کی خواہشات نفسانی اپنی طرف کھینچتی رہیں اور اسی طرح ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے ضروری تھا کہ وہ اپنا وصی مقرر فرما جائیں کیا تم نہیں دیکھتے ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بروز انذار (بموقع دعوۃ ذوالعشیرہ) اور بروز غدیر اور دیگر مختلف مواقع پر حضرت علی علیہ السلام کو اپنا وزیر بنایا ہے جس سے کتب تاریخ وسیر بھری پڑی ہیں یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیماری میں لوگوں کو بلایا تاکہ ان کے لئے وصیت نامہ لکھ دے تاکہ آنحضرتؐ کے بعد وہ کبھی گمراہ نہ ہوں۔ فوراً عمرؓ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا۔

ان نبیکم لیھجر عندنا کتاب اللہ حسبنا — تمہارا نبی (نعوذ باللہ) یاوہ گوئی کر رہا ہے اور ہمارے پاس اللہ کی کتاب ہے وہ ہمارے لئے کافی ہے

تو گویا رسول خداؐ کو یہ علم نہ تھا کہ لوگوں کے پاس کتاب اللہ موجود ہے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وصی مقرر نہ کرتے تو انبیاء و مرسلین ماسلف

Marfat.com

کی مخالفت کرتے اور غور کرو کہ حضرت سلمانؓ وغیرہ نے اس حدیث میں کیسا تعارف کرایا۔ انبیاء علیہ السلام کے لیے وصی مقرر کرنا واجب تھا اس واسطے انبیاء نے اللہ تعالیٰ کے حکم سے وصی مقرر کئے ہیں نہ کہ اپنی طرف سے۔ چونکہ نبی، وصی اور امام منتخب کرنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے کیونکہ وہ اس چیز سے ناواقف ہوتے ہیں کہ اس مرتبے کا کون اہل ہے۔ لہٰذا نبی، وصی اور امام کا منتخب کرنا خداوند پاک کے حوالے ہے نہ کہ کسی اور کے۔ اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ راز اور بھید جاننے والا ہے اس واسطے اللہ تعالیٰ عزوجل فرماتا ہے۔

ما کان لھم الخیرۃ من امرھم	انبیاء اوصیا کے انتخاب کا مسئلہ لوگوں کے بس کی بات نہیں

خدا اور قرآن کے واسطے ذرا غور کر اور اگر آزاد ضمیر ہے تو انصاف کر۔

(۱۲)

قول النبیؐ لاتحصی فضائل ابی الحسن علیہ السلام

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان، ابو الحسنؑ کے فضائل بے شمار ہیں جو شمار نہیں ہو سکتے

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۲۴۹ پر ہمدانی شافعی کی کتاب مودۃ القربیٰ سے بسند عمر ابن خطاب روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

لو ان البحر مداد و الریاض اقلام	اگر دریا روشنائی اور تمام باغات قلم بن جائیں۔ انسان
و الانسان کتاب و الجن حساب	لکھیں اور جن حساب کریں۔ اے ابو الحسنؑ! تب بھی
ما احصوا فضائلک یا ابا الحسن	تیرے فضائل کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

خوارزمی حنفی نے اپنی کتاب مناقب صفحہ ۱۸ اور گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب صفحہ ۱۲۳ پر بحوالہ مجاہد ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لو ان الغیاض اقلام و البحر	اگر تمام قسم کے جھاڑ اشجار قلم اور تمام دریا روشنائی
مداد و الجن حساب و الانس کتاب	بن جائیں جن حساب کرنیوالے ہوں اور سب انسان لکھنے والے
ما احصوا فضائل علیؑ ابن ابی طالبؑ	ہوں تو بھی علیؑ ابن ابی طالبؑ کے فضائل کا احاطہ نہیں کر سکتے

Marfat.com

قول النبیؐ خیر رجالکم علی ابن ابی طالب

فرمان رسولؐ ! تمہارے مردوں میں بہترین مرد علی ابن طالب علیہما السلام ہیں

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ ص۲۴۷ پر ہمدانی شافعی مودۃ القربیٰ سے بالاسناد ابن عمر سے روایت کیا ہے انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے، آپ نے فرمایا۔

خیر رجالکم علی ابن ابی طالب (علیہما السلام)	تمہارے مردوں میں بہترین شخص علی ابن ابی طالب، زہرا
وخیر شبابکم حسنؑ وحسینؑ وخیر نسائکم	میں بہترین جوان حسنؑ و حسینؑ اور عورتوں میں سب سے اچھی
فاطمۃ بنت محمدؐ	فاطمہ بنت محمدؐ (علیہم السلام) ہیں۔

قول مولف

میں کہتا ہوں کہ علمائے سنت نے اس حدیث کے ہم معنی احادیث کو اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور متقی حنفی نے کنز العمال جلد ۶ ص۱۵۹ پر ابن عباس سے روایت کی ہے آپ نے فرمایا

من لم یقل علی خیر البشر فقد کفر،	جو شخص اس بات کا قائل نہیں کہ علی خیر البشر ہیں وہ کافر ہے

محدث و مورخ عراقی نے زرد کے حوالے سے عبداللہ سے اور اس نے علی ابن ابی طالبؑ سے روایت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

من لم یقل علی خیر الناس کفر	جو شخص یہ نہ کہے کہ علی خیر الناس ہیں اس نے کفر کیا۔

اور حذیفہ کی روایت سے ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

علی خیر البشر من ابی فقد کفر	حضرت علیؑ خیر البشر ہیں جو انکار کرے وہ کافر ہے

حافظ دمشقی نے اپنی کتاب التاریخ میں خطیب حافظ سے ایسی روایت کر کے ایسے ہی روایت کیا ہے اور حضرت جابر سے اسی روایت میں اتنا اور اضافہ کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر	حضرت علیؑ خیر البشر ہیں پس جو انکار کرے گا وہ کافر ہے

اور محدث شام کی روایت میں ہے :۔

لا یبغضہ الا کافر	علیؑ کو صرف کافر ہی دشمن سمجھے گا

Marfat.com

عطار نے عائشہؓ سے روایت کیا ہے وہ کہتا ہے کہ میں نے عائشہؓ سے علی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا۔

ذالک خیر البشر لا یشک فیہ الا الکافر	وہ خیر البشر ہیں۔ شک وہی شخص کرے گا جو کافر ہوگا۔

پھر خطیب حافظ کہتے ہیں کہ اس حدیث کو حافظ ابن عساکر نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی سوانح عمری میں اپنی تاریخ کی پچاسویں جلد میں اس کو ذکر کیا ہے اس کتاب کی یکصد جلدیں ہیں۔ ان میں سے تین جلدیں صرف مناقب علی علیہ السلام میں تھیں۔

(۱۴) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے

من احب علیا قبل اللہ منہ صلاتہ و صومہ و کان مع النبیین فی درجتھم یوم القیامۃ و خیر من عبادۃ سنۃ	جو شخص علی علیہ اسلام کو دوست رکھے اللہ اس کے نماز روزے کو قبول کرے گا اور قیامت میں انبیاء کی منزل میں ہوگا۔ علی سے محبت کرنا ایک سال کی عبادت سے افضل ہے۔

خوارزمی نے اپنے مناقب ص۳۴ پر بالاسناد نافع ابن عمر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

من احب علیا قبل اللہ منہ صلاتہ و صیامہ و قیامہ و استجاب دعائہ و من احب علیا اعطاہ اللہ بکل عرق فی بدنہ مدینۃ فی الجنۃ۔ الا من احب آل محمدؐ امن الحساب و المیزان و الصراط۔ الا و من مات علی حب آل محمدؐ فانا	جو شخص علیؑ کو دوست رکھے گا اللہ اس کی نماز روزے اور قیام کو قبول کریگا اور اس کی دعا قبول کرے گا۔ جو شخص علی علیہ اسلام کو دوست رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کے جسم کی ہر ہر رگ کے عوض جنت میں ایک شہر عطا کرے گا۔ آگاہ رہو جو آل محمدؐ کو دوست رکھے گا، اسکو حساب کتاب میزان اور پل صراط پر کوئی خوف نہ ہوگا۔ خبردار رہو! جو آل محمد کی محبت پر مرے گا

Marfat.com

کفیله فی الجنة مع الانبیاء — میں اس کو انبیا کے ساتھ جنت میں پہنچا دینے کا
الا من ابغض آل محمد فانّ — ضامن ہوں آگاہ ہو جو آل محمد سے دشمنی اور عداوت
جاء یوم القیامة مکتوب بین — رکھے گا وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ
عینیه آیس من رحمة الله — دونوں آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا کہ یہ رحمت خدا سے ناامید ہے

محمد صالح حنفی نے اپنی کتاب الکوکب صد ۱۲۵ پر روایت کی ہے وہ کہتے ہیں عمر ابن خطاب سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

من احبك یا علی کان مع النبیین — اے علیؑ جو تجھ کو دوست رکھے گا وہ بروز قیامت
فی درجتهم یوم القیامة ومن — انبیاء کیساتھ ان کی منزلت میں ہوگا اور جو تیری دشمنی
مات یبغضك فلا ابالی مات — کے ساتھ مرے گا پھر مجھے اس کی پرواہ نہیں ہے
یهودیا او نصرانیا - — کہ وہ یہودی مرا ہے یا نصرانی -

قول مؤلف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت علی کے بارے میں بہت سی احادیث وارد ہیں جن میں محبت علی علیہ السلام کے فوائد اور دشمنی علیؑ کے نقصانات بیان کئے گئے ہیں چنانچہ عبید اللہ حنفی کی کتاب ارجح المطالب صد ۳۱۹ پر ابن مسعود سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

حب آل محمد یوماً خیر من — آل محمد سے ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت
عبادة سنة ومن مات علیه — سے افضل ہے اور جو محبت آل محمد پر مرے گا وہ
دخل الجنة — جنت میں داخل ہوگا -

دمشقی حنفی کی کنز العمال جلد ۶ صد ۱۵۱ پر معجم کبیر طبرانی اور تاریخ کبیر ابن عساکر سے نقل کرتے ہوئے ابی عبید بن عمار بن یاسر سے روایت کی ہے اور اس نے اپنے باپ سے اور اسی نے اپنے دادا سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں - کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا -

اوصی من امن بی وصدقنی — جو شخص مجھ پر ایمان لایا ہے اور میری تصدیق کی ہے

Marfat.com

بولایة علی ابن ابی طالب ومن تولاہ تولانی ومن تولانی تولی اللہ ومن احبہ احبنی ومن احبنی فقد احب اللہ ومن ابغضہ فقد ابغضنی ومن ابغضنی فقد ابغض اللہ۔ ج

میں اس کو ولایت علی ابن ابی طالب کی وصیت کرتا ہوں جس نے اس کو ولی مانا اس نے مجھے ولی مانا اور جس نے مجھے ولی مانا اس نے خدا کو اپنا ولی مانا اور جس نے اس سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے خدا سے محبت کی اور جس نے علیؑ سے دشمنی کی اور اس نے مجھ سے دشمنی کی اور جس نے مجھ سے دشمنی کی وہ خدائے عزوجل کا دشمن ہے۔

آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ اس جیسی دیگر احادیث کے اندر جو لفظ محبت وارد ہوا ہے اس سے عمومی طور پر معلوم و معروف محبت مراد نہیں ہے کیونکہ یہ محبت حضرت علی علیہ السلام اور ان کی اولاد کو کتاب اور سنت کی رو سے حاصل ہے بلکہ اس سے وہ محبت مراد ہے جو ولایت عامہ پر متضمن ہو اور یہ ظاہر ہے جو شخص اپنے محبوب کے دشمن کو محبوب پر مقدم سمجھے تو اس کی محبت جھوٹی اور فاسد ہوگی اور یہ بات ہر صاحب تدبر اور انصاف پسند پر بالکل واضح ہے جس میں کسی قسم کی کوئی پوشیدگی نہیں کہ رسول اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مقام پر عام مشہور و معروف محبت مراد نہیں لی بلکہ اس حدیث میں جو محبت وارد ہوئی ہے اس سے وہ محبت مراد جس بہ ولایت و خلافت کی سفارش کی ہے اور اس مطلب پر ہماری دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بکثرت وارد شدہ وہ احادیث ہیں جن میں محبت اہلبیت علیہم السلام اور ان کی ولاء پر برانگیختہ اور آمادہ کیا گیا ہے۔ لہذا ہر شخص پر واجب عینی ہے کہ وہ تمام احکام دینی کو خواہ اصولی ہوں یا فروعی ہوں ان سب کو اس شخص سے حاصل کریں جن کی عصمت پر رسول کریمؐ نے نص کردی ہو۔ کیونکہ غیر معصوم شخص اس امر عظیم اور بار گراں کے اٹھانے کے لائق نہیں کیونکہ ایسے شخص سے غلطیوں کا ہونا ثابت اور یقینی ہے کیوں کہ

Marfat.com

علم اصول میں یہ بات طے ہو چکی ہے کہ جب عصمت نہ ہو تو صحیح و غلط دونوں باتیں ثابت ہوں گی ۔ اور کبھی کبھی قضیہ واجبہ کے برعکس فتویٰ دے گا۔ جیسا کہ عمر سے اس کے زمانہ خلافت میں کئی بار سرزد ہوا اور یہ ایک ایسی بات ہے جس کی بنا پر ایسے شخص کے ساتھ تمسک تام اختیار کرنا جائز نہیں۔ اسی وجہ سے ہمارے نزدیک یہ بات ثابت ہے کہ امام کا اللہ عزوجل کی طرف سے منصوص و مقرر کرنا واجب ہے ۔ اور معصوم رسول غیر معصوم کو وصی نہیں بنائے گا کیونکہ وہ اس بات پر اللہ کی طرف سے مامور ہوتا ہے اور خواہشات نفسانی سے کچھ نہیں کہتا اور عصمت کو ثابت کرنیوالا بیان عنقریب آپ کے سامنے آئے گا۔

(۱۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علیؑ کے بارے میں فرمان :-

انت اخی و وزیری

تو میرا بھائی ہے اور تو میرا وزیر ہے

متقی حنفی نے اپنی کتاب کنز العمال میں طبرانی کی معجم کبیر سے ابن عمر کے اسناد سے نقل کیا ہے ۔ ابن عمر کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا :-

الا! ارضیک یا علی انت اخی ووزیری تقضی دینی وتنجز موعدی وتبرئ ذمتی فمن احبک فی حیوۃ منی فقد قضی نحبہ۔ ومن احبک فی حیوۃ منک بعدی ختم اللہ لہ بالامن والایمان ومن احبک بعدی ولم یرک ختم اللہ لہ بالامن والایمان وامنہ یوم الفزع ومن مات وھو	اے علی! آگاہ رہو! میں تم کو یہ خوشخبری سناتا ہوں کہ تو میرا بھائی اور میرا وزیر ہے۔ میرے قرضے تو ادا کرے گا۔ میرے وعدے تو پورے کرے گا تو ہی میری ذمہ داریوں کی برائت کا موجب ہوگا جو میری زندگی میں تجھے دوست رکھے گا اس نے اپنی حاجت پوری کرلی (اچھی موت مرا) اور جس نے میرے بعد تیری زندگی میں تجھے دوست رکھا اللہ تعالیٰ امن و امان کے ساتھ اس کا خاتمہ کرے گا اور جو شخص میرے بعد تجھے دیکھے بغیر تجھ سے محبت کرے گا اللہ تعالیٰ

يبغضك يا علي مات ميتة الجاهلية - يحاسبه الله بما عمل في الاسلام

امن وایمان کیساتھ اس کا خاتمہ کرے گا اور قیامت کے دن اس کو ہر طرح بے خوف کر دے۔ اے علیؑ جو شخص تیری دشمنی لے کر مرے گا وہ کفر کی موت مرے گا اور اللہ تعالیٰ اس سے زمانہ اسلام کے تمام اعمال کا حساب لے گا۔

قول مؤلف حسب تصریح طبرانی وغیرہ یہ حدیث صحیح اور حسن ہے اس میں کسی قسم کا شک نہیں اور علماء اہلسنت کی کتابوں میں اس کے گواہ موجود ہیں جیسے ابو نعیم کی حلیۃ الاولیاء جلد ۱ صفحہ ۸۶ ، متقی حنفی کی کنزل العمال جلد ۶ صفحہ ۱۵۵ اور دیگر کتب میں موجود ہے۔

متقی حنفی نے اپنی کتاب کنزل العمال جلد ۶ صفحہ ۱۱۱ پر اسی مضمون کی ایک اور حدیث ابن عباس سے روایت کی ہے اور اس کے اندر کچھ اہم اضافے ہیں جنکو اس نے طبرانی کی المعجم الکبیر سے نقل کیا ہے آنحضرتؐ نے فرمایا:-

من سره ان يحيى حياتي ويموت مماتي ويسكن جنت عدن غرسها ربي فليوال عليا من بعدي وليوال وليه وليقتد باهلبيتي من بعدي فانهم عترتي خلقوا من طينتي رزقوا فهمي وعلمي وويل للمكذبين بفضلهم من امتي القاطعين فيهم صلتي لا انالهم الله شفاعتي

جو اس بات سے خوش ہو کر میری زندگی کی طرح اس کی زندگی ہو اور میری موت کی طرح اسکی موت ہو۔ اور عدن کے اس باغ میں سکونت پذیر ہو جس کو میرے رب نے خود لگایا ہے تو میرے بعد علیؑ کو اپنا ولی سمجھے اور اس سے محبت کرے اور علی کے دوستوں سے بھی دوستی رکھے اور میرے بعد میرے اہل بیتؑ کی پیروی کرے اس لئے کہ یہ میری عترت ہیں اور میری طینت سے پیدا ہوئے ہیں میرا علم و فہم ان کو عطا ہوا ہے اور میری امت میں سے جو لوگ میری اہل بیت کے فضائل کو جھٹلائیں گے اور ان کے رشتہ داری کو مجھ سے توڑیں گے ان کے لئے جہنم ہے خداوند پاک انکو میری شفاعت نصیب نہیں کریگا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ عظیم المرتبہ روایت شدہ حدیث جس کی صحت پر شیعہ سنی دونوں طریقے متفق ہیں بلکہ شیعہ سنی کے علاوہ دوسرے طریق

Marfat.com

کو بھی اس سے اتفاق ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اہل بیت علیہم السلام سے محبت کرنے کا اپنی امت کو حکم دینا ہمیں اس بات کی مزید ہدایت کرتا ہے کہ امت والے دین و دنیا کے تمام معاملات میں آنحضرت ص کی اہلبیت ع اور عترت علیہم السلام کی اقتدا اور پیروی کریں اور آنحضرت ص نے اپنے اس حکم کا سبب بھی بیان فرمایا ہے اور وہ آنحضرت ص کا یہ فرمان ہے :۔
رزقوا فہمی وعلمی یعنی میرے اہلبیت ع کو میرا فہم اور علم عطا کیا گیا ہے
پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے اس فرمان سے ثابت فرماتے ہیں کہ میرے اہلبیت علیہم السلام اتباع کے لائق ہیں اور ان کی اس وجہ سے اقتداء کرنی چاہیئے کہ یہ رسول ص کے علم و فہم کے جامع ہیں نہ صرف اس وجہ سے کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عترت علیہم السلام ہیں ۔ لہذا یہ حدیث بھی دیگر مشہور معروف حدیثوں کی طرح ہے جیسے حدیث ثقلین، حدیث سفینہ ان دونوں میں آنحضرت ص نے اس بات کی صراحت فرما دی ہے کہ کامیابی اور دنیا و آخرت کی ہلاکتوں سے نجات اہل بیت علیہم السلام کے تمسک اور پیروی کرنے اور سفینہ نجات پر سوار ہونے پر موقوف ہے کیونکہ حضرات اہلبیت علیہم السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کے خزانے اور حضرت کے علم اور خلیفہ اور امام کی تمام ضروریات کے وارث ہیں ۔ چنانچہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مسئلے کو اصحاب کے سامنے بہت وضاحت کے ساتھ بیان فرما دیا ہے تاکہ جنت کی کامیابی اور ہدایت کا جو طریقہ آنحضرت ص نے ذکر فرمایا ہے وہ امت اسلامیہ تک پہنچ جائے اور یہ لوگ اہلبیت علیہم السلام کا راستہ اختیار کریں اور ان کی سیدھی راہ کو اپنا مسلک قرار دیں اور ان کی اس روشن دلیل پر چلیں جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو ایسے خلیفہ انتخاب کئے بغیر نہیں چھوڑا جو امت کے واسطے

Marfat.com

موزوں و مناسب ہے کیونکہ اگر آنحضرتؐ اپنی امت کو وصی کے بغیر چھوڑ جاتے تو وہ امت کے معاملہ میں کوتاہی کرتے اور امت کو ہلاکت و تباہی کے حوالے کر دیتے۔ حاشا و کلا کہ آپ نے دینی معاملات میں کسی چیز سے چشم پوشی کی ہو خاص کر خلافت کے معاملہ میں جب کہ آپ اپنی امت پر رحیم و رؤف ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان :۔

النجوم امان لاھل السماء و	ستارے اہل آسمان کے لئے باعث امان ہیں، اور (۱۶)
اھل بیتی امان لامتی	میرے اہل بیتؑ میری امت کے لئے امان کا باعث ہیں۔

۱۔ ابن حجرؒ نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے :۔

النجوم امان لاھل السماء و	ستارے اہل آسمان کے لئے باعث امان ہیں اور میرے
اھل بیتی امان لامتی۔	اہل بیتؑ میری امت کے لئے امان کا باعث ہیں۔

پھر ابن حجر لکھتے ہیں کہ اس حدیث کو ایک جماعت نے ضعیف سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔

قول مؤلف بنظر انصاف اور خالی ذہن ہو کر ابن حجر کے قول سند ضعیف پر غور کیجئے۔ اس کا یہ لفظ اس کی فطری برائی کی غمازی کرتا ہے اس واسطے کہ جو چیز وہ آگے لا رہا ہے وہ حدیث کی سند کو مضبوط اور مستحکم کرتی ہے (یہ کہتا ہے کہ ضعیف سند ہے) وہ خود کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ :۔

اھل بیتی امان لاھل الارض فاذا	میرے اہلبیتؑ زمین والوں کے لئے امان ہیں جس
اھلک اھل بیتی جاء اھل	وقت میرے اہلبیتؑ نہ رہیں گے تو زمین والوں
الارض من الآیات ما کانوا	پر ایسی آیات (عذاب الٰہی) آئیں گی جن کا ان
یوعدون۔	سے وعدہ کیا گیا ہے۔

۲۔ احمد بن حنبل نے ایک دوسری روایت لکھی ہے :۔

Marfat.com

فاذا ذھب النجوم ذھب اھل السماء واذا ذھب اھل بیتی ذھب اھل الارض	جب تارے نہ رہیں گے تو اہل آسمان بھی نہ رہیں گے اور جب میرے اہل بیت چلے جائیں گے، تو زمین والے بھی نابود ہو جائیں گے۔

ایک اور روایت یہ ہے جس کو حاکم نے شیخین کی بنا پر صحیح مانا ہے

النجوم امان لاھل الارض من الغرق واھل بیتی امان لامتی من الاختلاف، فاذا خالفتھم قبیلۃ من العرب اختلفوا فصاروا حزب ابلیس۔	ستارے اہل زمین کو غرق ہونے سے امان میں رکھتے ہیں اور میرے اہلبیت میری امت کو اختلاف سے بچاتے ہیں۔ جب عرب کا کوئی قبیلہ میرے اہلبیت کی مخالفت کریگا تو آپس میں ان کا اختلاف پیدا ہو جائے گا اور وہ شیطانی گروہ بن جائیں گے۔

اور مختلف طریقوں سے روایت پہنچی ہے جو ایک دوسرے کی تقویت کا باعث ہے :۔

انما مثل اھل بیتی فیکم کسفینۃ نوح من رکبھا نجا۔	تم لوگوں میں میرے اہلبیت کی مثال کشتی نوح کی مثال ہے جو اس پر سوار ہو گیا نجات پا گیا۔

اور مسلم کی روایت میں ہے :۔

من تخلف عنھا غرق	جو اس کشتی سے ہٹ گیا وہ غرق ہو گیا۔

ایک اور دوسری روایت میں ھلک .. وہ ہلاک ہو گیا۔

ابن حجر نے روایت کیا ہے :۔

انما مثل اھل بیتی مثل باب حطۃ فی بنی اسرائیل من دخل غفر لہ	میرے اہلبیت کی مثال بنی اسرائیل کے باب حطہ کی مثال ہے جو اس میں داخل ہو گیا بخش دیا گیا۔

اور ایک روایت میں ہے غفرلہ ذنوبہ اس کے گناہ بخش دیے گئے۔

قول مولف | ابن حجر نے جو روایات بیان کی ہیں وہ شیعوں پر منطبق ہوتی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

Marfat.com

: علی مرتضےٰ اور جگر گوشہ رسول فاطمہ الزہرا علیہا السلام اصحاب کسا جن کو لے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نصاریٰ اور نجران سے مباہلہ کیا تھا اور نو فرزندان حسین علیہ السلام کو دوست رکھتے ہیں۔ پھر ابن حجر زہر مطاعن کا رخ شیعوں کی طرف پھیرتا ہے تاکہ پڑھنے والا اس وہم میں پڑ جائے کہ وہ شیعہ نہیں ہیں جو پہلے زمانے میں تھے اور پھر یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ لوٹے اس جیسے ناصبی وہی شیعہ ہیں کیونکہ موجودہ شیعوں پر گویا یہ حدیث فٹ نہیں آتی ۔

سد الابواب الشارعۃ فی المسجد الا باب علیؑ (۱۲)

علیؑ کے دروازے کے سوا مسجد نبویؐ کی طرف کھلنے والے دروازوں کا بند ہونا ،

نسائی نے اپنی خصائص ص۱۷ پر بحذف اسناد زید بن ارقم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چند اصحاب کے دروازے مسجد نبویؐ میں کھلتے تھے آنحضرتؐ نے حکم دیا

سدوا الابواب الا باب علیؑ — علیؑ کے دروازے کے سوا سب دروازے بند کردو

اس پر لوگ بڑبڑائے اور چہ میگوئیاں کیں۔ فوراً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے ۔ حمد وثنا الٰہی بجالائے اور پھر فرمایا :۔

اما بعد فانی امرت بسد ھذہ الابواب غیر باب علیؑ وقال فیہ قائلکم واللہ ما سددتہ ولا فتحتہ ولکن امرت فاتبعتہ ۔

بعد حمد وثنا الٰہی (یہ تم سن لو) کہ میں نے بجز علیؑ کے دروازے کے سب دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا ہے تو اس مسئلے میں تمہارے ایک آدمی نے باتیں بنائی ہیں۔ بخدا میں نے اپنے آپ نہ دروازے بند کئے ہیں اور نہ کھولے ہیں لیکن مجھے (خدا کی طرف سے) یہ حکم ملا ہے میں نے اس کی پیروی اور تعمیل کی ہے ۔

قول مؤلف — حاکم نے اپنی مستدرک جلد۳ ص۱۲۵ پر ان اسناد کے علاوہ دوسرے اسناد کے ساتھ تھوڑے اختلافات کیساتھ

Marfat.com

اس حدیث کو لکھا ہے اور طبری اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ صلاے پر اس حدیث کو لایا ہے۔ حاکم و طبری کے علاوہ بھی بڑے بڑے علمائے اہلسنت والجماعت نے اس حدیث کو لکھا ہے۔

علی مع القرآن والقرآن مع علی،

فرمان رسولؐ: علی قرآن کے ساتھ ہے اور قرآن علی (علیہ السلام) کے ساتھ

قندوزی نے ینابیع المودۃ کے اندر ایک روایت میں بیان ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے مرض الموت کے وقت فرمایا:

یا ایھا الناس یوشک ان اقبض قبضا سریعا فینطلق بی وقد قدمت الیکم القول معذرۃ الیکم الا انی مخلف فیکم الثقلین کتاب اللہ عز وجل وعترتی واھل بیتی ثم اخذ بید علی فقال ھذا علیؑ مع القرآن والقرآن مع علی لا یفترقا حتی یردا علی الحوض فاسألھما ما اختلفتم فیھما۔	اے لوگو! عنقریب جلد ہی میری روح قبض کر لی جائے گی آگاہ رہو! میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جاتا ہوں کتاب خدا اور اپنی عترت اہل بیتؑ۔ پھر علیؑ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا یہ علیؑ قرآن کے ساتھ رہے گا اور قرآن علی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوں گے یہاں تک میرے پاس حوض کوثر پر آن پہنچیں گے اور میں ان دونوں سے یہ پوچھوں گا کہ ان کے معاملے میں تم نے کیا کیا اختلاف کیا ہے

حموینی نے فرائد السمطین باب ۳۶۔ بالاسناد ام سلمہ سے روایت کی ہے، وہ فرماتی ہیں مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا۔

علی مع الحق والقرآن والحق والقرآن مع علی ولن یفترقا حتی یردا علی الحوض	علیؑ حق اور قرآن کے ساتھ ہے اور حق و قرآن علیؑ کے ساتھ اور یہ دونوں ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک حوض کوثر پر میرے پاس آن پہنچیں۔

Marfat.com

اور اسی کے قریب قریب مضامین کی اور روایت بھی اس نے لکھی ہے:۔

(۱۹) **علیؑ سید المسلمین** — علی علیہ السلام مسلمانوں کے سردار ہیں۔

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۵۵ پر ابن عباسؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ام سلمہؓ سے فرمایا

یا ام سلمہ! علی منی وانا من علی، لحمہ من لحمی ودمہ من دمی وھو منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ - یا ام سلمہ اسمعی! واشھدی ھذا علی سید المسلمین	اے ام سلمہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں اس کا گوشت میرے گوشت سے بنا ہوا ہے اور اس کا خون میرے خون سے ہے اور وہ مجھ سے وہی مرتبہ رکھتے ہیں جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا اے ام سلمہ سنو! تم گواہ رہو کہ یہ علی علیہ السلام مسلمانوں کا سردار ہے۔

(۲۰) **علیؑ سید العرب** — علی علیہ السلام عرب کے سردار ہیں،

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۸۹ پر انس بن مالک سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

مَن سید العرب؟ قالوا انت یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) قال انا سید ولد آدمَ وعلی سید العرب	سردار عرب کون ہے لوگوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہیں تو آپ نے فرمایا میں سردار بنی آدم ہوں - اور علیؑ عرب کے سردار ہیں۔

(۲۱) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان :۔

علی احب الخلق الی اللہ ورسولہ

علیؑ اللہ اور اس کے رسول کی نگاہ میں تمام مخلوق سے زیادہ محبوب ہے،

علامہ قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ صفحہ ۵۶ پر احمد بن حنبل کے حوالہ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام سفینہ کی سند سے روایت کی ہے کہ ایک انصاری عورت نے دو بھنے ہوئے پرندے دو روٹیوں میں رکھ کر ہدیۃً

Marfat.com

مجھے پیش کئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

اللھم ائتنی باحب خلقك	خداوندا میرے پاس ایسے شخص کو بھیج جو تیرے
الیك والی رسولك فجاء	اور تیرے رسول کی نگاہ میں تمام مخلوقات سے زیادہ
علی فاکل معہ من الطیر حتی	پسندیدہ اور محبوب ہو چنانچہ فوراً علی تشریف لائے
کفیا	اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دونوں

پرندوں میں سے کھایا اور وہ پرندہ اور روٹی دونوں حضرات کے واسطے کافی ہوگئی

قول مولف میں کہتا ہوں کہ یہ وہی حدیث ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث طیر کے نام سے مشہور ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان :- ۱۲۶

علی ماول القرآن

علی قرآن کی صحیح تاویل کرنے والے ہیں -

ابن حجر عسقلانی نے اپنی کتاب الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ جلد ۲ صفحہ ۲۹۲ پر عبدالرحمن بن بشیر انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم سب لوگ آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :-

لیضربنکم رجل علی تاویل	ایک جوان تم کو تاویل قرآن پر ویسے ہی مارے گا
القرآن کما ضربتکم علی تنزیلہ	اور جنگ کریگا جیسے میں نے تنزیل قرآن پر تم
فقال ابوبکر انا ھو یا رسول اللہ	سے جنگ کی تھی اور مارا تھا - فوراً ابوبکر نے
قال لا فقال عمر انا ھو یا	کہا یا رسول اللہ کیا وہ مرد میں ہوں آپ نے
رسول اللہ قال لا لکن خاصف	فرمایا نہیں پھر عمر نے کہا یا رسول اللہ وہ مرد
النعل فانطلقنا فاذا علی	میں ہوں آپ نے فرمایا نہیں لیکن (وہ شخص ہے)
یخصف نعل رسول اللہ فی	جو جوتی ٹانک رہا ہے چنانچہ ہم چل کھڑے ہوئے
حجرۃ عائشۃ - فبشرناہ -	(کہ دیکھیں وہ مرد کون ہے) دیکھا تو علی

رسول خدا کی جوتی عائشہ کے حجرے میں بیٹھے ٹانک رہے ہیں ہم دونوں نے ان کو (اس حدیث کی) خوشخبری سنائی -

Marfat.com

قول مؤلف

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ ص۹۰ پر اس حدیث کو بیان کیا ہے اور طبری نے ذخائر العقبیٰ ص۷۶ پر الفاظ کے تھوڑے سے ہیر پھیر کے ساتھ اس کو ذکر کیا ہے۔

(۴۲) **تائید اللّٰہ تعالیٰ نبیہ بعلیؑ** — اللہ تعالیٰ کا علیؑ کے ذریعے اپنے نبیؐ کی تائید کرنا

طبری نے ذخائر العقبیٰ ص۶۹ پر ابن حمیس سے روایت کی ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لما اسری بی الی السماء	جب خداوند عالم مجھ کو آسمان پہ لے گیا تو
فنظرت الی ساق العرش	میں نے عرش کے داہنے پائے کے پاس ایک
الایمن فرایت کتابا و فہمتہ	تحریر دیکھی اور سمجھی (وہ یہ تھا) - محمد اللہ کا رسول
محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بہ	اور میں نے علی کے ذریعے ان کی تائید اور مدد کردی ہے۔

من ابغض علیا اکبہ اللہ علی وجہ فی النار

(۴۳) جو علی (علیہ السلام) سے دشمنی رکھے گا اللہ تعالیٰ اس کو منہ کے بل جہنم میں ڈالے گا۔

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ ص۹۱ حموینی شافعی کی کتاب فرائد السمطین اور سمعانی کی کتاب الفضائل نے ابوزبیر مکی کی سند کے ساتھ جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگ بمقام عرفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے تو آنحضرت نے علی علیہ السلام سے فرمایا:۔

یا علی ضع کفک فی کفی	اے علیؑ اپنی ہتھیلی میری ہتھیلی پر رکھو (اپنا ہاتھ
یا علی خلقت انا و انت	میرے ہاتھ میں دو ہاتھ میں ہاتھ لے کر حضرت نے
من شجرۃ انا اصلہا و انت	فرمایا) اے علیؑ میں اور تم ایک درخت سے خلق
فرعہا و الحسن و الحسین	کئے گئے ہیں اس درخت کی جڑ تم اس کا تنا
اغصانہا فمن تعلق باغصانہا	اور حسن و حسین اس کی شاخیں ہیں جو ان شاخوں سے

Marfat.com

دخل الجنة — پیٹ اور چمٹ جائے گا خدا اس کو جنت میں داخل کرے گا۔

یا علی لو ان امتی صاموا حتی — اے علی اگر میری امت اتنے روزے رکھے کہ ان کے

یکونوا کالحنایا وصلوا حتی — جسم (کمزوری سے) دوہرے اور خمیدہ ہو جائیں

کانوا کالاوتار ثم ابغضوک لاکبهم الله — اور اتنی نمازیں پڑھیں کہ (سوکھ کر) تانت کی شکل ہو جائیں اور

علی وجوههم النار۔ — آپ سے دشمنی کریں تو اللہ تعالیٰ انکو اوندھے منہ جہنم میں ڈالدے گا

۲۵) علی اول من آمن بالنبی — علی علیہ السلام ہی پہلے نبی پر ایمان لائے

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودة میں ابولیلی غفاری سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا۔

ستکون من بعدی فتنة — میرے بعد فتنہ برپا ہوگا جب صورت پیدا ہو تو

فاذا کان ذلک فالزموا علی — علی ابن ابی طالب کو مضبوطی سے پکڑ لینا۔ کیونکہ

ابن ابی طالب فانه اول من — یہی وہ شخص ہے جو سب سے پہلے (عالم ارواح

آمن بی واول من یصافحنی — سے) مجھ پر ایمان لاچکا ہے اور قیامت کے دن

یوم القیامة وهو صدیق الاکبر — سب سے پہلے یہی شخص مجھ سے مصافحہ کرے گا

وهو فاروق هذه الامة وهو — اور یہی صدیق اکبر اور میری امت کا فاروق ہے (جو حق

یعسوب المومنین والمال — و باطل میں فرق کریگا۔ علی علیہ السلام مومنین کا یعسوب

یعسوب المنافقین۔ — (سردار) ہے اور مال و دولت منافقوں کا سردار ہے۔

۲۶) علیؑ وصی رسول اللہ — علی علیہ السلام رسول اللہؐ کے وصی ہیں

علامہ قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودة صفحہ پر احمد بن حنبل سے روایت کیا ہے اور احمد بن حنبل نے انس بن مالک کے اسناد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ ہم نے سلمان سے کہا آنحضرتؐ سے پوچھو کہ آپ کا وصی کون ہے سلمان نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا

Marfat.com

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کا وصی کون ہے ؟
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

قال النبیؐ ۔ یاسلمان من وصی موسٰی	حضرتؐ نے فرمایا اے سلمان ! موسٰی کا وصی کون تھا ؟
فقال سلمان ۔ یوشع بن نون ۔	سلمان نے کہا یوشع بن نون تھے ۔
فقال النبیؐ ۔ وصی و وارثی یقضی	تو آنحضرتؐ نے فرمایا میرا وصی اور میرا وارث وہ ہے
دینی و ینجز موعدی علی بن	جو میرے قرضوں کو ادا کرے گا اور میرے وعدے
ابی طالب (علیہما السلام)	پورے کریگا وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے ۔

ابن مردویہ نے اپنی کتاب مناقب میں سلمان سے روایت کی ہے سلمان کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کی اکہ حضور آپ کے بعد ہم احکام الٰہی کس سے حاصل کریں اور کس پر بھروسہ کریں آنحضرتؐ خاموش رہے یہاں تک کہ میں نے دس بار یہی سوال کیا تب فرمایا ۔

یاسلمان ان وصی و خلیفتی و	اے سلمان میرا وصی میرا خلیفہ ، میرا بھائی ،
اخی و وزیری و خیر من	میرا وزیر اور بہترین شخص جس کو اپنے بعد چھوڑ
اخلفہ بعدی علی ابن ابی	جاؤں گا وہ علیؑ ابن ابی طالبؑ ہے جو میرے
طالب تؤدی عنی و ینجز	قرضے کو ادا کرے گا اور میرے وعدے
موعدی	پورے کرے گا ۔

نیز ابن مردویہ نے اپنی کتاب مناقب میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء اور گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب میں اور خوارزمی نے اپنے مقتل ، اور مناقب میں تھوڑے سے لفظی اختلاف کے ساتھ اس حدیث کو روایت کیا ہے یعنی ابن مردویہ کے الفاظ یہ ہیں :۔

عن انس من حدیث ان النبی	انسؓ سے ایک حدیث مروی ہے کہ آنحضرتؐ
قال لعلیؑ انت تبلغ رسالتی	نے علی سے فرمایا اے علی میرے بعد میرا پیغام
من بعدی و تؤدی عنی	تم پہنچاؤ گے اور میری طرف سے قرض ادا کرو

Marfat.com

وتسمع الناس صوتك وتعلم الناس من كتاب الله مالا يعلمون — گے اور لوگوں کو میری آواز (احکام تبلیغ) سناؤ گے اور کتاب خدا میں سے وہ جو کچھ نہیں جانتے تم اس کی تعلیم دو گے۔

ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں ابوجعفر اسکافی سے حدیث دار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کیا جو آپ نے علیؑ کے بارے میں اس وقت فرمایا تھا۔ جب آیت

وانذر عشیرتک الاقربین — اے رسول اپنے قرابتداروں کو ڈرا۔ نازل ہوئی تھی

ھذا اخی ووصی وخلیفتی من بعدی۔ — میرا یہ بھائی میرے بعد میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے۔

محب طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ میں اور خوارزمی نے المناقب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا:-

لکل نبی وصی ووارث وان علیا وصی ووارثی — ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے اور علی علیہ السلام میرا وصی اور میرا وارث ہے۔

علیؑ علیہ السلام کے خلیفہ بلافصل ہونے کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کتب فریقین میں اتنی زیادہ احادیث بطور نص وارد ہوئی ہیں کہ ان کا احصار و شمار نہیں ہو سکتا۔ آپ ان کا مطالعہ فرمائیں آپ خود حقیقت دیکھ سکیں گے کہ ہر صاحب نظر کے نزدیک وہ احادیث نص کا مرتبہ رکھتی ہیں۔ بعد بیاں کسی کو عذر کرنے کی مجال نہیں ہو سکتی (اور یہ اس لئے ہے کہ جو مرے بینہ برہان و دلیل کے ساتھ مرے اور جو زندہ ہو تو وہ دلیل و برہان کیساتھ زندہ ہو۔

حاکم نے اپنے مستدرک جلد ۳ ص ۱۲۸ پر بحذف اسناد ابوذر غفاری سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا:-

Marfat.com

من اطاعنی فقد اطاع اللہ و	جس نے میری فرمانبرداری کی اس نے اللہ کی اطاعت
من عصانی فقد عصی اللہ و	کی اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے اللہ کی نافرمانی کی اور
من اطاعک فقد اطاعنی و	جس نے تیری اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور
من عصاک فقد عصانی	جس نے تیری نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(۲۰) من احب علیا احبہ اللہ

جو علی سے محبت رکھے گا اللہ اس سے محبت رکھیگا

حاکم نے اپنے مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۸ پر ابن عباس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام پر ایک نگاہ ڈالی اور فرمایا۔

یا علی انت سید فی الدنیا و	اے علی! تو دنیا میں بھی سردار ہے اور آخرت
سید فی الآخرۃ۔ حبیبک	میں بھی سردار ہے۔ تیرا دوست میرا دوست ہے
حبیبی وحبیبی حبیب اللہ۔	اور میرا دوست خدا کا دوست ہے اور تیرا دشمن
عدوک عدوی وعدوی	میرا دشمن اور میرا دشمن خدا کا دشمن ہے، اس
عدو اللہ۔ والویل لمن ابغضک بعدی	شخص کیلئے جہنم ہے جو میرے بعد تجھ سے دشمنی رکھے اور بغض رکھے

حب علی ایمان وبغضہ نفاق

علی سے محبت رکھنا ایمان ہے اور اس سے بغض و دشمنی رکھنا نفاق ہے

احمد بن حنبل نے اپنے مسند جلد ۲ صفحہ ۱۲۸ پر علی ابن ابی طالب ع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں: ۔

عہد الی النبی انہ لا یحبک	آنحضرت نے مجھ سے فرمایا اے علی تجھ کو وہی دوست
الا مومن ولا یبغضک الا منافق	رکھیگا جو مومن ہوگا اور تجھ سے وہی دشمنی کریگا جو منافق ہوگا

اور اس کو قندوزی نے ینابیع المودۃ صفحہ ۴۷ پر مختلف طریقوں سے لکھا ہے

مِن علامات المنافق بُغض علی علیہ السلام

علی علیہ السلام سے دشمنی رکھنا منافق کی ایک علامت ہے۔

حاکم نے اپنی کتاب مستدرک جلد ۳ صفحہ ۱۲۹ پر ابوذر سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ:

Marfat.com

ماکنا نعرف المنافقین الا بتکذیبھم اللہ و رسولہ والتخلف عن الصلوٰۃ والبغض لعلی بن ابی طالب

ہم منافقوں کو اللہ اور اس کے رسول کی تکذیب اور نماز سے جان چرانے اور علی بن ابی طالب علیہما السلام کو دشمنی سے پہچانتے تھے

ثلاث خصائل لامیر المومنین علی علیہ السلام (۲۸)

امیر المومنین علی علیہ السلام کو تین خصائل حسنہ حاصل ہیں

احمد بن حنبل نے جلد ۲، ص۲۰ پر ابن عمر سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں، کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں یہ کہا کرتے تھے۔ تمام لوگوں میں بہترین شخصیت آنحضرتؐ کی ہے ان کے بعد ابوبکر پھر عمر اور علی ابن ابی طالب علیہ السلام کو ایسی تین باتیں عطا کی گئی ہیں کہ ان میں اگر ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو میرے لیے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب تھی۔ (وہ تین یہ ہیں)

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی لخت جگر سے علیؑ کی شادی کردی۔

۲۔ مسجد میں کھلنے والے دروازے سب بند کردیئے علی کا دروازہ کھلا رکھا۔

۳۔ اور بروز جنگ خیبر علی علیہ السلام کو علم عنایت فرمایا۔

اللہ تعالیٰ یفرض علی خلقہ مودۃ علی ابن ابی طالب (۲۹)

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کی مخلوق پر علی ابن ابی طالبؑ کی محبت و مودت فرض ہے

علامہ قندوزی نے بھی اپنی کتاب ینابیع المودۃ ص۲ پر خوارزمی سے امام محمد باقرؑ کی سند سے جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

ؔ صاحب کتاب احمد بن حنبل سے ابن عمر کا وہ قول نقل کیا ہے مجھے اور مذہب اہلبیتؑ اور شیعیان حیدر کرار سے اس کا واسطہ دور کا بھی نہیں عرب کے لوگ سرخ اونٹوں کو بہت پسند کرتے تھے اور ان پہ عاشق تھے اور ابن عمر نے اس کا اظہار کیا ہے۔ (مترجم)

Marfat.com

جاءنی جبرائیل بورقة آس خضراء من الجنة مکتوب علیها انی انا اللّٰہ افترضت مودة علیٍ علیٰ خلقی فبلغهم یا حبیبی ذلک عنی	جبرئیل میرے پاس جنت سے درخت آس کا ایک سبز پتہ لائے جس پر یہ لکھا تھا میں خدا ہوں میں نے اپنی مخلوق پر علیؑ کی محبت کو فرض قرار دیا ہے۔ اے میرے حبیب ان لوگوں کو میرا یہ پیغام میری طرف سے پہنچا دو۔
(۲) بیتوتة علی (علیہ السلام) علیٰ فراش رسول اللّٰہ (صلی اللّٰہ علیہ وآلہٖ وسلم)	علی (علیہ السلام) کا رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے بستر پر رات کو سونا۔

حاکم نے مستدرک جلد ۳ صہ ۴ پر بحذف اسناد ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے اپنا نفس بیچ دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا لباس پہنا اور پھر آنحضرتؐ کے بستر پر سو گئے اور مشرکین یہ خیال کرتے رہے کہ آنحضرتؐ خود سو رہے ہیں اور آنحضرت نے علی علیہ السلام کو اوپر سے ایک چادر اڑھا دی تھی قریش آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو قتل کرنا چاہتے تھے۔ قریش علی کو پتھر مارنے لگے وہ سمجھ رہے تھے کہ رسول خدا سو رہے ہیں۔ حالانکہ علیؑ چادر اوڑھے لیٹے تھے اور علی علیہ السلام مارے غصہ کے بل کھانے لگے۔ قوم نے دیکھا وہ علی علیہ السلام تھے کہنے لگے تم لئیم ہو تمہارے پیچ و تاب کھا رہے ہو تمہارا ساتھی (آنحضرتؐ) تو بل نہیں کھاتے تھے، اور ہم اس کو تم سے زیادہ ناپسند کرتے ہیں مشہور ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بستر پر سوئے تو اشعار کہے:-

وقیت بنفسی خیر من وطی الحصا ومن طاف بالبیت العتیق وبالحجر	میں نے اپنی جان پر کھیل کر زمین پر چلنے والوں میں بہترین شخص کو بچایا ہے جس نے خانہ کعبہ اور حجر اسود کا طواف کیا ہے۔
رسول اللّٰہ خاف ان یمکروا به فنجاه ذو الطول الاله من المکر	خدا کے رسول کو کفار کے مکر کا اندیشہ ہوا تو بخشش و قدرت والے خدا نے ان کو کفار کے مکر سے نجات دی۔

وبات رسول الله فی الغار آمنا	رسول خدا نے غار کے اندر بالکل امن و سکون اور محفوظ ہو کر
موقی و فی حفظ الالٰہ و فی الستر	رات بسر کی اور وہ خدا کی حفاظت اللہ پردہ کے اندر رہتے ہے
وبت اراعیھم و لم یتھمو ننی	میں رات بھر ان کفار و مشرکین کے انتظار میں رہا
و قد وطنت نفسی علی القتل والاسر	اور انکو میرا وہم تک نہ تھا اور میرا نفس قتل

ہونے اور قتل کرنے یا قید کرنے پر بالکل آمادہ اور تیار تھا۔

(۴) علی بکسیر صنم الالحاد الاکبر — علی کفر و الحاد کے بڑے بت کو توڑ دیں گے۔

حاکم نے اپنی کتاب مستدرک جلد ۳ صفحہ ۵ پر بحذف اسناد امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ جس رات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اپنے بستر پر سونے کا حکم دیا، اور خود ہجرت کرکے مکہ سے نکل کھڑے ہوئے تو آنحضرت ؐ مجھے بتوں کے پاس لے گئے اور فرمایا کہ بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ میں کعبہ کی طرف بیٹھ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے کندھے پر سوار ہوئے اور پھر مجھے فرمایا کہ اٹھو میں ان کو لے کر اٹھا جب انہوں نے اپنے زیر قدم میری کمزوری کو محسوس فرمایا تو کہا کہ بیٹھ جاؤ چنانچہ میں بیٹھ گیا اور ان کو اپنے کندھے سے اتار دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے واسطے بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اے علی علیہ السلام تم میرے کندھے پر چڑھ آؤ۔ چنانچہ میں حضور ؐ کے کندھے پر سوار ہو گیا اور آنحضرت ؐ مجھ کو لے کر کھڑے ہوتے اور (میں نے اپنے آپ کو اتنا بلند پایا تھا کہ) مجھے خیال ہوا اگر میں چاہوں تو آسمان تک پہنچ سکتا ہوں اور میں کعبہ پر چڑھ گیا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف کو ہٹ گئے اور میں مشرکین کے سب سے بڑے بت کے پاس پہنچ گیا، اور وہ تانبے کا بنا ہوا، اور لوہے کی کیلوں سے زمین میں گڑھا ہوا تھا۔ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا اس کی کوئی تدبیر کرو اس کو ہلاؤ جلاؤ۔ میں نے خوب ہلایا جلایا اور آنحضرت ؐ برابر فرماتے جاتے۔ ہاں۔ ہاں (شاباش) میں

Marfat.com

اس کو برابر ہلاتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے بالکل پوری طرح اس پر کنٹرول اور قبضہ پالیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس پر خوب چوٹ لگاؤ میں نے خوب چوٹیں لگائیں اور اس کو توڑ دیا اور نیچے اتر آیا۔

قول مؤلف

میں کہتا ہوں کہ اس حدیث شریف کو بڑے بڑے علماء اہلسنت کی ایک جماعت نے روایت کیا ہے اور ان مروی احادیث مبارکہ میں سے فضائل علی علیہ السلام کی کچھ احادیث اہلسنت کی کتابوں کے اصل مصادر میں سے ایسے شخص نے جمع کر دی ہیں جو میرے فرزند کی جگہ اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے بلکہ مجھے لائق رنج والم جوان مرگ سے بھی زیادہ عزیز ہے اور وہ جناب پروفیسر شیخ محمد علی طبسی ابن شیخ محمد رضا طبسی ہیں۔ خداوند عالم انکو اپنی جنت الفردوس میں جگہ دے شیخ محمد علی موصوف مذکور نے فضائل علی علیہ السلام کو ایک کتاب میں جمع کر دیا ہے۔ جس کا نام انہوں نے احادیث المسلمین فی فضائل امیر المومنین علیہ السلام رکھا ہے۔ انہوں نے اس حدیث کو بھی اس میں ذکر کیا ہے اور اس پر ایک مختصر لطیف حاشیہ بھی لکھا ہے اور بہت اچھا لکھا ہے اور ہم اس کو ان کی یاد تازہ کرنے کی یاد کیلئے لکھتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں (خدا ان پر رحمت نازل کرے) کہ حضرت امیر المومنینؑ کے قول فلما رای ضعفی (جب انہوں نے میری کمزوری کو دیکھا) میں ضعف کمزوری سے جسمانی کمزوری مراد نہیں ہے بلکہ اس سے مرتبہ نبوت اور رسالت کی برداشت مراد ہے اور اس پر دلیل یہ ہے کہ جس وقت حضرت امیر المومنین علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کندھوں پر چڑھے تو اتنے بلند ہو گئے کہ وہ چاہتے تو آسمان کو چھو سکتے تھے جیسا کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خود فرمایا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کا بھی یہی مقصد و مفاد ہے جہاں انہوں نے فرمایا ہے۔

Marfat.com

یا علی انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ الا انہ لا نبی بعدی — اے علی تم کو مجھ سے وہی مرتبہ و منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے تھا مگر یہ کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں آئیگا

علی یبلغ اھل مکۃ سورۃ برائۃ

اہل مکہ کو سورت برات علی علیہ السلام پہنچائیں گے

احمد بن حنبل نے اپنے مسند جلد ا صفحہ ۱۵۱ پر وکیع سے روایت کی ہے کہ اسرائیل نے کہا کہ مجھ سے ابو اسحاق نے کہا کہ مجھ سے زید بن یثیع نے ابوبکرؓ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے سورہ برائت دی۔ اہل مکہ کے پاس یہ پیغام دے کر بھیجا۔

لا یحج بعد العام مشرک — اس سال کے بعد کوئی مشرک (حج کیلئے اپنے گھر سے)

ولا یطوف بالبیت عریانا۔ — نہ نکلے اور ننگے ہو کر خانہ کعبہ کا طواف نہ کرے

ولا یدخل الجنۃ الا نفس مسلمۃ — جنت میں صرف مسلمان جائے گا۔

من کان بینہ و بین رسول اللہ مدۃ فاجلہ الی مدتہ — جس کسی شخص اور رسول خدا کے درمیان کسی خاص مدت کا معاہدہ ہو تو اس کی میعاد وہی مدت ہوگی۔

واللہ بری من المشرکین — اور اللہ تعالیٰ مشرکین سے بری ہے۔

ابوبکرؓ نے یہ پیغام لے کر تین روز سفر کیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ تم ابوبکرؓ کو جا ملو۔ اور ابوبکرؓ کو میرے پاس واپس بھیج دو اور تم خود اس حکم کو پہنچاؤ۔ راوی کہتا ہے علیؓ نے ایسے ہی کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ابوبکرؓ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ رو پڑے اور عرض کیا یا رسول اللہؐ کیا مجھ میں کوئی نئی بات پیدا ہو گئی تھی۔ (جو آپ نے سورہ برات علی علیہ السلام کو دلوا کر مجھے واپس بلایا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بجز بھلائی کے تم میں کوئی نئی بات

Marfat.com

نہیں پیدا ہوئی لیکن مجھے خدا کی طرف سے یہی حکم ملا ہے کہ اس حکم کو یا تو میں خود پہنچاؤں یا وہ مرد پہنچائے جو میرا ہمجنس ہو۔

اس واقعہ کو بہت سے لوگوں نے بھی ذکر کیا ہے جن میں سے طبری نے ذخائر العقبیٰ ص ۶۹ پر تھوڑے سے اختلاف الفاظ کے ساتھ بیان کیا ہے، اور ترمذی نے صحیح ترمذی جلد ۲ ص ۴۶۱ پر اور نیشاپوری مستدرک صحیحین جلد ۲ ص ۵۱ پر اور متقی نے کنز العمال جلد ۱ ص ۲۴۶-۲۴۹ پر اور ابن حجر عسقلانی شافعی نے اصابہ جلد ۲ ص ۵۰۹ اور ابن حجر ہیثمی نے صواعق محرقہ ص ۱۹ پر اس واقعہ کو ذکر کیا ہے

ترجیح النبیؐ ایمان علیؑ مع اهل السموات والارضین

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ایمان علی علیہ السلام کو آسمان و زمین والوں پر ترجیح دینا

طبری نے ذخائر العقبیٰ ص ۱۰۰ پر بالاسناد عمر بن خطاب سے روایت کی ہے میں گواہی دیتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے۔

لو ان السموات السبع و الارضین وضعت فی کفتہ و وضع ایمان علیؑ فی کفتہ لرجح ایمان علی۔

اگر ساتوں آسمان اور ساتوں زمینوں کو ترازو کے ایک پلڑے میں رکھا جائے اور علی کے ایمان کو دوسرے پلڑے میں تو علی کا ایمان وزنی نکلے گا۔

قول مؤلف بڑے بڑے علمائے اہل سنت نے اس حدیث کو نقل کیا ہے جن میں سے

۱۔ طبری شافعی نے اپنی کتاب الریاض النضرہ جلد ۲ ص ۲۲۶ پر اور
۲۔ قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ ص ۲۵۴ پر اور
۳۔ خوارزمی حنفی نے اپنی کتاب المناقب ص ۷۸ پر
(۴) متقی نے کنز العمال جلد ۶ ص ۱۵۶ پر اور
۵۔ گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب ص ۱۲۹ پر اور
۶۔ صفوری شافعی نے نزہتہ المجالس جلد ۲ ص ۲۴۰ پر اور

Marfat.com

اور ان کے علاوہ دیگر بڑے بڑے علماکرام نے اس حدیث کو بیان فرمایا ہے

اعتراف عمر بافضیلۃ علی علیہ السلام

عمر بن خطاب کا علیؑ کی افضلیت کا اقرار کرنا

ابن حجرؒ نے صواعق محرقہ صـ۱۰۰ پر جس فصل میں انہوں نے علی علیہ السلام کی وہ مدح ثنا لکھی ہے جو صحابہ نے امیرالمومنین کی بیان کی ہے اس میں لکھتے ہیں کہ ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں ابوہریرہ کی سند سے لکھا ہے کہ عمر بن خطابؓ نے کہا :-

علیؑ اقضانا — علی ہم سب میں بڑا قاضی ہے -

۲ طبری نے الریاض النضرہ جلد ۲ صـ۱۹۸ پر لکھا ہے :-

اقضانا علی (علیہ السلام) — ہم میں سے سب سے بڑے قاضی علیؑ ہیں

۳ سیوطی نے تاریخ الخلفاء جلد ۱ صـ۶۶ پر فضائل علی علیہ السلام کے باب میں یہ روایت لکھی ہے -

۴ عبدالبر نے اپنی کتاب الاستیعاب جلد ۲ صـ۴۸۴ پر سعید بن مسیب سے روایت کی ہے

کان عمر یتعوذ من معضلۃ لیس لھا ابو الحسنؑ — عمر ایسی مشکل سے پناہ مانگتے تھے جس کے حل کے لیے علیؑ موجود نہ ہو -

۵ متقی حنفی نے اپنی کتاب کنزالعمال جلد ۳ صـ۵۳ عمر بن خطابؓ سے اس روایت کو یوں نقل کیا ہے -

قال عمر اللھم لا تنزل بی شدۃ الا ابو الحسن الی جنبی — عمر بن خطاب نے کہا کہ اے پروردگار مجھ پر ایسی مشکل کو نازل نہ کر جس کے حل کے واسطے میرے پہلو میں علیؑ موجود نہ ہوں -

۶ طبری نے اپنی کتاب ذخائرالعقبیٰ صـ۸۲ پر اس روایت کو بیان کیا ہے -

Marfat.com

ث طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ صـ ۸۲ پر عمر بن خطاب کے مشکل فیصلوں میں علی علیہ السلام کی طرف رجوع کرنے میں اس قول کو بھی نقل کیا ہے

اللھم لاتنزل بی مشیدۃ — خداوندا تو مجھ پر کسی مشکل اور سختی کو نازل نہ کر کہ

الا ابوالحسن الی جنبی — علی بن ابی طالب اس کے حل کرنے کے لئے میرے پہلو میں نہ ہوں

اور طبری نے یحییٰ بن عقیل کی روایت کے حوالہ سے ذکر کیا ہے کہ عمر جب علی علیہ السلام سے مسئلہ کو دریافت کرتے تھے (اور جواب پاکر) مشکل سے آزاد ہوتے تھے تو کہتے تھے :-

لا ابقانی اللہ بعدک یا علیؑ — اے علی! آپ کے بعد مجھے خدا باقی نہ رکھے

ابی سعید خدری سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب نے علی علیہ السلام سے کوئی بات دریافت کی انہوں نے جواب دیا تو علیؑ سے کہا :-

اعوذ باللہ ان اعیش فی یوم — اے ابوالحسن علیؑ میں خدا سے اس دن سے پناہ

لست فیہ یا ابالحسن — مانگتا ہوں جس میں تم موجود نہ ہو۔

قول مؤلف میں کہتا ہوں کہ عمر بن خطاب جب علی علیہ السلام سے خوش ہوتے تھے (تو ایسے کلمات کہتے تھے) عمر بن خطاب کے لیے کلمات مختلف عبارات کے ساتھ بہت سے ہیں جن میں سے کچھ ہم نے اپنی کتاب الشیعہ وحجتہم فی التشیع میں بیان کئے ہیں

گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب صـ ۱۳۰ پر روایت لکھی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ سعید بن جبیر نے عبداللہ بن عباس سے بحوالہ عمر بن خطاب روایت کی ہے عمر بن خطاب نے کہا :-

علیؑ اقضانا — علیؑ ہم سب سے بڑے قاضی ہیں ۔

پھر عمر بن خطاب نے کہا :-

اخذتُ ذلک من رسول اللہ — یہ بات میں نے جناب رسول خدا سے پائی ہے میں

فلا اترکہ ابدًا — اس کو کبھی ترک نہیں کروں گا۔

Marfat.com

ابن صباغ مالکی نے بھی اپنی کتاب الفصول المہمہ صـ۱۷ پر اسکو بیان کیا ہے
گنجی شافعی اپنی کتاب کفایۃ الطالب صـ۱۰۴ پر یہ لکھنے کے بعد کہ علیؑ سب
صحابہ میں زیادہ صاحب علم ہیں۔ یہ لکھتے ہیں کہ اس بات پر کہ علی علیہ السلام
تمام صحابہ سے بڑے عالم تھے چند طرح استدلال کیا جا سکتا ہے۔
۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ علی اقضاکم علیؑ تم میں بڑا
قاضی ہے اور قاضی کے لئے تمام علوم ضروری ہوتے ہیں۔ جب آنحضرتؐ نے
قضاوت میں سب پر علی علیہ السلام کو ترجیح دی تو تمام علوم میں سب لوگوں
پر ترجیح کا ہونا لازم ہے رہے بقیہ صحابہ تو ان کو ایک دوسرے پر آنحضرتؐ
نے کسی ایک علم میں ترجیح دی ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

افرضکم زید و اقرأکم ابی — تم میں زید علم الفرائض کا زیادہ جاننے والا ہے
(الحدیث) اور ابی تم میں قرأت کا زیادہ ماہر تھے۔

یہاں تک کہ (سب کے لئے کہا) اور جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے ہر ایک کی فضیلت بیان کر دی ہے اور چاہا کہ ان سب فضائل کو اپنے چچا کے
لڑکے علیؑ ابن ابی طالبؑ میں ایک لفظ میں جمع فرما دیں۔ جیسا کہ دیگر صحابہ کے
واسطے ایک ایک کا ذکر کیا ہے تو آنحضرتؐ نے فرما دیا:-

علیؑ اقضاکم — علی تم سب میں بڑا قاضی ہے۔

(یعنی جملہ علوم میں علی سب سے بڑا عالم ہے کیونکہ قاضی کا جملہ علوم میں
دوسرے لوگوں سے فائق ہونا ضروری ہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے)

قول عمر بن خطاب

لایتم شرف الا بولایۃ علیؑ
کوئی فضیلت اور شرف علی کی ولایت کے بغیر مکمل نہیں ہوتا

ابن حجر؟ نے صواعق محرقہ صـ۱۰۹ پر روایت کی ہے کہ ابن عبدالبر نے
استیعاب میں ابن مسیب سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب نے کہا۔

تحببوا الی الاشراف — اشراف سے محبت و مودت رکھو اور اپنی

Marfat.com

تو ددوا اتقوا علی اعراضکم من السفلۃ واعلموا انہ لامیتۃ الا بولایۃ علی ۔	عزتوں کو کمینگی سے بچاؤ اور یہ بات سمجھو کہ یہ بات، علی کی ولایت کا اقرار کیے بغیر مکمل نہیں ہوتی ۔

اور عمر نے یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس مشہور فرمان سے حاصل کی ہے جس کو علماء اہل سنت کی پوری جماعت نے نقل کیا ہے ۔ مثلاً حموینی شافعی نے فرائد السمطین جلد ۲ صفحہ ۴۹ اور عبید اللہ حنفی نے ارجح المطالب صفحہ ۳۲۰ پر اور علامہ زمخشری نے تفسیر کشاف جلد ۲ صفحہ ۲۳۹ پر وغیرہم نے بیان کیا ہے ۔

اور زمخشری نے جو احادیث بیان کی ہیں ان میں سے تھوڑا سا حصہ ہم اس مقام پر ذکر کرتے ہیں ۔ زمخشری نے بالاسناد ذکر کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

مَن مات علی حب آل محمد مات شہیداً الا ! ومن مات علی حب آل محمد مات مغفوراً لہٗ ۔ الا ! ومن مات علی حب آل محمد مات تائباً ۔	جو شخص محبت آل محمد پر مرے وہ شہید مرے گا ۔ آگاہ رہو ! جو شخص آل محمد کی محبت پر مرے گا اس کے گناہ معاف کر دیے جائیں گے ۔ آگاہ رہو ۔ جو شخص محبت آل محمد پر مرے گا وہ گناہوں سے تائب ہو کر مرے گا ۔
الا ! ومن مات علی حب آل محمد مات مومناً مستکمل الایمان ۔	آگاہ رہو ! جو شخص آل محمد کی محبت میں مرے گا ۔ وہ کامل الایمان مومن مرے گا ۔
الا ! ومن مات علی حب آل محمد بشرہ ملک الموت بالجنۃ ثم منکر ونکیر	آگاہ رہو ! اور جو شخص محبت آل محمد پر مرے گا اس کو ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی خوشخبری دیں گے ۔

Marfat.com

الا وَمن مات علی حب آل محمد یزف الی الجنة کما تزف العروس الی بیت زوجہا	آگاہ رہو! جو شخص محبت آلِ محمد پر مرے گا اس کو جنت میں ایسی عزت و احترام کیساتھ پہنچایا جائیگا جس طرح دلہن کو اس کے شوہر کے گھر پہنچایا جاتا ہے۔
الا وَ من مات علی حب آل محمد فتح لہ فی قبرہ بابان الی الجنة	آگاہ رہو جو شخص آلِ محمد کی محبت پر مرے گا اس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیئے جائیں گے۔
الا وَمن مات علی حب آل محمد جعل اللہ قبرہ مزار ملائکۃ الرحمۃ۔	آگاہ رہو! جو شخص آلِ محمد کی محبت میں مرے گا اللہ تعالٰی اس کی قبر کو فرشتگان رحمت کے زیارت گاہ بنا دے گا۔

حدیث بہت مفصل اور طویل ہے ہم نے کچھ حصہ ذکر کر دیا ہے۔ محبانِ آلِ محمد (علیہم السلام) کے شرف سے بلند بھی کوئی شرف متصور ہو سکتا ہے؟ اور کوئی شرف بھی محبت آلِ محمد کے بغیر مکمل اور پورا ہو سکتا ہے؟ لہذا عمر بن خطاب کا قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ہے جو کہ انہوں نے آثار آلِ محمد کے سلسلہ میں پہلے خبر دی تھی اور آلِ محمد کے اشرف و افضل فرد (امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام) کے بارے میں آنحضرتؐ کی صراحت کے ساتھ بہت سی احادیث موجود ہیں۔

قول مولف

مولف کہتے ہیں کہ صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور ان کے اہلبیت اطہار علیہم السلام کے متعلق اتنی کثیر احادیث وارد ہوئی ہیں کہ کاتبوں کے قلم ان کا احصاء نہیں کر سکتے خواہ وہ اپنی پوری کوشش صرف کر دیں اور عرصہ دراز تک یہ سلسلہ جاری رہے اور سالہا سال اور صدیوں پر صدیاں اور قوموں پہ قومیں گزر جائیں یہاں تک ابن نوع انسانی کا خاتمہ ہو جائے

Marfat.com

اسی بنا پر ہم نے اتنے پر اکتفا کی ہے جو ان صاحبانِ عقل و فہم کے لئے کافی ہے جن کی نیت صاف اور خالص ہے اور وہ مذہبی تعصب اور گروہ بندی کے جھگڑوں سے خالی اور پاک ہیں لیکن ہمارے کرمفرما پڑھنے والوں میں سے جو شخص اپنے عناد پر قائم رہے گا اس کو وہ احادیث کثیرہ متظافرہ کوئی فائدہ نہیں دیں گی جو کتب اہلسنت میں ماثور و وارد ہیں اور کتب شیعہ بدرجہ اولیٰ اس کے لئے مفید نہ ہوں گی۔ اگرچہ ہم ہزار در ہزار دلیلیں بھی پیش کر دیں۔

میں آپ کو خدا کی قسم دیتا ہوں مجھے آپ فرمایئے کہ کسی منصف مزاج مسلمان کے لئے کوئی گنجائش باقی ہے کہ ان نصوص واضحہ و صریحہ کے بعد جو ہمارے مدعا کو ثابت کرتی ہیں۔ ہمارے خلاف کوئی احتجاج و استدلال کر سکے۔ صاحب عقل و فہم اور تجربہ کار مہارت علمی رکھنے والے شخص کے واسطے تو اشارہ ہی کافی ہوتا ہے۔

اے منصف مزاج مسلمان میں تمہیں تمہارے پروردگار کی قسم دیتا ہوں ذرا مجھے یہ تو فرمایئے کہ علیؑ اور اہلبیت علیؑ (علیہم السلام) کے علاوہ اور بھی کسی صحابی کے بارے میں اتنی نصوص و احادیث وارد ہوئی ہیں جیسی کہ یہ معتبر احادیث بطریق اہل سنت وارد ہوئی ہیں کوئی اور شخص بھی ایسی احادیث سے مشرف ہوا ہے جیسی احادیث کا علی اور اہلبیت علی علیہم السلام کو شرف حاصل ہے اور دیگر کسی شخص کی بھی فضیلت کی ایسی نشان دہی ہوتی ہے جیسی کہ علی اور اہلبیت و عترت طاہرین علی (علیہم السلام) کے فضائل کی روایات صریحہ میں نشان دہی کی گئی اور ان دوسرے لوگوں میں سے کیا کوئی ایسا ہے جس کو ایسی اخبار و احادیث عظیمہ فضیلت نصیب ہوئی ہوں جو علی اور ان کے اہلبیت طاہرین و منتجبین (علیہم السلام) کو حاصل ہوئی ہیں اور ان کے حق میں احادیث کرامت و فضیلت وارد ہوئی ہیں۔ اور کیا خداوند عالم نے علی اور علی کے اہلبیت کرام (علیہم السلام) کے علاوہ اور بھی کسی صحابی سے

Marfat.com

رجس کو دور رکھا ہے اور علی و اہل بیت علی (علیہم السلام) کے سوا اور بھی کسی صحابی کے بارے میں آیت قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ نازل ہوئی ہے ۔ اور ان کے علاوہ بھی کسی کی شان میں آیات قرآنی نازل ہوئی ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان حضرات علی و اہلبیت علی (علیہم السلام) کے سوا اور بھی کسی صحابی کے متعلق کوئی وصیت فرمائی ہے ؟ نہیں ۔ نہیں ہرگز نہیں ۔

مجھے رب کعبہ کی قسم ہے ہمیں کسی تاریخ نے یہ نہیں بتایا کہ کسی ایک صحابی کے بھی وہ اوصاف ہوں جن اوصاف کے علیؑ اور اولادِ علیؑ مالک ہیں ۔ بجز اس کے کہ من گھڑت ہوں اور من گھڑت اور بناوٹی احادیث بہت سی کتابوں میں آگئی ہیں جن کو علماء اسلام نے پرکھا اور چھانا ہے اور ان احادیث کے راویوں کو اہل جرح و تعدیل نے خوب پہچان لیا ہے جیسے ابوہریرہ اور ثمرہ بن جندب اور ان جیسوں کی روایات جو احادیث گھڑنے اور جھوٹی روایات بنانے میں بہت مشہور و معروف تھے ان حالات کے بعد پھر یہ کوئی انصاف کی بات ہے کہ امیر المومنین علیؑ اور ان کی نیک اور پاک پاکیزہ نجیب اہلبیت (علیہم السلام) پر کسی دوسرے کو مقدم کیا جائے ۔ درانحالیکہ یہ حضرات وہ حقدار ہیں جن کے حق پر قرآن و سنت دونوں نے نص کر دی ہے ۔ خداوندا ! بس تجھ سے محمدؐ اور اہلبیت محمد (علیہم السلام) سے دشمنی کی شکایت کرتا ہوں اور تجھ سے ہی التجا کرتا ہوں اور سوائے خدائے بلند و بالا اور عظیم الشان کوئی قوت و طاقت نہیں ہے ۔

شہادۃ النبیؐ باعلمیۃ علی واھل بیتہ ؑ

علی و اہل بیت علی (علیہم السلام) کے اعلم مردم ہونے پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گواہی

۱۔ قندوزی حنفی نے ینابیع المودۃ باب ۱۱ میں علی علیہ السلام کے کثرت

Marfat.com

علم کا تذکرہ۔ فضائل بن المغازی شافعی سے بالاسناد ابن عباس سے روایت کیا ہے ابن عباس کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لما سرت بین یدی ربی کلمنی	جب میں (وقت معراج) اپنے پروردگار کے سامنے
وناجانی فما علمت شیا الا علمته	گیا وہ مجھ سے ہمکلام ہوا مجھ سے راز دنیا کی باتیں
علیا فھو باب علمی	کیں تو جو مجھ تعلیم کیا گیا وہ سب میں نے علی کو تعلیم
الحدیث	کردیا اور وہ میرے علم کا دروازہ ہے۔

۲۔ نیز خوارزمی حنفی نے اور قندوزی نے اپنی ینابیع المودۃ باب ۵۹ میں مودۃ القربیٰ کے حوالہ سے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ

قسم العلم عشرۃ اجزاء فاعطی	علم کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے علی کو نو حصے
علی منہا تسعۃ وھو	دیئے گئے اور دسویں میں بھی شریک ہے اور وہ
الجزء العاشر ھو اعلم الناس	تمام لوگوں کے مقابلہ میں اعلم ہے۔

۳۔ قندوزی حنفی نے اپنی ینابیع المودۃ میں باسناد ابن عباس آنحضرتؐ سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام سلمہ سے فرمایا۔

یا ام سلمہ ھذا علی لحمہ	اے ام سلمہ یہ علیؑ ہیں ان کا گوشت میرا گوشت
لحمی ودمہ دمی وھو منی	ہے اور اس کا خون میرا خون ہے اور وہ مجھ
بمنزلۃ ھارون من موسٰی	سے وہی مرتبہ رکھتے ہیں جو ہارون کو موسیٰ سے
الا انہ لا نبی بعدی۔ یا ام سلمٰی	تھا۔ مگر یہ کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں ہوگا۔ اے
اسمعی واشھدی ھذا علی	ام سلمیٰ سنو! اور گواہ رہنا کہ یہ علی علیہ السلام
امیر المومنین وسید المسلمین	مومنوں کا امیر مسلمانوں کا سردار ہے۔
وھذا عیبۃ علمی وھذا بابی	اور یہ میرے علم کا ٹھکانہ اور خزانہ ہے یہ میرا
الذی اوتی منہ وھذا اخی فی	وہ دروازہ جس سے آمد ہوتی ہے اور یہ میرا
الدنیا والاخرۃ وھذا معی فی	دنیا اور آخرت میں بھائی ہے اور یہ میرے ساتھ
السنام الاعلیٰ۔	مراتب اعلیٰ میں ہوگا۔

Marfat.com

۴۔ اس مضمون کے ساتھ روایت کو حموینی شافعی نے فرائد السمطین اور گنجی شافعی نے کفایۃ الطالب میں اور خوارزمی نے اپنی کتاب المناقب کے ساتویں باب میں علی علیہ السلام کی کثرت علم کے بیان میں ذکر کیا ہے اور یہ کہ وہ جناب اقضی الاصحاب یعنی سب صحابیوں میں بڑے قاضی ہیں۔

۵۔ قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں خوارزمی سے بسند جابر بن عبداللہ انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فضائل و مناقب علی علیہ السلام میں ایک طویل حدیث روایت کی ہے جس کا ایک جزیہ ہے۔

انت باب علمی — تو میرے علم کا دروازہ ہے۔

۶۔ شرح ابن ابی الحدید المعتزلی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے کہ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا)

علی خازن علمی — علی میرے علم کا خزانہ ہیں۔

۷۔ قندوزی نے ینابیع المودۃ باب ۵۶ ص ۲۵۴ پر بحوالہ کتاب مودۃ القربیٰ ہمدانی شافعی ابوذر غفاری سے روایت کی ہے کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

علی باب علمی و مبین لامتی — علی میرے علم کا دروازہ ہے اور میرے بعد میری امت

ما ارسلت بہ من بعدی — کیلئے میرے لائے ہوئے احکام اور قرآن کا بیان کرنے والا

حبہ ایمان و بغضہ نفاق — مفسر ہے اس کی محبت ایمان اور اسکی دشمنی

والنظر الیہ رافۃ و رحمۃ — نفاق ہے اور اسکی طرف نگاہ کرنا مہربانی اور رحمت ہے

۸۔ پھر قندوزی کہتے ہیں کہ اس حدیث کو ابونعیم نے روایت کیا ہے اور قندوزی نے ص ۲۳۵ پر ابودرداء سے روایت کیا ہے ابو درداء کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:-

علی باب علمی — علی (علیہ السلام) میرے علم کا دروازہ ہیں

اور نیز قندوزی نے اسی ینابیع المودۃ میں مودۃ القربیٰ کے حوالے سے

Marfat.com

عمر بن خطاب سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اپنے اصحاب میں بھائی چارہ قائم کیا تو فرمایا:-

هذا علی اخی الی ان قال وارث علمی۔ یہ علی میرا بھائی ہے حتیٰ کہ فرمایا یہ میرے علم کا وارث ہے۔

۹۔ نیز ینابیع المودۃ میں قندوزی نے سمعانی کی کتاب فضائل الصحابہ سے ابو سعید خدری کی سند سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے حق میں یہ حدیث فرمائی۔

هو اعظم المسلمین حلما واکثرهم علما واقدمهم اسلاما علی مسلمانوں میں سب سے بڑا بردبار، سب سے بڑا صاحب علم اور سب سے پہلا مسلمان ہے۔

۱۰۔ اسی طرح ابن ابی الحدید نے شرح نہج البلاغہ میں اور محب طبری نے ذخائر العقبی میں احمد سے

۱۱۔ اور خوارزمی نے اپنی کتاب المناقب میں ایک لمبی حدیث میں جو مقتل خوارزمی سے مروی ہے بیان کیا ہے اور کنز العمال اور کفایۃ الطالب میں بھی ہے

۱۲۔ اور قندوزی نے ینابیع المودۃ کے باب ۵۴ میں کتاب المناقب سے بسند جابر بن عبداللہ انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک حدیث میں روایت کیا ہے جس میں آئمہ معصومین علیہم السلام کا ان کے ناموں کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یہاں تک کہ جابر نے امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا، کہ میرے مولا آپ کے جد بزرگوار نے مجھ سے فرمایا کہ اے جابر جب تم میرے بیٹے محمد بن علیؑ سے ملنا تو میرا سلام کہنا اور مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بتایا ہے کہ آپ سب آئمہ اہلبیت علیہم السلام ان کے بعد لوگوں میں سے بڑے عالم اور سب سے بڑے عالم ہیں خواہ آپ لوگ صغیر السن ہوں یا کبیر السن اور پھر فرمایا:-

Marfat.com

لاتعلموهم فانهم اعلم منکم — تم لوگ میرے اہلبیتؑ کو تعلیم نہ دو وہ تم لوگوں سے زیادہ صاحب علم ہیں۔

۱۳۔ خوارزمی نے اپنی کتاب المناقب میں ابن مسعود سے روایت کی ہے ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا اور ہم سب لوگ علم علی علیہ السلام کے متعلق دریافت کر رہے ہیں آنحضرت نے فرمایا

قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علی تسعۃ اجزاء و الناس جزءً واحداً۔ — علم و حکمت کے دس حصہ کیے گئے ہیں نو حصے علی کو دیئے گئے ہیں اور ایک تمام لوگوں کو دیا گیا ہے۔

۱۴۔ قندوزی نے ینابیع المودۃ باب ۱۴ میں مناقب ابن مغازلی اور کتاب مودۃ القربیٰ اور کتاب الفردوس سے نقل کیا ہے اور اسی معنی کی ایک روایت حلیۃ الاولیاء سے بھی نقل کی گئی ہے۔

۱۵۔ کتاب مطالب السؤل میں کمال الدین شافعی نے بھی اسکو روایت کیا ہے

۱۶۔ خوارزمی نے اپنی کتاب المناقب میں سلمان سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

اعلم امتی علیؑ — میری امت میں سب سے بڑا عالم علیؑ ہے

۱۷۔ ترمذی سے بھی اس روایت کو شرح رسالہ موسومہ فتح مبین میں ذکر کیا ہے

۱۸۔ حموینی نے فرائد السمطین باب ۵ میں حضرت سلمان نے آنحضرتؐ سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے

اعلم امتی من بعدی علی ابن ابی طالب — میرے بعد میری امت کے سب سے بڑے عالم علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں

۱۹۔ ترمذی نے اپنے مناقب میں بالاسناد ابو سعید خدری اور سلمان فارسی سے روایت کیا ہے ان دونوں حضرات نے کہا ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا۔

ان اقضی امتی علی ابن ابی طالب علیہما السلام — یقیناً میری امت کے سب سے بڑے قاضی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں

Marfat.com

۲۰۔ حموینی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں اور قندوزی نے ان سے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں بالاسناد سلمہ بن کہیل سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

انا دار الحکمۃ و علی بابھا — میں علم و حکمت کا گھر اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں

۲۱۔ طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ میں اور ابو طلحہ شافعی نے مطالب السئول میں مصابیح بغوی سے اس حدیث کو نقل کیا ہے۔

۲۲۔ محب طبری نے ذخائر العقبیٰ میں آنحضرتؐ سے روایت کیا ہے۔

من اراد ان ینظر الی آدم فی علمه و الی نوح فی فهمه و الی ابراهیم فی حلمه و الی یحییٰ بن زکریا فی زهده و الی موسیٰ فی هیبته فلینظر الی علی بن ابی طالب (علیہ السلام)

جو شخص آدم کو ان کے علم میں اور نوح کو ان کے فہم و ادراک میں اور ابراہیم کو ان کی حلم میں یحییٰ بن زکریا کو ان کے زہد میں اور موسیٰ کو ان کی ہیبت میں دیکھنا چاہے وہ علی ابن ابی طالب کو دیکھے۔ (علیہ السلام)۔

۲۳۔ قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ میں بحوالہ مسند احمد بن حنبل اور صحیح بیہقی اور شرح ابن ابی الحدید معتزلی آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کی ہے (کہ آنحضرتؐ نے فرمایا)

من اراد ان ینظر الی آدم فی علمه و الی نوح فی عزمه و الی ابراهیم فی حلمه و الی موسیٰ فی فطنته و الی عیسیٰ فی زهده فلینظر الی علی بن ابی طالب (علیہ السلام)

جو شخص آدم کو ان کے علم میں، نوح کو ان کے عزم و ارادہ میں۔ ابراہیم کو ان کے حلم میں، موسیٰ کو ان کے عقل اور سمجھ میں اور عیسیٰ کو ان کے زہد میں دیکھنا چاہے وہ علی ابن ابی طالب کو دیکھے۔ (علیہ السلام)

۲۴۔ حموینی نے فرائد السمطین میں خوارزمی نے اور ابن مغازلی نے اپنے مناقب

Marfat.com

اور کمال الدین شافعی نے مطالب السئول میں بیہقی سے اور ابن صباغ مالکی نے فصول المہمہ میں اور ابو نعیم نے حلیۃ الاولیاء میں اور گنجی نے کفایۃ الطالب میں اور خوارزمی نے اپنے مقتل میں اور ابن مردویہ نے اپنے مناقب میں انس بن مالک سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ام المومنین ام حبیبہ کے گھر میں (بیٹھ کر) فرمایا:۔

(یا علیؑ) انک تبلغ رسالتی من بعدی و تودی عنی و تسمع الناس صوتی و تعلم الناس من کتاب اللہ ما لا یعلمون

(اے علی) یقیناً میرے بعد تمہیں میری رسالت کے احکام پہنچاؤ گے اور میری طرف سے میرے قرض کو ادا کرو گے اور میری آواز لوگوں تک پہنچاؤ گے اور کتاب خدا کے جن مسائل کو لوگ نہیں جانتے اس کی ان کو تعلیم دو گے۔

۴۵۔ اس مضمون کی حدیث کو ابو طلحہ شافعی نے بھی اپنی کتاب مطالب السئول میں روایت کیا ہے۔

قول مؤلف احادیث کثیرہ میں سے یہ چند چھوٹے موتی ہیں، جو امیر المومنین علیؑ اور ان کے اہلبیت علیہم السلام کی اعلمیت کی دلیل ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنے علم کا خزینہ دار بنا دیا ہے اور اپنے بندوں پر اپنے ناطق امین رسول کی گواہی سے امین مقرر کیا ہے جو اپنی خواہش نفسانی سے نہیں بولتا بلکہ جو کچھ بولتا ہے وہ وحی سے بولتا ہے۔ عقل تمام اور رائے کامل رکھنے والے شخص پر یہ بات مخفی نہیں ہے کہ احادیث بڑے ثقہ اور باعزم علمائے اہل سنت نے روایت کی ہیں اور اس موضوع پر بے شمار احادیث موجود ہیں جن کو علمائے شیعہ نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے ان کی کتابوں کی طرف رجوع کریں تو وہ آپ کیلئے بالکل کافی ہوں گی۔

Marfat.com

امیرالمومنین علی اور ان کے اہلبیت طاہرین علیہم السلام کی اعلمیت کے متعلق بعض عظماء واکابر کی گواہی،

طلوع آفتاب اسلام اور دعوت دین حق کی ابتداء سے لے کر آج کے دن تک امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہر زمانہ میں مختلف طبقات کے تمام لوگوں کے واسطے تعجب وعظمت و بزرگی کا مقام بنے رہے ہیں چنانچہ تمام لوگ حضرت امیرالمومنینؑ کو انسان کامل کا مثل و نمونہ سمجھتے تھے اور ایسا شخص خیال کرتے تھے جس میں تعلیمات اسلامیہ کی صحیح تصویر نظر آتی تھی، اور بلند پایہ انسانیت مجسم دکھائی دیتی تھی۔

اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ زعمائے امت اور امت کے بڑے بڑے اور فصیح و بلیغ لوگ امیرالمومنینؑ کی فضیلت کی گواہی دیتے ہیں اور گروہ انسانی کے سامنے علی علیہ السلام کی نادر و فائق اور اول نمبر کی عظمت و جلالت اور تمام لوگوں پر صفات حسنہ میں ان کی فوقیت اور برتری کا اعلان کرتے ہیں۔ اور خلفائے ثلاثہ (ابوبکر و عمر و عثمان) اپنی حکومت کے ہر پہلو کے لحاظ سے اپنی ضروریات میں علیؑ کی طرف رجوع کرتے تھے اور امیرالمومنین علیہ السلام ان کے کسی طرح محتاج اور ضرورتمند نہ تھے اور یہ بھی اس بات کی ایک زبردست دلیل ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام ہر چیز کے امام ہیں کیا تم عمر بن خطاب کے قول کی طرف نگاہ نہیں کرتے کہ وہ کہہ رہے۔

لا ابقانی اللہ لمعضلۃ لیس فیہا ابوالحسن   اللہ مجھے اس مشکل میں زندہ رکھے جس میں ابوالحسن موجود نہ ہو

اور عمر بن خطاب کا یہ قول لولا علی لھلک عمر اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوتا۔

اور اس قسم کے اور بہت سے اقوال۔ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی ابن ابی طالبؑ کے متعلق فرمائے ہیں۔

(یا علی) انت کالکعبۃ توتی   اے علی تو کعبہ کی طرح ہے کعبہ کے پاس

Marfat.com

وَلَا تَاتی ۔ لوگ آتے ہیں اور کعبہ کسی کے پاس نہیں جاتا ۔

اے عقلمند قاری کرام ہم نے اپنی اس کتاب میں جو کچھ لکھا ہے یہ امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں رسول اعظم کی ایک گواہی ہے کہ علی اور ان کے اہلبیت طاہرین علیہم السلام سب کے سب تمام لوگوں سے اعلم اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں اور ہم آپ کے سامنے چند بڑے بڑے صاحبان علم انسانوں اور عالم کے منتخب فصیح و بلیغ اور امت اسلامیہ اور غیر اسلامیہ کے لوگوں کی کتاب و سنت سے گواہی پیش کرتے ہیں ، کہ یہ لوگ (علی و اہلبیت علی علیہم السلام) تمام لوگوں سے اعلم و افضل اور خلافت کے زیادہ حقدار ہیں اور جب میں مضامین لکھ رہا تھا تو مجھے دو ممتاز رسالے اتفاقیہ ہاتھ آ گئے ۔ جن میں سے ایک رسالہ علامہ کبیر سید علی نقی حیدری مقیم بغداد کا ہے جس کا انہوں نے مذہب اہلبیت نام رکھا ہے اور دوسرا رسالہ علامہ کبیر سید عباس الحسینی الکاشانی مقیم کربلائے مقدسہ کا ہے جس کا انہوں نے الشیعہ والعترۃ الطاہرہ نام رکھا ہے مجھے ان رسالوں کی سادہ رواں عبارتیں جملوں کی ترتیب اور شیرینی بہت پسند آئی ہے اور عجیب و لطیف معلوم ہوئی اور ان دونوں حضرات نے اپنے اپنے رسالہ میں امت کے بڑے بڑے لوگوں اور رہنمائے قوم کے ایسے جملے اہلبیت علیہم السلام کے بارے میں پیش کیے ہیں کہ یہ حضرات اعلم و افضل زمانہ اور دوسروں کے مقابلہ میں خلافت کے زیادہ حق دار ہیں اور ان دونوں جلیل القدر کتابوں میں سے جو کچھ مجھے اپنے موضوع کے متعلق دستیاب ہو سکا وہ میں نے ان میں سے اٹھا لیا ہے ۔

خداوند عالم میرے دونوں بزرگوار سید دوستوں ، سید حیدری اور سید کاشانی کو زندہ رکھے اور میرے جزیل شکریہ کے ساتھ ان کو قائم و دائم رکھے ۔

Marfat.com

حضرت ابوبکر کی گواہی

علامہ بحرانی نے علمار اہلسنت کے ایک بڑے عالم علامہ ترمذی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ابوبکرؓ نے کہا:۔ (غایۃ المرام باب ۵۳) ص۵۰۹

اقیلونی فان علیاً احق منی بخلافۃ ھذا الامر — مجھے چھوڑ دو اس لئے کہ علیؑ اس امر خلافت کا مجھ سے یقیناً زیادہ حقدار ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ صدیق ابوبکر نے تین مرتبہ کہا:۔

اقیلونی اقیلونی فلست بخیر منکم و علی فیکم — مجھے چھوڑ دو، مجھے چھوڑ دو میں تم سے بہتر نہیں ہوں درآنحالیکہ علیؑ تم ہی موجود ہیں۔

اس کے بعد ترمذی کہتے ہیں کہ شاید ابوبکر نے یہ جملے اس لئے کہے ہوں گے کہ خلافت حقہ، وحقیقیۃ اصلیہ یقینیہ کے متعلق ان کو علی کرم اللہ وجہہٗ کے بارے میں علمؑ باعتبار اخلاق وحق وفہم اور خلافت کے متعلق انکو پورا علم تھا۔

حضرت عمر کی گواہی

۱۔ ابن ابی الحدید معتزلی شارح نہج البلاغہ نے عمر بن خطابؓ سے روایت کی ہے کہ حضرت عمر نے کہا بخدا اگر علی کی تلوار نہ ہوتی تو دین اسلام کا ستون کھڑا نہ ہو سکتا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی علیہ السلام سب سے بڑے قاضی اور اسلام میں امت کے اندر سب سے سبقت کرنے والے اور شرافت والے ہیں۔

۲۔ ابن ابی الحدید نے اپنی شرح میں اور خوارزمی حنفی نے اپنی کتاب مناقب میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ عمر کے پاس کچھ لوگ بیٹھے ہوئے اسلام کی طرف پہل کرنے والوں کا ذکر کر رہے تھے میں نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سنا

اما علی فسمعت رسول اللہ — لیکن علیؑ کے بارے میں رسولِ خدا کو میں نے

Marfat.com

يقول فيه ثلث خصال لودوت ان تكون لي واحدة منهن كانت احب الي مما طلعت عليه الشمس كنت انا وابو عبيدة و ابو بكر و جماعة من اصحابه اذ ضرب النبي عني منكب علي فقال له يا علي انت اول المومنين ايمانا و اول المسلمين اسلاما وانت مني بمنزلة هارون من موسى ١ھ

یہ کہتے ہوئے سنا کہ علی میں تین صفتیں ہیں۔ مجھے پسند ہے (عمر کہتے ہیں) اگر ان میں سے ایک بھی مجھے حاصل ہوتی تو مجھے ان تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوتا جن پر سورج طلوع ہوتا ہے۔ میں اور ابو عبیدہؓ اور ابوبکرؓ اور صحابہؓ کی ایک جماعت سب موجود تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؓ کے کندھے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ اے علی تو باعتبار ایمان سب سے پہلا مومن اور باعتبار اسلام سب سے پہلا مسلمان ہے۔ اور تم کو مجھ سے وہی نسبت حاصل ہے جو ہارون کو حضرت موسیٰ سے تھی۔

۳۔ احمد بن حنبل نے اپنے مسند میں اور حاکم نے اپنے مستدرک میں عمر بن خطاب سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں :۔

لقد اعطي علي ثلاثا لان تكون لي واحد احب الي من حمر النعم زوجته فاطمه بنت محمد رسول الله و سكناه في المسجد يحل له ما يحل لرسول الله والرايه ليوم الخيبر ۔

علی کو تین چیزیں ایسی بھی ملی ہیں کہ مجھے ان میں سے ایک بھی حاصل ہوتی تو مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہوتا۔
۱۔ ان کی بیوی رسول خداؐ کی بیٹی۔
۲۔ انکا مسجد میں سکونت پذیر ہونا کہ ان کے لئے بھی وہ حلال تھا جو رسولخداؐ کے واسطے حلال ہے۔
۳۔ خیبر میں علم کا ملنا۔

۴۔ ابن حجرؒ نے صواعق المحرقہ ص۸ پر جس فصل میں صحابہ کا علی علیہ السلام کی مدح وثنا بیان کرنا ذکر کیا ہے اس میں بیان کیا ہے کہ ابن سعد نے اپنی کتاب طبقات ابن سعد میں بالاسناد ابوہریرہ سے روایت کی ہے

Marfat.com

کہ عمر بن خطاب رضؓ نے کہا :۔

علیؑ اقضانا — علیؑ ہم سب سے بڑا قاضی ہے۔

۵۔ محب طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ جلد ۲ ص ۹۸ پر عمر بن خطابؓ سے روایت کی ہے انہوں نے کہا :۔

اقضانا علیؑ ابن ابی طالبؑ — ہم میں سب سے بڑے قاضی علی ابن ابی طالبؑ ہیں۔

۶۔ سیوطی نے تاریخ الخلفاء جلد ۱ ص ۶۶ پر اس قسم کی روایت اس باب میں لکھی ہے جس میں انہوں نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے فضائل بیان کئے ہیں اور کہا ہے کہ۔

۷۔ ابن سعد نے علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کیا ہے کہ علیؑ سے دریافت کیا گیا کہ کیا وجہ ہے کہ تمام صحابہ سے آپ کی احادیث زیادہ ہیں فرمایا کہ جب میں دریافت کیا کرتا تھا تو آنحضرتؐ جواب عنایت فرماتے تھے اور جب خاموش ہو جاتا تھا تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود ابتداء فرماتے تھے پھر سیوطی کہتے ہیں کہ

۸۔ حاکم نے ابن مسعود سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ :۔

کنا نتحدث ان اقضی اهل المدینۃ علیؑ — ہم آپس میں یہ کہا کرتے تھے کہ اہل مدینہ میں علی سب سے بڑے قاضی ہیں۔

۹۔ سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ :۔

کان عمر بن الخطاب یتعوذ باللہ من معضلۃ لیس فیها ابو الحسن — عمر بن خطاب اس مشکل مصیبت سے خدا سے پناہ مانگا کرتے تھے جس (کے حل) کیواسطے ابوالحسن علی ابن ابی طالب موجود نہ ہوں۔

قول مؤلف — مؤلف کتاب مذہب اہلبیتؑ کہتے ہیں کہ عمر کی یہ روایت کہ وہ ایسی مشکل سے پناہ مانگا کرتے تھے جس میں علی علیہ السلام (مشکل حل کرنے کے لئے) موجود نہ ہوا۔ اس کو

Marfat.com

بڑے بڑے علماء اہلسنت کی بہت سی جماعتوں نے ذکر کیا ہے۔ جیساکہ پہلے گزر چکا ہے۔

ام المومنین عائشہ رض کی گواہی

۱۔ حموینی نے اپنی کتاب فرائد السمطین جلد ا باب ۶۸ بسند عائشہ رض روایت کیا ہے کہ عائشہ رض نے علی علیہ السلام کے بارے میں کہا۔

ھو اعلم بالسنۃ — علیؑ سنت کا سب سے بڑا عالم ہے

۲۔ محب طبری نے اپنی کتاب ذخائر العقبیٰ میں عائشہ رض کا یہ قول علیؑ کے بارے میں روایت کیا ہے:۔

اما انہ اعلم الناس بالسنۃ — لیکن وہ (علی) تمام لوگوں میں سنت نبوی کا سب سے بڑا عالم

۳۔ ابن عبدالبر نے استیعاب میں ابن حجر نے صواعق محرقہ میں محب طبری نے الریاض النظرہ میں اور خوارزمی نے مناقب میں بھی ایسی ہی روایت لکھی ہے۔

۴۔ قندوزی حنفی نے اپنی ینابیع المودۃ میں عائشہ سے روایت کیا ہے، کہ انہوں نے علی علیہ السلام کے متعلق کہا۔

ذلک خیر البشر لایشک فیہ الا کافر — علیؑ خیر البشر ہیں اور اس میں کافر کے سوا کوئی شک نہیں کرسکتا

ابن عباس کی گواہی

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ باب ۶۵ پر کتاب فصل الخطاب سے ابن عباس کے اس قول کو روایت کیا ہے۔

ان القرآن نزل علی سبعۃ احرف ما منہا حرف الا لہ ظھر و بطن و ان علی ابن ابی طالب علم الظاھر والباطن۔

قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے اور ان سے کوئی حرف ایسا نہیں ہے جس کا ظاہر اور باطن دونوں نہ ہوں اور علی ابن ابی طالب ظاہر کو جانتے تھے اور باطن کو بھی۔

Marfat.com

۲۔ ینابیع المودۃ باب ۱۴ میں حلبی شافعی کی کتاب الدرالمنظوم سے بحوالہ ابن عباس روایت کیا ہے کہ ابن عباس رض نے کہا۔

اعطی الامام علی تسعۃ اعشار العلم وانہ لاعلمھم بالعشر الباقی۔	امام علیؑ کو علم کے دس حصوں میں سے نو حصے عطا ہوئے اور دسویں حصہ میں بھی علیؑ سب سے بڑے عالم ہیں۔

۳۔ الریاض النضرۃ، مطالب السؤل اور استیعاب میں بھی ایسی روایت مروی موجود ہے
۴۔ شرح نہج المبین میں بھی اس قسم کی روایت نقل کی ہے یہاں تک کہ یہ کہا ہے۔

کان الصحابہ یرجعون الیہ ای علی بن ابی طالب فی احکام الکتاب۔ ویاخذون عنہ الفتاوی کما قال عمر بن الخطاب فی عدۃ مواطن لولا علی لھلک عمر	تمام صحابہ ان کی (علی بن ابی طالبؑ کی) طرف قرآن کے احکام و مسائل میں رجوع کرتے تھے۔ اور ان سے فتوے لیتے تھے۔ جیسا کہ عمر نے متعدد مواقع و مختلف مقامات پر کہا ہے کہ اگر علی علیہ السلام نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتا۔

۵۔ محب طبری نے ذخائر العقبیٰ میں ابن عباس رض سے اس روایت کو نقل کیا ہے اور نیز ابن الحدید معتزلی سے بحوالہ حبر العلم ابن عباس رض سے روایت کی ہے کہ ابن عباس رض سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے علم کی آپ کے چچا کے بیٹے علیؑ کے مقابلہ میں کیا نسبت ہے؟ ابن عباس نے جواب دیا کہ میرے علم کی وہی نسبت ہے، جو

کنسبۃ قطرۃ المطر الی البحر المحیط	بارش کے ایک قطرہ کو بحر محیط کے مقابلہ میں ہوتی ہے۔

۶۔ نقاش کی کتاب شفاء الصدور میں بھی یہ روایت ابن عباس رض سے مروی ہے کہ ابن عباس رض نے کہا ہے:۔

ان علیاً علم علماً علمہ رسول اللہ۔ ورسول اللہ علمہ اللہ	علی یقیناً وہ علم رکھتے ہیں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو تعلیم کیا ہے اور نبی کا

نعلم النبی من علم اللہ علم علیؑ	(علم خدا کے علم سے حاصل شدہ ہے اور علیؑ کا علم
من علم النبی و علمی من علم	نبیؐ کے علم سے حاصل شدہ ہے اور میرا علم
علیؑ وما علمی وعلم اصحاب	علی کے علم سے حاصل کردہ ہے اور میرا اور دیگر
محمدؐ فی علم علی الا کقطرۃ	تمام اصحاب محمدؐ کا علم علیؑ کے مقابلہ میں سات
من سبعۃ ابحر	سمندروں کے مقابلہ میں ایک قطرہ ہے۔

۷۔ قندوزی حنفی نے ینابیع المودۃ باب ۱۴ میں بحوالہ کلبی ابن عباس رضؓ سے یہ روایت نقل کی ہے۔

۸۔ محب طبری نے ذخائر العقبیٰ میں ابن عباس کے حوالے سے روایت کیا ہے کہ ابن عباس سے علیؑ کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا

رحمۃ اللہ علی ابی الحسن کان	ابوالحسنؑ پر خدا کی رحمت نازل ہو۔ خدا کی قسم
واللہ علم الھدی وکھف	علیؑ ہدایت کا نشان تقوی کی پناہ اور عقل و دانش
التقی وطود النھی ومحل	کا عظیم پہاڑ تھا۔ عقلمندی اور زیرکی کا ٹھکانہ
الحجیٰ وغیث الندی ومنتھی	تھا اور بخشش کی بارش اور ساری دنیا کے واسطے
العلم للوری ونورا اسفر	علم کی انتہا تھا۔ اور ایسا نور تھا جو اندھیرے میں
فی الدجیٰ وداعیا الی المحجۃ	چمکا اور بڑی راہ کے درمیانے حصہ کی طرف
العظمیٰ مستمسکا بالعروۃ	بلانے والا تھا (علیؑ کی دکھائی ہوئی راہ
الوثقیٰ اتقی من تقمص وارتدی	افراط و تفریط سے بالکل محفوظ ہے) اور علیؑ
واکرم من شھد النجوی بعد	(خدا کی) رسی کو مضبوطی سے تھامنے والا تھا
محمد المصطفیٰ وصاحب	اور تمام قمیص پوشوں اور چادر اوڑھنے والوں
القبلتین وابو السبطین	سے زیادہ متقی تھا اور محمد مصطفےٰ کے بعد
وزوجتہ خیر النساء فما یفوقھما	آیت نجویٰ میں موجود مومنین میں سب سے زیادہ
احد ولم تر عینای مثلہ	کریم ہیں۔ ... دو قبلوں (کی طرف نماز
ولم اسمع بمثلہ	پڑھنے والے) ہیں۔ حسن و حسین کے باپ ہیں۔

Marfat.com

ان کی زوجہ خیر النساء ہیں۔ علیؑ پر کسی کو فوقیت حاصل نہیں ہے اور میری آنکھوں نے علی علیہ السلام کا مثل کہیں نہیں دیکھا۔ اور نہ ان کی مثل میں نے کسی کو سنا ہے۔

ابن مسعود کی گواہی

۱۔ قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ باب ۵۶ پر مودۃ القربیٰ شافعی سے بحوالہ ابن مسعود روایت کی ہے۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں:۔

قرأت سبعین سورۃ من رسول اللہ و قرأت البقیۃ علی اعلم ھذہ الامۃ بعد نبیہا علی بن ابی طالب

میں نے ستر سورتیں رسول خدا سے پڑھی ہیں اور بقیہ تمام سورتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد تمام امت میں سب سے بڑے عالم علی بن ابی طالب علیہ السلام سے پڑھی ہیں۔

۲۔ خوارزمی حنفی نے اور قندوزی نے بھی اپنی کتاب ینابیع المودۃ باب ۱۴ میں اور حموینی نے اپنی کتاب فرائد السمطین میں بالاسناد ابن مسعود سے روایت کی ہے۔ ابن مسعود کہتے ہیں:۔

نزل القرآن علی سبعۃ احرف لہ ظھر و بطن و ان عند علی علم القرآن ظاھرہ و باطنہ

قرآن سات حروف پر نازل ہوا ہے۔ قرآن کا (ایک مفہوم) ظاہر ہے اور ایک باطن۔ اور علیؑ کے پاس قرآن کا پورا علم ہے ظاہر بھی اور باطن بھی۔

۳۔ اور نیز حموینی نے کتاب فصل الخطاب سے بحوالہ ابن مسعود اسکو روایت کیا ہے۔

۴۔ کراچکی نے کنز العمال میں بحوالہ ابن مسعود روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ:۔

قسمت الحکمۃ عشرۃ اجزاء فاعطی علی تسعۃ اجزاء و الناس جزء واحد و علی اعلمھم بالواحد منھا۔

علم و حکمت کو دس حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے نو حصے علیؑ کو عطا ہوئے ہیں اور تمام لوگوں کو ایک اور اس ایک جزء میں بھی علی علیہ السلام تمام لوگوں سے زیادہ علم رکھتے ہیں اور سب سے بڑے عالم ہیں۔

۵۔ کتاب استیعاب میں ابن مسعود سے مروی ہے کہ ابن مسعود نے کہا:۔

Marfat.com

اعلم اھل المدینۃ بالفرائض علی ابن ابی طالب ع	علم الفرائض میں اہل مدینہ کے علی بن ابی طالب علیہما السلام اعلم ہیں۔

سرکش معاویہ کی گواہی

۱۔ احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں معاویہ سے روایت کی ہے، کہ معاویہ نے کہا۔

ان علیا کان رسول اللہ یغرہ العلم غرا۔	رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم علی ؑ کو علم کا برابر چوگا دیتے اور بھراتے رہتے تھے

(جس طرح پرندہ اپنے بچہ کو بھراتا ہے)

۲۔ محب طبری نے الفاظ کے تھوڑے سے فرق کے ساتھ ذخائر العقبیٰ میں روایت کیا ہے۔

۳۔ حموینی نے فرائد السمطین جلد اول باب ۶۸ پر اس روایت کو اور دیگر روایات کو بیان کیا ہے جس میں عمر اور دیگر صحابہ کا علی علیہ السلام سے علم حاصل کرنا مذکور ہے اور صحابہ علمی استفادہ کرنے میں علی ؑ کی عیال کی حیثیت رکھتے تھے۔

۴۔ ابن ابی الحدید شرح نہج البلاغہ میں محفن ابن ابی محفن ضبی سے روایت کی ہے کہ اس نے جب معاویہ سے کہا:۔

جئتک من ابخل الناس (ای علیا)۔	میں بخیل ترین مردم (علی علیہ السلام) کے پاس سے تیرے پاس آیا ہوں۔

تو معاویہ نے اس سے کہا:۔

ویحک کیف تقول انہ ابخل الناس وھو الذی لو ملک بیتا من تبر و بیتا من تبن لانفق تبرہ قبل تبنہ وھو الذی کان یکنس بیت المال	تجھ پر پھٹکار ہو تو کیسے مجھے کہتا ہے کہ وہ (علی ؑ) بخیل ترین مردم ہے حالانکہ وہ ایسا شخص ہے کہ سونے کے گھر اور بھوسے کے گھر کا مالک ہو تو اپنے بھوسے کے گھر سے پہلے سونے کے گھر کو (خدا کی راہ میں) خرچ کر دے گا۔ اور یہی وہ شخص ہے جو بیت المال میں تقسیم

Marfat.com

ويصلى فيها وهو الذى	کے بعد) سجادہ ودیگر (شکرانہ کی) نماز پڑھتا تھا اور
قال يا صفراء يا بيضاء	یہی وہ شخص ہے جس نے سونے چاندی کو دھتکار کر
غرى غيرى وهو الذى لم	کہا جاؤ میرے سوا کسی دوسرے کو دھوکہ دو اور
يخلف ميراثاً وكانت	یہی وہ شخص ہے جس نے کوئی میراث نہیں
الدنيا كلها بيده الا ما	چھوڑی حالانکہ شام کے علاقہ کے سوا ساری
كان من الشام	دنیائے (اسلام) اس کے قبضہ میں تھی

اور پھر اس شخص نے جب امیر معاویہ سے یہ کہا کہ :—

جئتك من عند اعيى	میں تیرے پاس اس شخص (علیؑ) کے
الناس	پاس سے آیا ہوں جو بولنے سے عاجز تر ہے

تو معاویہ نے اس کو جواب میں کہا :— کہ

ويحك كيف يكون اعيى	تجھ پر پھٹکار ہو وہ (علیؑ) کیسے سب لوگوں
الناس فو الله ما سن الفصاحة	میں بولنے سے عاجز تر ہے۔ خدا کی قسم قریش
لغير قريش ۔	کے سوا کسی دوسرے کے پاس تو فصاحت بلاغت

ہے ہی نہیں (یعنی فصاحت و بلاغت کے مالک تو یہی قریش ہیں)

سر کش معاویہ کے سامنے ضرار کی گواہی،

ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمہ میں اور ابن جوزی نے تذکرۃ الخواص الائمۃ اور ان دونوں کے علاوہ دیگر مورخین اہل سنت نے روایت کیا ہے کہ ضرار[ع] بن ضمرہ معاویہ کے دربار میں داخل ہوا تو معاویہ نے ضرار سے کہا کہ کچھ علیؑ کے اوصاف بیان کر۔ ضرار نے جواب دیا کہ مجھے اس سے معاف کر۔ معاویہ نے جواب دیا کہ میں تمہیں معاف نہیں کروں گا (تمہیں ضرور اوصاف علی علیہ السلام بیان کرنا ہوں گے) ضرار نے کہا کہ جب ضرور بیان کرنا

ع ضرار محبان و دوستان علیؑ میں سے ہیں۔

ہی ہیں (تو لو سنو)

فکان واللہ بعید المدیٰ
شدید القویٰ یقول فصلا
ویحکم عدلا یتفجر العلم
من جوانبہ وتنطق الحکمت
من نواحیہ یستوحش من
الدنیا وزھرتھا ویانس
باللیل وظلمتہ۔ کان واللہ
غزیر الدمعۃ کثیر الفکرہ،
یقلب کفہ ویخاطب نفسہ
یعجبہ من اللباس ما خشن
ومن الطعام ما جشب
کان واللہ کاحدنا یجیبنا
اذا سألناہ ویاتینا اذا دعوناہ
ونحن واللہ مع قربہ منا
ودنوہ الینا لانکلمہ ھیبۃ
لہ۔ ولا نبتدیہ لعظمتہ
فان تبسم فمن مثل اللؤلوء
المنظوم یعظم اھل الدین
ویحب المساکین لا یطمع
القوی فی باطلہ ولا ییأس
الضعیف من عدلہ فاشھد
باللہ لقد رأیتہ فی بعض مواقفہ

بخدا علیؑ کی انتہا بہت دور ہے (وہاں کسی
کی رسائی نہیں ہو سکتی) زبردست طاقت والے
تھے حق و فیصلہ کن بات کہتے تھے عادلانہ حکم
دیتے تھے اور انکے اطراف میں علم کی نہریں پھوٹ بہتی تھیں انکے گرد و پیش حکمت
و دانش برستی ہوئی نظر آتی تھی۔ وہ دنیا اور اس کی
رونق اور چمک دمک سے بالکل مانوس نہیں تھے
وہ تو (عبادت کے لیے) رات اور اس کی تاریکی سے
انس رکھتے تھے۔ خدا کی قسم بہت گریہ کرنے
والے اور رونے والے تھے اور (آخرت دنیا
اور الہیات) میں بہت زیادہ غور و فکر کرنے
والے تھے اپنے ہاتھ الٹتے اور الٹ پلٹ کرتے تھے اور
اپنے نفس سے خطاب کرتے تھے۔ موٹا لباس
اور موٹا جھوٹا بے مزہ خوراک پسند فرماتے تھے۔
بخدا وہ ہمارے ایک فرد جیسا ایک فرد تھا
ہم آپ سے جب کچھ پوچھتے تھے تو وہ ہم کو جواب
باصواب دیتے تھے اور جب ان کو بلاتے تھے تو
وہ ہمارے پاس آجاتے تھے۔ بخدا ہم سے
اتنے قریب تھے اور ہم سے اتنا نزدیک ہونے کے باوجود
ان کے رعب و ہیبت کی وجہ سے ہم آپ سے بات
نہیں کر سکتے تھے اور اس کی عظمت کی وجہ سے ہم بات کی ابتدا
ان سے نہیں کر پاتے تھے اور اگر وہ مسکراتے تھے تو پروئے ہوئے موتی
جیسے خوبصورت دانت نظر آتے تھے وہ دیندار لوگوں کی عزت کرتے اور مساکین سے محبت

Marfat.com

لیلة وقد ارخی اللیل سدوله وغارت نجومه وقد مثل فی محرابه قابضاً علی لحیته یتململ تململ السلیم ویبکی بکاء الحزین وکانی اسمعه وهو یقول یادنیا غری غیری	رکھتے تھے اور نہ وہ قوت اپنے باطل و ناجائز کام نکال لانے کی امید نہیں رکھتا تھا اور ضعیف و کمزور انکی عدالت سے کسی قسم کا خوف نہیں کرتا تھا۔ میں خدا کو گواہ کرکے کہتا ہوں کہ میں نے ان کو شب میں ایسے وقت ایک جگہ دیکھا جبکہ رات اپنے پردے ڈال چکی تھی اور ستارے ڈوب چکے تھے، اور

اس وقت علی علیہ السلام محراب میں ایک مورت بن کر کھڑے تھے اپنی داڑھی کو پکڑے ہوئے اس طرح بے چین تھے جس طرح وہ شخص بے چین ہوتا ہے۔ جس کو سانپ بچھو نے ڈس لیا ہو اور غمزدہ کی طرح روتے تھے اور گویا میں (اب بھی) سن رہا ہوں کہ دنیا سے خطاب کرکے فرما رہے ہیں۔ اے دنیا کسی دوسرے کو جاکر دھوکے دے علی تیرے دھوکے میں نہیں آئے گا)۔

الی تعرضت ام الی تشوقت هیهات قد ابنتك ثلاثا لا رجعة لی فیك فعمرك قصیر و عیشك حقیر و خطرك کبیر آه آه من قلة الزاد و بعد السفر و وحشة الطریق۔	اے دنیا کیا تو میرے درپے ہوگئی یا میری طرف زیادہ شوق پیدا ہوگیا ہے۔ ہیہات (یہ نہ ہوگا) میں تجھے تین طلاق دے چکا ہوں جس کے بعد میں تیری طرف رجوع نہیں کر سکتا۔ تیری عمر کوتاہ ہے تیرا عیش و آرام حقیر ذلیل ہے تیرے خطرات بہت بڑے ہیں۔ ہائے افسوس زاد راہ بہت کم ہے

سفر بہت دور کا ہے اور راستہ بہت ڈراؤنا ہے۔

ضرار کہتے ہیں کہ معاویہ کے بیساختہ آنسو نکل کر داڑھی پر بہنے لگے۔ معاویہ آنسو کو روک نہ سکا۔ اپنی آستین سے وہ آنسو پونچھتا جاتا تھا۔ تمام حاضرین کی روتے روتے گھگھی بندھ گئی۔ پھر معاویہ نے کہا:۔

رحم الله ابا الحسن فقد کان والله کذلك فکیف حزنك علیه یا ضرار فقال حزن	خداوند عالم ابوالحسن علیؑ پر رحمت کرے۔ بخدا وہ ایسے ہی تھے۔ اے ضرار! پھر تم نے انکا غم کیسے برداشت کیا۔ ضرار نے کہا جس وقت

Marfat.com

من ذبح ولدها فی حجرها فلا ترقی عبرتها ولا یسکن حزنها۔

وہ عورت برداشت کرتی ہے جس کا بچہ اس کی گود میں ذبح کر دیا جائے تو نہ اس کبھی آنسو خشک ہوں گے، اور نہ اس کا غم مٹے گا۔

عمرو بن عاص کی گواہی

سیرت نگاروں اور تاریخ نویسوں نے مناقب لکھنے والوں نے ذکر کیا ہے۔ جن میں ایک خوارزمی حنفی بھی ہے جس نے اپنے مناقب میں بیان کیا ہے کہ معاویہ نے عمرو بن عاص کو ایک خط لکھا اور چاہا کہ عمرو بن عاص کو بہکائے اور امام علیؑ بن ابی طالبؑ کی لڑائی میں اس کو شامل کرے تو عمرو بن عاص نے ایک طویل اور لمبے چوڑے خط میں معاویہ کو جواب لکھا اور اس میں علی علیہ السلام کے فضائل و مناقب اور جو آیات اور احادیث ان کی شان میں آئی تھیں۔ ان کا ذکر کیا اور (جواباً) کہا۔

لیکن تو نے جو دعوت دی ہے کہ اسلام کی رسی کا پھندا اپنی گردن سے نکال دوں اور تیرے ساتھ گمراہی میں اندھا دھند گھس پڑوں اور باطل پر تیری مدد کروں اور تلوار سونت کر علی علیہ السلام کے سامنے آجاؤں۔ درانحالیکہ وہ رسولِ خدا کا بھائی اُن کا وصی، ان کا وارث ان کے قرضوں کو ادا کرنے والا اور ان کے وعدوں کو پورا کرنے والا ہے (یہ بہت مشکل ہے) اس کے بعد عمرو بن عاص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلمات و ارشادات جو علی علیہ السلام کے حق میں فرمائے تھے انکو گنتا چلا گیا ہے ——— مثلاً:———

(۱) بروز غدیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا :۔

الا! من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ

(الحدیث)

آگاہ رہو! جس کا میں مولا ہوں علیؑ اس کا مولا ہے۔ خداوندا! جو اس کو دوست رکھے تو اس کو دوست رکھ جو اس سے دشمنی کرے تو اسے دشمن کر جو اس کی مدد کرے تو اس کی مدد کر۔ جو اس کو چھوڑ دے تو اس کو چھوڑ دے۔

Marfat.com

۲۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان :۔

اللھم ائتنی باحب الخلق الیک	پروردگار! تمام مخلوق میں تیرے نزدیک جو زیادہ
یاکل معی من ھذا الطائر	محبوب ہو اس کو میرے پاس لے آتاکہ میرے ساتھ
فجاء علی واکل معہ	اس پرندہ کو کھائے چنانچہ علی علیہ السلام نے

اور انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ وہ پرندہ کھایا۔

۳۔ یا مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان :۔

علی امام البررۃ قاتل الفجرۃ	علی نیکوں کا امام فاجروں کا قاتل ہے جو اس کی مدد
منصور من نصرہ مخذول من	کریگا اسکی (خدا کی طرف سے مدد) کی جائے گی اور جو
خذلہ	اسکو چھوڑ دیگا (خدا اسکو) چھوڑ دے گا۔

۴۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان :۔

علی ولیکم من بعدی	میرے بعد تمہارا ولی علی ابن ابی طالبؑ ہوگا۔

۵۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان :۔

انی مخلف فیکم الثقلین کتاب	میں تم لوگوں میں دو گراں چیزیں چھوڑے جاتا ہوں۔
اللہ وعترتی	ایک کتاب خدا قرآن اور اپنی عترت ۲

۶۔ اور مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان :۔

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا	میں علم کا شہر اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔

پھر عمر بن عاص نے کچھ آیات قرآنی جو علی علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی ہیں بیان کیں۔ مثلاً فرمان خداوند عالم :۔

۱۔ وَیوفون بالنذر (سورہ دھر آیت ۷)

۲۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ وَالذین یقیمون الصلوۃ وَیوتون الزکوٰۃ وھم راکعون (سورہ مائدہ آیت ۵۵)

۳۔ قُل لا اسئلکم عَلیہ اجرًا الا المودۃ فی القربیٰ۔

(سورہ شوریٰ آیت ۲۰)

Marfat.com

عمرو بن عاص نے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وہ فرمان بیان کیا جو حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حق میں فرمایا ہے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا

(یا علی) اما ترضیٰ ان تکون منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ سلمک سلمی وحربک حربی یا علیؑ من احبک فقد احبنی ومن ابغضک فقد ابغضنی من احبک ادخلہ اللہ الجنۃ ومن ابغضک ادخلہ اللہ النار۔	اے علی کیا تم اس بات پر راضی اور خوش نہیں ہو کہ تم کو وہی مرتبہ حاصل رہے جو ہارونؑ کو موسیٰ سے حاصل تھا۔ تیری صلح میری صلح اور تیری جنگ میری جنگ ہے۔ اے علی! جس نے تم سے دوستی اور محبت کی اس نے مجھ سے دوستی اور محبت کی اور جس نے تم سے دشمنی اور عداوت کی اس نے مجھ سے دشمنی کی۔ جس شخص نے تم سے دوستی اور محبت رکھی اس کو اللہ تعالیٰ جنت میں داخل کرے گا

اور جس نے تم سے عداوت رکھی اس کو خدا جہنم میں داخل کرے گا۔

پھر معاویہ سے عمرو نے کہا کہ اے معاویہ تمہارا یہ خط جس کا یہ جواب ہے ایسا نہیں جس سے کوئی صاحب عقل و دین دھوکہ کھا جائے۔

قول مولف اس فریب کار، دھوکہ باز عمر بن عاص کے اقرار اور غصب شدہ حق کے اعتراف پر ذرا غور کیجئے اور اس کے باوجود باطل پر اس نے اصرار کیا دنیا اور اس کے ساز و سامان کے حرص و لالچ میں اس نے اپنے امام وقت امیر المومنین علی ابن ابی طالب پر خروج کیا۔

معاویہ ثانی کی گواہی قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ باب ۶۰ میں ابن جوزی سے بروایت قاضی ابو یعلی روایت کیا ہے وہ یزید کی تباہیوں کا تذکرہ کرنے کے بعد کہتا ہے کہ جب معاویہ بن یزید حاکم بنایا گیا تو اس نے منبر پر چڑھ کر کہا۔

ان ھذہ الخلافۃ حبل اللہ تعالیٰ وان جدی معاویہ	یہ خلافت اللہ تعالیٰ کی رسی ہے اور میرے دادا معاویہ نے امر خلافت پر خلافت کے اہل شخص

Marfat.com

نازع الامر اهله و من هو احق به منه علی بن ابی طالب

(علیؑ) نے جھگڑا کیا اور جو شخص معاویہ سے زیادہ حق دار خلافت تھا وہ علی بن ابی طالبؑ تھے۔

پھر معاویہ ثانی نے امام حسین علیہ السلام سے خلافت غصب کرنے کا تذکرہ کیا ——— الخ

دمیری نے اپنی کتاب حیاۃ الحیوان میں روایت کیا ہے۔ معاویہ بن یزید نے منبر پر جاکر اہل شام کے مجمع عام میں کہا۔

الا ان جدی معاویہ قد نازع فی ھذا الامر من کان اولی بہ منہ و من غیرہ لقرابتہ من رسول اللہ و عظم فضلہ و سابقتہ۔ اعظم المھاجرین قدراً واشجعھم قلبا و اکثرھم علما و اولھم ایمانا ارشرفھم منزلۃ و اقدمھم صحبتہ ابن عم رسول اللہ و صھرہ و اخوہ زوجہ ابنتہ الفاطمہ و جعلہ لھا بعلا۔ و اختارہ لھا وجعلھا لہ زوجۃ باختیارھا لہ ابو سبطیہ سیدی شباب اھل الجنۃ و افضل ھذہ الامۃ

آگاہ رہو کہ میرے دادا معاویہ نے اس امر خلافت میں یقیناً ایک شخص سے جھگڑا کیا ہے جو خود اس سے اور اس کے علاوہ دیگر تمام لوگوں سے اولیٰ اور زیادہ حقدار تھا کیونکہ وہ رسول خدا کا قرابتدار اور بڑا صاحب فضل اور سبقت لے جانے والا تھا۔ قدر و منزلت میں تمام مہاجرین سے بلند مرتبہ تھا ان سب لوگوں سے زیادہ بہادر دل رکھتا تھا اور سب سے زیادہ صاحب علم تھا اور ان سب سے پہلے ایمان لانے والا تھا۔ قدر و منزلت میں ان سب سے اشرف و اعلیٰ تھا اور ان سب سے پہلے صحبت رسول سے فیض یاب ہونے والا تھا وہ رسول خدا کے چچا کا لڑکا رسول کا داماد، رسول کا بھائی تھا رسولؐ نے اپنی بیٹی فاطمہؑ سے ان کی شادی کر دی تھی۔ اور علیؑ کو اس کا شوہر بنا دیا اور علیؑ کو فاطمہ کے لئے پسند فرمایا اور فاطمہؑ کو علیؑ کے واسطے پسند کر کے ان کی زوجیت میں اسکو دیدیا۔ علی ان کے دونوں نواسوں حسن حسین (علیہ السلام) کا باپ ہے دونوں جوانان جنت کے سردار اور اس امت میں افضل ہیں ——— الخ

Marfat.com

اور خوارزمی نے بھی ایسا ہی مضمون روایت کیا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز کی گواہی

۱۔ ابن جوزی نے تذکرہ الخواص میں عمر بن عبدالعزیز سے روایت کی ہے۔ عمر بن عبدالعزیز کہتے ہیں :۔

ما علمنا ان احدًا من هذه الامة بعد رسول الله ازهد من علی بن ابی طالب ما وضع لبنة علی لبنة وقصبة علی قصبة

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں ہم کو علیؑ بن ابی طالبؑ سے بڑھ کر کوئی زاہد و متقی معلوم نہیں ہوتا ۔ انہوں نے اینٹ پر اینٹ اور سرکنڈے پر سرکنڈا نہیں رکھا۔ (یعنی جیسے پہلے لوگ من مانی کرتے جاگیریں جائیدادیں بناتے رہے ہیں علی علیہ السلام نے ایسا نہیں کیا گھر تک نہیں بنایا)

۲۔ ابن ابی الحدید معتزلی نے شرح نہج البلاغہ میں اس مشہور جھگڑے کو روایت کیا ہے جو عمر بن عبدالعزیز کے سامنے پیش ہوا تھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو طلاق دینے کی اس بات پر قسم کھائی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد اس امت میں علیؑ افضل ہیں (اگر علی علیہ السلام افضل ثابت نہ ہوئے تو وہ بیوی کو طلاق دے دے گا) اور اس عورت کے باپ نے یہ دعویٰ کیا کہ اسی وقت سے (جس وقت اس کے شوہر نے یہ قسم کھائی تھی) اس کی بیٹی مطلقہ ہو گئی (کیونکہ اس کے نزدیک علی علیہ السلام افضل نہیں تھے) چنانچہ عمر بن عبدالعزیز نے سب ہاشمیوں اور سب امویوں کو جمع کیا، اور ان کے سامنے یہ مقدمہ پیش کیا (تاکہ اس کے متعلق وہ کوئی فیصلہ کریں) فوراً ہی اولاد حضرت عقیل میں سے ایک شخص کھڑا ہو گیا۔ اس نے کہا اس کی قسم سچی ہے (کہ علی علیہ السلام ساری امت میں افضل ہیں) لہذا اس کی بیوی مطلقہ نہیں پھر علی کی افضلیت پر ان احادیث سے احتجاج کیا اور ثبوت پیش کیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے علی علیہ السلام

Marfat.com

کے بارے میں تمام امت سے افضل ہونے کے متعلق وارد ہوئی ہیں۔ عمر بن عبد العزیز نے کہا:۔

صدقت و برات یا عقیلی — اے عقیلی تم نے سچ کہا اور نیک کام کیا اور نیک بات کہی۔

اور پھر مخاطب ہو کر کہا:۔

یا بنی عبد المطلب ما نجهل ما یعلم غیرنا و ما بنا الا عمی فی دیننا۔ — اے عبد المطلبؑ کی اولاد جو کچھ دوسرے لوگ جانتے ہیں ہم انسے جاہل اور ناواقف نہیں۔ (ہم بھی ان کی فضیلت کو جانتے ہیں)

مگر ہمارے ساتھ دینی گمراہی لگی ہوئی ہے۔ (اور یہ قصہ مشہور ہے)

منصور دوانقی کی گواہی

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ باب ۶۵ میں محمد خواجہ بخاری کی کتاب فصل الخطاب میں سے امام جعفر صادق علیہ السلام کے تذکرہ میں ان کی مدح و ثنا اور تبحر علمی کی توصیف کے بعد یہ ذکر کیا ہے کہ ابو جعفر منصور نے رات کو اپنے وزیر کو طلب کیا اور کہا کہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو میرے سامنے پیش کرو کہ میں ان کو قتل کر دوں۔ وزیر نے کہا کہ وہ تو ایک بزرگ ہیں جنہوں نے دنیا سے بالکل کنارہ کشی اختیار کر لی ہے۔ خدا کی عبادت کی طرف متوجہ ہو گئے ہیں وہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائیں گے منصور نے جواباً کہا:۔

انک تقول بامامته والله انه امامك و امامی و امام الخلائق اجمعین۔ والملك عقیم فانی به۔ الخ — تم ان کی امامت کے قائل ہو۔ خدا کی قسم وہ تمہارے امام ہیں اور میرے بھی اور تمام خلائق کے امام ہیں۔ لیکن ملک اور حکومت بے اولاد ہے مجھے وہ (جعفر صادق) مطلوب ہو کر دے

(یعنی حکومت کے مقابلہ میں کسی کی پرواہ نہیں کی جاتی اور مفاد پیش نظر ہوتا ہے چاہے کسی کو بھی قتل کرنا پڑے اور اس روایت میں امام علیہ السلام کی کرامت عظیمہ بیان کی ہے)۔

Marfat.com

قول مؤلف

اس ظالم و جابر بادشاہ کو ذرا عبرت کی نگاہ سے دیکھئے کہ خداوندِ عالم نے کس طرح اس کی ناک رگڑ کر اس سے سچ کہلوایا اور کلمہ حق اس کی زبان سے جاری کیا ہے جیسا کہ ہم کئی بار پہلے کہہ آئے ہیں کہ حق منصف اور دشمن کی زبان پر بولتا ہے۔ منصور نے تمام خلائق پر من جانب اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کی امامت کا اعتراف کیا اور پھر زہر کے ذریعہ ان کو قتل کرنے میں جلدی کرتا ہے اور پھر جب انکی خبر وفات اس کو سنائی جاتی ہے تو ان پر گریہ و بکا کرتا ہے اور پھر فوراً مدینہ کے گورنر کو خط لکھتا ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے جسکو اپنا وصی مقرر کیا ہو اس کو جلد سے جلد قتل کر دے۔

۴۔ خوارزمی نے اپنے مناقب فصل ۱۹ میں سلیمان بن مہران کے حوالہ سے منصور سے روایت کی ہے کہ منصور نے علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام کی کرامات جلیلہ بیان کیں اور یہ ایک بہت لمبی بات ہے (جس کو دیکھنے کا شوق ہو) وہ مناقب خوارزمی کی فصل کی طرف رجوع کرے۔ اس فصل میں بصیرت طلب کرنے والے کے لئے بصیرت موجود ہے۔ اس روایت کے آخر میں ہے کہ سلیمان نے منصور سے کہا لی الامان مجھے امان ہے (میں کچھ کہوں) منصور نے کہا تم کو امان حاصل ہے (کہو) سلیمان نے کہا جو شخص ان حضرات کو قتل کر دے اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ منصور نے کہا اس کے جہنم میں جانے کے متعلق کوئی شک و شبہ نہیں۔ پھر سلیمان نے کہا کہ جو انکی اولاد اور اولاد کی اولاد کو قتل کرے اس کے متعلق آپ کیا کہتے ہیں۔ سلیمان کہتا ہے کہ منصور نے (یہ سن کر) سر جھکا لیا اور پھر کہا اے سلیمان المُلکُ عقیم ملک و حکومت بے اولاد ہے۔

ہارون رشید کی گواہی

قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ باب ۶۲ میں محمد خواجہ بخاری کی فصل الخطاب

Marfat.com

سے روایت کی ہے کہ بخاری صاحب نے اہلبیتؑ میں سے آئمہ معصومین علیہ السلام سے ایک ایک کے مناقب بیان کئے ہیں اور ان کے تمام فضائل اور علمی گہرائیوں کا ذکر کیا ہے یہاں تک کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے ذکر مبارک تک پہنچا تو حضرت کے علم و حلم فضل و کمال ، زہد و تقویٰ اور ان کے مناقب و کرامات کا ذکر کر کے کہتا ہے کہ مامون رشید اپنے باپ ہارون رشید سے روایت کی ہے کہ اس نے اپنی اولاد سے موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق کہا کہ یہ تمام لوگوں کا امام اور اس کی مخلوق پر حجت خدا اور اس کے بندوں پر خلیفہ ہے۔ میں قہر و غلبہ کے ذریعہ ظاہر میں ایک جماعت کا امام ہوں اور بخدا وہ مقام رسول کریمؐ میں مجھ سے اور ساری مخلوق سے زیادہ حقدار ہے اور خدا کی قسم اگر موسیٰ کاظم اس امر خلافت میں مجھ سے جھگڑا کریں جس چیز میں ان کی آنکھیں لگی ہوں گی (یعنی خلافت) میں ان سے چھین لوں گا۔

فان الملک عقیم ۔ بیشک ملک و حکومت بے اولاد ہے۔

قندوزی نے نفس باب میں ذکر کیا ہے کہ ہارون رشید نے مامون سے کہا:۔

یابنی ھذا وارث علم النبیین	اے بیٹے! یہ علم انبیاء کے وارث ہیں۔
ھذا موسیٰ بن جعفر	یہ موسیٰ بن جعفر ہیں
ان اردت العلم الصحیح	اگر تم صحیح علم چاہتے ہو تو وہ تم ان کے پاس پاؤ گے ۔
تجد عند ھذا ۔ الخ	الخ

قول مؤلف مجھے خدا کی قسم ہے کہ ہارون رشید کا اس طرح اعتراف و اقرار کرنا صراحۃً پکار رہا ہے کہ جن پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نص فرمادی ہے وہی خلافت کے زیادہ حقدار ہیں جیسا کہ ہم اپنی اس کتاب میں کئی بار اس جیسے ظالم و متغلب بادشاہ کی طرف سے لکھ آئے ہیں تاکہ اہل حق و حقیقت کیلئے روشن دلائل درخشاں انوار اور قطعی دلیلوں کی رہنمائی کرے اور وہ لوگوں کو راہ مستقیم پر

Marfat.com

چلا سکیں خصوصی طور پر جب کہ اس کا راوی ایک بڑا عالم اہلسنت ہو جس نے ایک بڑے راوی کی کتاب سے اس مضمون کو لیا ہو (چاہیں تو اصل کی طرف) رجوع فرمائیں اور افسوس بالائے افسوس اس شخص پر ہے جو مدعی خلافت ہوتے ہوئے امام حق کا اعتراف کرتا ہے اور کئی بار اس کو قید میں ڈال دیتا ہے اور بار بار اس کو دھوکے سے چھپا کر زہر دیا اور بالآخر شاہک بن سندی صیہونی کو حکم دیا کہ امام علیہ السلام کو زہر سے قتل کر دے چنانچہ اس نے قید خانہ میں زہر سے قتل کر دیا جیسا کہ شیعہ سنی دونوں مکتب فکر کے مورخوں نے لکھا ہے اور امام علیہ السلام خصوصاً جبکہ وہ مخلوق خداوندی پر حجت خدا بھی ہیں ان کا قتل بالعمد ہمیشہ رشید کے لئے جہنم میں رہنے کا موجب ہو گا۔ اس کو جہنم مبارک ہو۔

مامون رشید کی گواہی

علامہ قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ باب ۹۵ میں مامون رشید کے اس خط کو لکھا جو اس نے اس وقت عباسیوں کو لکھا تھا۔ جب انہوں نے امام علی بن موسیٰ رضا کو ولی عہدی سے تدبیر کے ساتھ مامون کے ہاتھوں ہٹانے کا ارادہ کیا اور خط بہت طویل ہے جو بہت سی کتابوں میں موجود ہے ہم اس میں سے تھوڑا سا حصہ تمہارے لئے ذکر کرتے ہیں۔ مامون حضرت علی علیہ السلام کے کچھ فضائل و مناقب ذکر کرنے کے بعد کہتا ہے:

انہ اول من اسلم و افقھھم	علی سب سے پہلے اسلام لانے والے اور دین خدا کے
فی دین اللہ وھو صاحب	معاملے میں سب سے بڑے فقیہ ہیں اور روز غدیر خم
الولایۃ فی غدیر خم وھو	وہ صاحب ولایۃ مطلقہ اور روز مباہلہ رسول خدا
نفس النبی فی یوم المباھلہ	کے نفس قرار پائے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے مناقب
واللہ جمع المناقب والایات	اور تعریف و توصیف کرنے والی آیات کو علی

Marfat.com

المداہنۃ فیہ ثم نحن و بنو علیؑ کنا یدًا واحدۃ حتی قضی اللّٰہ الامر الینا ضیقنا علیھم و قتلنا ھم اکثر من قتل بنی امیہ ایاھم۔

میں جمع کر دیا۔ پھر ہم اور علی کی اولاد بالکل ایک ہاتھ (بندھی مٹھی) تھے یہاں تک کہ اللہ نے امر خلافت ہمارے سپرد کر دیا ہے تو پھر ہم نے ان پر سخت تنگی کی اور بنو امیہ سے بھی ہم نے ان کو زیادہ قتل کیا۔

پھر مہدی منتظر عجل اللہ فرجہ کا اس خط میں ذکر کیا ہے اس خط کو مطالعہ کیجئے اس میں تو پیرا افکار موجود ہے:-

ابو حنیفہ کی گواہی

مسند ابی حنیفہ سے مناقب آل ابی طالب فی احوال امام جعفر صادق علیہ السلام میں مروی ہے۔

راوی کہتا ہے کہ حسن بن زیاد نے کہا کہ میں نے ابو حنیفہ سے سنا کہ ان سے پوچھا گیا کہ جن لوگوں کو آپ نے دیکھا ہے ان میں سے سب سے زیادہ فقیہ کون ہے؟ ابو حنیفہ نے کہا کہ جعفر بن محمد امام جعفر صادق علیہ السلام ہیں۔

ابو جعفر منصور نے جب ان کو اپنے پاس بلوایا تو میرے پاس قاصد بھیجا اور کہلایا اے ابو حنیفہ لوگ جعفرؑ بن محمدؑ کے فتنہ میں مبتلا ہو گئے تم ان کے واسطے اپنے سخت ترین کچھ مسائل تیار کرو (تاکہ ان سے دریافت کر کے ان کو خفیف کیا جائے) چنانچہ میں نے ان کے (مقابلہ کے واسطے) چالیس مسئلے تیار کئے اور میں نے وہ ابو جعفر منصور کے پاس مقام حیرہ جہاں وہ مقیم تھا بھیج دیئے اور میں خود بھی اس کے دربار میں داخل ہوا تو امام جعفر صادق علیہ السلام منصور کی داہنی طرف بیٹھے ہوئے تھے جب امام جعفر صادق علیہ السلام کو میں نے دیکھا تو امام جعفر صادق علیہ السلام کی اتنی زبردست ہیبت میرے دل میں بیٹھی کہ ایسی ہیبت ابو جعفر منصور کی بھی کبھی نہیں بیٹھی تھی۔ میں نے ان پر سلام کیا۔ مجھے بیٹھنے کا اشارہ کیا میں بیٹھ گیا۔ پھر میری طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ اپنے مسائل ابو عبداللہ

Marfat.com

(امام جعفر صادق علیہ السلام) کے سامنے پیش کردوں ان کے سامنے مسائل پیش کرنے لگا وہ جواب دیتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ تم یہ کہتے ہو اور مدینے والے یوں کہتے ہیں اور ہم ایسے کہتے ہیں کسی مسئلہ میں تو وہ ہمارے ساتھ اتفاق کرتے تھے اور کبھی مدینہ والوں کے ساتھ اور کبھی ہم سب کے خلاف کہتے تھے یہاں تک کہ میں نے چالیس مسائل پیش کر دیئے اور انہوں نے کسی میں کوئی لغزش نہ کی پھر ابو حنیفہ نے کہا :-

الیس اعلم الناس اعلمھم باختلاف الناس۔

جو شخص لوگوں کے اختلاف کو خوب جانتا ہے کیا وہ سب لوگوں سے اعلم نہیں ہے؟

۲- یہ گواہی مسانید ابو حنیفہ کے جامع قاضی القضاۃ خوارزمی نے بھی تھوڑے سے اختلاف کے ساتھ روایت کی ہے جس سے معنی میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوتا

مالک بن انس کی گواہی

۱- نیز کتاب مناقب آل ابی طالب فی احوال امام جعفر صادق علیہ السلام میں ہے کہ امام مالک بن انس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں :-

ما رأت عین ولا سمعت اذن ولا خطر علی قلب بشر افضل من جعفر الصادق فضلا و علما و عبادۃ و ورعا

امام جعفر صادقؑ سے زیادہ صاحب علم و فضل اور صاحب زہد و تقویٰ اور عبادت گزار شخص نہ کسی آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ کسی کان نے سنا ہے اور نہ کسی کے دل میں خیال گذرا ہے۔

احمد بن حنبل کی گواہی

محمد بن طلحہ شافعی نے اپنی کتاب مطالب السؤل میں احمد بن حنبل سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں :-

ما جاء لاحد من اصحاب رسول اللہ من الفضائل ما جاء لعلی۔

اصحاب رسول خدا میں سے کسی ایک صحابی کے بھی وہ فضائل و مناقب روایت نہیں کئے گئے جتنے فضائل علی کے وارد ہوئے ہیں۔

Marfat.com

محمد بن ادریس شافعی کی گواہی

۱۔ بہت سے بڑے بڑے علماء اہلسنت والجماعت نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے کہ امام شافعی سے امام علی بن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق پوچھا گیا تو انہوں نے کہا۔

ماذا اقول برجل انکر اعدائہ — میں اس شخص کے متعلق کیا کہوں جس کے فضائل کا
فضلہ حسداً وطمعاً وکتم — دشمنوں نے حسد اور طمع کی وجہ سے انکار کیا اور اس کے
احبائہ فضلہ خوفاً وفرقاً — دوستوں نے اس کے فضل و کمال کو خوف اور ڈر کی وجہ سے
وفاش ما بین ھذین ما طبق — اور تفرقہ بازی کے اندیشہ سے چھپایا تو بھی ان دونوں
الخافقین — (زمین و آسمان) کے درمیان اتنے فضائل پھیلے کہ شرق و غرب پر چھا گئے

۲۔ فضیلت علی علیہ السلام اور فضیلت اہلبیت علیہم السلام میں امام شافعی کے چند اشعار آپ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں جن میں سے کچھ اشعار ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں نقل کئے ہیں۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ امام شافعی نے اہلبیتِ رسول (علیہم السلام) کی مدح میں یہ اشعار کہے۔

یا اھل بیت رسول اللہ حبکم — اے اہلبیتِ رسول تمہاری محبت خدا نے اپنے
فرض من اللہ فی القرآن انزلہ — نازل کردہ قرآن میں واجب قرار دی ہے۔
کفاکم من عظیم الفخر انکم — تمہارے لئے عظیم فخر کے واسطے یہ کافی ہے کہ جو
من لم یصل علیکم لا صلوٰۃ لہ — شخص تم پر صلوٰۃ نہ بھیجے اسکی نماز نہیں ہوتی۔

شافعی کے مدحیہ اشعار میں سے یہ اشعار بھی ہیں جو ابن صباغ مالکی نے اپنی کتاب الفصول المہمہ میں ذکر کئے ہیں:۔

یا راکبا قف بالمحصب من منی

اے اونٹنی سوار مقام منیٰ کی کنکریلی زمین پر ذرا ٹھہر جا۔

واھتف بساکن خیفها والناھض

اور وہاں کے بلند و پست مقامات پر رہنے والے کو۔

Marfat.com

سحرًا اذا فاض الحجیج الی منی
سحر کے وقت جب حاجی لوگ فرات کے اٹھتے ہوئے تھپیڑوں کی طرح۔
فیضا کملتطم الفرات الفائض
منی کی طرف آرہے ہیں۔ پکار کر یہ کہہ دے۔
ان کان رفضا حب آلِ محمد
اگر آلِ محمد (علیہ السلام) کی محبت رافضی پنا ہے تو
فلیشهد الثقلان انی رافضی
دونوں جہاں گواہ رہیں کہ میں رافضی ہوں۔

نیز شافعی نے کہا ہے :۔

اذا فی مجلس ذکروا علیًا	جب کسی مجلس میں علیؓ و فاطمہؓ اور ان کے دونوں
وشبلیه و فاطمة الزکیة	شیر بچوں کا لوگ ذکر کرتے ہیں تو میں لوگوں سے
هربت الی المهیمن من اناس	خدا کی طرف بھاگ لیتا ہوں۔ کیونکہ لوگ فاطمیؓ
یرون الرفض حب الفاطمیة	محبت کو رافضی پن سمجھتے ہیں۔
علی آل رسول صلوٰة ربی	آلِ رسول پر میرے رب کی صلوٰة و رحمت ہو
ولعنته لتلك الجاهلیه	اور ایسی جاہلیت پر آلِ رسول کی لعنت ہو۔

امام شافعی نے یہ بھی کہا ہے :۔

لو ان المرتضی ابدی محله	علی مرتضیٰ اگر اپنے مقام و مرتبہ کا اظہار کرتے تو
لخر الناس طرا سجدًا له	سارے لوگ اسکے سجدہ میں گر پڑتے شافعی مر گیا اور اس
ومات الشافعی ولیس یدری	کو یہ پتہ نہ چلا کہ علی اس کا رب ہے یا اللہ
علی ربه ام ربه الله	اس کا رب ہے۔

یہ اشعار بھی امام شافعی نے کہے ہیں۔

الی ما الام وحتی متی	میں اس جوان کی محبت میں کب تک ملامت
اعاتب فی حب هذا الفتیٰ	کیا جاؤنگا اور کبتک مجھے عتاب کیا جاتا رہے گا

Marfat.com

وهل زوجت فاطم غيره	کیا علیؑ کے سوا کسی اور سے فاطمہ زہرا کی تزویج ہوئی ہے
وفی غیره هل اتیٰ	کیا علیؑ اور اہلبیت علیؑ کے سوا اور کسی کے حق میں سورۃ هَل اَتیٰ نازل ہوا ہے

ان کے علاوہ اور بہت سے اشعار ہیں جو صراحۃً علیؑ و اہلبیت علیؑ کی افضلیت کو بتاتے ہیں اور ان اشعار کو علماء اہلسنت والجماعت نے اپنی کتابوں میں ذکر کیا ہے لہذا ان کی طرف رجوع کریں۔

بڑے بڑے لوگوں اور راہنماؤں کی یہ تو کچھ تھوڑی سی اور چند گواہیاں ہیں جو انہوں نے اس عظیم یکتا اور عالمی شخصیت کی اس افضلیت کے متعلق پیش کی ہیں جن کی طرف محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سوا کسی دوسرے کا قدم نہیں اٹھ سکا۔ اور نہ کوئی سبقت کر سکا۔ کیونکہ دوسروں کے مقابلہ میں علی علیہ السلام کے زیادہ حقدار اور افضل ہونے کے بارے میں جتنی احادیث وارد ہوئی ہیں اتنی اور کسی بھی صحابی کے بارے میں وارد نہیں ہوئی ہیں جس پر ان کے مخالفین کی گواہی موجود ہے جیسے کہ تم سن چکے ہو۔ یہ

اس موضوع پر بڑے مرتبے کے لوگوں اور فصحاء و بلغاء عالم امت اسلامیہ اور غیر اسلامیہ کی آراء کو جو عالمی شخصیت کبریٰ امام علیؑ ابن ابی طالبؑ کے متعلق ہیں ان کو جمع کرنے کے واسطے اگر ہم شب رو قلم کو مہمیز کریں، تو کتابوں کی بڑی بڑی ضخیم جلدیں ہم بھر دیں گے۔ پھر بھی تمام روایات کو جمع کرنا ہماری طاقت سے باہر رہے گا اور اس قدر روایات و احادیث اس شخص کے واسطے کافی ہیں جو کان دھر کر سنے درانحالیکہ وہ دلی طور پر موجود ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی شیعیان علیؑ شیعیان اولاد علیؑ کی مدح و ثنا اور

لفظ شیعہ کو سب سے پہلے وضع کرنیوالا

پیروان علی علیہ السلام کے واسطے سب سے پہلے لفظ شیعہ آنحضرت

Marfat.com

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وضع فرمایا اور شیعیت کا سنگ بنیاد رکھنے والے الغرض سب سے پہلے تخم ریزی کرنے والے خود رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور اس کو قائم کرنے والے اور مضبوط بنانے والے امیر المومنین علی ابن ابی طالبؑ ہیں اور اس زمانہ میں شیعہ لوگ شیعیانِ علی علیہ السلام کہلاتے تھے۔ ابن خلدون اپنے مقدمہ ابن خلدون صٓ ۱۳۰ پر کہتا ہے۔

اعلم ان الشیعة لغة هم	تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ لغت کے اعتبار سے
الصحب والاتباع ويطلق	شیعہ ساتھیوں اور پیروکاران کو کہتے ہیں اور
فی عرف الفقهاء والمتكلمين	فقہا و متکلمین متقدمین ہوں یا متاخرین
من السلف والخلف على	سب کے نزدیک علی و اولادِ علی کے پیروکاروں
اتباع علی وبنيه ( )	پر بولا جاتا ہے۔

محمد کرد علی کی کتاب خطط شام جلد ۵ صٓ ۱۵۶ پر ایسی حقیقت موجود ہے جس نے کسی کی قسم کی دلیل و برہان قائم کرنے سے ہمیں بے نیاز بنا دیا ہے کیونکہ اس نے صحابہ کی ایک بزرگ جماعت گنوائی ہے جو شیعیانِ علیؑ کے نام سے مشہور تھے وہ کہتا ہے

اما ما قد ذهب اليه بعض	لیکن وہ خیال جس کی طرف بعض مصنفین و
الكتاب من ان اصل مذهب	مورخین بہ گئے ہیں کہ مذہب شیعہ اصل تشیع عبداللہ
التشيع من بدعة عبد الله بن	بن سبا المعروف بابن السودا کی بدعت
سباء المعروف بابن السوداء	ہے تو یہ وہم و خیال اور مذہب شیعہ کے متعلق
فهو وهم وقلة معرفة فی	بے خبری اور قلت معرفت کا ثبوت ہے
مذهبهم۔ ومعلوم ان	یہ ایک مانی ہوئی اور معلوم بات ہے محمد کرد
محمد کرد علی غير شيعي بل	علی شیعہ نہیں تھا بلکہ وہ شیعیانِ ابرار پر
هو من يتحامل على الشيعه	ظلم کرتا تھا۔ لیکن حق بانصاف اور دشمن
الابرار لكن كما قلنا غير	دونوں کی زبان پر بولتا ہے۔ جیسا کہ ہم
مرة الحق ينطق منصفا و عنيدا	بار بار کہہ چکے ہیں۔

Marfat.com

ہمارے مذکورہ مدعیٰ پر دلالت کرنے والی احادیث جو اہل سنت و الجماعت کے بڑے بڑے علماء کے ذریعہ ہم تک پہنچی ہیں وہ حدِ تواتر کے قریب ہیں یہ شیعوں کے نزدیک تو بدرجہ اولیٰ حد تواتر تک پہنچی ہوئی ہیں (حد تواتر کے قریب ہی نہیں) بلکہ وہ احادیث متواترہ ہیں اور ہم اپنی ان تحریرات میں کچھ وہ احادیث پیش کریں گے جو بطریق اہلسنت وارد ہوئی ہیں تاکہ ہماری دلیل کی وضاحت اور بیداہت کی تکمیل ہو جائے۔

۱۔ ابن حجرؒ نے صواعق محرقہ ص ۱۲۸ پر ابن عباس سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں لما انزل اللہ تعالیٰ

ان الذین آمنوا وعملوا الصلحٰت اولئک ھم خیر البریہ ۔ الخ	وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ کئے یہی لوگ خیر البریہ ہیں۔
قال رسول اللہ لعلی ھم انت وشیعتک تاتی انت وشیعتک یوم القیامۃ راضین مرضیین ویاتی عدوک غضابا مقمحین قال من عدوی قال من تبرا منک ولعنک	آنحضرتؐ نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ وہ خیر البریہ تم اور تمہارے شیعہ ہیں تم اور تمہارے شیعہ بروز قیامت ہنسی خوشی آئیں گے اور تمہارا دشمن ذلیل صورت میں اس طرح آئیگا کہ اسکی آنکھیں تکبر سے بھری ہونگی حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا یا حضرت میرے دشمن کون ہیں؟ حضرت نے فرمایا جو تم سے برأت کا اظہار کرے اور لعنت کرے۔

۲۔ حاکم نے اپنی کتاب شواہد التنزیل میں بالاسناد علی علیہ السلام سے روایت کیا حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وفات پائی تو میں حضرت کو سینہ سے ٹیک لگائے ہوئے تھا تب حضرت نے فرمایا۔

یا علیؑ الم تسمع قول اللہ تعالیٰ اِنَّ الَّذِیْنَ آمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰٓئِکَ ھُمْ خَیْرُ الْبَرِیَّۃِ	اے علی! کیا تم نے خداوند عالم کا فرمان نہیں سنا (وہ فرماتا ہے) اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے ہیں وہ لوگ خیر البریہ ہیں

Marfat.com

هم شیعتک و موعدی و موعدکم الحوض یدعون غراً محجلین	وہ تیرے شیعہ ہونگے اور میری تمہاری وعدہ گاہ حوض کوثر ہے تیرے شیعہ غراً محجلین کہلائیں گے

۳۔ حموینی شافعی نے اپنی کتاب فرائد السمطین جلد اول باب ۳۱ میں بالاسناد جابر بن عبداللہ سے روایت کی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک حضرت علی علیہ السلام تشریف لے آئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

لقد اتاکم اخی ثم قال والذی نفسی بیدہ ان هذا و شیعته هم الفائزون یوم القیامة انه اولکم ایمانا و اوفاکم بعهد الله و اقومکم بامر الله و اعدلکم فی الرعیة و اقسمکم بالسویه و اعظمکم عند الله مزیة

بالیقین میرا بھائی تمہارے پاس آگیا ہے پھر فرمایا مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ یہ اور اس کے شیعہ بروز قیامت کامیاب و کامران ہوں گے باعتبار ایمان تم سب میں یہ پہلا شخص ہے اور عہد خدا کو تم سب سے زیادہ پورا کرنے والا ہے اور حکم خدا کو تم سب سے زیادہ قائم کرنیوالا ہے اور رعیت میں سب سے زیادہ عدل و انصاف کرنے والا ہے اور تقسیم کرنے میں تم سب سے زیادہ مساوات برتنے والا ہے اور خدا کے نزدیک تم سب سے زیادہ صاحب فضیلت ہے

و قال نزلت فیه الذین آمنوا و عملوا الصلحت هم خیر البریه

پھر حضرت نے فرمایا اس کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے "وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے عمل صالح کئے یہی لوگ خیر البریہ ہیں"

کہا جاتا ہے کہ اس وقت سے اصحاب محمدؐ کا دستور اور وطیرہ ہوگیا کہ جب حضرت علی علیہ السلام تشریف لاتے تو سب کہتے تھے کہ خیر البریہ آگئے۔

۴۔ خوارزمی حنفی نے بھی اسی قسم کی روایت جابر بن عبداللہ سے اپنی کتاب مناقب میں روایت کی ہے۔

۵۔ خوارزمی نے ایک اور روایت بھی منصور دوانقی سے اپنی کتاب

Marfat.com

مناقب کے اندر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایک طویل حدیث میں نقل کی ہے جس میں فرمایا ہے:۔

وان علیا و شیعتہ ھم الفائزون یوم القیامۃ بدخول الجنۃ	اور یقیناً علیؑ اور اس کے شیعہ بروز قیامت جنت کے داخل ہونے میں کامیاب و کامران ہوں گے۔

۶۔ خوارزمی حنفی نے ایک حدیث اور بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

یا علی ان اللہ قد غفر لک و لاھلک و شیعتک و محبی شیعتک۔	یعنی اے علی اللہ تعالیٰ تمہیں، تمہارے اہل بیت اور تمہارے شیعوں اور تمہارے شیعوں کے دوستوں اور چاہنے والوں کو بھی بخش دے گا۔

۷۔ اور خوارزمی حنفی نے اپنی اسی کتاب مناقب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

یا علی اذا کان یوم القیامۃ اخذت بحجزۃ اللہ و اخذت انت بحجزتی و اخذ ولدک بحجزتک و اخذ شیعتک ولدک بحجزتھم فتری این یوم بنا۔	اے علی! جب قیامت کا دن ہوگا تو میں عرش الٰہی کا کنارہ پکڑوں گا۔ تم میرا دامن پکڑوگے اور تمہاری اولاد تمہارا دامن پکڑے گی اور تیری اولاد شیعہ اور دوست تمہاری اولاد کے دامنوں کو تھام لیں گے پھر تم دیکھو گے ہمیں کس (مقدس اور پاکیزہ) مقام کا حکم ملتا ہے۔

۸۔ خوارزمی نے اسی کتاب مناقب کی فصل ۱۹ میں مختلف طریقوں سے ایک طویل حدیث لکھی ہے جس میں علی علیہ السلام کے فضائل بیان کئے ہیں اور بتایا ہے کہ

انہ اعلم الناس علما و اقدم الناس سلما وانہ شیعتہ ھم الفائزون غدا۔	علی سب لوگوں سے بڑے عالم اور سب سے پہلے اسلام کا اظہار کیا ہے اور وہ خود اور اس کے شیعہ کل (قیامت) میں فائز المرام اور کامران ہوں گے

Marfat.com

۱۵۔ نیز خوارزمی نے اپنی کتاب مناقب ص۱۸۹ پر روایت کی ہے وہ کہتے ہیں الناصر للحق نے روایت کی ہے کہ جب امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں فتح خیبر کے واسطے حاضر ہوئے تو آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ اگر (مجھے اندیشہ نہ ہوتا) کہ تمہارے متعلق بھی ایک گروہ وہی کچھ کہے گا جو عیسیٰ کے متعلق نصاریٰ کہتے ہیں تو میں آج تمہارے متعلق ایسی بات کہتا کہ تم جس گروہ کے پاس سے گزرتے لوگ تمہارے پیروں کی خاک اٹھاتے اور تمہاری فضیلت وطہارت کی وجہ سے اس خاک کو بطور شفا استعمال کرتے اور شفا پاتے لیکن تمہارے لئے یہی کافی ہے:۔

ولاكن حسبك ان تكون مني بمنزلة هارون من موسى وانا منك تو ثني وارثك الا انه لا نبي بعدي وانت تبرأ ذمتي وتقاتل على سنتي وانك في الآخرة اقرب الناس مني وانك اول من يرد على الحوض واول من يكسى معي واول داخل في الجنة من امتي وان شيعتك على منابر من نور وان الحق على لسانك وفي قلبك وبين عينيك ۔	کہ تم کو مجھ سے وہی نسبت حاصل ہو جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی اور یہ کہ میں تم سے ہوں تم میری میراث پاؤ گے اور میں تمہاری میراث پاؤں گا مگر یہ کہ میرے بعد نبی کوئی نہیں ہوگا، اور تم میری ذمہ داریوں کو ادا کرو گے اور میری سنت پر جنگ کرو گے اور بروز قیامت تم تمام لوگوں سے زیادہ میرے قریب ہو گے اور تم سب سے پہلے میرے پاس حوض کوثر پر آؤ گے اور میرے ساتھ سب سے پہلے لباس پہنو گے اور میری امت میں سے سب سے پہلے تم جنت میں داخل ہو گے اور تمہارے شیعہ نور کے منبروں پر ہوں گے حق تمہاری زبان پر اور قلب میں اور تمہارے سامنے ہوگا۔

قول مؤلف مؤلف کہتے ہیں کہ یہ مضمون حدیث علماء اہلسنت کی بہت سی کتابوں میں موجود ہے جیسے گنجی شافعی کی کفایۃ الطالب تاریخ خطیب بغدادی اور مجمع الزوائد اور وسیلۃ المتعبدین اور

Marfat.com

دیگر کتب اہل سنت والجماعت ۔

۱۰۔ نیز خوارزمی نے ایک طویل حدیث ابن عباس سے بالاسناد اپنے مناقب میں روایت کی ہے

ان جبرئیل اخبرنی ان علیاً	جبرئیل نے اطلاع دی ہے کہ علی اور اس کے شیعہ
هو وشیعته الی الجنة	(بروز قیامت) آنحضرتؐ کے ساتھ جنت میں
زفا مع محمد	عروسانہ شان و شوکت سے داخل ہوں گے ۔

ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق محرقہ صـ۱۵۲ پر ابتدا میں علی علیہ السلام سے روایت کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ میرے خلیل حضرت رسول خدا نے فرمایا۔

یا علی انک تقدم علی اللہ تعالیٰ	اے علی تم اور تمہارے شیعہ عنقریب شاداں و
وشیعتک راضین مرضیین	فرحاں خدا کے پاس آؤ گے اور تمہارا دشمن تیکوں
و یقدم علیہ عدوک غضابی	بھری آنکھوں سے (یعنی ذلیل و خوار) خدا کے
مقمحین ۔ ثم جمع علی	پاس آئیگا اور تیہ پاس پیاسے جائیں گے پھر علی
یدیہ الی عنقہ یریہم	اپنے دونوں ہاتھ گردن پر رکھ کر ان کو سیرابی سے
الاقماح	محروم دیکھیں گے ۔

صاحب صواعق محرقہ کہتے ہیں کہ علی علیہ السلام کے وہ کامیاب شیعہ اہل سنت والجماعت ہیں رافضیوں کو یہ گمان نہ ہو کہ وہ شیعہ رافضی ہیں، خدا شیعوں کا برا کرے ابن حجر کے آخری بہتانوں اور افترا بازیوں تک الخ

قول مولف میں کہتا ہوں مسلمانو! آؤ اور سنو اور کتاب صواعق محرقہ ابن حجرؒ کی طرف آیئے اور بنگاہ تامل دقیق اس کی خرافات اور دروغ گوئی کو دیکھیے اور اس کے دعوے کی طرف دھیان کیجیے وہ مدعی ہے کہ وہ خود اور اس کے ناصبی معین و مددگار، شیعہ علی علیہ السلام ہیں کیونکہ وہ علی علیہ السلام اور اس کی اولاد کو دوست رکھتے ہیں اور زمانہ نے اپنی عجیب و غریب باتوں میں سے ایک اس شخص کے دعویٰ شیعیت کو ہمارے سامنے پیش کیا ہے ۔ ذرا آیئے! تاکہ اس کے دعویٰ شیعیت پر

Marfat.com

کبھی روئیں اور کبھی ہنسیں کیونکہ مفتی حجرمین (ابن حجر) یہ چاہتا ہے کہ تاریخ کا دھارا بدل دے اور بغیر کسی شرمندگی کے بے حیائی کے ساتھ حقیقت کے رخ کو جھوٹ کے ساتھ پلٹ دے۔ اس (دعویٰ) کیا تھا اپنی آواز کو بلند کرتے ہوئے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں یہ لکھ دے کہ وہ شیعہ ہم (ابن حجر اور ہمارے پیروکار) ہیں۔ گویا وہ یہ بات سمجھتا اور سوچتا ہی نہیں کہ اس کے پیچھے نقد و تمحیص کے ساتھ سختی سے محاسبہ کرنے والا کوئی آئے گا۔ یہ ایک مصیبت (اپنے واسطے) لایا ہے۔

اے شخص تجھے خدا کی قسم ہے ذرا یہ تو بتا کہ تجھے ایسے دعویٰ کرنے پر کس نے ابھارا اور مجبور کیا ہے کہ جس کے لئے تجھے بہت زیادہ تکلف کرنا پڑا پھر بھی تو اس سے خالی ہاتھ ناکام و نامراد نکلے گا (اور اے ابن حجر) تو خوب جانتا ہے کہ جب دعویٰ کو دلیل کا سہارا نہ مل سکے تو پھر دعویٰ دعویدار (کے منہ) پر مار دیا جاتا ہے۔ کیوں ابن حجر گویا تم کو یہ (اچھی طرح) علم ہے کہ شیعہ حق و صواب پر ہیں اور وہی حقیقی مومن ہیں بجز اس کے کہ تو اس کا اعتراف دو وجہوں سے نہیں کر سکتا

۱۔ یا تو تو تعصب اور بغض کی وجہ سے اعتراف نہیں کرتا۔ اس لئے کہ شیعہ تیرے سردار معاویہ اور اس کے راستے پر چلنے والے سے مصالحت نہیں کرتے اور اگر وہ معاویہ اور طرفداران معاویہ سے مل جل جائیں تو پھر تیرے نزدیک وہ لوگ حزب اللہ ھم الغالبون کے مصداق بن جائیں گے۔

۲۔ یا تو اپنی شہرت (کے خراب ہو جانے) کے خطرہ سے اور اپنے عہدہ پر حریص ہونے کی وجہ سے اعتراف نہیں کرتا ورنہ پھر اور کیا چیز تجھے مانع ہے لاحول ولا قوۃ الا باللہ یہی بات بغض و عداوت کی بنیاد ہے اور میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا یہی لوگوں کے لئے کہا جاتا ہے کہ یہی شیعہ ہیں یا اس کے برعکس معاملہ ہے اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اپنے دعویٰ کو ہرگز ثابت نہیں کر سکتے۔ یہ کتب سیر و تاریخ و تفسیر و حدیث وغیرھا

ہمارے سامنے موجود ہے اور یہی کتب ہر منصف مزاج عربی زبان جاننے والے اور شیعہ سنی دونوں فریق کے حالات کا علم رکھنے والے شخص کے سامنے بھی موجود ہیں۔ آزاد منش آزاد ضمیر کیساتھ خدا لگتی دیندارانہ بات کہے گا۔

اے مفتی حرمین (ابن حجر) مجھے ایسا خیال ہوتا ہے کہ تو ایک بیابان جنگل میں ہے۔ یا شب تاریک کے اندر ہے اور تیرا گمان ہے کہ تیری ان باتوں کو کسی نے سنا نہیں یا تیرا یہ خیال ہے شیعہ ایک جاہل اور غبی و بددماغ لوگ ہیں۔ (تیری بات کی تہ کو نہیں پہنچ سکتے) بخدا اے ابن حجر ایسی بات نہیں جیسا تو نے گمان کیا ہے بلکہ معاملہ اس کے برعکس (شیعہ بڑے ذہین اور دور رس دماغ اور نگاہ رکھنے والے ہیں) اور ہم کو یہ حق حاصل ہے کہ تم سے ہم سوال کریں کہ تم کیسے شیعہ ہو (بن گئے) درانحالیکہ تم اس شخص کو بھی دوست رکھتے ہو جس نے علی علیہ السلام سے جنگ کی (اور) سازش کر کے حسن علیہ السلام پر ظلم کیا (انکو زہر سے شہید کرا دیا) اور حسین علیہ السلام کو (تلوار سے) قتل کرا دیا۔ حرم رسول کو قیدی بنوایا اور خانہ کعبہ کو منہدم کرایا اور قرآن کو پارہ پارہ کیا۔

کیا تم ایسے اشخاص سے خوش ہو جنہوں نے منبروں اور راستوں، گذرگاہوں اور دریا کے گھاٹوں پر تقریباً ۷۵ سال علی بن ابی طالب علیہ السلام پر لعنت کرائی ہے تم کس چیز سے شیعہ بن گئے ہو (کیا) اہلبیت علیہم السلام کے حقوق غصب کر کے شیعہ بنے ہو یا دوسروں کو ان پر مقدم رکھ کر شیعہ ہوئے ہو۔ حالانکہ یہ تو کھلی ہوئی گمراہی ہے۔ درانحالیکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

لا تقدموھم فتھلکوا ولا تتاخروا ان (اہلبیتؑ سے) آگے نہ بڑھو: ہلاک ہو جاؤ
عنھم فتھلکوا ولا تعلموھم گے اور ان سے پیچھے بھی نہ رہ جاؤ۔ ہلاک ہو جاؤ
فانھم اعلم منکم گے ان کو تعلیم مت دو (انہیں سکھاؤ نہیں)
یہ لوگ تم سب سے زیادہ صاحب علم وفضل ہیں۔

(اے ابن حجر) پھر تم شیعہ کیسے بن گئے۔

Marfat.com

کیا قرابتدار رسول کی مودت چھوڑ کر تم شیعہ بنے ہو۔ کیا ان یا انہیں جیسی اور باتوں سے تم شیعہ بنے ہو

۱۱۔ قندوزی حنفی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ باب ۵۶ میں مودۃ القربیٰ ہمدانی شافعی کی مودۃ ثانیہ سے بحوالہ ابوذر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے کہ آنحضرت ؐ نے فرمایا کہ خداوندِ عالم نے عرش عظم سے روئے زمین پر نظر ڈالی مجھے اور میرے واسطے علی علیہ السلام کو میرا داماد منتخب کیا اور علیؑ کو فاطمہ علیہا بتول (زوجیت میں) دی۔ اور ایسی (ذی عزت بیوی) کسی نبی کو بھی عطا نہیں کی اور اس کو حسن وحسین علیہ السلام (فرزند) عطا کئے اور ان دونوں جیسے فرزند کسی کو نہیں دیئے، اور مجھ جیسا خسر علی علیہ السلام کو عطا فرمایا اور حوض کوثر عنایت فرمایا اور جنت و دوزخ کی تقسیم علی علیہ السلام کے ہاتھ دی اور ملائکہ کو یہ مرتبہ نہیں دیا اور علی علیہ السلام کے شیعوں کو جنت میں جگہ دی اور مجھ سا بھائی علی علیہ السلام کو عطا کیا اور کسی کا بھائی مجھ جیسا نہیں ہے۔

ایھا الناس من اراد ان یطفیٔ غضب الرب ومن اراد ان یقبل اللہ عملہ فلیحب علی بن ابی طالب فان حبہ یزید الایمان وان حبہ یذیب السیئات کما یذیب النار الرصاص

اے لوگو! جو شخص خدا کے غضب (کی آگ) کو بجھانا چاہتا ہے اور یہ چاہتا ہے کہ خدا اس کے عمل کو قبول فرمائے تو وہ علی بن ابی طالب سے محبت رکھے اس لئے کہ علیؑ کی محبت ایمان میں اضافہ کرتی ہے اور علیؑ کی محبت گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جس طرح آگ سیسہ کو پگھلا دیتی ہے۔

۱۲۔ قندوزی نے اپنی کتاب ینابیع المودۃ مودۃ ثانیہ میں انس سے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ سے جبرائیلؑ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

Marfat.com

ان الله يحب عليا لا يحب الملائكة مثل حب علي وما من تسبيحة تسبح الله الا و يخلق الله ملكا يستغفر لمحبيه و شيعته الى يوم القيامة

اللہ تعالیٰ علیؑ کو دوست رکھتا ہے۔ ملائکہ علیؑ کی طرح کسی اور کو دوست نہیں رکھتے اور اللہ کی جو بھی تسبیح کی جاتی ہے اس سے خدا ایک فرشتہ کو پیدا کرتا ہے جو قیامت تک علیؑ کے دوستوں محبوں اور شیعوں کے واسطے استغفار کرتا رہے گا۔

۱۳۔ نیز قندوزی نے مودۃ القربیٰ سے اس کو روایت کیا ہے۔

۱۴۔ نیز قندوزی نے مودۃ القربیٰ کی چھٹی مودت میں اپنی ینابیع المودۃ میں عبداللہ بن سلام سے ایک طویل حدیث کو روایت کیا ہے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان موجود ہے :۔

فمن يستظل تحت لوائك قال المؤمنون اولياء الله و شيعة الحق و شيعتي و محبي و شيعة علي و محبوه و انصاره فطوبى لهم و حسن مآب و الويل لمن كذبني في علي او كذب عليا في او نازعه في مقامه الذي اقامه الله فيه

(آنحضرت سے پوچھا گیا کہ) آپ کے لواء الحمد کے زیر سایہ کون لوگ ہوں گے۔ آنحضرت نے فرمایا مومنین دوستداران خدا اور شیعیان اور میرے شیعہ اور میرے اور علیؑ کے شیعہ اور ان کے محب اور انصار میرے لواء الحمد کے زیر سایہ ہوں گے خوش نصیب ان لوگوں کے اور ان کی بازگشت عمدہ ہے اور جہنم ہے اس شخص کے واسطے جو علیؑ کے بارے میں میری تکذیب کرے یا علیؑ سے اس مقام اور مرتبے کے بارے میں جھگڑا کرے جس جگہ خدا نے علیؑ کو قائم کیا ہے۔

۱۵۔ مغازلی شافعی نے اپنے مناقب میں بالاسناد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا :۔

يدخل من امتي الجنة سبعون الفا لا حساب عليهم ثم التفت

میری امت میں سے ستر ہزار اشخاص بغیر کسی قسم کے حساب کتاب کے جنت میں

Marfat.com

الی علی فقال هم من شیعتک	داخل ہونگے پھر علی کیطرف ملتفت ہوئے اور فرمایا
وانت امامهم	کہ اے علی! وہ تمہارے شیعوں میں سے ہونگے
الحدیث	اور تو ان کا امام ہوگا۔

۱۶۔ خوارزمی نے اپنے مناقب میں اس کو روایت کیا ہے۔ مگر اس میں اتنا اور اضافہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا:۔

من هم یارسول الله۔	اے رسولخدا! وہ بغیر حساب جنت میں داخل ہونے
قال هم شیعتک یاعلی	والے کون ہونگے۔ آنحضرتؐ نے فرمایا۔ اے علی وہ تیرے
وانت امامهم	شیعہ ہوں گے اور تو ان کا امام ہوگا۔

۱۷۔ گنجی شافعی نے اپنی کتاب کفایۃ الطالب ص۱۱۸ پر بحوالہ جابر بن عبداللہ انصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں، کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام تشریف لائے تو آنحضرت نے فرمایا:۔

قد اتاکم اخی	تمہارے پاس میرا بھائی آیا ہے۔

پھر کعبہ کی طرف ملتفت ہوئے اور کعبہ کی دیوار پر ہاتھ مار کر فرمایا:۔

والذی نفسی بیده ان هذا	مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ قدرت
وشیعته هم الفائزون	میں میری جان ہے کہ یہ (علی) اور اس کے شیعہ
یوم القیامة ثم قال انه اولکم	روز قیامت کامیاب کامران ہوں گے پھر فرمایا
ایمانا	یہ ایمان میں سب سے اول درجہ رکھتا ہے۔
واوفاکم بعهد الله	اور عہد خدا کو تم سب سے زیادہ پورا کرنے والا ہے
واقومکم بامر الله	اور امر خدا کو تم سب سے زیادہ قائم کرنے والا ہے
واعدلکم فی الرعیه	اور رعیت میں تم سب سے زیادہ عدل گستر ہے
واقسمکم بالسویه۔	اور سب سے زیادہ بالمساوات تقسیم کرنے والا ہے
واعظمکم عند الله مزیتا	اور تم سب سے زیادہ خدا کے نزدیک مرتبہ رکھتا ہے۔

Marfat.com

راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی :-

ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ -	اور جو لوگ کہ ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے یہی لوگ خدا کے نزدیک خیر البریہ ہیں -

راوی کہتا ہے کہ (اس آیت کے بعد) جب علیؑ آتے تھے تو صحابہ کہتے تھے :-

قد جاء خیر البریۃ	خیر البریہ آگئے -

گنجی شافعی کہتے ہیں کہ محدث شام (ابن عساکر) نے اپنی مشہور تاریخ ابن عساکر میں اسی طرح اس کو روایت کیا ہے :-

۱۸- مؤلف کہتے ہیں کہ حموینی شافعی نے بھی فرائد السمطین جلد اول باب ۳۱ میں اسی طرح روایت کیا ہے -

۱۹- خوارزمی حنفی نے اپنے مناقب وغیرہ میں بڑے بڑے علماء اہل سنت و الجماعت سے اس کو روایت کیا ہے :-

۲۰- ابن صباغ مالکی نے الفصول المہمہ صفحہ ۱۰۵ پر

۲۱- اور شبلنجی شافعی نے نورالابصار صفحہ ۱۰۲ پر ابن عباس سے روایت کیا ہے ابن عباس کہتے ہیں -

لما نزلت ھذہ الآیۃ ان الذین امنوا وعملوا الصلحت اولئک ھم خیر البریۃ قال النبی لعلی انت و شیعتک تاتی یوم القیامۃ انت وھم راضین مرضیین ویاتی اعدائک غضابا مقمحین	اور جب یہ نازل ہوئی - یقیناً وہ لوگ جو ایمان لائے اور اعمال صالحہ بجا لائے - یہی لوگ خیر البریہ ہیں - آنحضرتؐ نے علیؑ سے فرمایا تو اور تیرے شیعہ بروز قیامت اس طرح آئیں گے کہ راضی خوشی اور شاداں و فرحاں ہوں گے اور تیرے دشمن ذلیل صورت میں تیوری چڑھی آنکھیں لے کر آئیں گے

Marfat.com

۲۲۔ وسیلۃ المتعبدین اور تنزیل السائرین میں ام المومنین حضرت ام سلمیٰ سے روایت کی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

علی وشیعتہ هم الفائزون یوم القیامتہ۔	بروز قیامت علیؑ اور اس کے شیعہ فائز المرام اور کامران ہوں گے۔

۲۳۔ یہی روایت مناوی کی کنوز الحقائق سے مروی ہے اور اسی مضمون کی روایت تذکرہ الخواص ابن سبط جوزی میں بھی موجود ہے۔

۲۴۔ ابن مغازلی مالکی نے اپنی کتاب المناقب میں ابن عباس سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ خداوند عالم کے فرمان السابقون السابقون اولئک المقربون سے کیا مراد ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ مجھ سے جبریلؑ نے بیان کیا ہے کہ علی علیہ السلام اور اس کے شیعہ۔

السابقون الی الجنۃ المقربون الی اللہ لکرامتہ۔	جنت کی طرف پہلے جانے والے ہیں اور علیؑ کے احترام کی وجہ اس کے اللہ سے قریب ہوں گے۔

۲۵۔ خطیب بغدادی نے اپنی کتاب تاریخ بغداد میں اور ابن مردویہ نے اپنے مناقب میں بھی اس روایت کو بیان کیا ہے

۲۶۔ ابن حجر نے اپنی کتاب صواعق محرقہ میں روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ احمد بن حنبل نے اپنے مناقب صفحہ ۱۵۹ پر لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا:۔

یا علی اما ترضیٰ انک معی فی الجنۃ والحسن والحسین و ذریتنا خلف ظهورنا وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا عن ایماننا وشمائلنا۔	اے علیؑ! کیا تم اس بات پر راضی اور خوش نہیں کہ جنت میں تم میرے ساتھ ہو اور حسنؑ و حسینؑ اور ہماری دیگر ذریات ہماری پشت کے پیچھے ہوں اور ہماری ازواج ہماری ذریات اور اولاد کے پیچھے ہوں اور ہمارے شیعہ ہمارے دائیں بائیں ہوں

Marfat.com

پھر دیلمی کے حوالے سے ایک دوسری روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:۔

یاعلی ان اللہ قد غفر لک	اے علی! اللہ نے تمکو اور تمہاری ذریت و
ولذریتک ولاھلک	اہل اور تمہارے شیعوں کو بخش دیا
ولشیعتک فابشر فانک	ہے تم کو بشارت ہو تم برائیوں سے بالکل
الانزع البطین۔	باز رہنے والے اور علم میں شکم میں ہو۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علی علیہ السلام تم اور تمہارے شیعہ حوض کوثر پر خوب سیراب اور راضی خوش فرحاں وشاداں ہوں گے۔ تمہارے چہرے نورانی اور روشن ہوں گے۔ اور تمہارے دشمن حوض کوثر پر پیاسے آنکھ بند کئے ہوں گے۔

۲۷۔ ابن حجر نے بھی اپنی کتاب صواعق محرقہ میں روایت کیا ہے۔ ابن حجر کہتے ہیں کہ طبرانی نے بیان کیا ہے کہ آنحضرتؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا:

اول اربعۃ یدخلون الجنۃ	جنت میں پہلے داخل ہونے والے چار شخص
انا، انت و الحسن و الحسین	میں، تم، حسن وحسین علیہم السلام ہیں
وذریتنا خلف ظہورنا	اور اولاد و ذریات ہمارے پیچھے اور ہماری
وازواجنا خلف ذریتنا وشیعتنا	ازواج ہماری ذریت کے پیچھے ہوں گے اور ہمارے
عن ایماننا وشمائلنا۔	شیعہ ہمارے داہنے، بائیں ہوں گے۔

افاضل علماء اہلسنت والجماعت نے اپنی اپنی تالیفات و مسانید اور صحاح میں کثیر التعداد ایسی احادیث نبویہ بیان فرمائی ہیں جو علی و اہلبیت علی علیہ السلام اور شیعان علیؑ کی مدح میں ہیں اور وہ شمار و احصاء سے باہر ہیں اور جناب سید عباس حسینی کاشانی نے ان میں سے کچھ احادیث کو جمع کیا ہے جو جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے شیعوں کی مدح وثنا میں وارد ہوئی ہیں۔ معتبر و ماثور احادیث کی تعداد ایک سو تک پہنچ

Marfat.com

گئی ہے یہ سب کی سب احادیث بطریق اہلسنت والجماعت مروی ہیں۔
اور میں نے اس مجموعہ احادیث کو سید عباس مذکور کے کتب خانہ میں ۱۳۷۰ھ
میں دیکھا ہے۔ جب میں کربلائے معلیٰ زیارت کی غرض سے گیا اور میرا خیال
تھا کہ یہ نسخہ اور دیگر بہت سی کتابیں شاید ایسی ہی قلمی رہیں گی۔ میں دربار مولائے
بلند و بالا اور قادر میں تفرع و ازاری کرتا ہوں کہ وہ سید صاحب موصوف اور
دیگر علماء ابرار کو ان کتابوں اور آثارِ کریمہ کو طبع کرنے کی توفیق عنایت فرمائے
تاکہ امتِ اسلامیہ اس سے منتفع ہو اور وہ خدا قریب اور مجیب ہے۔

سقیفہ کا غم انگیز معاملہ

تمہیں پتہ ہے کہ سقیفہ (کا واقعہ) کیا ہے۔ ہر مورخ کا
جب قلم صفحات تاریخ پر رواں ہوا اور اس نے گذشتہ امتوں اور گزرے
ہوئے زمانہ سے بحث کی ہے تو اس نے سقیفہ کے حادثہ سے اور ان غم
انگیز اور دردخیز واقعات سے بحث کی ہے جو سقیفہ میں پیش آئے اور
جو خوابگاہوں کو بے آرام بنا دیتے ہیں اور پیشانی پر عرق ندامت آجاتا ہے
لیکن ایسا بہت کم ہوا ہے کہ مورخ شیعہ سنی جھگڑے فریقین میں سے ایک کی
طرف مائل نہ ہو گیا ہو جو یوم سقیفہ سے آج تک اور آج کے بعد ہمیشہ ایک
دوسرے سے لڑتے رہے اور لڑتے رہیں گے۔

گذشتہ ہر صدی میں بہت سے مورخین نے اس حادثہ سقیفہ کا علاج
کرنا چاہا۔ کہ اس واقعہ پر جو بادلوں کی تہیں جم گئی ہیں اور دھوؤں نے چاروں
طرف سے گھیر لیا۔ شاید ہٹ جائیں اور شاید وہ سخت گھاٹیاں دور ہو جائیں
جو امت کے سامنے کھڑی کر دی ہیں۔ جن کو انتہائی مشقت اور تکلیف کے
سوا عبور نہیں کیا جا سکتا۔ مگر ہیہات ہیہات ان سے کیسے نجات ہو سکتی ہے
اور ان پردوں کو کیسے ہٹایا جا سکتا ہے جن کو پہلی اور دوسری صدی اور ان کے
قریب کے زمانہ میں من گھڑت باتیں گھڑنے والوں اور سختی کے ساتھ حقیقت کو

Marfat.com

چھپانے والوں نے چھپا دیا تھا اور ان جھوٹی باتوں کے بنانے اور حقیقت کو چھپانے والوں کا مقصد یہ تھا کہ ان حرکات پر پردہ ڈال دیں جن کا ان لوگوں نے پیچیدہ اور غیر مستقیم راستہ اختیار کرکے ارتکاب کیا ہے اور تاکہ انکی شرمناک باتیں نہ کھل جائیں اور صراط مستقیم پر چلنے کے خواہشمندوں پر صراط مستقیم روشن اور واضح نہ ہو سکے انہیں وجوہ کی بناء پر منصف مزاج محققین پر اپنی پوری پوری کوشش کے باوجود حقیقت پر چھان بین کرکے اس پر واقفیت حاصل کر لینا اب تک مشکل ہو گیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ جلت قدرتہ نے کسی زمانے کو بھی ایسے اشخاص سے خالی نہیں رکھا جو باطل کے خلاف حق کی حمایت کریں اور باطل کو نیست و نابود کردیں اور اس لیے کہ باطل رخصت ہو جانے والا ہے والحمد للہ رب العلمین

اب سقیفہ اور اس پر طاری ہونے والے واقعات کے متعلق کچھ لکھنا آسان نہیں ہے اور ان کی باریکیوں تک رسائی کے بارے سے بحث کرنا کوئی سہل بات نہیں ہے کیونکہ یہی تو وہ اصلی سبب ہے جس نے پہلے دن سے امت کو دو جماعتوں میں تقسیم کر دیا۔ پھر امت محمدی کو ۷۳ فرقوں تک پہنچا دے گا، جیسا کہ حدیث مبارک میں ہے۔

كل فرقة تحمل على من سواها	ہر فرقہ دوسرے پر غارتگرانہ حملہ کرے گا جس
حملة شعواء لا هوادة فيها	میں کسی قسم کی کمی اور تخفیف بالکل نہیں ہوگی،
وتحملها اوزار الثقلين من	اور بنی نوع انسان و بنی جان سب کے گناہ
الانس والجن ولا ينجو من	یہ اٹھا لیں گے اور حسب فرمان نبی
تلك الفرق كلها سوا	کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ان فرقوں میں ایک
فرقة واحدة باخبار	فرقہ کے سوا کوئی بھی نجات نہیں پائے گا۔
الرسول	(آنحضرت ؐ کا فرمان)

اور (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان) ایک بہت بڑی چیز ہے، جو نہایت دقت نظر کے ساتھ غور کرنے کی طرف توجہ کرنے کا موجب ہے

Marfat.com

اتنی بڑی امت جس کی حدود بہت طویل ہیں۔ اس امت میں سے ایک فرقہ کے سوا کوئی نجات نہیں پائے گا۔ (واللہ اکبر) ایسی صورت میں تو انسان کو چاہیئے کہ اپنے آپ، اپنے اہل عیال، اپنے دوستوں اور پاس اٹھنے بیٹھنے والوں بلکہ ممکن ہو تو پوری امت کو اس بلا سے نکالنے اور نجات دلانے کی پوری پوری کوشش کرے (مگر) میں کسی میں یہ طاقت دیکھتا نہیں ہوں۔ بہر حال یہ ایک ایسی بات ہے جس کیلئے اونٹوں کے بغل (گھٹنے) باندھنے چاہئیں۔ (یہ محاورہ ہوشیار رہنے کے واسطے بولا جاتا ہے۔ جیسا کہ ایک شاعر کہتا ہے:-

گفت پیغمبر باآواز بلند
بر توکل زانوئے اشتر ببند

مترجم)

تو اب وہ کون سا فرقہ ہے جو رضوان جنت میں نعمت ابدی پر فائز ہے مجھے اپنی جان اور زمانہ کی قسم ہے کہ اگر زندگی بھر بھوکے پیٹ رہے اور زمین کو بچھونا اور آسمان کو اوڑھنا بنا کر زندگی گزار دے اور عذاب الٰہی سے نجات پا جائے تو وہ فریب خوردہ اور گھاٹے میں نہیں رہے گا۔

نجات پانے والا فرقہ

اگرچہ یہ موضوع پہلے بھی ہماری جانب سے مکرر ذکر ہو چکا ہے۔ مگر ہر ایک موقعہ پر بیان سے ایک فائدہ ہے اس لئے ان فقرات کو بھی ہم اس جگہ لاتے ہیں۔ چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ صاحب رسالت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت پر رؤف و رحیم اور انتہائی مہربان تھے۔ آنحضرتؐ کی ترغیب و تاکید جو اہم احادیث میں وارد ہوئی ہیں ان میں ایک ایسی حدیث ہمارے واسطے روایت ہوئی کہ جس کے رموز و اسرار اور گہرائیوں کو معصوم کے سوا کسی دوسرے بڑے سے بڑے مفکر کے واسطے بھی کھولنا اور واضح کر دینا استطاعت سے باہر ہے اور یہ نہیں ہو سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی امت کو کسی کنارے لگائے بغیر ایسے ہی سمندر کی لہروں میں چھوڑ دینے کہ امت مضطرب الحال

Marfat.com

اور پریشان رہے اور اندھیری رات میں بے سمجھی سے ہاتھ مارتے پھریں۔
حاشا وکلا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کسی اہم اور بامقصد بات کو جو ان کی امت کے واسطے مفید ہو۔ امت والوں سے پوشیدہ رکھیں جس ہی امت کی نجات یا ہلاکت مضمر ہو۔ چنانچہ میں کہتا ہوں کہ نجات پانے والا فرقہ وہی ہے جس نے اللہ کی ولایت ومحبت اور اس کے رسول اور ان کے اہلبیت رسولؐ (علیہم السلام) کی ولاء ومحبت سے تمسک کیا ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے ہر قسم کے رجس سے پاک وپاکیزہ بنایا ہے۔ اور اللہ ورسول اور اہلبیت رسولؐ (علیہم السلام) کے دشمنوں سے شیعہ سنی دونوں فریق کی متفق علیہ حدیث پر عمل کرتے ہوئے اس فرقہ نے بیزاری کر لی اور حضرتؐ کا وہ فرمان یہ ہے۔

من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ۔ وانصر من نصرہ، واخذل من خذلہ	جس شخص کا میں مولا ہوں اس کا یہ علیؑ مولا ہے۔ خداوند عالم! تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے اور تو اس کو دشمن رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے اور اسکی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے اور اسکو چھوڑ دے اور ذلیل کر جو علیؑ کو چھوڑ دے

اور جو شخص یہ کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرقہ ناجیہ کے متعلق دریافت کیا گیا کہ وہ کون سا فرقہ ہے تو حضرتؐ نے فرمایا کہ:۔

ما انا واصحابی علیہ	جس راستہ پر میں اور میرے اصحاب ہیں۔

ان کا یہ قول قابل تسلیم نہیں اس لئے کہ سب اصحاب اس قابل نہیں کہ ان سے تمسک کیا جائے کیونکہ اصحاب میں ایسے بھی موجود ہیں جن سے ناپسندیدہ افعال سرزد ہوئے ہیں۔ جیسے طرید بن طرید ملعون بن ملعون مروان بن حکم چنانچہ ام المومنین حضرت عائشہ نے آنحضرت سے روایت کی ہے کہ مروان اللہ ورسول کی لعنت کے لئے سینہ کی ہڈی ہے۔ اسی طرح معاویہ طلیق بن طلیق (آزاد کردہ غلام) ہے اور مشہور مکار ودغاباز عمرو بن عاص اور مغیرہ بن شعبہ جیسا مجرم اور ان جیسے اور

Marfat.com

اور بہت سے ہیں اور خداوند عالم سورۃ برأت میں فرماتا ہے :۔

وممن حولکم من الاعراب منافقون ومن اھل المدینۃ مردوا علی النفاق لاتعلمھم نحن نعلمھم

تمہارے اردگرد جو بدو عرب رہتے ہیں یہ منافق ہیں۔ اور اہل مدینہ میں سے لوگ نفاق پہ جمے اور ڈٹے ہوئے ہیں (اے رسول) تم ان کو نہیں جانتے ہو ہم ان کو جانتے ہیں۔

خداوندِ عالم کے اس فرمان لاتعلمھم نحن نعلمھم (تم ان کو نہیں جانتے ہو ہم ان کو جانتے ہیں) کے متعلق میری اپنی رائے یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان تمام کو جانتے تھے مگر آیت کے الفاظ کے لانے سے یہ مقصد ہے کہ ان لوگوں کی ہولناک منافقت اور بے دینی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو باخبر کیا جائے کہ یہ لوگ ہر وقت نفاق میں کس قدر سرگرم ہیں۔ (اور یہ عربی محاورہ کے طور پر استعمال ہوا ہے) چنانچہ جس شخص کی ایذا اور تکلیف دہی نقصان اور فتنہ و فساد اور معصیت حد سے بڑھ گئے ہوں۔ اور تم اس کے متعلق یہ چاہتے ہو کہ اس کے متعلق کسی دوسرے کو بتائیں تو اس کے متعلق خود بھی جانتا ہو۔ تو محاورۃً تم کہتے ہو، میاں تم اس کو نہیں جانتے میں اس کو جانتا ہوں کہ اس نے کیا کیا کام کئے ہیں۔ حالانکہ وہ جانتا ہے اور (یہ ایسا عربی محاورہ) مشہور و معروف ہے یہاں تک کہ عوام بھی اس کو جانتے ہیں اور جس کو علم بلاغت میں کچھ دسترس ہے وہ تو خوب جانتا ہے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ما انا و اصحابی علیہ صحیح بھی ہو جو میرے نزدیک صحیح نہیں ہے تب اس سے مراد اہلِ بیت علیہم السلام ہوں گے جن کو خدا اور خدا کے رسولؐ نے پیشوا و راہنما بنا دیا ہے اور رسولِ خدا نے ان سے تمسک کرنے کا حکم دیا ہے اور ان سے متمسک نہ رہنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی اس کتاب میں بہت سی روایات واردہ میں اس کے بابت لکھ آئے ہیں۔ ان کی طرف آپ رجوع فرمائیں اور اس پر غور کریں۔

Marfat.com

آپ پر تعصب طاری نہ ہو۔ سادہ دل اور صاف دماغ کے ساتھ غور کریں۔

اس کے علاوہ اس مقام پر میں آپ کے سامنے ایک اور دلیل بھی پیش کرتا ہوں جو کتب احادیث و مواعظ میں وارد ہے اور وہ یہ کہ

من قال لا الٰہ الا اللہ داخل الجنۃ۔ جو لا الٰہ الا اللہ کہے گا وہ جنت میں داخل ہو گا۔

میں کہوں گا بے شک لا الٰہ الا اللہ کہنے والا جنت میں جائے گا۔ لیکن شرط کے ساتھ جنت میں جائے گا کیونکہ امت محمدی تو ساری کی ساری ہی لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہتی ہے خواہ شیعہ ہوں یا غیر شیعہ۔

اس مذکورہ حدیث کے ساتھ ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ حکم بھی فرمایا ہے کہ نجات ایک فرقہ پائے گا۔ اس کے علاوہ اور کوئی نہیں نجات پائے گا۔ اگر ساری امت کے نجات کی بات مانی جائے تو اس ایک فرقہ والی متفق علیہ حدیث کی رد ہوتی ہے اور سب کی ہلاکت کو مانیں تو تب بھی اس حدیث کی رد اور تکذیب ہوتی ہے جیسا کہ ہم پہلے ص ۱۸-۱۹ میں بیان کر آئے ہیں تو اب ضروری ہے کہ نجات پانے والا فرقہ دوسرے فرقوں سے کسی ایسی چیز کے ساتھ خصوصی امتیاز رکھتا ہو جو باقی فرقوں نے نہیں اپنائی شیعہ فرقہ دوسرے فرقوں سے اپنی چند خصوصیات کی وجہ سے ممتاز ہے اور وہ شیعہ فرقہ کا یہ کہنا ہے کہ امام معصوم ہوتے ہیں اور خلافت انہیں بارہ اماموں سے مخصوص ہے جس کی دلیل اتنی مضبوط ہے کہ مخالف کی دلیل کو بالکل کاٹ کر رکھ دیتی ہے۔

بنا بریں خلافت بالا معصومینؑ کے سوا کسی دوسرے کے لائق ہی نہیں ہے اور ان بارہ معصوم اماموں (علیہم السلام) کے سوا کسی دوسرے کو خلیفہ بنانے امت کا نظام مکمل اور پورا نہیں ہوتا۔

اور اگر اصحاب رسولؐ اپنے نبیؐ کی تعلیمات کو اپناتے تو جس مصیبت میں

Marfat.com

پھنس گئے ہیں۔ اس میں نہ پھنستے یعنی یوں قتل و غارت، لوٹ کھسوٹ کا بازار گرم نہ ہوتا لیکن مسلمان اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت سے باہر ہو گئے تو جو کچھ ہونا تھا ہوا اور وہ کسی سے پوشیدہ اور مخفی نہیں فحسبنا اللہ و نعم الوکیل۔ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ

اور ہم نے جو کچھ پیش کیا ہے یہ اس شخص کے واسطے کافی ہے جو کان دھر کر سنے اور قلبی طرح موجود رہے۔

اور ہم یہ بات کہہ کر اپنے مضمون کو ختم کرتے ہیں کہ شیعہ فرقہ وہ مومن فرقہ ہے جس نے خدا کی جانب سے آئے ہوئے تمام احکام وغیرہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل کیا ہے اور فرقہ شیعہ اپنے دعووں میں حق پر ہے لیکن فسادی لوگوں نے شیعوں پر طرح طرح کے الزام لگائے ہیں اور شیعہ لوگ اسی طرح ان الزاموں سے بری ہیں جس طرح یوسف کا بھیڑیا یوسف کے خون سے بری تھا۔

آپ شیعوں کی کتابوں کی طرف رجوع کریں اور خلوص نیت کیساتھ ان کتابوں کا مطالعہ کریں تو ہماری سچائی کو آپ خود سمجھ لیں گے اور میں یہ کہتا ہوں کہ شیعہ ہونا ایک عظیم شرف اور مرتبہ ہے کیونکہ قرآن ان کی طرح کرتا ہے کیا آپ ملاحظہ نہیں کرتے کہ خداوند عالم اس شخص کے قول کی نقل کر رہا ہے جس نے موسیٰ سے اس قبطی کے خلاف استغاثہ کیا تھا جو اس کو زیر کرنا چاہتا تھا۔ چنانچہ موسیٰؑ کے شیعہ نے اپنے دشمن کے خلاف استغاثہ کیا۔ موسیٰؑ نے ایک مکہ اسکو ایسا رسید کیا کہ وہ وہیں مر گیا۔ موسیٰؑ نے اس قبطی کو اپنے شیعہ کے دفاع میں قتل کر دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان (یہ بھی موجود ہے)

وان من شیعتہ لابراھیم — اور نوح کے شیعوں میں سے ابراہیم تھے۔

اور بھی بہت سی بار آپ کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علی کے متعلق یہ فرمان گزر چکا ہے۔

Marfat.com

یا علی انت و شیعتک ھم الفائزون ۔ اے علی تم اور تمہارے شیعہ کامیاب و کامران ہیں۔

لہٰذا شیعہ اللہ اور انبیاء اور اولیاء کی جماعت ہے والحمدللہ

شوریٰ کی قیامت خیز مصیبت

ہم کئی بار کہہ چکے ہیں، کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رسول بنا کر بھیجا اور جبریل امین کی زبانی ایسا مضبوط دین مقرر فرمایا جس میں کسی قسم کی کجی نہیں آنحضرتؐ پر قرآن کو نازل کیا جو ہر طرح سے محفوظ ہے جس کے آگے پیچھے کسی طرف سے باطل کا گزر نہیں ہو سکتا اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کے وصی ہونے پر اسی وقت پہلے دن اعلان کر دیا تھا جس وقت رسول خداؐ نے اسلام کی دعوت شروع کی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کنبہ قبیلے کے قرابتداران کو ڈرانے کا حکم دیا تھا اور علیؑ کو وزیر مقرر کر دیا تھا، اور ہر مناسب موقع پر برابر علی علیہ السلام کی شان کو خلافت کے سلسلہ میں اپنی حکمتِ بالغہ کے حسب اقتضا بلند فرماتا رہا۔ یہاں تک کہ وہ دن آپہنچا جس میں خداوند عالم اپنے رسول کی وفات کا خواہاں تھا۔ چنانچہ جس دن رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے وفات پائی اس وقت جب علی علیہ السلام اور اس کے ساتھی رسولِ خداؐ کی تجہیز و تکفین کے اہتمام میں مصروف تھے۔ انصار اٹھ کھڑے ہوئے اور سقیفہ میں جمع ہو گئے اور سعد بن عبادہ کو خلافت کا اہل قرار دیا یہ لوگ ابھی تبادلہ خیالات اور رائے شوریٰ کر رہے تھے کہ اچانک تین مہاجرین ابوبکر، عمر، اور ابوعبیدہ نے ہلہ بول دیا تھا اور اچانک ان لوگوں میں مہاجرین میں سے یہ تینوں گھس آئے، اور مہاجرین و انصار میں تلخ کلامی اور تو تو، میں میں شروع ہو گئی اور ان لوگوں میں شور شغب اور فساد ہو گیا اور سخت جھگڑا شروع ہو گیا یہاں تک کہ قریب تھا کہ ان میں فتنہ و فساد برپا ہو جائے کہ فوراً ابوبکر کھڑے ہو گئے،

Marfat.com

اور انہوں نے ایک سیاسی تقریر کی جس نے انصار میں محبت اور عطوفت پیدا کر دی اور (اس ترکیب سے) ابوبکرؓ نے انصار کو دو جماعتوں میں بانٹ دیا، اور اس طرح قوم کی مہار ابوبکرؓ نے خود پکڑ لی۔

ابوبکرؓ نے پہلے تو اپنی تقریر میں مہاجرین کے فضائل اور ان کے سابق الاسلام ہونے کے شرف کو بیان کیا کہ یہی لوگ ہیں جنہوں نے پہلے خدا کی عبادت کی اور اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے اور یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے دوست اور ہم قبیلہ ہیں اور امر خلافت کے یہ لوگ (مہاجر) رسول کے بعد زیادہ حقدار ہیں اور سارے عرب اسی قبیلہ قریش کے دین پر ہیں۔ اور اس مسئلہ خلافت میں قریش سے ظالم کے سوا اور کوئی شخص جھگڑا نہیں کر سکتا۔ پھر انصار سے مخاطب ہوئے اور ان کے حقوق، ان کی سبقت اور جہاد میں سے کسی کا انہوں نے انکار نہ کیا اور ناشکر گزاری نہ کی لیکن امر خلافت کا انکو مستحق قرار نہ دیا اور اگر حق تسلیم کیا تو صرف اس قدر کہ انصار کو وزیر، مہاجرین کو امیر و حاکم بنایا جائے اور پھر کہنے لگے ... اے گروہ انصار تم وہ لوگ ہو جن کی سبقت فی الاسلام اور دینی فضیلت کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے دین اور اپنے رسول کی نصرت و مدد کے واسطے تم لوگوں کو پسند فرمایا ہے اور اپنے رسول کی ہجرت بھی تمہیں لوگوں میں قرار دی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ازواج و اصحاب بھی تم ہی لوگوں میں ہیں اور ہمارے نزدیک مہاجرین اولین کے بعد تمہارا ہم رتبہ اور ہم منزلت کوئی شخصیت نہیں ہے۔ لہذا ہم امیر و حاکم ہیں اور تم لوگ وزیر ہو (دونوں مل بانٹ کر مزے اڑائیں گے) اور ابوبکر کے اس بیان میں مدہوش کرنے والی حیران کن بات (یہ ہے کہ) مہاجرین کے خلاف بھڑکتے ہوئے جذبات کی آگ کو ٹھنڈا کر دیا ہے اور انصار کی فضیلت ان کے جہاد اور ان کی نصرت و

ع ۵ خلیفہ صاحب نے انصار سے وزارت عطا کرنے کا وعدہ فرمایا مگر افسوس ہے کہ یہ وعدہ بھی ان سے وفا نہ کیا۔

Marfat.com

مدد کی بھرپور تعریف کرکے (نفرت کی آگ کو بالکل بجھا دیا) اور مہاجرین کو انصار کی فضیلت کے اعتراف کرنے پر جھنجھوڑ دیا (جس سے انصار خوش ہو گئے) کیونکہ کسی بھپری ہوئی جماعت کے اعصاب کو بے حس و حرکت کر دینے اور سن کر دینے کے واسطے اس سے زیادہ قوی کوئی اور بات نہیں ہو سکتی کہ زور دار بہاؤ میں بہنے والے شیخی خورے نفسوں کو لہروں کیساتھ چلا جائے (یعنی ان کی ہاں میں ہاں ملاکر ان کو ٹھنڈا کیا جائے) ۔ چنانچہ (موقعہ کو بھانپ کر) انصار کی فضیلت اور ان کے جہاد اور ہر فخر کی جو سب منکرین اپنے اپنے مقام پر سمجھ رہے تھے ابوبکر نے اعتراف کر لیا جس کے زبان حال سے انصار خواہشمند تھے ابوبکر نے وہ سب کچھ ان کو دے دیا (انصار کی فضیلتوں کا اعتراف کر لیا اور بات ٹھنڈی پڑ گئی ۔ مطلب پورا ہو گیا)

(انصار کے فضائل کے بارے میں) ابوبکرؓ نے سچ کہا ہے اور انصار بھی اپنے ان فضائل کے دعوے میں سچے ہیں ۔ مگر انہوں نے اپنے استحقاقی امارت (امیر و خلیفہ ہونے) میں غلطی کی ہے ۔

اس موقع پر ہم دیکھتے ہیں کہ ابوبکر ان لوگوں کو ان کے اس گمان سے (کہ وہ امیر و خلیفہ بننے کے حقدار ہیں) ہٹانا چاہتے ہیں اور ان کو یہ بھی اندیشہ ہے کہ کہیں انصار کے جذبات عطوفت و مہربانی کو مجروح نہ کر دیں جس سے ان کے مرتبہ میں کمی واقع ہو جائے اور ان کو ان کے درجہ اور مقام سے گرا بیٹھیں اس لئے لفظ خطا یا اس کے ہم معنی کی صراحت و وضاحت سے گریز کر گئے اور بیان کا دوسرا راستہ اختیار کیا ہے اور بیان کے متعلق تو یہ روایت موجود ہے ہی کہ بیان ایک قسم کا جادو ہے ۔ چنانچہ ذیل کے الفاظ سے زیادہ انہوں نے کچھ نہ کہا کہ

لیس بعد المهاجرین الاولین	ہمارے نزدیک مہاجرین اولین کے بعد
عندنا بمنزلتکم ،	تمہارا ہم رتبہ کوئی نہیں ہے ۔ پس ہم امیر
فنحن الامراء انتم الوزراء	و حاکم ہوں گے اور تم وزیر ہو گے

ان الفاظ میں نہایت مخفی طور پر انصار کی غلطی پر تنبیہ موجود ہے (اور) اس میں کسی ایسے کلمہ کے لانے کی ضرورت بھی نہیں ہوئی جس سے انصار کے جذبات عطوفت مجروح ہوں اور گفتگو میں غم و غصہ کی وجہ سے کوئی بے ربطی پیدا ہو اور ساتھ ساتھ فوراً ان کی مدح بھی کر دی اور ان کے وزارت کا استحقاق بھی ثابت کر دیا۔

مہاجرین و انصار کا جھگڑا

ابو بکرؓ کی تقریر کے بعد حباب بن منذر کے سوا اور کسی نے انکی تقریر رد نہ کی۔ حباب بن منذر نے کہا ایک امیر تمہارا ہو گا اور ایک امیر ہمارا ہو گا عمر بن خطاب کو موقعہ ملا تو انہوں نے کہا ہرگز نہیں ۔ ایک وقت میں دو حاکم اکھٹے نہیں ہو سکتے اور عرب تم لوگوں کو امیر اور حاکم بنانے پر ایسی صورت میں کبھی راضی نہ ہوں گے کہ نبی دوسرے لوگوں میں سے ہے پس عرب اس بات سے کبھی انکار نہیں کریں گے کہ جن لوگوں میں نبوت ہے انہیں کو قوم عرب کا ولی اور حاکم بنایا جائے اور تمام عربوں کے معاملات کا ان لوگوں کو ولی قرار دیا جائے اور عربوں میں سے جو شخص اس تجویز سے انکار کرے گا۔ ہمارے پاس اس کے لئے دلیل و حجت موجود ہے۔ عمر کے بعد حباب بن منذر کھڑا ہوا اور کہنے لگا۔ اے گروہ انصار تم اپنے معاملہ کو اپنے قبضہ و اختیار میں رکھو اور اس (عمر) اور اس کے ساتھیوں کی بات مت سنو ورنہ یہ لوگ امر خلافت میں تمہارے حق کو اڑا لے جائیں گے۔ جو کچھ مانگ رہے ہو اگر اس سے یہ لوگ (مہاجر) انکار کریں تو ان کو ان کے اپنے شہروں سے نکال دو۔ اور حکومت کے معاملات میں تم لوگ ان پر ولی و حاکم بن جاؤ۔ بخدا تم لوگ اس خلافت و حکومت کے زیادہ حقدار ہو، اور بے دین لوگوں میں سے جو شخص بھی اس دین پر آیا ہے وہ ہماری تلواروں سے آیا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس نے بہت کچھ کہا۔

Marfat.com

قول مؤلف

میں کہتا ہوں کہ یہ بات تو کسی سے مخفی اور پوشیدہ نہیں ہے کہ مہاجرین و انصار میں سے کسی کو کبھی یہ حق حاصل نہیں تھا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسند خلافت کو علی علیہ السلام کے متعلق اتنا مضبوط و مستحکم بنایا جو حد شمار سے باہر ہے جیسے دعوت ذوالعشیرہ وغیرہ کے مواقع جو ہمارے سامنے پہلے آچکے ہیں اور آپ ان سے غفلت نہ برتیں۔ لہٰذا انصار اور مہاجرین کا اپنے اپنے لئے خلافت کا طلب گار بنکر کھڑا ہوجانا تھا کہ عداوت دشمنی اور خود بینی و بدگمانی تک نوبت پہنچ گئی یہ اس وجہ سے تھا کہ دنیا نے اپنے حسن و جمال اور سونے چاندی کے ڈھیروں سے ان لوگوں کو دھوکہ دیا اور یہ لوگ الٹے پاؤں پلٹ گئے۔ کچھ نے تو سرے سے خلافت ہی کا انکار کردیا اور کچھ نے اپنی رائے بدل لی (علی علیہ السلام کے بجائے ابوبکرؓ کی خلافت کے قائل ہوگئے) اور خداوند عالم نے اپنے کلام پاک کے ذریعے اس طرح خبر دی ہے۔

ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیه فلن یضر الله شیئا وسیجزی الله الشاکرین۔

محمد تو بس اللہ کے رسول ہیں اور ان سے پہلے رسول گزر چکے ہیں۔ اگر یہ مر جائیں یا قتل کر دیئے جائیں تو کیا تم اپنے پچھلے پیروں پلٹ جاؤ گے اور جو بھی اپنے پچھلے پاؤں پلٹ جائے گا وہ خدا کا کوئی نقصان نہیں کریگا اور اللہ شکر گزاروں کو عنقریب جزا دیگا۔

آیت صریحاً وضاحت کے ساتھ ہم کو بتاتی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی موت کے فوراً بعد بہت سے لوگ پلٹ جائیں گے اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے انقلبتم جو فعل ماضی جمع مذکر حاضر کا صیغہ ہے۔ یہ آیت بتاتی ہے کہ اس وقت جو لوگ مدینہ رسول میں موجود تھے وہی مراد ہیں وہ لوگ مراد نہیں تھے جو جنگلوں دیہاتوں وغیرہ میں دور دور تھے اور نہ وہ لوگ مراد ہو سکتے ہیں جو بعد میں آئیں گے کیونکہ مدینہ میں رہنے والوں کے علاوہ دیگر لوگ مراد ہوتے تو صیغہ جمع غائب انقلبوا

Marfat.com

فرماتا اور اگر مستقبل میں آنے والے مراد ہوتے تو ینقلبون فرماتا اور یہ دونوں صحیح نہیں بیٹھتے کیونکہ بقیہ آیت حاضرین سے مخصوص ہے اسی وجہ سے ہم دیکھتے ہیں کہ مہاجرین و انصار دونوں خلافت پر غلبہ حاصل کرنے کے واسطے جھگڑ رہے ہیں اور دوڑ میں مصروف ہیں حالانکہ اپنے کانوں سے سن چکے تھے اور آنکھوں سے دیکھ چکے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زندگی میں علی علیہ السلام کے واسطے خلافت کی کیا کیا تدابیر اختیار کی تھیں لہذا سقیفہ کے دن ان لوگوں کا خلافت پر لڑنا جھگڑنا ظلم و ستم تھا۔

حضرت ابوبکرؓ کی خلافت

انتہائی بے دے ہونے اور تلخ کلامی کے بعد بجبر و اکراہ کچھ انصار اور بہت سے مسلمانوں کی موجودگی میں مسئلہ خلافت ابوبکر کے حق انجام پذیر ہو گیا اور انصار ناکام و نامراد رہ گئے اور انصار کی یہ ناکامی ان کی باہمی نا اتفاقی اور بٹ جانے کا نتیجہ تھا۔ ابوبکرؓ دو برس دو مہینے اور چند دن (نو دن کم) رہے، باوجودیکہ ان کی بیعت اچانک (حادثاتی) تھی۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے انہیں الفاظ سے تعبیر کیا۔

كانت بيعة ابي بكر فلتة وقى الله المسلمين شرها

ابوبکر کی بالکل اچانک بیعت ہوئی۔ اللہ نے مسلمانوں کو شر سے بچا لیا۔

قول مولف

ہم کہتے ہیں کہ بجز خدا نے شر خلافت سے نہیں بچایا۔ بلکہ اس شرارت کی چنگاریاں ہمیشہ بھڑکتی رہیں گی اور اس کا نقصان اس کا ہمشیرہ شوری بیگم کی طرح ہمیشہ باقی رہے گا۔ کیونکہ یہ اسی سے نکلی ہے۔

حضرت عمر کا دور

پھر حضرت عمر کا دور آیا اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ جب ابوبکر پر مرض طاری ہوا، اور ان پر موت کی علامات نظر آنے لگیں۔ سانس ذرا تیز آنے لگی پھر حالت احتضار

Marfat.com

پیدا ہونے لگی تو ابوبکرؓ نے منشی سے کہا لکھو (ابوبکرؓ نے حسب ذیل مضمون لکھوایا)

یہ وہ وصیت ہے جو عبداللہ بن عثمان (ابوبکر) نے اپنی دنیاوی زندگی کے آخری لمحات اور آخرت کے ابتدائی لمحات میں کی ہے جس وقت میں فاجر نیک اور کافر مسلمان ہو جاتا ہے۔

هذا ما عهد عبد الله بن عثمان آخر عهده بالدنيا واول عهده بالآخرة في الساعة التي يبر فيها الفاجر ويسلم فيها الكافر

پھر ابوبکرؓ پہ غشی اور بیہوشی طاری ہو گئی اور عمر کے نام منشی نے وصیت لکھ دی ابوبکر کو جب ہوش آیا تو منشی سے کہا کہ پڑھو کیا لکھا ہے؟ اس نے وصیت نامہ پڑھا اور عمر کا نام آیا تو ابوبکر نے کہا کہ عمر کا نام تمہارے پاس کہاں سے آگیا، منشی نے جواب دیا کہ آپ ان کے علاوہ نہیں کیا کرتے تھے ابوبکر نے کہا (ہاں) تم نے صحیح کہا ہے پھر ابوبکر نے (عمر کے نام وصیت نامہ لکھوایا) اور کہا کہ بیان اب وصیت کو مکمل کر لو (لو لکھو) منشی نے پوچھا کیا لکھوں ابوبکر نے کہا لکھو کہ ابوبکر نے خوب غور کیا اور فکر و نظر سے (عمر کا) نام لیا ہے وہ سمجھتے ہیں کہ اس امر خلافت کے لئے بھی وہی شخص مصلح اور لائق ثابت ہو گا جو ابتدا میں اس کے لئے مصلح ثابت ہوا تھا (یعنی عمر کیونکہ سقیفہ میں سب سے پہلے انہوں نے گتھی کو سلجھایا اور پہلے پہل ابوبکر کی بیعت کر کے خلافت کا اوہ قائم کیا) اور اس کی وجہ کو باعتبار مقدرت افضل العرب اور اپنے نفس پر سب سے زیادہ کنٹرول کرنیوالا اور شدت اور سختی کے وقت سب سے زیادہ سخت اور نرمی اور عام حالت میں سب سے زیادہ سیاسی اور سب سے زیادہ علم والا ہے اور میری رائے میں وہ صاحب الرائے ہے اور جو چیز اس کو تکلیف نہ دے اس میں مشغول نہیں ہوتا اور جو مصیبت اس پر آن پڑے اس سے حیران اور پریشان نہیں ہوتا اور وہ علم حاصل کرنے میں کوئی شرم نہیں کرتا اور بے سوچے سمجھے کرنے سے پریشان ہوتا ہے۔ معاملات میں قوی ہے۔ کسی معاملہ میں بھی غصہ اور دشمنی سے قدم نہیں اٹھاتا اور نہ اس میں کمی کرتا ہے۔ اور ان

Marfat.com

خطرات اور خوفناک واقعات کی گھات میں پہلے ہی رہتا ہے جو تیار ہو کر سامنے آنے والے ہوتے ہیں۔ ابوبکر جب اسکو تحریر لکھوا کر فارغ ہوئے تو ابوبکر کے پاس بہت سے اصحاب پہنچے جن میں سے ایک طلحہ بھی تھے۔ طلحہ نے ابوبکر کو کہا کہ کل بروز قیامت تم خدا کو کیا جواب دو گے کہ تم نے ایک بدخلق، تندخو شخص کو ہم پر مسلط کر دیا ہے جس سے لوگ بھاگتے اور نفرت کرتے ہیں اور (اس کی بدخلقی سے) دل کانپنے لگتے ہیں۔

حضرت عمرؓ اور ان کی خلافت

پھر (ابوبکر کے بعد) عمر بن خطاب دس سال اور کچھ مہینے تک مسندِ خلافت پر براجمان رہے اور اس پوری مدت میں انہوں نے منصفانہ یا غیر منصفانہ جو حکم بھی جاری کئے ہیں (ان کی سختی کی وجہ سے) ان سے کسی نے تعارض نہیں کیا۔ اس لئے کہ علماء ان تمام واقعات و حالات کو تاریخ میں لے آئے ہیں جو ان کے دور حکومت و خلافت میں وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ اس کو ہم پڑھنے والے پر منحصر و موقوف کرتے ہیں۔ کیونکہ اس مقام پر ہمارا مقصود مسئلہ خلافت کو چھ رکنی کمیٹی کے سپرد کرنے کا (جواز یا عدم جواز) ہے۔ جس کمیٹی میں علی ابن ابی طالب علیہ السلام بھی موجود تھے۔ اور ہمیں یہاں یہ دیکھنا ہے کہ اس کمیٹی کی تشکیل میں عمر حق بجانب تھے یا ناحق پر تھے۔

پس ہم یہ کہتے ہیں کہ جس وقت ابولولو نے مسجد کے اندر ان کو نیزہ مارا تو لوگ ان کو ان کے گھر اٹھا لے گئے اور خلیفہ صاحب نے لوگوں کو بلا کر اپنے گرد جمع کیا اور لوگوں سے اس شخص کے متعلق مشورہ کیا جس کو وہ لوگ ان کے بعد خلیفہ بنائیں گے۔ حاضرین نے خلیفہ صاحب کے صاحبزادے عبداللہ بن عمرؓ کی طرف اشارہ کیا خلیفہ نے کہا و لا واللہ خطاب کی اولاد سے دو شخص خلافت کے ولی و مالک نہیں بنائے جائیں گے۔ حضرت عمر نے سمجھا کہ انہوں نے کس جرم کا ارتکاب کیا ہے (کہنے لگے) لا واللہ میں زندگی اور

Marfat.com

مرنے کے بعد بھی شب و روز خلافت پر اپنے پیچھے عبداللہ کو سوار نہیں کروں گا۔ پھر کہنے لگے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بوقت وفات قریش میں سے طلحہ، زبیر، عبدالرحمن، سعد بن ابی وقاص، علی و عثمان ان چھ اشخاص سے خوش راضی تھے اور میری رائے ہے کہ میں اس کے لئے ان چھ اشخاص کی کمیٹی مقرر کر دوں تاکہ یہ اپنے واسطے کسی ایک کو پسند کر لیں پھر کہنے لگے کہ میں کسی کو اگر خلیفہ مقرر کر جاؤں تو کوئی بات نہیں ہوگی) کیونکہ جو مجھ سے بہتر تھے انہوں نے بھی خلیفہ مقرر کر دیا۔ مراد ان کی حضرت ابوبکر تھے۔ اور اگر میں (بغیر کسی کو مقرر کئے چھوڑ جاؤں تو مجھ سے پہلے جو بزرگ تھے بغیر خلیفہ مقرر کئے چلے گئے ہیں)۔ یعنی رسول خدا نے خلیفہ مقرر نہیں کیا تھا (اور وفات پاگئے) پھر حاضرین سے کہا کہ مذکورہ چھ افراد کو بلاؤ چنانچہ لوگوں نے ان چھوں کو بلایا۔ پس یہ چھوا افراد خلیفہ کے پاس پہنچے تو وہ مرنے کے لئے اپنے بستر پر پڑے ہوئے تھے۔ چنانچہ ان لوگوں پر ایک نگاہ ڈالی اور کہنے لگے کیا تم میں سے ہر ایک میرے بعد خلافت کی طمع رکھتا ہے۔ سب خاموش رہے خلیفہ صاحب نے ان لوگوں کو دوبارہ یہی کہا تو زبیر نے ان کو جواب دیا اور کہا ہمیں اس خواہش سے کیا چیز روک سکتی ہے۔ درآنحالیکہ تم کو اس خلافت کی تولیت سپرد کی گئی ہے۔ اور تم نے اس کو چلایا ہے اور قریش میں ہم لوگ تم سے کم درجہ نہیں رکھتے اور سبقت اسلامی میں بھی تم سے کم نہیں ہیں۔ (پھر ہم خلیفہ کیوں نہ ہوں) جاحظ کہتا ہے کہ بخدا اگر زبیر کو یہ پورا علم و یقین نہ ہوتا کہ عمر اسی نشست میں ہی مر جائیگا تو عمر کے سامنے زبیر یہ بات بھی نہ کہہ سکتا اور ایک لفظ تک نہ بول سکتا (جاحظ کے یہ الفاظ اس بات کی واضح دلیل ہیں کہ حضرت عمر کس قدر سخت گیر اور تند مزاج تھے، اور امت محمدی کے بارے میں زم دل اور عدل گستر تھے مترجم)

خلیفہ صاحب نے کہا کیا میں لوگوں کو تمہارے بارے میں کوئی خبر دا اطلاع نہ دوں۔ سب نے کہا آپ کہیئے کیونکہ ہم جانتے ہیں اگر ہم کہیں کہ ہمیں معاف رکھئے

تو آپ معاف کرنے والے نہیں ہیں۔ چنانچہ حضرت عمر نے کہا لیکن اے زبیر تو کمینہ خصلت، بدخلق، لالچی، لوگوں کا مذاق اڑانے والا اور برے القاب اور برے نام رکھنے والا شخص ہے۔ راضی، خوش ہے (اچھے موڈ میں ہے) تو مومن ہے اور غصہ (اور برے موڈ) میں ہے تو کافر ہے (غصہ میں کسی کی پرواہ اور لحاظ نہیں کرتا) ایک دن انسان ہے تو دوسرے دن شیطان، اگر خلافت تیرے سپرد ہو جائے تو اسی روز ایک مد کے اوپر تو لڑائی (یا تھپڑ بازی) شروع کر دے گا۔ کیا تو یہ سمجھتا ہے کہ میں خلافت کو تیرے سپرد کر دوں گا۔ کاش مجھے یہ پتہ چل جاتا کہ لوگوں کا وہ کونسا دن ہوگا جس میں تو ان کے لئے شیطان ہوگا۔ خدا اس امت کے مسئلہ کو تیرے پاس جمع کرے۔ درانحالیکہ تو مذکورہ قسم کی ایسی صفات رکھتا ہے ۱؎

پھر حضرت عمر طلحہ کی طرف متوجہ ہوئے اور طلحہ سے حضرت عمر کو آنحضرت کی موت کے دن سے عداوت تھی اس لئے کہ طلحہ نے جو الفاظ حضرت ابوبکر کے واسطے کہے تھے وہی الفاظ (حضرت عمر کے خلیفہ بننے پر) حضرت عمر کے واسطے بھی کہے تھے۔ چنانچہ حضرت عمر نے طلحہ سے مخاطب ہو کر کہا کیوں طلحہ میں خاموش رہوں یا تمہارے بارے میں بھی کچھ کہوں طلحہ نے جواب دیا کہو (جو کچھ کہنا ہے) کیونکہ تم کوئی اچھی بات تو کبھی نہیں کہو گے۔ حضرت عمر نے کہا جنگ احد میں جب سے تمہاری انگلی میں تکلیف ہوئی تھی اور تمہیں حادثہ پیش آیا تھا اس وقت سے میں تم کو جانتا ہوں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے اس کلمہ کی وجہ سے تم سے ناراض مرے ہیں جو تم نے

۱؎ حضرت عمر کے ان الفاظ سے جو زبیر کے بارے میں کہے ہیں پتہ چلتا ہے کہ وہ الفاظ سابقہ سطور میں کہے ہیں کہ رسول خدا ان سے راضی گئے ہیں اور یہ روایت کہ زبیر ان دس شخصوں میں ہے جنکو حضور نے جنت کی بشارت دی ہے صحیح نہیں اور یہ عشرہ مبشرہ والی روایت معاویہ کی ٹکسال میں ڈھالی گئی ہے۔

۲؎ آپ نے ابھی ابھی حضرت عمر کے الفاظ سابقہ صفحات میں پڑھے ہیں کہ حضور (جاری ہے)

Marfat.com

آیت حجاب کے روزِ نزول کہا تھا۔

جاحظ کہتا ہے کہ جب پردہ کی آیت نازل ہوئی تو طلحہ نے ان لوگوں کے سامنے کہا تھا، جنہوں نے وہ الفاظ طلحہ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں نقل کئے ہیں۔

(طلحہ کے الفاظ یہ تھے) "رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ازواج کے پردہ کرانے سے کیا فائدہ ہوگا۔ یہ عنقریب کل مر جائیں گے اور ہم ان کی ازواج سے نکاح کریں گے۔

جاحظ نے یہ کہا ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت عمرؓ سے یہ کہے کہ تم نے تو ابھی ابھی یہ کہا تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھ آدمیوں سے راضی مرے ہیں (جن میں طلحہ شامل تھا) تو اب تم طلحہ سے کیسے کہہ رہے ہو کہ رسول خدا تم سے ناراض ہے ہیں۔ لہذا یہ کلمہ جو آپ نے طلحہ سے کہا ہے اس کے واسطے چوڑے پھل کا تیر ہے۔ لیکن یہ کس کی جرأت تھی جو حضرت عمر سے ان کی ہاں میں ہاں ملانے کے سوا کوئی اور بات کہہ سکتا۔

حضرت عمر نے پھر سعد بن ابی وقاص کی طرف رخ کیا اور کہا تو شیر کا خونخوار چنگل رکھتا ہے جس سے تو قتل و غارت کرتا ہے۔ تو تلوار، کمان اور تیروں والا شخص ہے دنیا کی رونق کو اور خلافت اور لوگوں کے معاملات کو کیا دخل ہے پھر عبدالرحمٰن کی طرف متوجہ ہوتے اور کہا:۔

لیکن تو اے عبدالرحمٰن ایسا شخص ہے کہ اگر آدھے مسلمانوں کا ایمان تیرے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے اور تولا جائے تو تیرا ایمان بھاری نکلے گا لیکن منصب خلافت کے لائق وہ شخص نہیں ہو سکتا جس میں ایسی کمزوری ہو جیسی تم میں موجود ہے۔ کہاں دنیا کی دلفریبیاں اور کہاں یہ امر خلافت[1]

حاضرین کی موجودگی میں کہا تھا کہ رسول خدا چھ افراد سے راضی مرے ہیں جن میں طلحہ بھی شامل تھا اب حضرت عمر فرماتے ہیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طلحہ سے ناراض مرے ہیں۔ ناظرین خود انصاف فرمائیں۔

[1] سعد بن ابی وقاص اور عبدالرحمٰن دونوں کو کس طرح خلافت سے نکال باہر کیا۔

خلیفہ صاحب نے پھر حضرت علی علیہ السلام کی طرف رخ کیا اور کہا ،
اے علیؑ تمہارا کیا کہنا کاش تمہارے اندر ہنسی مذاق کی عادت نہ ہوتی لیکن بخدا
اگر تم ان لوگوں کے والی اور خلیفہ بنا دیئے گئے تو تم ان کو واضح اور کھلے ہوئے
حق اور روشن راہ پر لے چلو گے ۔ ؎

حضرت عمر نے پھر حضرت عثمان کی طرف رخ کیا اور کہا تمہیں مبارک ہو
گویا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں کہ قریش نے اپنی محبت کی وجہ سے خلافت کا ہار
تمہاری گردن میں ڈال دیا ہے اور تم نے بنی امیہ اور بنی معیط کو لوگوں کی گردنوں
پر سوار کر دیا ہے اور مال غنیمت میں تم نے ان کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا ہے اور
عرب کے بھیڑیوں میں سے ایک گروہ نے تم پر حملہ کر دیا ہے ۔ الخ

پھر عثمان کی پیشانی کو پکڑ کر کہا جب ایسا ہو (لوگ تم کو خلیفہ بنا لیں) تو
میری بات یاد رکھنا اس لئے کہ یہ ہونا ہے پھر حضرت عمر نے کہا کہ ابو طلحہ انصاری
کو میرے پاس بلاؤ چنانچہ لوگوں نے ابو طلحہ انصاری کو بلایا تو حضرت عمر نے
ان سے کہا کہ اے ابو طلحہ جب تم مجھے دفن کر کے میری قبر سے واپس آؤ تو انصار
میں سے پچاس شمشیر بکف جوانوں کے جھرمٹ میں ان چھ (طلحہ، زبیر، سعد بن ابی
وقاص، عبد الرحمٰن بن عوف، علی، عثمان) کو لے لینا اور ان سے اس مسئلہ
خلافت کو اندر ہی اندر ان چھوں کو ایک گھر میں جمع کر دینا اور اپنے مسلح جوانوں کے
ساتھ اس مکان کے دروازہ پر کھڑے ہو جانا تاکہ یہ لوگ خلافت کے بارے میں
باہم مشورہ کر لیں اور کسی ایک کو چن لیں اگر پانچ متفق ہو جائیں اور اگر ایک انکار
کرے تو اس ایک انکار کرنے والے کو قتل کر دینا اور اگر چار متفق الرائے ہو
جائیں اور دو انکار کریں تو ان دونوں کو قتل کر دینا اور اگر تین ایک رائے پر
اتفاق کر لیں تو تم ان تینوں کی طرف رجوع کرنا ۔ جن میں عبد الرحمٰن شامل ہوں اور
دوسرے تین اگر اختلاف پر اصرار کریں تو ان تینوں کی گردن مار دینا ، اور اگر

؎ حضرت عمر اپنی تدبیر کا کیا کہنا نہایت مخفی طریقہ پر علیؑ کو خلافت سے نااہل قرار دیا اور پتہ کا ٹ دیا۔

Marfat.com

اسی بحث میں تین دن گزر جائیں اور کسی بات پر اتفاق نہ کریں تو ان چھیوں کو قتل کر دینا اور مسلمانوں کو ان کے حال پر چھوڑ دینا تاکہ وہ اپنے واسطے خود کسی کو منتخب کر لیں (شرح ابن الحدید)

قول مؤلف میں اس ظالمانہ حکم سے خدا سے پناہ مانگتا ہوں ایسے خلیفہ سے صادر ہو جو کرسی عدالت میں متمکن ہو، کیونکہ یہ معاملہ انہیں کے ہاتھ میں جنہوں نے ان چھیوں کی توصیف کی تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں سے راضی رہے ہیں اور ان کو خود بلوایا، اور ان حاضرین نے ان کو بلوا دیا جب یہ لوگ خلیفہ کے سامنے آگئے تو ان سب پر ایسے عیب لگا دیئے کہ تم یہ خیال بھی نہیں کر سکتے کہ یہ خلیفہ بن سکیں گے بلکہ ایسے عیب لگائے کہ ان کی گواہی مانگی جائے تو ان کی گواہی بھی قبول نہیں کی جائیگی) خلیفہ ہونا تو بہت بڑی چیز ہے ان سب باتوں کے باوجود پھر انہیں چھیوں کو مجلس شوریٰ میں داخل رکھا ہے (سبحان اللہ)

پس ہم فرض کریں کہ یہ چھیوں تین دن کسی فیصلہ پر متفق نہ ہوتے تو ابو طلحہ انصاری ان چھیوں کو قتل کر دیتے۔ درانحالیکہ ان لوگوں کا یہ گمان ہے، کہ چھیوں ان دس اشخاص (عشرہ مبشرہ) میں سے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبانی جنت کی بشارت مل چکی تھی۔ یا اللہ ان چھ اصحاب کبار کے قتل کرنے کے واسطے حضرت عمر کے پاس وجہ جواز کیا تھی۔ باوجودیکہ اس مقام پر امیر المومنین علی علیہ السلام کی خلافت پر مختلف مقام میں واضح نصوص موجود ہیں جو خلافت علی علیہ السلام کے لئے پکار رہی ہیں کیا سرے سے ہی علی علیہ السلام کی طرف خلافت کو نہیں موڑ سکتے تھے اور مسلمانوں کو اس بڑی مشکل ومصیبت سے سکون نہیں دے سکتے تھے۔

کاش میں ان لوگوں کو جانتا جو ان لوگوں کی اتباع و پیروی کریں گے۔ درآنحالیکہ خلیفہ وقت اپنی زندگی کے آخری وقت بذات خود یہ الفاظ کہہ رہا ہے اور اپنی زندگی اور موت دونوں میں اس کو حامل خلافت ہونے سے خارج

Marfat.com

کر رہا ہے۔ خلیفہ صاحب کے دربار سے جو حکم صادر ہوا ہے ذرا اس پر عدل و انصاف کے ساتھ نظر کر اور غور فرما، کہ ایسا حکم کیا اس شخص سے صادر ہو سکتا ہے جس میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کا کچھ خوف و خیال ہو۔ ہرگز نہیں کاش کہ امت رسول کو آزاد چھوڑ جاتا تاکہ وہ اپنے لئے خود خلیفہ کا انتخاب کر لے اور خلافت کو شوریٰ (کا کھلونا) نہ بناتا تو ان کے اپنے لئے اور امت کے واسطے بہتر ہوتا۔ بفرض (محال) اگر یہ لوگ کسی ایک شخص پر متفق نہ ہوتے پھر ذرا آپ خلیفہ صاحب کے اس لفظ پر غور کریں کہ اگر اختلاف میں تین ایک طرف، تین دوسری طرف ہو جائیں تو مسئلہ کو عبدالرحمٰن کی طرف رجوع کر دیا یہ بات علی علیہ السلام کی دشمنی کا بالکل ظاہر و واضح ثبوت ہے۔ سرے سے اس مسئلہ کو علی علیہ السلام کی طرف کیوں نہ رجوع کرا دیا (درحالانکہ علیؑ سے کوئی نسبت عبدالرحمٰن کو نہیں ہے)۔ لیکن معاملہ تو مدبرانہ پالیسی کے ساتھ طے ہو چکا تھا جیسا کہ ہم آپ کے سامنے انکا تحریری اقرار نامہ پہلے پیش کر چکے ہیں۔ اور یہ سب کچھ یوم غدیر کی واپسی پر طے ہو گیا تھا اس لئے کہ ان لوگوں نے علی علیہ السلام کو خلافت سے نکال دینے کے لئے ہاتھ پر ہاتھ مارا تھا (اور تحریری معاہدہ کر لیا تھا) جو ہم نے لکھ دیا ہے اگر اس سے زائد آپ حقیقت کی واقفیت چاہتے ہیں تو اس فن کی کتابوں کی طرف رجوع کریں جیسے احقاق الحق، صوارم محرقہ، رد صواعق محرقہ شہید ثالث سید نور اللہ شستری، تشیید المطاعن، طبقات الانوار، غایۃ المرام الغدیر اور تالیفات سید شرف الدینؒ وغیرھم اس قسم کی کتابیں جو اس موضوع پر لکھی گئی ہیں۔

حضرت عثمانؓ کی خلافت کا دور

ہم ابھی ابھی آپ کے سامنے ذکر کر آئے ہیں کہ عمر نے معاملہ خلافت کو چھ اشخاص پر ڈال دیا اور نہایت (چالاکی سے) خفیہ طریقہ اور دقیق اور گہرے نمونے سے خلافت کو عثمان تک پہنچا دیا۔ عثمان کے بارے میں حضرت عمر نے جو کچھ کہا وہ آپ سن چکے ہیں وہ بنی امیہ اور بنی معیط

Marfat.com

کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کرے گا اور عرب کے بھیڑیوں میں سے ایک جماعت آئے گی۔ اور وہ عثمانؓ کو ذبح کر دیں گے اور حضرت عمرؓ نے یہ بھی کہا کہ ایسا واقعہ ہو جائے تو میری بات کو یاد کر لینا اور عثمانؓ کے بارے میں حضرت عمرؓ کی فراست اور دور اندیشی بالکل حق اور صحیح ثابت ہوئی۔

پس جس دن عثمان تخت حکومت پر بیٹھے سارے بنی امیہ عثمان کے پاس جمع ہو گئے چنانچہ سرکشی میں بے دریغ خرچ کرنے والا سرکش ابو سفیان عثمان کے پاس پہنچا اور کہنے لگا۔

هل من عين علينا — کیا کوئی جاسوس ہم پر ہے۔

(یعنی ہماری محفل میں سب اپنے ہی ہیں یا کوئی غیر جاسوس بھی بیٹھا ہے یہ چونکہ اندھا تھا اس لئے پوچھنا پڑا) سب نے کہا کہ نہیں جاسوس کوئی نہیں (سب اپنے ہی بیٹھے ہیں) ۔تب ابو سفیان نے کہا:

یا بنی امیہ تلقفوها — اے بنی امیہ خلافت کو اب اس طرح جلدی سے
تلقف الصبیان الکرۃ۔ — پکڑو جس طرح لڑکے گیند کو اچک لیتے ہیں۔
فواللہ ما من جنۃ ولا نار۔ — بخدا نہ کوئی جنت ہے اور نہ کوئی دوزخ۔

پھر کسی کو بلایا کر اس کا ہاتھ پکڑ کرلے چلے کیونکہ آنکھوں سے اندھا ہو چکا تھا۔(ہاتھ پکڑوا کر) حضرت حمزہ کی قبر پر پہنچا اور اپنے پیر قبر کو ٹھوکر مار کر کہنے لگا

یا ابا عمارہ ان الامر الذی — اے ابو عمارہ (جناب حمزہ کی کنیت ہے) جس بات
تضاربنا علیہ قد صار — سے تم ہم لوگوں سے لڑا کرتے تھے وہ ہمارے
الینا — پاس آگئی ہے۔

(جنگ احزاب میں لڑنے والے) شیخ الاحزاب ابوسفیان کی یہ پہلی ذلیل حرکت تھی جو اس سے سرزد ہوئی۔ اب ہم ان احداث اور بدعنوانیوں کو دیکھیں گے جو خلیفہ ثالث عثمان نے کی ہیں۔

حضرت عثمان نے جو پہلی بدعت اور بدعنوانی کی ہے وہ رسول خداؐ کے

Marfat.com

راندۂ درگاہ باپ کے راندۂ درگاہ بیٹے مروان کو واپس بلانا ہے۔ رسول خدا نے اس کو اور اس کے باپ کو مدینہ سے دور نکال دیا تھا اور یہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی تک پھر حضرت ابوبکر کی مدت تک کا دور رہا۔ اور حضرت ابوبکر سے حضرت عثمان نے سفارش بھی کی تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کے خلاف نہیں کر سکتا۔ پھر خلافت کا معاملہ حضرت عمرؓ کے پاس پہنچا تو حضرت عثمان انہی سے اس کے بارے میں گفتگو کی تو حضرت عمرؓ نے صاف انکار کر دیا اور حضرت عثمانؓ سے سخت کلامی بھی کی۔ جب خلافت حضرت عثمان کے پاس پہنچی تو انہوں نے اس کو واپس بلا لیا۔ لوگوں نے حضرت عثمان کو برا بھلا بھی کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ وہ میرے رحمی رشتہ داروں میں سے ہے اور یہ دلیل پیش کی کہ خود اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے گفتگو کی تھی اور انہوں نے اس سے وعدہ فرما لیا تھا۔ یہ ابن ابی الحدید کا بیان ہے

قول مؤلف

حضرت عثمانؓ نے اس لئے یہ بات بنائی کہ ان کی اس بدعت و احداث پر لوگوں کے برا بھلا کہنے میں تخفیف ہو جاتے۔ پھر اس کے بعد حضرت عثمانؓ نے ان لوگوں کو معزول کرنا شروع کر دیا جن کو حضرت عمرؓ نے شہروں پر عہدہ وغیرہ حاکم مقرر کیا تھا۔ اور ان کی جگہ بنی امیہ کے لوگوں کو خلیفہ بنا کر بھیج دیا اور بھی اس قسم کے افعال کا ارتکاب کیا جو ان کے قتل کے اسباب بنے اور ایسی بدعات اور بدعنوانیاں بہت زیادہ ہیں۔ ان میں سے جو بنیادی باتیں ہمیں میسر ہوئی ہیں وہ جمع کئے دیتے ہیں اور پڑھنے والے کو ہم تاریخ کی مبسوط کتابوں کی طرف متوجہ کرتے ہیں۔ وہاں ان کو بنی امیہ کی بد اعمالی و حرکات بد اور انکی ایسی بدعتوں اور احداث کے انبار اور تودے ملیں گے جنہوں نے حضرت عثمان کے خلاف عرب قبائل میں ہیجان پیدا کیا۔

ے حضرت عثمانؓ صرف واپس ہی نہیں بلایا بلکہ بلا کر اپنی بیٹی کو اس سے بیاہ دیا۔ مؤلف و مترجم۔

Marfat.com

حضرت عثمانؓ کا بیت المال سے اپنے ہم قوم لوگوں کو بے دریغ خوشحالی اور آسودگی سے ہمکنار کرنا ایک احداث و بدعنوانی ہے چنانچہ عبداللہ بن خالد نے حضرت عثمانؓ سے صلہ رحمی کی درخواست کی تو آپ نے اس کو چار ہزار درہم عطا فرمائے۔ اور ابوسفیان کو بیت المال سے دو لاکھ درہم اسی دن عنایت فرمائے جس دن مروان کے واسطے ایک لاکھ درہم کا حکم دیا اور اس کو اپنی بیٹی بھی بیاہ دی، اور اس کو اپنا وزیر بھی بنا لیا (جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے)

زید بن ارقم بیت المال کا خزانچی بیت المال کی کنجیاں لے کر حاضر ہوا اور کنجیاں حضرت عثمان کے سامنے رکھ دیں اور رونے لگے حضرت عثمان نے کہا کہ میں صلہ رحمی کرتا ہوں تو اس پہ روتا ہے؟ زید بن ارقم نے جواب دیا کہ نہیں میں اس بات پر نہیں روتا (بلکہ روتا اس بات پر ہوں کہ) آپ کے متعلق میرا گمان یہ ہے کہ جو کچھ آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں راہ خدا میں صرف کیا تھا یہ آپ اس کا صلہ لے رہے ہیں حالانکہ اگر مروان کو صرف ایک سو درہم دیتے تو (اس کے واسطے) یہ بھی بہت تھا۔ حضرت عثمانؓ نے زید بن ارقم پر سخت ناراض ہوئے اور کہا اے ارقم کے بیٹے کنجیاں ڈال دو ہم کسی دوسرے کو رکھ لیں گے ابو موسیٰ عراق سے بہت سا مال لایا۔ آپ نے اس سارے کو بنی امیہ میں تقسیم فرما دیا اور اپنی دوسری بیٹی کی شادی حارث بن حکم کے ساتھ کر دی اور زید بن ارقم کے چلے جانے کے بعد اپنے نئے داماد کو بیت المال سے ایک لاکھ درہم بھی مرحمت فرما دیے ان باتوں کے ساتھ اور بھی بہت سی باتیں شامل ہو گئیں جس کی وجہ سے مسلمانوں نے انتقام لیا۔

ابن مسعود کو بری طرح مارا کہ ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں اور فتق (ہرنیا) کا عارضہ اس کو لاحق ہو گیا جس کے نتیجہ میں ان کی موت واقع ہوئی۔ حضرت ابوذر غفاریؓ کو مع بیوی اور بیٹی کے (مدینہ سے دور) ربذہ پھینک مارا، اور ابوذر غفاری نے عالم مسافرت میں اسی بے آب و گیاہ سرزمین پر وفات پائی

Marfat.com

اور معاویہ کو ایک خط لکھا جس میں مسلمانوں کی بہت بڑی جماعت کو قتل کر دینے کا حکم دیا ہے اس قسم کے بہت سے واقعات ہیں جن سے بڑے بڑے علماء اہلسنت کی کتابیں بھری پڑی ہیں آپ ان کی طرف رجوع کریں۔

قول مؤلف کیا خلیفۃ المسلمین کو ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ حضرت عثمان اور ان کے تابعین کی خلافت وحکومت یوم سقیفہ (کی کارروائی) کا نتیجہ ہے اور یوم سقیفہ نصوصِ قرآنی کو قبول نہ کرنا۔۔۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکام کی مخالفت کا نتیجہ ہیں اگر یہ لوگ خدا و رسول کے احکام کو سنتے اور ان کی اطاعت و فرمانبرداری کرتے تو یہ لوگ ان مشکلات اور مصائب میں مبتلا نہ ہوتے۔ جو شریعتِ نبویہ کے شایان نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کوئی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو امت کو جنت سے قریب کرتی ہو اور کوئی ایسی بات نہیں چھوڑی جو امت کو جہنم سے دور کر دے مگر یہ کہ آنحضرتؐ نے اسکو بیان فرما دیا ہے، مگر انھوں نے حضرت کے فرمان کو قبول کرنے سے اس وقت انکار کر دیا جب حضرت عمر نے چھ اشخاص پر عیب لگائے چنانچہ علی علیہ السلام سے کہا۔

للہ ابوک لولا انت دعابۃ	اے علی تمہارے کیا کہنے کاش تمہارے اندر خوش طبعی
فیک اما واللہ لئن ولیتھا	اور مزاح نہ ہوتا لیکن تم حاکم اور خلیفہ بنائے گئے
لتحملنھم علی الحق الواضح	تو تم ان سب کو واضح حق اور روشن
والحجۃ البیضاء	راستہ پر لے چلوگے۔

ذرا خلیفہ حضرت عمر کے اس قول میں غور و فکر کرو اے علی علیہ السلام کاش تمہارے اندر مزاحیہ اور مذاقیہ جذبہ نہ ہوتا۔ میں کہتا کہ کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ علیؑ میں کون سا مزاح و مذاق تھا (جو خلاف شریعت تھا)۔

ہاں امام سخی، خندہ رو اور ہنس مکھ ہوتا ہے جس میں کسی قسم کا عیب نہیں ہوتا اور دوسرے لوگوں میں جو ترش روئی اور درشتی اور مکاری ہوتی ہے اس سے امام بالکل بری اور معصوم ہوتا ہے امام متواضع اور صفاتِ کاملہ کا پورا پورا

Marfat.com

حامل و دارا ہوتا ہے جیسے کہ علی علیہ السلام کے چچا کے بیٹے حضرت محمد مصطفیٰ سید الانبیاء (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) تھے جو تکمیل مکارم اخلاق کے واسطے تشریف لائے تھے لیکن حضرت عمر کو جب علی علیہ السلام میں ایسی کوئی بات نہ ملی جس سے تبسم کی کوئی اخلاقی خراش آسکے تو ایسا عیب لگایا جو در اصل اپنی جگہ پر کرم و شرف ہے (اگر یہ بات تھی تو) علی علیہ السلام کو شوریٰ میں کیوں رکھا علی تو وہی علی علیہ السلام تھے (اور تو کوئی نہیں بن گئے تھے)

حضرت عمر امت کی بھلائی چاہتے ہی، نہیں تھے، حتیٰ کہ یہ اسلوب نظام لائے (شوریٰ بنایا) تاکہ خلافت کو علی علیہ السلام سے بالکل ہٹا دیں اور عثمان اموی کے حوالہ کر دیں حتیٰ کہ امت محمدی کے متعلق وہ گناہ کیا جو رہتی دنیا تک باقی رہے گا اور معاویہ نے اسی کو قتل عثمان کا قوی سبب بنایا اور معاویہ در اصل عثمان کا بدلہ نہیں لینا چاہتا تھا بلکہ فقط علی علیہ السلام کی مخالفت (اور اس سے لڑنے) کا بہانہ اور ذریعہ بنایا تھا اور ہم اسے دیکھتے ہیں جب اس کی حکومت مضبوط ہوگئی تو پھر اس نے اس چیز کا بالکل مطالبہ نہیں کیا جس کا اس سے پہلے کر رہا تھا (یعنی جب تک اس کی حکومت مستحکم نہیں ہوئی اس وقت تو قتل کا مطالبہ زوروں سے کرتا رہا، یہاں تک کہ ہزاروں مسلمان قتل ہو گئے اور جب خود مختار حاکم اپنے آپ بن گیا تو اس نے کبھی قتل کا ذکر تک نہیں کیا حالانکہ اگر حق پر تھا تو اب بدرجہ اولیٰ اس کی ذمہ داری ہوگئی تھی مگر پھر ایسی خاموشی اختیار کی جیسے اس نے کبھی کچھ کہا ہی نہیں تھا در اصل قتل عثمان ہوا ہی معاویہ کی وجہ سے تھا علی علیہ السلام کے سر تھوپنے کی کوشش کی تاکہ خود اس پر نہ آجائے اور علی علیہ السلام سے لڑنے کا موقع بھی حاصل کر سکے)

خلیفہ کیخلاف جماعتوں اور گروہوں کا ہیجان اور جوش

جب لوگوں نے عثمان کو حد سے تجاوز کرتے دیکھا تو مدینہ، بصرہ اور مصر

Marfat.com

وغیرہ کی مختلف جماعتوں اور گروہوں میں خلیفہ کے خلاف سخت ہیجان پیدا ہوگیا اور سب نے مل کر خلیفہ کو گھر میں محصور کر دیا اور یہ مطالبہ کیا کہ یا تو خلافت سے دستبردار ہو جائیں یا مروان بن حکم کو (جو ان کا داماد بھی تھا) ان کے حوالہ کر دیں اور یہ جوش و خروش اور ہائے ہنگامہ اس وجہ سے برپا ہوا کہ عثمان کے مصری گورنر نے لوگوں کو تباہ و برباد کر دیا اور ان پر ظلم و ستم توڑے۔ اس حادثہ (کو دور کرنے کے واسطے) علی علیہ السلام بیچ میں پڑے اور عثمان نے علی علیہ السلام سے مصر کے گورنر کو معزول کرنا اور اس کی جگہ محمد بن ابی بکر کو گورنر بنانا منظور کر لیا اور اپنے مصر کے گورنر ابن ابی سرح کو خط لکھ دیا کہ جیسے ہی میرا خط تم کو پہنچے تم خود کو معزول سمجھو چنانچہ محمد بن ابی بکر اور ان کے ساتھی فوراً مصر کے ارادے سے سوار ہو گئے اور تین روز کی منزل یہ لوگ طے کر چکے اور چلے جا رہے تھے کہ ناگاہ ایک ناقہ سوار پر نظر پڑی جو بہت تیزی سے جا رہا تھا اس کو دور سے دیکھا کہ وہ ایک طرف (کنی کاٹ کر) جا رہا ہے ان لوگوں نے آگے بڑھ کر اس کا راستہ روک لیا۔ دیکھا تو عثمان کا غلام تھا اور ناقہ بھی عثمان کا تھا ان لوگوں نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو اس نے جواب دیا کہ مصر جا رہا ہوں۔ پھر انہوں نے سوال کیا کہ مصر کیوں جا رہے ہو اس نے جواب دیا کہ خلیفہ کا خط لئے جا رہا ہوں۔ ان لوگوں نے خلیفہ کا وہ خط اس سے لے لیا، دیکھا تو اس میں لکھا تھا کہ جب محمد بن ابی بکر تمہارے پاس پہنچے تو اس کو قتل کر دو ------ مورخین اور ارباب سیر کی روایت کے مطابق خلیفہ صاحب کے کلمہ فاقتلہ یعنی اس کو قتل کر دو سے یہ لوگ ڈر گئے۔ آگے جانے کی بجائے مدینہ واپس آگئے اور خلیفہ صاحب کا یہ خط ان لوگوں کو دکھایا جو گھر کا محاصرہ کئے ہوئے تھے جب حضرت علی علیہ السلام نے وہ خط لیا اور پڑھا تو سخت ناراض ہوئے اور حضرت عثمان کے پاس گئے اور کہا کیوں عثمان یہ کیا تماشہ ہے (ظاہر میں کچھ کرتے ہو اور باطن میں کچھ کرتے ہو) حضرت عثمان نے خط کا انکار کیا، اور قسم کھائی کہ ان کو اس کا کوئی علم نہیں ہے تو ان لوگوں نے ان سے کہا کہ غلام تمہارا

Marfat.com

ہے اور مہر بھی تمہاری ہے اور یہ اونٹ (جس پر سوار جا رہا تھا) یہ بھی تمہارا ہے۔ ان سب چیزوں کا حضرت عثمان نے اقرار کیا (کہ ہاں یہ چیزیں میری ہیں)۔ تب ان لوگوں نے کہا کہ آپ خلافت سے الگ ہو جائیں (یا مروان کو ہمارے حوالہ کیجئے) حضرت عثمان نے خلافت سے علیحدگی سے انکار کیا اور مروان کو حوالہ کرنے کو بھی منع کر دیا اب تو بقول حضرت عمر کے عرب بھیڑیوں نے حضرت عثمان پر یورش کر دی، لیکن علی کا کیا کہنا اس معاملہ میں انہوں نے دخل دیا تو لوگوں کے جوش اور سرکشی کو فرو کر دیا۔ فوراً حضرت عثمان جامع مسجد میں آگئے اور امیر المومنین علیہ السلام کے باوجود مسجد ایسی کھچا کھچ لوگوں سے بھر گئی کہ دم گھٹا جاتا تھا۔ حضرت عثمان منبر پر گئے اور اس طرح لوگوں سے جان چھڑالی اور پناہ لی کہ عاملوں کی تبدیلی کی شرط مجھے منظور ہے اور لوگوں کے جو جو حقوق بھی ہیں وہ میں حقداروں کو دوں گا اور اپنے (وعدہ کے) اوپر گواہ مقرر کئے اور ہر شخص نے اپنے شہر جانے کی ٹھان لی۔ اور خلیفہ صاحب اپنی دولتسرا میں چلے گئے وہاں دیکھا تو مروان ان کے انتظار میں بیٹھا ہوا ہے اس نے پوچھا کہ یہ جھگڑا کیسا تھا۔ حضرت عثمان نے اس سے سارا واقعہ بتایا۔ تو مروان نے کہا کہ اسطرح ذلیل بنکر جو آپ انکو حقوق دے رہے ہیں اس سے تو موت آسان ہے۔ آپ خلیفہ وقت ہیں، اور ہم لوگ جتھے اور جمعیت والے ہیں آپ اپنے چچا کے بیٹے معاویہ کو پیغامبر بھیجئے اور اس سے مدد مانگئے۔ خلیفہ صاحب نے اپنی توبہ توڑ دی اور اپنے داماد اور وزیر مروان کی رائے پر چل پڑے حضرت عثمان کی بیوی نائلہ مروان کی گفتگو سن رہی تھی اور خلیفہ صاحب کو دیکھ رہی تھی کہ انہوں نے اس عہد و پیمان کو توڑ دینے کا ارادہ کر لیا جو قوم سے کرکے آئے تھے۔ مروان کے قریب آئیں اور اس سے کہنے لگیں کہ اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ تو ان کو قتل اور ان کے بچوں کو یتیم کرکے چھوڑے گا۔ مروان ان سے کہنے لگا بس خاموش رہو تمہارے باپ کو استنجا کرنے تک کی تمیز نہیں ہے (تمہیں سیاست کا کیا پتہ) نائلہ نے مروان کو

Marfat.com

جواب دے کر دھتکار دیا اور پھر اپنے شوہر کی طرف ملتفت ہوئیں اور کہنے لگیں کہ آپ مروان سے مشورہ لے کر اسی پر چلتے رہے تو آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آپ لامحالہ قتل کر دیئے جائیں گے اور آپ کو ایک لمبے حملہ کا انتظار کرنا چاہیئے چنانچہ لوگوں نے دیکھ لیا کہ خلیفہ صاحب نے جو جو وعدے ان سے کئے تھے ان کو پورا نہیں کیا اور انہوں نے سرکش معاویہ کو بھی خط لکھ دیا کہ اس ہنگامہ میں وہ ان کی مدد کرے چنانچہ معاویہ نے ایک لشکر بھیج دیا اور اپنے ایک جرنیل کو اس کا حاکم و سردار مقرر کر دیا اور اس کو یہ وصیت کر دی اور حکم دیا کہ وہ مدینہ میں داخل نہ ہوں اور سختی سے اس کی تاکید کر دی کہ خبردار میرے اس حکم کے خلاف بالکل نہ کرنا۔

قول مؤلف کیا خلیفہ رسول کو ایسا ہی ہونا چاہیئے (کہ وہ وعدہ کرے اور ایفا نہ کرے) اور ایسا وزیر ہونا چاہیئے (جو خلیفہ کو غلط مشورہ دے کر قتل کرا دے) اور بنی امیہ کے ایک دوسرے کی مدد بھی ایسے ہونا چاہیئے کہ فوج بھیج دے اور مدد نہ کرے جیسا معاویہ نے کیا)

سرکش معاویہ کا لشکر کو داخل نہ ہونے کی وصیت کرنے سے مقصود یہ تھا، کہ بلوائیوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ خلیفہ کی مدد کے واسطے لشکر آرہا ہے وہ خلیفہ کو جلد سے جلد قتل کر دیں چنانچہ بلوائی سب اکھٹے ہو گئے اور انہوں نے گھر کو گھیر لیا اور خلیفہ صاحب کا پانی بند کر دیا چنانچہ خلیفہ صاحب نے حضرت ابو الحسنؑ علیؑ ابن ابی طالبؑ کو پیغام بھیجا کہ مسئلہ کا کوئی تدارک کریں حضرت علی علیہ السلام نے پانی تو فوراً بھیج دیا مگر خود نہ آئے۔ اس لئے کہ پہلے ہی وہ ان کو سمجھا بجھا چکے تھے اور انہوں نے حضرت علی علیہ السلام کی نصیحت پر کان نہیں دھرا تھا (تو اب کچھ کہنا بے سود تھا)۔ مورخین کا قول ہے کہ حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزند حسن و حسین علیہ السلام اور اپنے خادم قنبر کو بھیجا تاکہ وہ کسی کو خلیفہ کے پاس گھر میں نہ جانے دیں۔ جب ان کے لئے اس حال نے طول پکڑا اور یہ بھی ان لوگوں نے سن لیا کہ سرکش معاویہ کی طرف سے امداد

Marfat.com

لگئی ہے تو یہ لوگ دیوار پھاند کر گھس آئے اور خلیفہ صاحب کو قتل کر دیا خلیفہ صاحب کی زوجہ محترمہ نائلہ نے (لوگوں کو خلیفہ صاحب سے دست درازی کرتے دیکھا تو ان کو بچانے کے لئے) اپنے آپ کو خلیفہ صاحب پر گرا دیا جس سے ان کی انگلیاں کٹ گئیں چنانچہ خلیفہ قتل کر دیئے گئے اور لشکر معاویہ انکی حسب اشارہ واپس چلا گیا۔

حضرت عثمان کے قتل پر ہنگامہ

معاویہ کی طرف سے ہنگامہ برپا ہو گیا اور اس نے اہل شام کو خلیفہ کا انتقام لینے پر ابھارنا شروع کر دیا اور علی علیہ السلام سے مطالبہ کیا کہ خلیفہ عثمان کے قاتلوں کو معاویہ کے سپرد کر دے۔ خلیفہ کی قمیص اور انکی بیوی نائلہ کو معاویہ کے پاس پہنچا دیا گیا اور معاویہ نے خلیفہ صاحب کی قمیص کو بلند کر کے لٹکا دیا تاکہ ہر آنے والا اس کو دیکھے (اور علی علیہ السلام کے خلاف تاؤ کھائے) لیکن راویوں کے حسب بیان خلیفہ صاحب تین روز تک بے گور و کفن پڑے رہے۔ یہاں تک کہ رات کو ان کی ایک ران کتے کھا گئے اور ان کو "حش کوکب" میں دفن کیا گیا جو یہودیوں کا قبرستان تھا۔

حضرت عثمانؓ کے خلاف حضرت عائشہؓ کا لوگوں کو ابھارنا

ہم سے یہ بات بیان کرنے سے رہ گئی ہے کہ حضرت عائشہؓ سے آنحضرت کرنے والے خلیفہ کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے خلیفہ صاحب کے خلاف لوگوں کو ابھارا اور کہا!۔

اقتلوا نعثلا۔ فقد کفر اس نعثل یہودی کو قتل کر دو یہ کافر ہو گیا ہے

اور پھر کہنے لگیں کہ اگر میں موقع پاؤں تو مروان اور عثمان دونوں کے پیروں میں چکی کا پتھر باندھ کر دونوں کو سمندر میں پھینک دوں یہ جملہ کہا اور اپنے اونٹ پر سوار ہوئیں اور اپنے غلام کو ساتھ لے کر عمرہ کے قصد سے مکہ روانہ ہو گئیں اور اس وقت تک مکہ ہی میں مقیم رہیں جب تک ان کو قتل عثمان کی

Marfat.com

اطلاع ملی (قتل عثمان کی اطلاع پاتے ہی) فوراً مدینہ کا ارادہ کر کے سوار ہو گئیں راستہ میں ایک آدمی ان کو ملا جو مدینہ سے آرہا تھا حضرت عائشہؓ نے اس سے پوچھا کیا واقعہ ہوا اس نے جواب دیا خلیفہ عثمان قتل کر دیئے گئے ہیں۔ حضرت عائشہ نے پوچھا کہ پھر کیا ہوا اس نے کہا علی ابن ابی طالب علیہ السلام خلیفہ ہو گئے (یہ سنتے ہی) کہنے لگیں مجھے واپس لے چلو (اب میں مدینہ نہیں جاؤں گی) بخدا آسمان کا ٹوٹ کر زمین پر گر پڑنا میرے واسطے عثمان کے قتل سے آسان اور سہل ہے۔

امام امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت حقہ

چنانچہ جب عثمان قتل کر دیئے گئے اور ان کا دور ختم ہو گیا، تو خلافت حقدار خلافت کو لوٹا دی گئی اس سے برادر رسول ان کا شریک غم، ان کے علم کے وارث، ذریت رسول کے باپ، رسول کے قرضوں کے ادا کرنے والے ان کے بعد حقدار خلافت امام برحق امیر المومنین علیؑ بن ابی طالبؑ میرے مراد و مقصود ہیں جن کے متعلق اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت سے مشہور مواقع پر خلافت کی نص فرما دی ہے اور ان کے سوا کسی دوسرے کے لئے خلافت مخصوص نہیں فرمائی اور لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی بیعت بھی کی ہے جس نے سب سے پہلے علی علیہ السلام کی بیعت کی تھی وہ طلحہ تھا پھر زبیر، پھر سب لوگ بیعت کے لئے ٹوٹ پڑے یہاں تک امام حسن و حسین علیہ السلام روندے جانے لگے۔

امام علی علیہ السلام نے یہ اعلان فرما دیا کہ کسی شخص کو بیعت پر مجبور نہ کیا جائے اور یہ ایک اقدام تھا اس لئے کہ وہ ہر صورت میں امام ہیں خواہ ایک شخص بھی انکی بیعت نہ کرے کیونکہ وصی رسول، رسول کا قائمقام ہونے کی وجہ سے نبوت کو چھوڑ کر ہر طرح رسول کی مثل ہوتا ہے۔ لہذا یہ اللہ اور رسول

Marfat.com

کی طرف سے منصوص اور معصوم ہوتا ہے لہذا خلافت ارباب حل وعقد کے ساتھ منعقد نہیں ہوتی کیونکہ یہ لوگ پہچانتے ہی نہیں کہ خلافت کا اہل کون شخص ہے لہذا ان دعویداران خلافت کا نہ کوئی وزن و وقار ہے اور نہ یہ لوگ شوریٰ اور انتخاب سے خلیفہ بن سکتے ہیں۔ اور ہم نے اپنے موجودہ زمانہ میں دیکھا، کہ بہت سے واقعات ایسے ہیں جو ہمیں گزشتہ واقعات کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔ زمانہ وہی زمانہ ہے اور لوگ وہی لوگ ہیں خواہ پرانا زمانہ اور پرانے لوگ ہوں یا نیا زمانہ اور نئے لوگ (سب یکساں ہیں) اور ہم نے صحابہ میں سے بہت سے ایسے اصحاب کو دیکھا ہے۔ جنہیں آپ بھی جانتے ہیں کہ انہوں نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے فوراً ایسے کام کئے ہیں جو کسی وقت اور زمانہ میں اوسط درجہ کے لوگ بھی نہیں کر سکتے چنانچہ ان اصحاب نے رسولخدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی میت کو بستر پہ لیٹے ہوئے چھوڑ دیا (میرے ماں باپ رسول پر قربان ہوں) اور خلافت پر ہاتھ مارنے اور قبضہ کرنے کے واسطے اس طرح دوڑ دھوپ شروع کر دی گویا خلافت تجارتی سرمایہ ہے جو پہلے پہنچ جائے گا وہی پائے گا۔ حالانکہ ان سب کو علم تھا اور ان نصوص کو آنکھوں سے دیکھ چکے تھے اور کانوں سے سن چکے تھے جو امیر المومنین علیہ السلام کے حق میں (اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے) وارد ہو چکی تھیں اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اہلسنت والجماعت کا یہ دعویٰ صحیح نہیں ہے کہ صحابہ سب عادل تھے۔ اور ہمارا کہنا یہ ہے کہ اصحاب میں عادل بھی ہیں اور غیر عادل بھی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جس وقت خلافت کا مسئلہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے حق سے طے ہو گیا اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے لوگوں میں عدل وانصاف کرنا چاہا تاکہ عدل وانصاف میں حضرت کمزور کو طاقتور کے برابر لے آئیں اور قوی اور ضعیف میں باعتبار عدل و انصاف کوئی فرق نہ رہے اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام ان حدود

Marfat.com

خداوندی کو قائم کر دیں جو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں نازل فرمائی ہیں اور ان کے نافذ کرنے کا حکم دیا ہے اور اسی قسم کے دوسرے تمام احکام کو جاری فرمائیں تو بنی امیہ کے ذلیل اور کمینے اور بنی مروان کے ادنیٰ اور ذلیل منافق اشخاص کھڑے ہو گئے اور ایک دن جنگ جمل کی آگ بصرہ میں اور دوسرے دن صفین اور تیسرے روز (نہروان میں) جنگ خوارج کی آگ بھڑکا دی اور پھر اسی طرح چوتھی، پھر پانچویں جنگیں بھی کھڑی کر دیں (میرے ماں باپ امیر المومنینؑ قربان ہوں) حضرت کو ذرا سکون و آرام نصیب نہ ہوا جو وہ امت میں احکام الٰہی کو رائج کرتے اور اجتماع اسلامی کے اندر نظام اسلام اور قوانین قرآن کو ایک دوسرے کے مطابق چلاتے اور حق کو حق اور باطل کو باطل کر دکھاتے اور دوسرے لوگوں نے جن فرائض اور سنتوں کو مردہ بنا دیا تھا ان کو زندہ کر دیں اور ان احکام الٰہی کے نافذ کرنے کا موقع نہ مل سکا یہاں تک کہ وہ دن آ گیا جس میں شقی ترین مردم کے ہاتھ سے وہ شہید ہو گئے اور رفیق اعلیٰ سے جا ملے (اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ)

ایک مصیبت ناک حادثہ

میں کتاب التفسیر کی تالیف میں مشغول و مصروف تھا کہ محمد نوری نام قصبہ حلب کا رہنے والا ایک شخص جو مصطفےٰ اعرش کے نام سے مشہور تھا (جو میرے شیعہ ہو جانے کے بعد میرے ہاتھ سے شیعہ ہو گیا مگر ابھی میں شیعہ نہیں ہوا تھا)۔ ایک دن میرے پاس آیا اور مجھے بتایا کہ قصبہ فوعہ کا رہنے والا احمد رشید منذر نامی ایک شخص کہتا ہے کہ شافعی زنازادہ تھا چنانچہ اس بات نے (میرے کان میں پڑتے ہی) مجھے سخت غصہ اور طیش دلایا اور میں اس سے بحث و مباحثہ اور مقابلہ کرنے پر مجبور ہو گیا لہذا میں ایک دن اس سے جا ملا اور اس سے کہا کہ کیا تمہیں وہ شخص ہو جو یہ کہتے ہیں کہ شافعی زنازادہ ہے اس نے کہا کہ نہیں میں تو نہیں کہتا۔ میں نے جواباً اس سے کہا کہ سبحان اللہ۔ فلاں شخص نے تو تمہاری طرف سے مجھے یہ اطلاع دی ہے کہ تم نے یہ بات کہی ہے اس نے

Marfat.com

جواب دیا کہ میں نہیں بلکہ خود تم لوگ کہتے ہو۔ میں نے پھر کہا کہ بھائی ہم کیسے کہتے ہیں تو اس نے کہا کہ آپ لوگ خود کہتے ہیں کہ شافعی صاحب چار سال تک ماں کے پیٹ میں رہے۔ میں نے کہا ہاں لوگ کہتے تو ہیں اور ان کا دعویٰ یہ ہے کہ یہ شافعی صاحب کی ایک کرامت ہے اس نے کہا واہ یہ بھی کیا کرامت ہے۔ بخدا اگر بچہ ایک دن ماں کے پیٹ میں (مدتِ حمل سے) زیادہ رہے تو مر جائے (یہ چار سال تک زندہ رہے) پھر ہم نے بحث شروع کردی، اور ہم دونوں میں سخت نزاع ہوئی اور پھر ہم دونوں میں مسئلہ خلافت کا جھگڑا بھی اٹھا اور ہماری اس مجلس کا اس بات کے سوا کوئی حاصل اور نتیجہ نہ نکلا کہ راہ اختلاف اور وسیع ہو گئی اس کے ساتھ دلوں میں ایک قسم کا کینہ پیدا ہو گیا، اور دوسری اور پھر تیسری ملاقات اور بحث میں کینہ توزی کے سوا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا مگر میں اپنے دل میں اپنے آپ کو دفاع اور مقابلہ سے عاجز سمجھتا تھا کیونکہ ہمیشہ حق بلند و غالب رہتا ہے مغلوب اور زیر نہیں ہوتا مجھے اس کشمکش میں عرصہ دراز گزر گیا اور پھر احمد رشید سے ملاقات نہ ہو سکی پھر مجھے میرے معتبر شخص نے مجھے بتایا کہ قصبہ ذرعہ کے قریبی قصبہ نبش کا رہنے والا ایک شخص جو احمد عبید کہلاتا ہے وہ قصبہ میں آیا ہے اور سرائے میں سید عبدالقادر الحاج موسیٰ کے پاس ٹھہرے ہوئے ہیں جو شیعہ مذہب رکھتے ہیں اور وہ سادات بنی زہرہ سے تعلق رکھتے ہیں اور وہ ایک بڑی گہری علمی جنگ کرنے والا شخص ہے۔

جب سید عبدالقادر کے علمی معاملہ نے احمد عبید کو بالکل عاجز کردیا تو وہ سید عبدالقادر شیعہ کو کہنے لگا کہ تم لوگ تو یہ کہتے ہو کہ جبرائیل امین وحی پہنچانے میں بھول گئے (اور علی علیہ السلام کے بجائے محمدؐ کو دے آئے)۔ سید عبدالقادر شیعہ نے جواب دیا کہ ہم لوگ تو یہ نہیں کہتے حاشا وکلا کہ مذہب شیعہ کو ان خرافات اور جھوٹی تہمتوں سے کوئی دور کا واسطہ نہیں ہے اور تم لوگ خواہ مخواہ تعصب دشمنی سے جھوٹی طرح ان سب باتوں کو شیعیان ابرار کی

Marfat.com

طرف منسوب کرتے ہو۔ احمد عبید نے کہا جی ہاں آپ لوگ کہتے ہیں کہ جبرائیل امین بھٹک گئے (اور خداوندی وحی علی علیہ السلام کے بجائے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حوالہ کر آئے) فوراً سید عبدالقادر شیعہ کو غصہ آگیا اور اس نے کہا کہ اٹھ کھڑے ہو اور میری سرائے سے چلے جاؤ چنانچہ وہ شخص اٹھا اور چلدیا۔ اس خبر نے بھی مجھے سخت غصہ دلایا پس میں نے طے کر لیا کہ اس شخص سے جا ملوں گا اور جب مجھے ملا تو میں ان کے پاس پہنچا تو میں نے ان کو سرائے میں بیٹھا ہوا دیکھا میں نے سلام کرنے میں پیش قدمی کی انہوں نے نہایت عزت و احترام کے ساتھ سلام کا جواب دیا اور اپنے پہلو میں مجھے بٹھایا اور مجھ سے علمی بحث شروع کر دی، اور جب میں ان پر کوئی اعتراض کرتا تھا تو وہ نہایت قوی دلائل و براہین سے مجھے جواب دیتے تھے اور اہلسنت کی تردید انہیں کی کتابوں سے اور ان کے علماء کے اقوال سے اس طرح کر دیتے تھے کہ مجھے بالکل لاجواب اور خاموش کر دیتے تھے حتیٰ کہ (بحث کرتے کرتے) ہم قتل عثمان کے مرحلہ پر پہنچ گئے مجھے کہنے لگے کہ تم لوگ کہتے ہو لعنة الله على من قتله، کہ جس نے عثمان کو قتل کیا ہے اس پر اللہ کی لعنت ہو اور پھر تم لوگ کہتے ہو۔ رضی اللہ عنہم واللہ ان سے راضی ہو) آن واحد میں ان پر لعنت خدا اور ان سے اللہ کی رضامندی دونوں باتیں کیسے جائز ہو سکتی ہیں میں جواب نہ دے سکا اور خاموش ہو گیا چنانچہ وہ مجھے چھوڑ کر اپنی قیامگاہ پر چلے گئے اور وہاں سے المراجعات نامی ایک کتاب مجھے لا کر دی اور مجھ سے کہا کہ یہ لیجئے میں نے کہا کہ یہ کون سی کتاب ہے۔ انہوں نے کہا کہ شیعوں کی کتابوں میں سے ایک کتاب ہے میں نے جواباً کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ انہوں نے دوبارہ مجھ سے یہی بات کہی میں نے جواب میں کہا کہ کوئی کتاب ایک نشست میں تو نہیں پڑھی جا سکتی۔ انہوں نے فرمایا بطور عاریت آپ اس کو ساتھ لیتے جائیں۔ یہ عصر کے بعد کا وقت تھا میں کتاب لے کر اپنے گھر چلا آیا۔ جب بچے اور

Marfat.com

ان کی ماں سب سو گئے میں اپنے آپ اکیلا بیٹھ گیا اور کتاب کا مطالعہ شروع کر دیا اور شیعوں کی پہلی کتاب تھی جو میرے پاس پہنچی ہے۔

جیسے ہی میں نے اس کے مقدمہ کو پڑھنا شروع کیا تو اس کی بلاغت ترکیب الفاظ اور جملوں کی عمدہ ساخت سے مجھ پر ایک دہشت طاری ہو گئی۔ جیسا کہ پیچھے قریب میں کہہ آئے ہیں۔ چوتھے مراجعہ پر پہنچ کر تو میری دہشت و حیرت اور بھی بڑھ گئی کیونکہ اس میں عقل مند کے واسطے قطعی فیصلہ موجود ہے اور میں نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کی بلکہ میں جب ایک بات ختم کرتا تو دوسری شروع کر دیتا تھا۔ کتاب کی فصاحت و بلاغت اور الفاظ کی شیرینی سے مجھے ایسا لطف آیا کہ میں برابر مشغول رہا یہاں تک کہ دو حصے رات گزر گئی اور مجھے کسی قسم کی تھکان اور سستی وغیرہ معلوم نہ ہوئی اور اب میرے سامنے حق و صداقت اور صحت مسلک کے دروازے کھل گئے اگر میں یہ کہوں کہ میں ایک مرغزار میں جاگتا رہا ہوں اور (اس کی خوشنمائی اور خوبی کو دیکھکر) ہوش و حواس کھو بیٹھا، تو یہ مبالغہ نہ ہوگا اس لئے کہ کتاب مجھے آہستہ آہستہ اپنے قریب کرتی اور اپنی طرف کھینچتی رہی اور میں با اختیار یا بے اختیار ہو کر اس کے ساتھ چلتا رہا، (پھر) میں تھوڑی سی دیر کے لئے سو گیا اور صبح ہوئی تو میں بھائی کے پاس پہنچا اور اب ہم دونوں ایک ہی گھر میں داخل ہو چکے تھے (میں بھی سنیت سے بیزار ہو چکا تھا) چنانچہ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا اور ان سے کہا کہ یہ کتاب لیجئے اور وہ سب کچھ کہا جو ہم صـ ۲۵ میں بیان کر آئے ہیں اور پھر میں اپنے گھر لوٹ آیا اور پھر میں اس عظیم الشان معاملہ میں غور و فکر کرنے لگا اب تک ہمارا عقیدہ یہ تھا کہ شیعہ ایک گمراہ فرقہ ہے اور دیگر فرق اسلامیہ صحیح العقیدہ اور راستی پر ہیں حالانکہ اب تو معاملہ اس کے برعکس ہے چنانچہ مجھے مذہب شیعہ سے پوری طرح دلبستگی ہو گئی اور اسی طرح ہو بہو میرے بھائی کو بھی پوری دلبستگی ہو گئی میں شب کو شیعہ ہوا اور میرا بھائی صبح کو شیعہ ہو گیا اور

Marfat.com

اب میرے بھائی نے (مزید اطمینان کے لئے) کتاب، اِجعات کے عظیم مؤلف جناب شرف الدین سے مقابلہ کی ٹھان لی اور فوراً ان کی خدمت میں چل دیئے اور چند روز تک نہایت عزت و احترام کے ساتھ ان کے مہمان رہے جب وہ واپس ہونے لگے تو ایک کتاب ابوہریرہ موصوف نے بطور زادِ راہ ان کو عنایت کی یہ شیعوں کی دوسری کتاب تھی (جو ان کو ملی) میں نے بھائی سے پوچھا کہ آپ نے مؤلف کتاب حضرت شرف الدین کو کیسا شخص پایا بھائی نے ایسا جواب دیا جس کے معنی اور مفہوم تھا کہ وہ ہمارے تصور و خیال سے کہیں بلند درجہ عالم اور کریم النفس و خوش اخلاق شخص ہیں۔

ان کا سلسلہ نسب موسیٰ بن جعفر الصادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین بن علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ملتا ہے اور اب ہم تبلیغ مذہب شیعہ میں مصروف ہو گئے اور کچھ سمجھدار اور صاحب الرائے ہمارے ساتھ شیعہ ہو گئے پھر کچھ تھوڑے سے اور ان کے بعد پھر کچھ اور لوگ ہمارے ساتھ شامل ہو گئے جیسا کہ ان کی تفصیل ہم اپنی کتاب سبل الانوار میں بیان کئے ہیں۔

جب ہم نے مذہب حق (شیعہ) اختیار کر لیا اور ہمارا تبدیل مذہب کا معاملہ مشہور ہو گیا تو لوگ جماعتوں اور ٹولوں کی شکل میں ایک ایک دو دو کر کے بھی آنا شروع ہو گئے ان میں سے کچھ لوگ تو ہنستے مسکراتے اور کچھ غصہ کرتے اور ناراض ہوتے ہوئے آتے تھے کچھ لوگ تو بطور احتجاج کچھ مناظرہ کے خیال اور کچھ لوگ استفادہ اور تلاش حق کے خیال سے آتے تھے اور اس موقع پہ لوگوں سے ہمارے بہت سے مناظرے ہوئے جن میں سے اتمام فائدہ کی غرض سے چند ہم اپنی اس کتاب میں لکھتے ہیں ہم اللہ سے اس کا اجر اور عصمت مآب اہلبیت رسول سے بروز قیامت شفاعت کے امیدوار ہیں۔

بڑے بڑے شافعی علماء کے ساتھ میرا مناظرہ

ہمارے مسئلہ شیعیت کے مشہور ہونے کے بعد علم و فضل میں مشہور شافعی علماء

Marfat.com

میں سے ایک صاحب شہر حلب میں میرے پاس تشریف لائے اور نہایت لطف و کرم کے ساتھ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ تم نے شیعہ مذہب کیوں اختیار کر لیا ہے اور اپنے مذہب کو کیوں چھوڑ دیا۔ آخر وہ کیا سبب ہے جو اس کا موجب بنا اور مذہب شیعہ پر اعتقاد کرنے کا باعث بنا۔

اور ابو بکر کے مقابلہ میں علی علیہ السلام کے زیادہ حقدار خلافت ہونے کی تمہارے پاس کیا دلیل ہے چنانچہ میں نے ان سے اکثر مناظرہ کیا اور کتنی بار ان کے اور میرے درمیان مناظرہ ہوا اور آخری مناظرہ میں انہوں نے ہار مان لی اور خدا ان کو سلامت رکھے۔ انہوں نے مذہب حق جعفری (شیعہ) اختیار کر لیا۔ لیکن کسی وجہ سے ہم اس کا نام ظاہر کرنا نہیں چاہتے۔

منجملہ مناظرانہ باتوں کے ایک بات یہ بھی انہوں نے مجھ سے پوچھی کہ مسئلہ خلافت میں آیا ابو بکر زیادہ حقدار ہیں یا علی علیہ السلام۔ تو میں نے انہیں جواب دیا کہ بھائی یہ بالکل واضح اور کھلی ہوئی بات ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی وفات کے فوراً بعد خلافت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کا حق ہے اور پھر ان کے بعد حضرت امام حسن علیہ السلام اور پھر ان کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام پھر علی بن الحسین، حضرت امام زین العابدین پھر ان کے بعد محمد بن علی باقر پھر ان کے بعد جعفر بن محمد الصادق (علیہ السلام) پھر ان کے بعد موسیٰ بن جعفر، حضرت امام موسیٰ کاظم اور ان کے بعد پھر علی بن موسیٰ الرضا ان کے

ؔ امام جعفر صادق علیہ السلام وہ بزرگ اور شیعوں کے چھٹے امام ہیں جن کے نام سے شیعہ اثنا عشری جعفری کے نام سے مشہور ہیں۔ جب بنی امیہ اور بنی عباس کی باہمی چپقلش شروع ہوئی تو ان کو ذرا سکون کا وقت ملا اور انہوں نے علوم قرآن کی تعلیم شروع کر دی چنانچہ قریب قریب چار ہزار طالب علم ان کے پاس جمع ہو گئے اور ہر ایک اپنے اپنے ظرف کے بقدر بحر علوم سے خوب سیراب ہوا، اور بڑے بڑے عالم ہوئے اور عموماً ہر ایک کو ساٹھ، ساٹھ، ستر، ستر ہزار احادیث یا اس سے زائد یاد تھیں جن میں ہشام بن حکم ابو بصیر، زرارہ، جابر بن حیان زیادہ مشہور ہیں ابو حنیفہ دو سال تک

بعد پھر محمد بن علی الجواد حضرت امام محمد تقی علیہ السلام ان کے بعد علی بن محمد الھادی حضرت امام علی نقی علیہ السلام اور ان کے بعد حسن بن علی حضرت حسن عسکری ان کے بعد پھر حضرت حجۃ بن الحسن حضرت مہدی الامام الغائب منتظر (علیہ السلام) اور اس کی دلیل شیعوں کے پاس کتاب خدا قرآن اور سنتِ نبویؐ جو شیعہ سنی دونوں کی طرف سے ثابت ہے اور فریقین کی کتابیں مضبوط دلائل و براہین سے بھری پڑی ہیں اور شیعہ حضرات اپنے مدعا کو تم اہلسنت کی کتابوں سے ثابت کرتے ہیں۔ مگر یہ کہ آپ لوگ شیعوں کی کتابوں سے بالکل بے رخی برتتے ہو اور ان سے بالکل ہی منہ پھیر لیتے ہو اور جو مضامین ان میں ہیں تم (جان بوجھ کر) ان سے واقف نہیں ہونا چاہتے اور یہ ایک قسم کا اندھا تعصب ہے۔

لیکن کتاب خدا (قرآن) کے دلائل یہ ہیں،

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ و یؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون سابق میں صـ پر اس آیت کی تفصیل گزر چکی ہے کہ علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے)

یہ آیت بلا شک و شبہ علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے جس پر علماء شیعہ کا تو اجماع ہے اور علماء اہلسنت میں سے بھی اکثر نے اپنی تفاسیر میں یہی لکھا ہے جیسے طبری، رازی ابن کثیر وغیرھم ان سب نے لکھا ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

یہ حقیقت کسی ذی عقل اور کامل الرائے پر مخفی نہیں ہے کہ خداوند عالم ہی

امام جعفر صادق علیہ السلام کے درس میں پڑھتے رہے لیکن بعد میں ان سے منحرف ہو گئے اور اپنے لئے الگ مذہب بنا لیا استاد شاگرد میں۔ زمین آسمان کا فرق ہو گیا۔ امام ابوحنیفہ پر ناراض ہوئے خلاف احکام خدا باتوں کے ارتکاب کی وجہ سے امام علیہ السلام نے ابوحنیفہ کو بددعا کی ہے

Marfat.com

وہ ذات پاک ہے جو امتوں کے پاس انبیاء کو بھیجتا رہا ہے اور انبیاء کے بھیجنے کا مسئلہ لوگوں کی رضامندی پر موقوف نہیں ہے اسی طرح وصی انبیاء کا تقرر بھی خداوند عالم ہی کی طرف سے ہوتا ہے۔ شوریٰ یا ارباب حل وعقد کی رائے یا انتخاب کے ذریعے کبھی نہیں ہوتا۔ کیونکہ وصی کا تقرر بھی ارکان دین میں سے ایک رکن ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ کسی دینی رکن کو لوگوں کے حوالہ نہیں کرتا، کہ ہر شخص اپنی اپنی خواہش کے مطابق کھینچا تانی کرتا رہے اور ہر ایک اپنی روٹی کی طرف اس کو کھینچ لے۔ بلکہ یہ ضروری بات ہے کہ نبی کی وفات کے بعد بحکم خدا خدائی احکام کو قائم کرنے والا مقرر ہو جو منصوص من اللہ اور معصوم ہو چنانچہ مذکورہ بالا آیت ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام پر نص ہے جس پر تمام شیعہ مفسرین اور اکثر اہل سنت مفسرین کا اجماع ہے۔ نیز جس نے زکوٰۃ بحالت رکوع نماز ادا کی ہے وہ بلا اختلاف حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام کی ذات والا صفات ہے لہذا اس آیت سے رسول خدا کے بعد علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت وخلافت بالکل ثابت ہے چنانچہ (یہ سن کر) اس نے خلافت ابوبکر کی بنیاد قائم کرنے کے لئے یہ دلیل پیش کی کہ ابوبکر خلافت کے زیادہ حق دار تھے کیونکہ انہوں نے بہت کچھ مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے خرچ کیا اور اپنی بیٹی آنحضرت کو بیاہ دی، اور آنحضرت کے ایام علالت میں پیشنماز بھی رہے فوراً میں نے ان کو جواباً کہا ابوبکر کا مال خرچ کرنا ایک دعویٰ ہے جو محتاج دلیل ہے۔ یہ ان کو ثابت کرنا چاہیئے کیونکہ ہم صرف مال کو نہیں مانتے اور نہ اس کا اقرار کرتے ہیں۔ پھر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر یہ مفید مال کہاں سے لائے تھے اور کس نے اس کو صرف کرنے کے لئے کہا تھا اور پھر ہم یہ بھی دریافت کرتے ہیں یہ مال حضرت ابوبکر نے مکہ میں صرف کیا تھا یا مدینہ میں اگر آپ یہ کہیں کہ مکہ میں صرف کیا تھا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکہ میں نہ کوئی لشکر اور فوج کا انتظام کیا

Marfat.com

اور نہ کوئی مسجد بنائی اور جو شخص مسلمان ہوتا تھا وہ حبشہ کی طرف ہجرت کرجاتا تھا اور ہے آنحضرت اور بنی ہاشم تو ان سب پر صدقہ حرام تھا اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بذات خود حضرت خدیجہ کی دولت کی وجہ سے بالکل مستغنی اور بے نیاز تھے جیسا کہ روایات میں موجود ہے (پھر مکہ میں ابوبکر کے مال کی ضرورت کیا تھی)

اور اگر یہ کہیں کہ مدینہ میں خرچ کیا تھا تو (یہ بالکل ظاہر بات ہے کہ) ابوبکر مہاجرین کر مدینہ میں آئے تھے اور ان کے پاس چھ سو درہم کے علاوہ کچھ تھا ہی نہیں۔ اس میں سے کچھ وہ اپنے اہل وعیال کیواسطے گھر چھوڑ آئے تھے، اور کچھ ساتھ لے آئے تھے اور سب انصار کے پاس مہمان تھے اور پھر حضرت ابوبکر کوئی بڑے تاجر بھی نہیں تھے (کہ ان کے پاس دولت کی لوٹ پلٹ ہوتی ہو) بلکہ کبھی میلہ ٹھیلہ کے موقعہ پر اپنے کندھے پر سامان اٹھا کرلے جاتے اور فروخت کرتے کبھی کبھی کپڑا بیچتے تھے اور کبھی لوگوں کے بچوں کو ٹیوشن پڑھاتے تھے اور دوسرے یہ کہ بڑھئی بھی تھے۔ کسی کو دروازہ جیسی چیزیں ٹھیک کرانے کی ضرورت ہوتی تھی وہ بھی ٹھیک کر دیتے۔

رہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیٹی بیاہ دینا تو یہ کوئی ایسی بات نہیں جس سے وہ ضرور مسلمانوں کے خلیفہ بن جائیں لیکن اب رہی پیشنمازی اور امامت جماعت کی بات تو یہ اگر صحیح بھی ہو تو اس سے امامت عظمیٰ اور خلافت کبریٰ کا حقدار ہونا ضروری اور لازمی نہیں اس لئے کہ نماز جماعت کی امامت اور چیز ہے اور خلافت اور چیز۔ کیونکہ روایات میں یہ موجود ہے کہ صحابہ سفر اور حضر دونوں مقام پر ایک دوسرے کی امامت نماز میں کرتے تھے اگر تمہارا دعویٰ ثابت ہوتا تو پھر ابوبکر کا حقدار خلافت ہونا صحیح ہوتا اور اگر یہ دعویٰ امامت صحیح ہوتا تو ابوبکر اپنے لئے بروز سقیفہ اپنے دعوے کی دلیل میں اس کو پیش کرتے (یہ کچھ نہیں کیونکہ اس حدیث و روایت کا وجود ہی نہیں تھا) بلکہ یہ روایت یہ حدیث معاویہ کے زمانہ میں وجود میں آئی ہے، جبکہ حدیث

Marfat.com

ایک تجارتگاہ اور منڈی بن چکی تھی تب حدیث جماعت حضرت ابوبکر کی صاحبزادی عائشہ کے نام سے وجود میں آئی۔

اور ہمیں یہ بات بالکل نہیں بھولتی کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے نماز کی تکبیر سنی تو فرمایا کون نماز پڑھا رہا ہے لوگوں نے کہا ابوبکر پڑھا رہے ہیں۔ فرمایا مجھے اٹھاؤ لوگوں نے فوراً حضرت کو اٹھایا۔ میرے ماں باپ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر فدا ہوں۔ آپ عصا ٹیکتے ہوئے چادر اوڑھے ہوئے علی علیہ السلام اور فضل دو جوانوں کے درمیان سہارا لیتے ہوئے مسجد میں پہنچے ابوبکر کو فوراً ہٹایا اور بنفس نفیس خود جماعت کی امامت فرمائی اور ابوبکر کو اتنی دیر بھی نہ چھوڑا کہ وہ اس نماز کو پورا کر لیتے اگر ابوبکر کی امامت نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی اجازت سے ہوتی یا اس پر راضی ہوتے تو آنحضرت ص کے مریض ہونے کے باوجود بنفس نفیس اپنے آپ کیوں نکل کر آتے (اور جماعت کرائی)۔ اور ہمیں اپنے برادران اہلسنت پر سخت تعجب ہوتا ہے وہ ایسی چیزوں سے دلیل قائم کرتے ہیں جس سے دلیل قائم نہیں ہو سکتی اور (اس کے مقابلہ میں) وہ ان ناقابل انکار دلائل کو جان بوجھ کر بھول جاتے ہیں جو علی علیہ السلام کے متعلق وارد ہوئی ہیں جیسے حدیث انذار (جو ص ۱۴۳ پر پہلے گزر چکی ہے) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے خدا کے حکم وَاَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الاَقْرَبِينَ سے اپنے کنبہ کے قریبی رشتہ داروں کو جمع کیا اور یہ چالیس یا ایک آدھ کم و بیش افراد تھے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے جمع کیا تھا۔ اور آنحضرت ص نے ایک شخص کی خوراک کے بقدر کھانے کا انتظام فرمایا، اور چالیسوں نے کھایا اور خوب سیر ہو گئے اور جب کھانے سے فارغ ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا:-

یا بنی هاشم من منكم	اے بنی ہاشم تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو
يوازرني فلم يجبه احد.	میرا بوجھ بٹائے (میری وزارت قبول کرے)

فقال علی انا یا رسول اللہ اوازرک	کسی نے کوئی جواب نہ دیا علیؑ کھڑے ہوگئے عرض کیا
قالہا ثلاثا دفی کل مرۃ	یارسول اللہ میں آپکا بوجھ اٹھاؤنگا اور آنحضرت نے
یجیب علی انا یا رسول اللہ	تین بار اس بات کو دہرایا اور ہر دفعہ علیؑ نے جواب
فاخذ برقبتہ وقال انت وصیی	دیا یارسول اللہ میں حاضر ہوں میں آپ کے بوجھ کو
وخلیفتی من بعدی	بٹاؤں گا اور آپ کا وزیر بنوں گا۔ آنحضرت
فاسمعوا لہ واطیعوا۔	صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علیؑ بن ابی طالبؑ کی

گردن کو تھاما اور فرمایا کہ میرے بعد تو ہی میرا وصی اور میرا خلیفہ ہے اے لوگو اس کی بات سننا اور اس کی پیروی کرنا۔

۲۔ دوسری مشہور حدیث۔ حدیث روز غدیر ہے۔ پھر حدیث [۳] ثقلین۔ پھر حدیث [۴] منزلت پھر حدیث [۵] سفینہ حدیث باب [۶] حطہ، حدیث [۷] انا مدینۃ العلم وعلی بابہا۔ حدیث [۸] مواخات، حدیث [۹] تبلیغ برائۃ۔ حدیث [۱۰] سدباب۔ حدیث [۱۱] قلعہ باب خیبر اور واقعہ قتل عمرو بن ود۔ فضیلت [۱۲] شادی لبضعۃ الرسول فاطمۃ الزہراء، اور اسی قسم کے بہت زیادہ واقعات موجود ہیں کہ اگر ان کو جمع کرنے کی ہم کوشش کریں تو بڑی بڑی ضخیم کتابیں بن جائیں گی۔

کیا اتنی بہت ساری متفق علیہ حدیثیں علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خلافت کو ثابت نہیں کرتیں اور یہ خود ساختہ اور گھڑی ہوئی روایتیں جن میں سخت اختلاف ہے یہ ابوبکر کے لیے رسول کے اس منصب جلیلہ خلافت کو ثابت کرتی ہیں یہ ایک عجیب وغریب بات ہے۔

پھر انہوں نے کہا کہ آپ خلافت ابی بکر کو نہیں مانتے میں نے کہا کہ یہ جھگڑا نہیں بلکہ اصل بات جس میں نزاع ہے وہ یہ ہے۔ خلافت کے صحیح حقدار علی علیہ السلام ہیں یا ابوبکر، اصل نزاع یہ ہے لہذا اب ہمیں اس امر عظیم میں غور وفکر کرنی چاہیئے جو امت پر ایک بلا ومصیبت کی صورت میں آن پڑی ہے اور روز سقیفہ ابتداء ہی سے امت کو دو بلکہ چار فرقوں میں بانٹ دیا

Marfat.com

ہے چنانچہ انصار آپس میں دو جماعتوں میں بٹ گئے ایک گروہ علی علیہ السلام کو چاہتا تھا دوسرے گروہ نے ابوبکر کو باگ ڈور سپرد کر دی اسی طرح مہاجر بھی دو حصوں میں بٹ گئے ایک ابوبکر کو چاہتے تھے اور دوسرے علی علیہ السلام کو۔ اور پھر تو بہتر فرقے بن گئے اور ہر فرقہ دوسرے پر اندھا دھند اتنے سخت حملے کرتا ہے کہ اس پر ذرہ بھی نرمی اور لوچ نہیں ہوتا اور امت اسلامیہ کو ہمیشہ کے لئے ایک سخت نزاع تک پہنچا دیا گیا اور بعض نے ایک دوسرے کو کافر کہا۔ اس منحوس دن سے لے کر آج تک امت اسلامیہ کے لوگ خون کے دریاؤں کو چیرتے اور اس میں تیرتے چلے آتے ہیں پھر اس دن تک ایسی حالت رہے گی جب تک خداوند عالم (امام زمانہ علیہ السلام کو بھیجے اور) نجات دے یہی چیز ہے۔ جس میں ہم سب لوگ تدبیریں کرتے ہیں چنانچہ شیعہ تو تمام ہی اس مسئلہ کو قرآن وسنت اور تاریخی دلائل کے سپرد کرتے ہیں جو ان کے نزدیک ثابت اور محقق ہیں اور وہ اپنے مخالفین اہلسنت کی کتابوں سے احتجاج کرتے ہیں خلافت علی علیہ السلام اور ان کے فرزندوں کے لئے جنکی ذات سے شیعہ متمسک ہیں اور ان کی خلافت کیلئے بدرجہ اولیٰ شیعہ حضرات اپنی کتابوں سے احتجاج واستدلال کرتے ہیں۔ ان کے علاوہ دیگر دلائل جو میں نے ان کے سامنے پیش کئے اور انہوں نے ان کو سنا اور سر اٹھا کر ہمارے پاس سے اس طرح روانہ ہو گئے کہ ان کو اپنے مذہب میں شکوک وشبہات پیدا ہو گئے۔ اور جو دلائل ہم نے ان کے سامنے پیش کئے ہیں اس پر وہ شکر گزار تھے اور (چلتے وقت) شیعوں کی چند کتابیں مانگی میں نے ان میں سے کچھ ان کو دے دیں جن میں حجۃ الاسلام آقائے عبدالحسین شرف الدین کی کتابیں بھی شامل تھیں۔

اور اس موقعہ پر اس بات میں کوئی مضائقہ نہیں کہ ہم اپنے برادران اہلسنت سے یہ مطالبہ کریں کہ وہ بغیر کسی تعصب کے شیعوں کی کتابوں اور ان کی تالیفات سے واقفیت حاصل کریں اور ہم کچھ بڑی اہم کتابوں کی

Marfat.com

انہیں نشاندہی کرتے مثلاً آقائے عبدالحسین شرف الدین کی تالیفات علامہ امینی کی الغدیر، شہید سید قاضی نوراللہ شستری کی کتاب احقاق الحق، اور الصوارم المحرقہ آقائے حامد حسین ہندوستانی لکھنوی کی عبقات الانوار امام بحرانی کی غایۃ المرام، علامہ مظفر کی السقیفہ دلائل الصدق، کاشف الغطا کی اصل الشیعہ واصولہا وغیرہا ایسی کتابیں جو ایسے صاحبان عقل کیلئے بالکل کافی ہیں جو مذہبی تعصب سے خالی اور صاف دل ہوں اور توفیق دینے والا خدا ہے

ایک شیعہ اور ایک سنی کا فیصلہ کے لئے میرے پاس آنا

ایک روز میرے پاس حمص کے رہنے والے دو شخص آئے ان میں سے ایک نوے شیعہ تھا اور ایک شخص اہل سنت [illegible] تھا اور دونوں ہی علی کے اولیٰ بالخلافت ہونے کا جھگڑا تھا شیعہ کہنے لگا کہ سنی بہت کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد علی علیہ السلام کے خلیفہ بلا فصل ہونے پر کوئی نص (آیت یا حدیث) موجود نہیں ہے فوراً اس سنی شخص نے مجھ سے پوچھا کہ کوئی نص (علی علیہ السلام کی خلافت بلافصل پر) موجود ہے۔ میں نے جواباً کہا ہاں ہاں (ایک نہیں) بلکہ بہت سی نصوص صریحہ تمہاری کتابوں میں موجود ہیں میں نے تاریخ طبری، تاریخ ابن کثیر اور تمام سنی تفسیروں کا حوالہ دیا اور میں نے "وانذر عشیرتک الاقربین" کی تفسیر ابن اثیر کی تاریخ کامل سے بیان کی اور دعوت ذوالعشیرہ کا پورا قصہ کہہ سنایا اور ابن اثیر نے تاریخ طبری سے کچھ زائد الفاظ میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے (میں نے سارے واقعہ کو بیان کیا)۔ یہاں تک کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان پر پہنچا۔

ایکم یا بنی عبدالمطلب	اے فرزندان عبدالمطلب تم میں سے کون
یوازرنی علی ھذا الامر علی	شخص میرے اس امر تبلیغ میں میرا بوجھ
ان یکون اخی ووصیی وخلیفتی	بٹائے گا تاکہ وہ میرے بعد میرا بھائی اور
من بعدی	وصی اور میرا خلیفہ اور جانشین قرار پائے

Marfat.com

جب اولاد عبدالمطلب میں سے کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کوئی جواب نہ دیا تو علی علیہ السلام نے جواباً ان سے عرض کیا (کہ میں حاضر ہوں یا رسول اللہ علی علیہ السلام کا جواب سن کر) آنحضرت نے فرمایا۔

هذا اخی و وزیری و وصیی — یہ (علیؑ) میرے بعد میرا وزیر، میرا وصی اور
وخلیفتی من بعدی فاسمعوا — میرا خلیفہ ہے۔ انکی باتوں کو سنو اور
له واطیعوا — اطاعت کرو۔

پھر میں نے کہا کیوں محترم بندہ اس سے زیادہ صریح بھی کسی نص کی آپکو ضرورت باقی ہے۔ انہوں نے جواب میں کہا کہ (اس حدیث کے بعد آخر) ان مسلمان لوگوں نے کیا کیا؟ میں ان کے اس کہنے سے کہ "مسلمانوں نے کیا کیا" یہ سمجھا کہ یہ سقیفہ کے اجتماع اور ان کے اس جھگڑے کی طرف اشارہ کر رہے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد خلیفہ کون ہوگا مہاجرین یا انصار۔ تو میں نے کہا — یہ مخالفت واقع ہو چکی ہے کہنے لگے تعجب ہے تعجب۔ اس کے بعد انہوں نے اس مقام پہ ایک ایسی بات کہی جو میں بیان نہیں کرنا چاہتا پھر وہ شیعہ ہو گیا اور خدا کی حمد وثنا کرتا ہوا شکر گزاری کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ اور پھر مجھے چند معتبر لوگوں کے ذریعہ اطلاع ملی کہ وہ مذہب حق کی تبلیغ میں مصروف ہو گیا اور اس کے ہاتھ سے بہت سے لوگ شیعہ ہو گئے اور میں اللہ تعالیٰ کی اس نعمت پر حمد کرتا ہوں اور اس کی یہ نعمت اہلبیت علیہم السلام کی محبت اور دشمنانِ اہلبیت سے برائت بیزاری ہے

اہلسنت کی ایک جماعت کے ساتھ ایک مناظرہ

۲۶ رمضان المبارک ۱۳۷۱ھ کی شب پنجم میں کتاب الشیعة وحججهم فی التشیع (شیعہ اور ان کی شیعیت کے دلائل) کی تالیف میں مشغول تھا کہ ایک جماعت جو پندرہ یا کچھ زیادہ افراد پر مشتمل تھی میرے پاس آئی جس میں علماء اور

Marfat.com

غیر علماء بھی شامل تھے۔ مسرت بھرے جذبات اور کشادہ سینہ کے ساتھ مرحبا کہتے ہوئے میں ان سے ملا ابھی سکون و اطمینان کے ساتھ بیٹھنے بھی نہ پائے کہ ایک علمی بحث مجھ سے شروع کر دی۔ مذہب شیعہ اور ان کے عقائد اور عقائد سے متعلق باتوں کی وضاحت چاہتے تھے میں نے فوراً جواب دینا شروع کر دیا۔ اور وہ نہایت خاموشی کے ساتھ میرے ان دلائل واضحہ اور حجج قاطعہ و براہین ساطعہ کو بغور سنتے رہے جو ان کے سامنے پیش کر رہا تھا۔ اور وہ ہمارے اور ان کے نزدیک مسلم اور قائم ہیں۔ یہاں تک کہ دو تہائی رات سے زیادہ وقت گزر گیا ہماری بحث ختم ہونے کے بعد وہ کھڑے ہو گئے۔ کچھ تو ہمارے دلائل سن کر شکر گزار تھے اور کچھ منکر تھے۔ منجملہ ان دلائل کے جو میں نے انکے سامنے پیش کئے۔ ایک بات یہ بھی تھی کہ میں نے ان سے کہا۔ اس میں شک نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بعلم نبوت) اپنی نئی نئی اسلام لانے والی امت اور ان کی اس خواہش و رغبت کو خوب جانتے تھے جو خلافت کے متعلق ان میں موجود تھی اور اس بات کو بھی جانتے تھے، کہ زیادہ تر لوگ پچھلے پیروں پلٹ جائیں گے اور مسلمانوں کی حالت ان بے چرواہا اونٹوں کی مانند ہو جائے گی، جو پانی پینے کے لئے حوض پر جمع ہوتے ہیں (جیسا کہ بخاری شریف میں حدیث حوض کے ضمن میں فرمایا ہے) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس بات کو بھی یقینی طور پر جانتے تھے کہ ان کے اصحاب آنحضرتؐ کے خلیفہ اور وصی علی بن ابی طالب علیہ السلام کے متعلق دلوں میں دشمنی اور عداوت کو چھپائے ہیں اور یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر فوراً زبردست طوفان کھڑا کر دیں گے۔

ان حالات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ ضروری تھا کہ خلافت کی مشکل کے واسطے کوئی حل کر جائیں تاکہ جس شخص کا نفس خلافت کی دعوت دے تو اس کو روکے اور منع کرے اور آنحضرتؐ پر اصحاب کا معاملہ

Marfat.com

بھی کچھ مخفی اور پوشیدہ نہ تھا۔ اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان لوگوں کو خوب اچھی طرح آزما چکے تھے اور ان میں سے ہر ایک کو جانتے تھے کہ کون سیدھا ہے اور کون ٹیڑھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان اصحاب سے (صاف صاف) فرما دیا تھا کہ تم لوگ عنقریب اپنے پیش رو لوگوں کے طریقہ کی ہو بہو پوری پوری طرح سے قدم بقدم پیروی کروگے۔ یہاں تک کہ اگر کسی گوہ کے سوراخ میں وہ گھسے اور داخل ہوئے ہیں تو تم بھی ضرور اس میں داخل ہو گے۔

اور ہمارے بزرگ استاد احمد آفندی الطویل دوران سبق اور منبر پر اس حدیث کو روایت کیا کرتے تھے اور آخر حدیث میں یہ بھی بیان کرتے تھے کہ

لو جامع احدهم امرأته في السوق لفعلتموه — اگر پہلے لوگوں میں سے کسی نے بازار کے اندر اپنی بیوی سے جماع کیا ہے تو تم بھی ضرور کروگے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا:۔

من لم یعرف امام زمانه مات میتة جاهلیة — جس نے اپنے امام زمانہ کو نہ پہچانا وہ کفر کی موت مرے گا۔

ایسی صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے یہ ضروری تھا کہ وہ خلافت کے واسطے کوئی ایسا حل تجویز کر دیں جو ان لوگوں کو ان کی حد پر روک دے اور جب تک ہمارا یہ اعتقاد ہے کہ آنحضرتؐ خدا کی طرف سے بھیجے ہوئے پیغمبر ہیں اور ہمیں اس کا بھی علم ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی وہ پیغمبر ہیں جنہوں نے قیامت تک کے لئے سلسلۂ نبوت کو ختم کر دیا ہے (آپ خاتم النبیین ہیں) تو آنحضرتؐ یہ جانتے ہوئے کہ ان کی امت ۷۳ فرقوں میں بٹ جائے گی جیسا کہ حدیث میں ہے اپنی امت کو آزاد، اور بغیر کسی راہنما کے نہیں چھوڑ سکتے۔ لہذا امر خلافت کو امت کے سپرد کر دینے اور امتیوں پر اس مسئلہ کو چھوڑ دینے کا دعوی چند وجوہ سے باطل اور غلط ہے۔

Marfat.com

۱۔ تمام ارباب حل وعقد یا منتظمین انتخاب یا شوریٰ کے لوگ ان کے سپرد کردہ مسئلہ (خلافت) کو کبھی بھی پورا نہیں کر سکتے بلکہ یہ تو امت کو بالکل لق و دق میدان میں چھوڑ دیتا ہے جو اس کو اسکی ہلاکت خیز وسعت و پہنائی میں ڈال دے گا جس کی نہ کوئی حد ہے اور نہ کوئی اس کو قرار ہو گا۔ لہذا ہمیں نظر آتا ہے کہ (مذکورہ صورت میں) امت' وفات پیغمبر کے دن سے لیکر آج تک اور آج سے لیکر قیامت تک خون کے دریا میں ہاتھ پیر مار رہی ہے اور مارتی رہے گی۔

۲۔ یہ بات مخفی نہیں ہے کہ لوگوں کے اعتقاد اور آرا مختلف ہیں ۔ اور ہم دیکھتے ہیں کہ دو شخص بھی ایک رائے پر متفق نہیں ہیں۔ بلکہ خود انسان کا نفس بھی ہمیشہ ایک رائے پر قائم نہیں رہتا۔ بلکہ لحظہ بلحظہ اس کی رائے بدلتی رہتی ہے۔ ایسی صورت میں یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے کہ (مسئلہ خلافت جیسی اہم چیز کو) ارباب حل وعقد کے سپرد کر دیا جائے (اور سپردگی کا مسئلہ) یہ ایک ایسی بات ہے جس کو عقل اور وجدان انسانی قبول نہیں کرتے۔

۳۔ (مسئلہ خلافت کو) ارباب حل وعقد کے سپرد کر دینے کی صورت میں سب میں اتفاق ہونا محال ہے لہذا شعوب و قبائل میں لازمی طور پر سخت اضطراب و نزاع پیدا ہو گا۔ اور قتل اور لوٹ مار وقوع پذیر ہوں گے جیسا کہ ہر زمانہ میں اور ہر شہر میں اس کی مثالیں موجود ہیں۔ اور کسی حاکم کے لیے یہ ممکن نہیں ہے کہ قوت قاہرہ کے بغیر حیات انسانی کا نظام حاکم کے ہاتھ میں مکمل اور پورا رہے اس صورت میں اس کا نظام وقتی ہو گا جہاں اس کی قوت ہٹی اور گرفت ڈھیلی ہوئی فوراً ہر شخص زمین کے رہنے والوں کیلئے ضرر رساں اور نقصان دہ اعمال و کردار کی طرف پلٹ جائے گا۔ اس لئے ہم بار بار کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کسی امر دینی کو امت پر نہیں چھوڑے گا کہ ان کی خواہشات آپس میں کھینچا تانی کرتی رہیں۔ بلکہ یہ ضروری ہے کہ خداوند عالم

Marfat.com

امر دین کو ان لوگوں کے سپرد کرے جس میں پوری پوری اہلیت موجود ہو۔ اور ان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غیر معمولی کثیر علم، شجاعت، حلم، کرم و جود، زہد و تقویٰ فراست و اعجاز موجود ہو۔ ان میں معصوم ہونا اہم شرط ہے۔

اور ان باتوں کے علاوہ اس وصی کے لیے جو رسول کی جگہ پر بیٹھے وہ تمام چیزیں ضروری ہیں ہر پہلو سے احکام کو نافذ کرنے اور چلانے کے لیے درکار ہیں اور یہ کسی شخص کے واسطے ممکن نہیں ہے، کہ ان سب باتوں پر قادر ہو سکے سوائے اللہ تعالیٰ (کی عطا) کے جو دلوں کے راز اور ہر قسم کے بھیدوں اور پوشیدہ باتوں کو جاننے والا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر مناسب موقعہ پر بار بار کھلم کھلا شناعت اور صراحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد ان کے خلیفہ اور وصی علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

اور اس موقعہ پر اور بھی بہت سے دلائل ہیں جو آپ کی ایسی راہنمائی کریں گے کہ آپ اپنے مقصد کے لیے حجت و برہان قائم کر سکیں اور یہ ہماری سابقہ بیان کردہ دلائل سے مزید براں ہوں گی جو ہم شیعہ جماعت کے نزدیک ثابت ہیں اور قرآن و سنت دونوں نے ان دلائل کو بیان کر دیا ہے

ان سب لوگوں نے میرے بیان کردہ دلائل کو پسند کیا، اور مجھ سے شیعوں کی کچھ کتابیں طلب کیں چنانچہ میرے پاس جتنی کتابیں تھیں، ان میں سے کچھ میں نے ان کو دے دیں، وہ اٹھ کھڑے ہوئے۔ جاتے وقت رخصت مانگی اور حمد و ثنا کرتے ہوئے شکریہ ادا کر کے چلے گئے۔

کچھ عرصہ بعد ہم کو اطلاع ملی کہ ان میں سے کچھ لوگوں نے مذہب شیعہ اختیار کر لیا ہے میں نے اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کیا۔

Marfat.com

میرے اور جامع ازہر کے بعض مشائخ کے درمیان ایک لطیف مناظرہ،

مورخہ ۷ ذیلقعدہ ۱۳۷۱ھ دوپہر سے ذرا پہلے استاد شعبان ابو رسول نامے حلب کے ایک معتبر اور معزز شخص نے مجھے اطلاع دی کہ ایک مشہور مولف علامہ کبیر جو جامع ازہر کے بہت بڑے استاد اور شیخ ہیں وہ آپ سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں۔ وہ آپ کے پاس کب آئیں۔ میں نے کہا ...... اھلاً و سھلاً آج ہی تشریف لے آئیں چنانچہ وہ عصر کے بعد تشریف لے آئے ہمارے پاس تشریف رکھنے اور ان کو میرے مرحبا کہنے کے بعد مجھ سے پوچھنے کے انداز سے کہنے لگے کہ میرا مقصد یہ ہے، کہ آپ سے وہ سبب دریافت کروں جس نے آپکو مذہب شیعہ قبول کرنے، اور مذہب سنی شافعی کو چھوڑنے کی دعوت دی میں نے نہایت پرلطف انداز میں ان کو جواب دیا کہ (ایک نہیں اس کے) علل و اسباب بہت ہیں۔

۱۔ مذاہب اربعہ کا باہمی اختلاف ہے پھر ایک ایک کر کے بہت سے اسباب ان کو گن سنائے، جنہوں نے مجھے مذہب شیعہ کے اختیار کرنے کی دعوت دی تھی۔ پھر میں نے ان سے کہا کہ سب سے اہم سبب خلافت عظمیٰ کا مسئلہ ہے جو مسلمانوں کے اختلاف کا سب سے بڑا سبب ہے۔ کیونکہ یہ بات عقل میں نہیں آتی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کو کسی وصی کو ان پر مقرر کئے بغیر چھوڑ دیا ہو جو خدا کی طرف سے آپ کی لائی ہوئی شریعت کی حفاظت کرے جیسا کہ دیگر تمام انبیاء کے یہاں ہوتا آیا تھا۔ کیونکہ ہر ایک نبی کا تو ایک یا کئی معصوم وصی ہوتے آئے جو انکی شریعت کو قائم رکھتے اور اسکی حفاظت کرتے تھے اور مجھ پر یہ بات بالکل اچھی

Marfat.com

طرح ثابت ہوگئی ہے کہ حق شیعوں کے ساتھ ہے کیونکہ ان کا اعتقاد یہ ہے۔
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی وفات سے پہلے بلکہ ابتداء دعوت
اسلام کے موقعہ پر علی علیہ السلام کے واسطے اور اس کے بعد اس کے گیارہ
فرزندوں کے واسطے وصیت فرمادی تھی اور حضرات شیعہ احکام دین کو انہیں
بارہ اماموں (علیہم السلام) سے حاصل کرتے ہیں اور ان کے اعتقاد کے مطابق
براہین و دلائل خاص سے یہ بارہ امام معصوم ہیں۔ یہ اور اسی قسم کی دیگر باتوں کی
بنا پر میں نے اس شریف مذہب (شیعہ) کو اختیار کیا ہے پھر ہمیں کوئی ایسی
دلیل دستیاب نہ ہوسکی جو ہمارے مذاہب اربعہ میں سے کسی ایک کو اختیار
کرنے کی موجب بنتی بلکہ ادھر رجوع کرنے کی گنجائش ہی نہیں رہی۔ اور نیز
اس کے سوا ہمیں ایسی بہت سی دلیلیں اتفاقاً ہاتھ لگ گئیں جو
مذہب اہلبیت علیہم السلام اختیار کرنے کا موجب بن گئیں، اور وہ ہر
مسلمان کی صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔

پھر مذہب اہلبیت علیہ السلام اختیار کرنے کے واجب ہونے
پر میں نے ان کے سامنے بہت سی قطعی اور صریح دلائل پیش کئے اور وہ سب
کو بڑے غور سے سنتے رہے یہاں تک کہ میں نے ان سے عرض کیا۔ اے
جناب آپ تو ایک فاضل عالم بزرگ ہیں کیا آپ نے قرآن مجید یا حدیث پیغمبر
میں کوئی ایسی دلیل دیکھی ہے جو آپ کو مذاہب اربعہ یعنی شافعی، مالکی، حنبلی یا حنفی
مذہب اختیار کرنے کی ہدایت کرتی ہو انہوں نے جواب دیا کہ نہیں۔ پھر میں
نے ان سے عرض کیا کہ آپ کو یہ معلوم نہیں ہے کہ چاروں مذہب کثیر التعداد
مسائل میں ایک دوسرے کے بالکل مخالف ہیں اور یہ سب اپنے حق اور
دوسرے کے ناحق ہونے پر کوئی کھلی اور واضح دلیل پیش نہیں کرتے ہر ایک
مذہب اختیار کرنے کے واسطے بے بنیاد دلیلیں پیش کرتا ہے کیونکہ اس
دلیل کی قرآن وحدیث سے تائید نہیں ہوتی لہٰذا یہ تر پودے کی مانند ہے جو زمین

Marfat.com

سے اوپر اوپر پیدا ہو جاتے جس کی کوئی بنیاد اور جڑ نہ ہو۔ مثلاً آپ اگر کسی حنفی سے دریافت کریں کہ آپ نے اور تین مذہبوں (شافعی، مالکی، حنبلی) کو چھوڑ کر حنفی مذہب کیوں اختیار کیا اور آپ نے امام ابوحنیفہ کو ان کی موت کے تیرہ سو سال بعد کیوں اپنا امام بنایا اور امام شافعی، امام مالک اور امام احمد بن حنبل کو باوجودیکہ آپ ان کی تعریف اور قول بھی بیان کرتے ہیں تو وہ آپ کو ایک کوئی جواب نہیں دے سکیں گے۔ جس کو نفس کو اطمینان ہو جائے اس میں راز یہ ہے کہ یہ سب حضرات نہ تو نبی تھے اور نہ نبی کے وصی تھے اور نہ ان کو وحی اور الہام ہوتا تھا۔ بلکہ یہ بھی دیگر اہل علم کی طرح عالم تھے اور بس۔ اور ان جیسے علمائے بے شمار گزر گئے ہیں اور موجود رہیں گے۔

دوسرے یہ کہ چاروں حضرات جناب رسالت مآبؐ کے صحابی بھی نہیں اور ان میں سے اکثر بلکہ سب نے نبی اور اصحاب کو دیکھا ہی نہیں پھر ایسے لوگوں میں سے کسی کا مذہب اختیار کرنا اور اپنا مذہب قرار دینا، اور ان کی آراء و خیالات سے چمٹ جانا جن میں غلطی اور بھول چوک کا ہر وقت امکان ہے (کیا معنی یہ کوئی عقل کی بات ہے) اور پھر ان میں سے ہر ایک کی آراء و خیالات میں اختلاف ہے جو ایک دوسرے کی ضد ہیں جس کو نہ عقل تسلیم کرتی ہے اور نہ اس پر کوئی دلیل ہے اور نہ فطرت سلیمہ قرآن وحدیث سے اس کی تصدیق و تائید کرتے ہیں اور نہ بروز قیامت ان میں سے کوئی خدا کے سامنے حجت و دلیل پیش کر سکتا ہے بلکہ ان سب لوگوں پر اللہ کی حجت بالغہ قائم ہوگی۔ علاوہ ان مذاہب اربعہ کے اختیار کرنے والوں سے اگر خداوند عالم نے بروز قیامت یہ پوچھ لیا کہ تم نے یہ مذہب کیوں اختیار کیا تھا، تو ان لوگوں کے پاس اس کے سوا اور کوئی جواب نہیں ہوگا انا وجدنا آباءنا علی امۃ وانا علی اثارھم مقتدون (ہم نے اپنے آباد اجداد کو ایسی طریقہ پر دیکھا تھا ہم انہیں کے نقش قدم پر چل پڑے) یا پھر یہ کہیں گے

Marfat.com

انا اطعنا سادتنا وکبرائنا فاضلونا السبیل

ہم نے تو اپنے سرداروں اور بڑوں کی اطاعت کی تھی۔ انہوں نے ہمیں راہ سے بھٹکا دیا

اے عالم بزرگ میں آپ کو خدائے جل شانہٗ کی قسم دیتا (اور پوچھتا) ہوں کہ بروز قیامت مذاہب اربعہ سے لگے رہنے اور چمٹے رہنے والے خدائے واحد و قہار کے سامنے کیا جواب دیں گے (یہ سن کر) وہ بہت دیر تک سر جھکائے رہے پھر سر اٹھایا اور کہنے لگے واقعی جواب تو کوئی نہیں ہو گا۔

پھر میں نے کہا کہ (بھلا خدا کے سامنے) مذکورہ جواب کی بنا پر ان کا عذر قابل قبول ہو گا۔ انہوں نے فرمایا ہرگز نہیں پھر میں نے عرض کیا، کہ ہم لوگ جو عترت طاہرہ اہلبیت رسولؐ (علیہم السلام) سے مودت کے ساتھ تمسک رکھتے ہیں اور فقہ جعفری پر عمل پیرا ہیں۔ بروز قیامت خدائے جبار عزیز کے سامنے جب کھڑے ہوں گے تو یہ کہیں گے

ربنا انك امرتنا بذلك لانك قلت فی کتابك

اے ہمارے پروردگار تو نے ہمیں اسی کا حکم دیا تھا کیونکہ تو نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔

"ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنه فانتھوا"

جو کچھ پیغمبر تم کو دیں اس کو لے لو اور جس چیز سے روکیں اس سے رک جاؤ۔

اور تمام مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ تیرے نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

انی تارک فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی ما ان تمسکتم بھما لن تضلوا بعدی وانھما لن یفترقا حتیٰ یردا علی الحوض

میں تم لوگوں میں دو بھاری چیزیں چھوڑے جاتا ہوں ایک کتاب خدا (قرآن) دوسری اپنی عترت (اہلبیت علیہم السلام) جب تک تم لوگ ان دونوں سے تمسک رکھو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے اور یہ دونوں بھی ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ میرے پاس حوض کوثر پہ پہنچیں گے۔

Marfat.com

(اور پروردگار تیرے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی) فرمایا تھا:۔

مثل اهل بيتي فيكم كمثل سفينة نوح من ركبها نجا ومن تخلف عنها غرق

تم لوگوں میں میرے اہلبیت کی مثال نوح کی کشتی کی ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو اس سے رہ گیا ڈوب گیا۔

اور اس بات میں کسی شخص کو کسی قسم کا شک نہیں کہ حضرت امام جعفر صادق عترت اہلبیت (علیہ السلام) کی ایک فرد ہیں ان کا علم ان کے والد کا علم ہے اور ان کے والد کا علم ان کے جد بزرگوار سید محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا علم ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم خداوند عالم کے علم سے ہے۔ مزید برآں یہ کہ تمام مسلمان جناب امام جعفر صادق علیہ السلام کو راستگو اور ہر طرح قابل وثوق سمجھتے ہیں اور یہاں مسلمانوں میں ایک بڑی جماعت موجود ہے جو ان کو معصوم اور امام سمجھتے ہیں اور یہ کہ وہ جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چھٹے وصی اور تمام دنیا پر حجت خدا ہیں اور حضرت امام جعفر صادق (علیہ السلام) مسائل کو اپنے آباؤ اجداد طاہرین سے روایت کرتے تھے اپنی طرف سے کوئی فتویٰ نہیں دیتے تھے اور نہ کوئی (بطور فتویٰ) کہتے تھے لہٰذا ان کی ہر حدیث ان کے باپ اور جد بزرگوار کی حدیث ہوتی ہے۔ کیونکہ یہ حضرات علم وحکمت کا منبع اور وحی وتنزیل کے معدن اور کان تھے چنانچہ امام جعفر صادق علیہ السلام کا مذہب ان کے باپ اور جد بزرگوار کا مذہب ہے۔ جو خدا کی وحی سے ماخوذ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے راستہ سے بال برابر بھی ہٹا نہیں ہے اور نہ دیگر لوگوں کی طرح اجتہادی مذہب ہے بنا بریں جس شخص نے امام جعفر صادق ؑ کا مذہب اختیار کیا ہے اس نے صحیح راستہ کو اختیار کیا ہے اور وہ کتاب خدا اور سنت نبوی (حدیث) سے متمسک ہے یہ دلائل جو آپ نے سنے میں نے پیش کئے۔ اس کے بعد انہوں نے میری بڑی تعظیم وتکریم کی اور شکر گزاری کا اظہار کیا اور میں نے یہ بھی کہا، کہ

Marfat.com

شیعہ تمام صحابہ پر طعن و تشنیع نہیں کرتے بلکہ شیعہ ہر ایک کو وہ مرتبہ دیتے ہیں جس کا وہ حقدار ہوتا ہے کیونکہ صحابہ میں عادل و غیر عادل، عالم و جاہل ہر قسم کے لوگ موجود تھے۔ انہیں میں نیکو کار اور اشرار بھی موجود ہے اسطرح آپ یہ ملاحظہ نہیں کرتے کہ لوگوں نے بروز سقیفہ کیا نئے گل کھلائے کہ اپنے نبی کو ان کے بستر مرگ پر چھوڑ دیا اور خلافت پر دوڑ پڑے اور ہر ایک خلافت کو اپنا حق سمجھتا تھا گویا ہر ایک شخص خلافت کو مال تجارت جانتا تھا کہ جو پہنچ جائیگا وہی اس کو پالے گا۔ باوجودیکہ یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان نصوص ثابتہ و واضحہ کو آنکھوں سے دیکھ اور کانوں سے سن چکے تھے جن کا آنحضرتؐ نے دعوت کے پہلے روز سے لے کر یوم وفات تک برابر اعلان فرمایا تھا اس کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تجہیز و تکفین کا مسئلہ امر خلافت سے بہت زیادہ اہمیت رکھتا تھا اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی قسم کی کوئی وصیت نہ کی تھی تب بھی ان لوگوں پر واجب اور فرض تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شایان (تجہیز و تکفین کا) انتظام کرتے اور کفن دفن سے فارغ ہونے کے بعد اگر ان میں انصاف ہوتا تو اہلبیت رسولؐ (علیہم السلام) کو پرسا دیتے (اس کے بجائے رسولؐ کی میت چھوڑی اور اہلبیت رسولؐ (علیہم السلام) کو روتا ہوا چھوڑ کر حصول خلافت کی دوڑ میں لگ گئے) یہ کہاں کی عدالت کہاں کا وجدان اور کہاں کے مکارم اخلاق ہیں یہ کیسی محبت و صداقت ہے اور نفوس انسانی اور ان لوگوں کا رسول کی لخت جگر بدر مردہ بیبی فاطمہ الزہرا کے دروازے پر (علی علیہ السلام سے بیعت لینے کے لئے) تقریباً پچاس اشخاص کا ہجوم کرنا اور دروازہ پر گھر میں مقیم لوگوں سمیت گھر جلانے کے واسطے لکڑیاں جمع کرنا ایسی باتیں ہیں جن سے دلوں میں سخت دکھ اور غم و غصہ امنڈ آتا ہے حالانکہ کسی کہنے والے نے عمر بن خطاب سے یہ بھی کہا کہ اس میں حسن و حسین اور فاطمۃ الزہرا بنت رسول اللہ (علیہم السلام) موجود ہیں۔

Marfat.com

(مگر بے پرواہی سے) عمر نے کہا ہیں تو ہوا کریں اور اس درد انگیز واقعہ کو بہت سے علماء اہلسنت نے ذکر کیا ہے (الامامۃ والسیاسۃ، ریاض النضرہ، مروج الذہب انساب الاشراف، عبدالفتاح، عبدالمقصود کی کتاب الامام علیؑ۔ ابن ابی الحدید کی شرح نہج البلاغہ وغیرہ علماء اہلسنت کی کتابیں ملاحظہ فرمائیں) یہ بیچ جائیکہ شیعہ۔ شیعوں کا تو اس پر اجماع ہے۔

ہر نیک و بد اور جس نے باب تاریخ میں کچھ لکھا ہے سب اچھی طرح جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔

فاطمہ بضعۃ منی	فاطمہ میرے جسم کا ایک حصہ اور ٹکڑا ہے جس نے
من اذاھا فقد اذانی	ان کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی لو
من اغضبھا فقد اغضبنی	جس نے ان کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا
ومن اغضبنی فقد اغضب	جس نے مجھے ناراض کیا اس نے اللہ کو ناراض کیا
اللہ ومن اغضب اللہ اکبہ	جس نے اللہ کو ناراض کیا اس کو اللہ تعالیٰ
اللہ علی منخریہ فی النار	نتھنوں کے بل (اوندھے منہ) جہنم میں ڈالے گا۔

اور صحابہ کے ایسے واقعات بہت ہیں جو سب کے غیر عادل ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔ حدیث حوض کے سلسلہ میں جو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ اس کے متعلق بخاری اور مسلم کی طرف رجوع کیجئے، تو آپ کو شیعوں اور ان سنیوں کی راہ اور حقیقت کا علم ہو جائے گا۔ جنہوں نے شیعوں کی طرف رخ کیا ہے اور پھر یہ لوگ اگر کثیر صحابہ کے غیر عادل ہونے کے قائل ہو جائیں تو ان کا کیا گناہ ہے جب کہ خود یہ صحابہ اپنے آپ ان واقعات وحالات کو بتانے والے ہیں۔

جنگ جمل و جنگ صفین شیعوں کے مدعا کو ثابت کرنے والی ایک بہت بڑی دلیل ہے اور بہت سے صحابہ کی بد اعمالی اور بدکرداری کو قرآن نے کھول دیا ہے اور دلیل کے واسطے ہمارے لئے سورۃ برات کافی ہے۔ ہم نے کوئی

Marfat.com

عجیب اور اچھنبے کی بات پیش نہیں کی۔ کیا آپ ان واقعات وحالات پر نگاہ نہیں ڈالتے جو سرکش معاویہ عمرو بن عاص، مروان زیاد و ابن زیاد و مغیرہ بن شعبہ و عمر بن سعد جس کا باپ اہلسنت کے گمان کی بنا پر جنت کے عشرہ مبشرہ میں سے اور طلحہ و زبیر جن دونوں نے علی علیہ السلام کی بیعت کی تھی اور دونوں نے بیعت توڑ دی اور دونوں نے عائشہ کے ساتھ مل کر بصرہ میں امام برحق سے جنگ کی۔ اور ان لوگوں نے اس جنگ میں ایسے ایسے جرائم کا ارتکاب کیا کہ جن کا کوئی صاحب مروت وحیا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ کاش مجھے پتہ ہوتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ان لوگوں میں موجودگی بہت سے لوگوں کے لئے موجب نفاق تھی (یعنی یہ لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کی موجودگی میں منافق بن کر ان میں شامل رہے)۔ میرے ماں باپ آنحضرت پر فدا ہوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد یہ سب کے سب عدول بن گئے ہم نے انبیاء سابقین میں کسی نبی کے متعلق یہ نہیں سنا کہ وہ اپنی قوم میں تشریف لائے ہوں اور وہ قوم سب عدول بن گئی ہو بلکہ معاملہ اس کے برعکس نظر آتا ہے۔ اور قرآن واحادیث نے ہمارے سامنے اس بات کو واضح کر دیا ہے (ایسی صورت میں) برادر محترم آپ کیا فرماتے ہیں۔

انہوں نے حق و سچ بات زبانی ہے کہ بے شک تم نے ایسی بات بیان کی ہے جس پر قناعت کر سکتے ہیں (اور وہ ہدایت کے واسطے کافی ہے) خداوند عالم آپ کو ہماری طرف سے جزائے خیر عنایت فرمائے۔ میں نے ان سے عرض کیا کہ شیخ ابراہیم لوقانی مالکی کی کتاب الجوہرۃ فی العقائد میں ہے تابع الصالح ممن سلفا وجانب البدعۃ ممن خلفا اسلاف وگذشتگان میں سے نیکوں کی اتباع کر اور اخلاف میں سے جو بدعت رائج ہو گئی ہو اس سے پرہیز کر۔ انہوں نے جواباً کہا ہاں اس کتاب میں یہ موجود ہے تو میں نے کہا کہ ذرا میری راہنمائی فرمائیے کہ وہ اسلاف جن کی اتباع و پیروی ہم پر واجب ہے وہ کون ہیں

Marfat.com

اور وہ کون سے اسلاف ہیں جن کی مخالفت ہم پر واجب ہے۔ انہوں نے (جواباً) کہا کہ وہ اسلاف صحابہ رسول خدا ہیں۔ میں نے کہا کہ صحابہ تو ایک دوسرے پر اعتراض کرتے رہتے ہیں اور ان میں باہم جو چپقلش چلی ہے وہ آپ جیسے صاحب علم پر مخفی نہیں ہے (یہ سن کر) ذرا تھوڑی دیر تک خاموش رہے اور پھر بولے کہ وہ پہلے تین قرون کے لوگ تھے میں نے جواب میں کہا کہ آپ نے تو اپنے جواب میں اپنے چاروں مذہبوں کے خلاف فیصلہ کر دیا کیونکہ یہ چاروں بانیانِ مذہب پہلے تین قرون سے خارج اور باہر ہیں (یہاں بھی) انہوں نے خاموشی اختیار کی اور پھر کہا کہ اس سوال سے آپ کا کیا مقصد ہے میں نے عرض کیا بات تو بالکل ظاہر ہے کہ ہم پر واجب یہ ہے کہ جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نص فرما دی ہو کہ یہ راہنمائے امت ہے ہمیں اس کی اتباع کرنی چاہئیے اس پر انہوں نے پوچھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ میں نے جواب میں کہا کہ وہ علی ابن ابی طالب علیہ السلام اور انکے دونوں فرزند حسن حسین اور حسین کے نو فرزند جنمیں آخری مہدی علیہ السلام ہیں عجل اللہ فرجہ انہوں نے جواب میں کہا کہ تین اصحاب (ابوبکر، عمر، عثمان کہاں گئے) میں نے کہا کہ ان لوگوں میں چونکہ اختلاف ہے اس لئے ان پر امت کا اتفاق و اجماع نہیں ہو سکا اور صحابہ سے ایسے افعال و اعمال سرزد ہوتے ہیں جن پر تبصرہ ہوا ہے، انہوں نے کہا یہ عجیب ہے یہ شیعہ لوگوں کی رائے ہو گی۔ میں نے کہا اگر شیعوں کی رائے ہے (تو کیا ہوا سوال یہ ہے کہ) جو کچھ میں نے آپ سے بیان کیا ہے ایسا ہوا ہے یا نہیں، انہوں نے فرمایا ہاں (ہوا تو ہے) میں نے کہا کہ تب تو ہم پر یہ واجب ہے کہ ایسے شخص کی ہم اتباع کریں جس پر تمام امت کا اتفاق ہو اور ان کو چھوڑ دیں جن کے متعلق اختلاف ہو چنانچہ شیعہ جو اسلام کا ایک بہت بڑا فرقہ ہے اور ان کی تعداد دس کروڑ سے زیادہ ہے اور یہ ساری دنیا میں پھیلے ہوئے ہیں۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے اور ان میں بڑے بڑے علماء وفقہاء

Marfat.com

اور فاضل محدثین موجود ہیں اور اصحاب ثلاثہ کی خلافت کے یہ لوگ قائل نہیں ہیں لیکن اہلسنت والجماعت امیرالمومنین علیہ السلام کی خلافت کے قائل ہیں لہٰذا امیرالمومنین علیہ السلام کی خلافت پر تو تمام مسلمانوں کا اجماع ہے اور ثلاثہ کی خلافت پر اجماع واتفاق نہیں ہے۔

اور امیرالمومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بعد خلافت ان کے بیٹے حسن علیہ السلام اور پھر حسین علیہ السلام کی طرف منتقل ہوئی اور ان کے بعد ان کے نو (۹) فرزندوں کی طرف منتقل ہوئی جن کی آخری فرد امام قائم عجل اللہ فرجہٗ ہیں اور شیعوں کی کتابوں میں تو انکی نصوص بہت کثرت سے موجود ہیں۔ اور آپ لوگوں کی کتابوں میں بھی اہلبیت علیہم السلام کی فضیلت اور دوسروں پر ان کے مقدم ہونے کے متعلق روایات وارد ہوئی ہیں اور ان کے فضائل اور دوسروں پر مقدم ہونے کے سبب اہم فضیلت ان کا معصوم ہونا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہم تو ان حضرات کے معصوم ہونے کے قائل نہیں ہیں۔ میں نے جواباً کہا جی ہاں مجھے یہ معلوم ہے کہ آپ لوگ ان کے معصوم ہونے کے قائل نہیں ہیں لیکن جو کچھ میں نے ان کے معصوم ہونے کے متعلق عرض کیا ہے اس پر شیعوں کی دلیل موجود ہے اور میں ایک کتاب جناب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں جو آپکے لئے کافی ہوگی اور آپ کو مطمئن کرادے گی۔ انہوں نے فرمایا کہ میرے نزدیک اگر آئمہ اثنا عشر کی عصمت ثابت ہوگئی تو پھر میرے اور آپ کے درمیان کی مشکلات حل ہو جائیں گی چنانچہ میں نے ان کے سامنے شیعوں کے ایک بہت بڑے مجتہد اور اپنے زمانہ کے پیشوائے اعظم جناب علامہ حلی کی کتاب الفین پیش کی چنانچہ انہوں نے کتاب لے کر وہیں الٹنا پلٹنا شروع کر دیا۔ اور یہ باعزت وعظمت کتاب ان کو عجیب وغریب اور بہت بڑی چیز معلوم ہوئی اور انہوں نے کہا کہ کیا آپ یہ جانتے ہیں کہ (شاید) آپنے میرے دل میں مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی شافعی اور حنبلی) کے متعلق شک وشبہ پیدا کر دیا ہے اور میں مذہب اہلبیت

Marfat.com

کی طرف مائل ہو گیا ہوں (ایسا نہیں ہے) بلکہ میں تو آپ سے مذہب شیعہ کی کچھ کتابیں بطور زاد سفر لینا چاہتا ہوں (تاکہ دوران سفر میں مطالعہ کرتا رہوں) چنانچہ میں نے کچھ کتابیں ان کی خدمت میں پیش کیں۔ جن میں سے امام شرف الدین کی کتابیں اور دلائل الصدق اور الغدیر اور اس قسم کی دیگر کتابیں اچھیں، اور میں نے دوسری کتب شیعہ بھی بتائیں۔ پھر مجھ سے رخصت ہوئے اور سپاس و شکر گزاری کا اظہار کیا اور کھڑے ہو کر اپنی قیامگاہ پر چلے گئے (مگر) حالت یہ تھی کہ وہ اپنے مذہب و عقیدہ کے متعلق متزلزل تھے۔ پھر کچھ دنوں کے بعد ازہر شریف سے ان کا شکریہ کا خط آیا جس میں انہوں نے مجھے اطلاع دی تھی کہ وہ مذہب اہلبیتؑ مضبوطی کے ساتھ اختیار کر چکے ہیں اور وہ شیعہ ہو گئے ہیں اور انہوں نے مجھ سے وعدہ کیا کہ وہ مذہب شیعہ کے احق ہونے پر ایک کتاب لکھیں گے مجھے معلوم ہوا ہے وہ آج کل ایسی کتاب کی تالیف کرنے میں مشغول ہیں۔ خدا ان کو سلامت رکھے۔ خداوند عالم دین و مذہب کی خدمت کے واسطے ان کی اور تمام مسلمانوں کی تائید فرمائے اور بے شک وہ دعا کا سننے والا ہے۔

خاک شفاء اور عزاداری حسین علیہ السلام کے متعلق اہلسنت والجماعت کے بعض بڑے علماء کے ساتھ میرا مناظرہ

میرے مذہب اہلبیتؑ اختیار کر لینے اور مذہب اہلسنت کو چھوڑ دینے کی وجہ سے جامع ازہر کے میرے بعض ساتھی اور دیگر بڑے بڑے علماء اہل سنت کی ایک جماعت میرے پاس ۱۴ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ میں اپنے سینوں میں میرے واسطے سخت دشمنی اور کینہ بھرے ہوئے میرے پاس آئے اور میرے اور ان کے مابین بہت سے مسائل اور موضوعات پر تقریباً دس گھنٹہ تک بحث ہوتی رہی منجملہ ان کے ایک اعتراض ان کا یہ تھا کہ :-

۱۔ شیعہ تربت حسینیہ یعنی خاک شفاء پر سجدہ کرتے ہیں۔ لہذا یہ لوگ

Marfat.com

مشرک ہیں۔
۲۔ ان کا امام حسین علیہ السلام کی عزاداری کا قائم کرنا بدعت ہے۔
میں نے کہا کہ یہ دونوں کام خدا کے نزدیک پسندیدہ اور شریعت مقدسہ کی جانب سے جائز ہیں۔ لیکن آپ لوگوں کا یہ کہنا کہ شیعہ چونکہ تربت حسینیہ (یعنی خاک شفا) پر سجدہ کرتے ہیں اس لیے مشرک ہیں۔ یہ بات صحیح نہیں کیونکہ خاک شفا پر سجدہ کرنا شرک نہیں ہے اس لئے کہ شیعہ خاک شفا پر سجدہ کرتے ہیں۔ خاک شفا کو سجدہ نہیں کرتے اور بفرض محال جیسا تمہارا گمان ہے اگر شیعوں کا یہ اعتقاد ہوتا کہ خاک شفا یا اس کے اندر کسی رکھی ہوئی چیز کو سجدہ کریں تو اس سے چیز کو سجدہ کرنا ضروری اور لازم ہوتا نہ کہ اس چیز پر سجدہ کرتے کیونکہ اپنے معبود کے اوپر کوئی بھی سجدہ نہیں کرتا۔
۲۔ اور اس وجہ سے بھی سجدہ کرنے کے واسطے یہ واجب ہے اور ضروری ہے کہ سجدہ معبود کو کیا جائے اور وہ معبود اللہ ہے یعنی سجدہ اور خضوع و خشوع کی غرض اور اس کا مقصود اللہ تعالیٰ ہوتا ہے اور اللہ پر سجدہ کرنا کفر محض ہے (کیونکہ وہ جسم و جسمانیت سے منزہ و مبرا ہے) لہٰذا شیعوں کا خاک شفا پر سجدہ کرنا شرک نہیں ہو سکتا۔
ان میں سے سب سے بڑے عالم نے یہ کہتے ہوئے مجھے جواب دیا کہ جناب اس لطیف تحلیل سے بات بہت اچھی پیدا کی ہے لیکن ہمیں یہ دریافت کرنے کا حق حاصل ہے کہ شیعہ خاک شفا پر سجدہ کرنے پر اصرار کیوں کرتے ہیں آپ لوگ دیگر اشیاء پر اسی طرح سجدہ کیوں نہیں کرتے جیسے خاک شفا پر کرتے ہیں۔
میں نے ان کو جواب دیا کہ یہ ہم تمام مسلمانوں کی متفقہ حدیث پر عمل کرنے کی غرض سے کرتے ہیں۔ اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان ہے۔

Marfat.com

جعلت لی الارض مسجدًا وطهورًا۔ میرے لیے تمام زمین (مٹی) سجدگاہ اور نجس کو پاک کرنے والی بنائی گئی ہے۔

اور خالص مٹی ہی وہ چیز ہے جس پر تمام فقہائے اسلامی متفق ہیں کہ سجدہ کرنا جائز ہے اسی وجہ ہم لوگ ہمیشہ اس مٹی پر سجدہ کرتے ہیں جس پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ اس پر سجدہ کرنا صحیح ہے اس بات پر انہوں نے مجھ سے پوچھا سب مسلمانوں کا کیسے اتفاق ہے تو میں نے جواب دیا کہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پہلے پہل مدینہ میں تشریف لائے تو مدینہ میں تعمیر مسجد کا حکم دیا تو مسجد میں کوئی فرش بچھا ہوا تھا، تو انہوں نے مجھے جواب دیا کہ ہرگز نہیں فرش نہیں تھا تو میں نے سوال کیا تو پھر نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دیگر مسلمان کس چیز پر سجدہ کرتے تھے انہوں نے مجھے جواب دیا کہ زمین پر بچھی ہوئی خاک پر۔ میں نے کہا کہ ابوبکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ اور امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانہ میں مسجد کے اندر فرش تھا پھر بھی یہی جواب دیا کہ ہرگز نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر مسلمان مسجد میں اپنی نمازوں میں کس چیز پر سجدہ کرتے تھے انہوں نے جواب دیا کہ زمین پر بچھی ہوئی مٹی پر۔ میں نے کہا کہ پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری نمازیں زمین پر ہوتی تھیں اور خاک پر سجدہ کرتے تھے اور سب مسلمان حضورؐ کے زمانہ میں اور ان کے بعد بھی خاک پر سجدہ کرتے تھے۔ لہذا مٹی پر سجدہ کرنا قطعاً صحیح ہوا، اور شیعہ جماعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع اور تاسی میں مٹی پر سجدہ کرتی ہے لہذا ان کی نمازیں قطعی صحیح ہیں۔ انہوں نے مجھ پر اعتراض کیا کہ شیعہ لوگ اپنا ساتھ اٹھائی ہوئی مٹی کے علاوہ کسی دوسری خاک یا کسی دوسری جگہ کی مٹی پر سجدہ کیوں نہیں کرتے تو میں نے اس کو یہ جواب دیا۔

۱۔ شیعہ ہر زمین پر سجدہ کو جائز جانتے ہیں خواہ مٹی ہو یا پتھریلی جگہ ہو۔

۲۔ سجدہ کی جگہ میں یہ شرط ہے کہ وہ ہر قسم کی نجاست اور پلیدگی سے پاک ہو لہذا نجس مٹی یا ناپاک خاک پر سجدہ جائز نہیں ہے اس واسطے وہ ایک پاک

مٹی کا ایک ٹکڑا ساتھ رکھتے ہیں تاکہ سجدہ ایسی مٹی سے بالکل دور ہو جس کا ہر قسم کی نجاست سے پاک ہونے کا علم نہ ہو باوجودیکہ وہ ایسی زمین یا خاک پر سجدہ کرنا جائز سمجھتے ہیں جس کی نجاست اور ناپاکی کا علم نہ ہو اس پر انہوں نے مجھ پر اعتراض کیا کہ اگر اس سے ان لوگوں کا مقصد خالص پاک مٹی پر سجدہ کرنا ہے تو (سجدہ گاہ کی بجائے) خاک کو اپنے ساتھ کیوں نہیں رکھتے میں نے جواب دیا چونکہ مٹی کو اٹھائے پھرنے سے کپڑے میلے اور خراب ہو جاتے ہیں کیونکہ جہاں کہیں بھی کسی کپڑے میں خاک رکھی جائے گی اس کو ضرور میلا کر دے گی۔ اس وجہ سے ہم اس پر تھوڑا سا پانی ملا کر خشک ہونے کے بعد چھوڑ دیتے ہیں اور اس کے اٹھانے سے کپڑا میلا نہ ہو۔ اور خشک مٹی کے ٹکڑے پر سجدہ کرنا خشوع و خضوع اور عاجزی و فروتنی کی دلیل ہے کیونکہ مٹی پر سجدہ کرنا انتہائی فروتنی اور عاجزی ہے اور اسی وجہ سے غیر خدا کو سجدہ کرنا جائز نہیں اور جب سجدہ سے مقصود خدا کے لئے خشوع و خضوع ہے تو مٹی پر سجدہ کرنا خشوع و خضوع کا مظہر زیادہ ہو گا اور لاریب یہ ایک اچھی صورت ہو گی اور اسی وجہ سے یہ مستحب ہے کہ سجدہ کی جگہ جسم اور پیروں کی جگہ سے نیچی ہو کیونکہ سجدہ کرنے اور سر رکھنے کی جگہ کا نیچے ہونا بھی خدا کے سامنے خضوع و خشوع کی دلیل ہے

۲۔ اسی طرح یہ بھی مستحب ہے کہ سجدہ کی حالت میں ناک خاک آلودہ ہو کیونکہ یہ خدا کے سامنے تواضع اور فروتنی کی بہت بڑی دلیل ہے۔ لہٰذا زمین یا گارے کے سوکھے ٹکڑے پر سجدہ کرنا اس چیز سے جس پر سجدہ جائز ہو، سجدہ کرنا افضل اور بہتر ہے کیونکہ جسم کے تمام مقامات سے افضل مقام پیشانی کو خشوع و خضوع کے لئے اور اس کی عظمت کے سامنے اپنے آپ کو حقیر و ذلیل ظاہر کرنے کے لئے زمین پر رکھتا ہے لیکن انسان سجدہ کی حالت میں اپنی پیشانی کو اگر قیمتی جانماز یا سونے چاندی جیسی قیمتی دھاتوں یا قیمتی کپڑے پر رکھے تو یہ چیزیں تواضع اور خشوع و خضوع کو کم کر دیتی ہیں اور بعض اوقات یہ چیزیں خداوند عظیم کے سامنے

اظہار عدم حقارت یعنی تکبر تک پہنچا دیتی ہیں۔ ایسی صورت میں اس چیز پر سجدہ کرنا جو خدا کے سامنے انسان کی فروتنی اور تواضع کو بڑھائے کیا اس کو شرک و کفر سمجھا جا سکتا ہے؟ (ہرگز نہیں)

اور ایسی چیز پر سجدہ کرنا جو تقرب الٰہی میں خشوع و خضوع کو دور کر دے اسکو سجدہ سے تعبیر کیا جا سکتا ہے (نہیں) وہ جھوٹ ہے پھر انہوں نے پوچھا کہ شیعہ جس مٹی پر سجدہ کرتے ہیں اس پر لکھا گیا ہوتا ہے تو میں نے ان کو جواب دیا:۔

۱۔ پہلے تو یہ کہ ایسا نہیں ہے کہ خاک شفا (کی ہر سجدہ گاہ) پر کچھ لکھا ہو اس لئے کہ خاک شفا کی ایسی (سجدہ گاہیں) بہت ہیں جن پر ایک حرف بھی نہیں لکھا ہوتا۔

۲۔ بعض پر سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی وَبِحَمدِہٖ لکھا ہوتا ہے اور جس سے ذکر سجدہ کی طرف ایک اشارہ ہوتا ہے۔ اور بعض پر یہ لکھا ہوتا ہے:۔

هذه التربة منخذه من   یہ مٹی زمین   کربلائے مقدس

تراب ارض کربلا المقدسه   سے لی گئی ہے۔

میں آپ کو آپ کے علم و فضل کی قسم دیتا ہوں کیا اس میں کوئی مضائقہ اور خرابی ہے اور یہ بات شرک شمار ہو سکتی ہے یا یہ تحریر اس مٹی کو مٹی ہونے سے خارج کر دیتی ہے جس پر سجدہ جائز ہے انہوں نے کہا نہیں بالکل نہیں پھر انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ کربلا کی مٹی میں ایسی کونسی خصوصیت ہے کہ جس وجہ سے اکثر شیعہ حتی الامکان صرف اسی مٹی پر سجدہ کرتے ہیں۔ میں نے جواب دیا کہ اس میں راز یہ ہے کہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے (جسکو علامہ کاشانی نے اپنی کتاب مصابیح الجنان میں بحوالہ کامل ابن قولویہ ۳۰۰ھ میں لکھا ہے)

السجود علی التربة الحسینة   خاک کربلا پر سجدہ کرنا ساتوں آسمانوں کو

يخرق السموات السبع ۔   پھاڑ دیتا ہے۔

یعنی خاک شفاء پر سجدہ کرنے سے نماز قبول ہوتی ہے اور آسمان پر پہنچ جاتی ہے اور یہ صرف اس وجہ سے کہ کربلائے معلیٰ کو جو فضیلت حاصل ہے

Marfat.com

وہ کسی دوسری مٹی کو نصیب نہیں - پھر انہوں نے مجھ پر اعتراض کرتے ہوئے کہا کیا کربلا کی مٹی پر سجدہ کرنا خدا کے نزدیک نماز کو مقبول بنا دیتا ہے - خواہ باطل ہی کیوں نہ ہو - میں نے ان سے کہا کہ شیعوں کا کہنا ہے ، جس نماز میں شرائط صحت میں سے ایک شرط بھی نہ ہو تو وہ نماز باطل اور غیر مقبول ہے لیکن جس نماز میں صحیح ہونے کی سب شرائط موجود ہوں وہ بھی کبھی خدا کے نزدیک قبول ہوتی ہے اور کبھی قبول نہیں ہوتی یعنی ایسی نماز پر ثواب کچھ نہیں ملتا جب کہ تربت حسینیہ (خاک شفاء) پر صحیح نماز ادا کی جائے تو وہ عنداللہ قبول ہوتی ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے - نماز کا صحیح ہونا اور بات ہے اور عنداللہ قبول ہونا اور چیز ہے -

پھر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا کربلائے معلّٰی کی زمین مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی زمین سے افضل و اشرف ہے کہ اس پر سجدہ کرنا افضل ہے میں نے جواباً کہا کہ (اگر ایسا ہو تو اس میں) رکاوٹ کیا ہے انہوں نے کہا جب سے آدم علیہ السلام زمین پر اترے ہیں اس وقت سے مکہ کعبہ کی زمین ہے اور مدینہ منورہ کی زمین رسول اعظم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے سینہ سے لگائے ہوئے ہے - (تمہارے حساب سے تو) مکہ اور مدینہ دونوں کی زمین مرتبہ میں کربلا کی زمین سے کمتر ہو جائے گی اور یہ عجیب بات ہوگی کیا حسین ابن علی علیہ السلام اپنے نانا حضرت رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے افضل ہیں -

میں نے کہا ہرگز نہیں حسین بن علی علیہ السلام کی عظمت و بزرگی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت و بزرگی کی وجہ سے ہے اور حسین علیہ السلام کا شرف رسول خدا کے شرف کی وجہ سے ہے اور حسین علیہ السلام کا درجہ اور مرتبہ خدا کے نزدیک جو ہے وہ اس وجہ سے ہے کہ حسین ابن علی علیہ السلام امام کی حیثیت سے اپنے نانا کے دین پر گامزن رہے حتیٰ کہ اسی دین کی خدمت میں شہید ہو گئے جس کی عزت و منزلت رسول اللہ کے عزت و منزلت کا ایک جزو

Marfat.com

ہے یعنی حسین علیہ السلام اور اس کے اہلبیت علیہم السلام اور اصحاب و انصار سب دین اسلام کو قائم کرنے، اسلام کی بنیادوں کو مضبوط بنانے اور نفسانی خواہشات کے بندوں کا کھلونا بننے سے بچانے اور حفاظت کرنے میں شہید ہوئے ہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ نے اسی شہادت کے عوض امام حسین علیہ السلام کو تین چیزیں عنایت فرمائی ہیں۔

۱۔ قبر امام حسین علیہ السلام کے نیچے دعا کی مقبولیت۔

۲۔ امام حسین علیہ السلام کی ذریت میں امام مقرر فرمائے

۳۔ ان کی قیام گاہ کربلا کی مٹی میں شفا۔ امراض کی خاصیت

اور خداوند عالم نے کربلا کی مٹی کو یہ عظمت اس واسطے دی ہے، کہ امام حسین علیہ السلام خدا کی راہ میں انتہائی دکھ، رنج و الم کے ساتھ قتل کئے گئے ہیں (تنہا نہیں بلکہ) ان کی اولاد، بھائی اصحاب سب قتل کر دیئے گئے اور اہل حرم کو قیدی بنایا گیا اور دیگر طرح طرح کے مصائب سب دین کی خاطر ان پر آتے رہے۔ ایسی صورت میں کونسا مانع اور کیا رکاوٹ پیش آتی ہے یا زمین کربلا کو تمام خطہ ہائے زمین حتیٰ کہ مدینہ منورہ کی زمین پر بھی فضیلت دی جائے تو کیا اس سے امام حسین علیہ السلام اپنے جد بزرگوار جناب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے افضل ہو جائیں گے؟ (ہرگز نہیں) بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے کیونکہ تربت حسین (زمین کربلا) کی تعظیم کرنا امام حسین علیہ السلام کی تعظیم ہے اور امام حسین علیہ السلام کی تعظیم ان کے جد بزرگوار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اللہ تعالیٰ کی تعظیم ہے تو ان میں سے ایک صاحب اٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے چہرے پر خوشی اور بشاشت نمایاں تھی انہوں نے میری بہت مدح و ثنا کی اور کہنے لگے میرے سردار آپ کے یہ افادات صحیح ہیں یہ کہنے کے بعد انہوں نے مجھ سے شیعہ مذہب کی کچھ کتابیں طلب کیں اور کہنے لگے کہ میں تو یہ خیال کرتا تھا کہ شیعہ لوگ امام حسین علیہ السلام کو ان کے جد بزرگوار جناب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے بھی افضل سمجھتے ہیں اور میں نے اب حقیقت واقعہ کو سمجھ لیا ہے اور اس لطیف مناظرہ اور پاکیزہ

خیالات پر میں آپ کا شکر گزار ہوں جن کا توشہ اور زادِ راہ ہمیں عنایت کیا ہے اور اب عنقریب میں زمین کربلا کا ایک ٹکڑا اپنے ساتھ رکھوں گا تاکہ جہاں کہیں نماز پڑھوں میں اسی پر سجدہ کروں جیسا کہ میں (اب تک) بالخصوص کربلا کی مٹی کے علاوہ دوسری چیزوں پر سجدہ کرنے کی اشاعت کرتا رہا ہوں۔ پھر میں نے کہا کہ آپ کا یہ کہنا کہ شیعوں کا امام حسین علیہ السلام کی تعزیہ داری کرنا ایک بدعت ہے تو یہ بات بھی بالکل غلط اور مبنی بر فساد ہے۔ میری سمجھ میں نہیں آتا کہ شیعہ شہید حق و انسانیت امام بن امام فرزند رسول جان زہرا و بتول سید الشہداء ابو عبد اللہ امام حسین علیہ السلام کی عرش کو ہلا دینے اور خلائق میں ہیجان پیدا کر دینے والی مصیبتوں پر عزاداری کرتے ہیں تو آپ شیعوں کو اذیتیں کیوں دیتے ہیں حالانکہ و شہادت امام عالی مقام) اتنا شدید خوفناک حادثہ ہے کہ عالم اسلامی و غیر اسلامی میں نہ اس سے پہلے کسی نے قدم رکھا ہے اور نہ اب کوئی پہنچ سکتا ہے اس لیے ان کی عظیم مصیبت تمام امت اسلامیہ پر چھا گئی تھی یہاں تک کہ جنات اور پرند چرند سب متاثر ہوئے آپ کتب مقاتل کا مطالعہ کریں آپ کو پتہ چل جائے گا۔

اور آپ لوگوں میں بعض حضرات یہ اعتراض کرتے ہیں کہ حادثہ کربلا کو تقریباً تیرہ چودہ سو سال گزر چکے ہیں۔ واقعہ کو بہت زیادہ عرصہ گزر چکا ہے۔ اب اس رونے پیٹنے، سینہ کوٹنے اور زنجیریں مار کر خون بہانے سے کیا فائدہ ہے۔

آپ لوگوں کو معلوم ہونا چاہیئے کہ شیعوں کا یہ عمل (کئی وجوہ سے) بالکل صحیح اور درست ہے۔

۱۔ اگر شیعہ قوم امام حسین علیہ السلام کی یادگار برابر مناتی نہ رہتی اور قائم نہ رکھتی تو آپ لوگ (اس زمانہ میں) اس سے بالکل انکار کر دیتے۔ جیسا کہ روزِ غدیر کا انکار کر دیا ہے حالانکہ حدیث واقعہ غدیر بالکل مشہور و معروف ہے جس کا موافق و مخالف سب نے اعتراف اور اقرار کیا ہے اور اس کو ایک سو اسی (۱۸۰) صحابیوں سے زیادہ نے روایت کیا ہے جس میں بدری اور غیر بدری

Marfat.com

سب صحابہ شامل ہیں اور تابعین نے تو بہت زیادہ روایت کیا ہے اور شیعہ یہ کوئی انوکھی چیز پیش نہیں کرتے۔

۲۔ ابوعبداللہ حسین علیہ السلام کی یاد منانے میں شیعوں نے اپنے معصوم اماموں کی پیروی کی ہے۔ اگر آپ لوگ شیعوں کی کتابوں کی واقفیت رکھتے ہوتے تو ہم پر یہ اعتراض بالکل نہ کرتے۔ شرف الدین کی کتاب مقدمۃ المجالس الفاخرہ، اور محسن الامین العاملی کی کتاب اقناع الائم علی اقامۃ المآتم کی طرف آپ کی نگاہ موڑنا چاہتا ہوں۔ خدا ان بزرگوں پر اپنی رحمت نازل کرے۔ ان دونوں کتابوں میں ایسے دلائل موجود ہیں جو ان سب (اعتراضات کے جواب) کے واسطے کافی ہیں نیز سید کاشانی کی کتاب مصابیح الجنان کا صفحہ ۵۷۶ پر بھی نظر ڈالیں جہاں وہ فرماتے ہیں۔ مسلمانوں کے واسطے مناسب یہ ہے کہ جیسے ماہ محرم آئے وہ حزن و ملال کا لباس پہن لیں اور سید الشہداء حضرت امام حسین علیہ السلام اور انکے اہلبیت علیہم السلام اور ان کے اصحاب انصار پر جو ظلم وجور اور زیادتیاں واقع ہوئی ہیں ان کی یاد منانے کے واسطے مجلس و ماتم قائم کریں اور یہ ایسی بات ہے جس کی طرف دعوت اور اس کی طرف ترغیب اس بنا پر دی گئی ہے کہ یہ شعائر اللہ کی تعظیم ہے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی تعمیل اور آئمہ معصومین کی پیروی ہے اور اس بات پر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آٹھویں وصی امام علی بن موسی الرضا سے وارد شدہ روایت دلالت کرتی ہے انہوں نے فرمایا کہ میرے والد بزرگوار جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتویں وصی ہیں (ان کا یہ دستور تھا کہ) جیسے ہی ماہ محرم آیا پھر وہ کبھی ہنستے مسکراتے نظر نہیں آتے اور ماہ محرم کا غم و الم ان پر نمایاں رہتا تھا۔ الخ

اس حدیث سے ہر اس چیز کا جس کو غم و الم میں کوئی دخل ہو اور کسی فعل حرام پر وہ مشتمل نہ ہو رجحان ثابت و مستفاد ہوتا ہے۔ پھر سید کاشانی نے فرمایا حضرت سید الشہداء پر عزاداری اور ان پر آنسو بہانا بالخصوص محرم کے پہلے عشرہ

Marfat.com

میں مستحب ہے کیونکہ حضرت سید الشہداء علیہ السلام پر گریہ کرنا اور رونا ایک مطلوب نیکی اور ایک قسم کی سعادت ابدیہ ہے اور خداوند عالم تک حصول قرب کا ذریعہ ہے۔

عزاداری سید الشہداء کے ثبوت رجحان کے واسطے وہ احادیث کافی ہیں جو حجج طاہرہ سے منقول و مروی ہیں اور وہ بہت زیادہ ہیں ہم آپ کو ان احادیث کے ماخذ و منابع کے سپرد کرتے ہیں (وہاں تک کہ میسر فرمایا کہ) اور جو لوگ شیعوں پر عزاداری کی وجہ سے عیب لگاتے ہیں تو ان کی بات کی پرواہ نہیں کرنی چاہیئے کیونکہ یہ لوگ راہ انصاف اور صراط مستقیم سے ہٹ گئے ہیں۔ باوجودیکہ آئمہ سلف و عترت طاہرہ اہلبیت علیہم السلام کی احادیث متواترہ کثیرہ کی یہ نصوص موجود ہیں اور خاص آئمہ اہلبیت عترت طاہرہ علیہم السلام و پیغمبر خدا کی چھوڑی اور بتائی ہوئی ثقلین میں سے ایک ہیں جن کے ساتھ تمسک رکھنے سے کوئی گمراہ نہیں ہو سکتا علاوہ ازیں عزاداری سید الشہدا کرنے میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور ان کے وصی امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آنحضرت ص کی صدیقہ و طاہرہ بیٹی فاطمہ الزہراء کے ساتھ مواسات اور ایک قسم کی ہمدردی ہے۔ اور تمام فرقہائے اسلامیہ اختلاف مذاہب کے باوجود اس بات پر متفق ہیں کہ دوستوں اور بزرگوں کی وفات اور چھٹنے پر غمزدہ اور اندوہگین ہونا جائز ہے، اور ان کی سیرت عملیہ اسی طریقہ پہ جاری و ساری رہی ہے اور سب کا اس پہ اجماع ہے اور تمام اسلاف اسی طریقہ پر چلتے آئے ہیں اور ان حضرات علی کے افعال و اقوال سے بھری ہوئی بڑی بڑی کتابیں ان کی شہادت دے رہی ہیں۔ خواہ آئمہ عترت و اہلبیت علیہم السلام ہوں یا دیگر آئمہ مذاہب مسلمین اس مسئلہ میں سب یکساں ہیں اور جو شخص ان کی کتابوں کی طرف رجوع کریگا وہ اس موضوع پر دہشت انگیز نصوص بکثرت ان کتابوں میں پائے گا۔ چونکہ ہم نے عقلی و نقلی ایسے دلائل بہت زیادہ پائے ہیں۔ لہذا سید الشہداء ریحانہ رسول امام حسین علیہ السلام کے مصائب و تکالیف کی یاد کی ہم تجدید کرتے ہیں اور شاد و

Marfat.com

نادر اور بے وزن اور بے حقیقت اقوال و روایات کی پرواہ کئے بغیر اللہ تعالیٰ سے اس کام کے ثواب اور رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے بروز قیامت شفاعت کے امیدوار بن کر اسے یادگار کو ہم تازہ رکھتے ہیں۔ علامہ کاشانی کی کتاب مصابیح الجنان کا مضمون یہاں ختم ہوا۔

اے برادران اسلام! شیعہ قوم (گریہ و بکا کرنے میں) اپنے سلف صالح کی اقتداء کرتے ہیں کیونکہ حدیث معتبر و ماثور میں وارد ہوا ہے کہ حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین (علیہ السلام) مع اپنے اہلبیت دمشق کی قید سے رہا ہو کر عراق کی راہ لی اور کربلا واپس پہنچے تو انہوں نے اور سب ہمراہیوں نے امام حسین علیہ السلام پر گریہ و بکا کیا تو پھر ایسے نیک کاموں میں شیعوں پر کیا اعتراض اور قدغن ہے جو اللہ اور اس کے رسول و اہلبیت (علیہ السلام) کو پسند ہوں لیکن تم لوگوں پر جو ایک سخت اعتراض ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ لوگوں نے آزاد کردہ غلام اور آزاد کردہ غلام کے بیٹے معاویہ کے فرزند یزید کی بدعت کو تھام لیا ہے کیونکہ وہ ہر سال محرم کے پہلے عشرہ میں عید مناتا تھا اور اس میں خوشیاں اور ہر قسم کی زیبائش کرتا تھا اور اس میں پارسیوں کی عید کے لوازمات عمل میں آتے تھے اور ان ایام کو عید النصر اور عید الفوز کہتا تھا اور اس کی بدترین ایک اور بدعت بھی تھی۔ جو اس کی طبیعت کی برائی اور خباثت و دنائت کی دلیل ہے اور وہ یہ ہے کہ اس ملعون نے ایک فاجرہ اور بدکارہ عورت کو منگایا جو یزید کی دادی عتبہ کی بیٹی ہند کے صفات فسق و فجور کی پوری شبیہ و تصویر تھی۔ یزید ملعون اپنے شجرہ ملعونہ کے ذلیل افراد کو اکٹھا کرتا، ناچ گانے کے آلات اور اس کے دیگر تمام لوازمات کو منگاتا تھا، اور پھر محفل موسیقی جمتی تھی اور ہر زناکار اور بدچال عورت ناچنے کھڑی ہو جاتی، اور یہ ملعون اس کو حاجی زینب کہتا تھا اور اس سے یہ ملعون اس بدکار عورت کو دختر رسول کی عقیلہ طاہرہ کربلا کی بہادر اور باہمت معظمہ زینب الکبریٰ سے تشبیہ دینا چاہتا تھا۔ اے مسلمانو! خدا کے لئے انصاف کرو کہ کونسا فریق امن کا زیادہ حقدار ہے

Marfat.com

لہٰذا آپ شیعوں کو ان کے حال پر چھوڑ دیجئے کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اسلام کا تہترواں فرقہ اسی گروہ کو قرار دیا ہے (جو ناجی ہے) اسی بنا پر ہم نے سنی مذہب کو چھوڑ کر شریف مذہب شیعہ (کے حلقہ بگوش ہو کر) اس کو اپنے گلے لگا لیا ہے۔

جب میں اس مقام پر پہنچا تو تمام اہل مجلس نے میرا شکریہ ادا کیا اور سب حاضرین مجلس پکار اٹھے کہ ہم یہ نہیں جانتے تھے کہ مذہب شیعہ ایسا ہے بلکہ ہم تو یہ سنا کرتے تھے کہ شیعہ لوگ ناحق پر ہیں بلکہ لوگ کافر، مشرک اور فاجر کہتے ہیں تو میں نے کہا کہ نہیں ایسا نہیں بلکہ شیعہ تو ایسے ہیں جیسے میں نے آپ کو بتایا، اور شیعہ مذہب کی حقیقت سے آپ ان کی کتابیں پڑھ کر واقف ہوں گے۔

درحقیقت گناہ اور قصور تو آپ لوگوں کا ہے کہ آپ شیعوں کی کتابوں سے واقفیت حاصل نہیں کرتے۔ اور یہ سب باتیں کیوں ہوئی ہیں میں بتاتا ہوں۔

شیعیان ابرار متبعین رسول مختار و دوستداران امیرالمومنین و عترت اطہار علیہم السلام پر جو تہمتیں لگائی گئی ہیں ان کا کوئی وجود ہی نہیں اور یہ نرے جھوٹ کے پلندے اکابر گھڑ کر نام نہاد مسلمانوں نے جو در اصل مسلمانوں کے دشمن اور گناہ کے جیسے ہیں انہوں نے یہ بہتان شیعوں پر تھوپے ہیں۔ آپ لوگوں پر فرض ہے کہ ہمیشہ حقیقت کو ہیں اور حقیقت و واقعہ کی چھان بین کئے بغیر شیعوں کے خلاف کہی جانے والی ہر بات کو نہ مان لیا کریں اور ہمیں آپ لوگوں سے یہی امید ہے۔ پھر یہ لوگ کھڑے ہوئے اور سب نے مجھ سے رخصت لی اور اپنے اپنے مقام پر چلے گئے حالانکہ یہ لوگ سخت غیظ و غضب میں آئے تھے (مگر) خوش و مسرور ہو کر واپس گئے اور انجام کار مجھے بعض موثق ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ ان لوگوں میں سے بعض نے مذہب شریف، مذہب اہلبیت علیہم السلام اختیار کر لیا۔ اور میں خدا کی اس نعمت کبریٰ یعنی مودت اہل بیت علیہم السلام پر خدا کا شکر ادا کرتا ہوں۔

Marfat.com

بہتان وافترا کا (عجیب) واقعہ

۱۳۷۳ھ ماہ ربیع الاول بروز پنجشنبہ

ربیع الاول ۱۳۷۳ھ بروز پنجشنبہ شہر حلب میں اپنے کتبخانہ کے اندر میں بیٹھا ہوا تھا کہ اچانک دو شخصوں نے مجھ سے اندر آنے کی اجازت مانگی۔ میں نے فوراً اجازت دے دی وہ دونوں اندر آئے۔ علیک سلیک اور خوش آمدید جب دونوں اطمینان سے بیٹھ گئے میں نے ان کو غور سے دیکھا تو مجھے دونوں شکستہ دل اور بہت غمگین نظر آئے۔ میں نے کہا بھائی یہ تمہاری کیا حالت ہے، (پریشان کیوں ہو) تو ایک نے دوسرے سے کہا کہ جناب شیخ صاحب کے سامنے بیان کرو، چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا:۔

یہ تو جناب پر مخفی نہیں ہونا چاہیے کہ میں یونیورسٹی (جامع ازھر) کا ایک طالب علم ہوں اور دو سال سے میں نے مذہب اہلبیت علیہم السلام اختیار کر لیا اور یہ سعادت مجھے شیعوں کی کتابیں پڑھنے خاص طور پر عالم جلیل شرف الدین کی کتاب المراجعات کے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔

گذشتہ روز ہم یونیورسٹی میں پروفیسر سے پڑھ رہے تھے کہ انہوں نے شیعوں پر طعن وتشنیع کا موڈ اختیار کر لیا اور شیعوں پر سب وشتم کرنے لگے اور ان کو برا بھلا کہنے لگے اور انہوں نے مذہب اہلبیت علیہم السلام کی طرف ناقدانہ رخ کیا اور شیعوں کے متعلق سخت بداخلاقی کا رویہ اختیار کیا اور ان پر اندھا دھند برس پڑے جس میں ذرہ بھی لوچ اور نرمی نہیں تھی اور انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ میں شیعہ ہوں چنانچہ جو کچھ انہوں نے کہا اس میں سے ایک بات یہ بھی تھی۔

شیعوں کی جتنی حدیثیں ہیں وہ سب بالکل جھوٹ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر افترا ہے اور پھر شیعوں پر بہتان لگایا چنانچہ انہوں نے کہا:۔

۱۔ شیعہ نو بیویاں بیک وقت رکھنا جائز سمجھتے ہیں اور دلیل میں یہ آیت

Marfat.com

فانکحوا ما طاب لکم من النساء   اور عورتوں میں سے جو تم کو پسند آجائیں دو دو
مثنیٰ و ثلاث و رباع ۔   تین تین، چار چار سے تم نکاح کرو۔
۲۔ اور وضو میں وہ پیروں کے دھونے کے بجائے مسح کرتے ہیں لہذا انکی نماز باطل ہے
۳۔ وہ عائشہ رض پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔
۴۔ خدا اور رسول پر جرأت کرتے ہوئے صحابہ پر ظلم کرتے ہیں۔

مجھ پر تو سکتہ سا طاری ہوگیا اور اس تکلیف دہ خبر نے مجھے سخت بے چین کیا۔ میں نے کہا سبحان اللہ اہلسنت کا یہ کسقدر اندھا تعصب ہے۔ یہ جھوٹ اور بہتان وافتراءات کا شیعیان ابرار کو نشانہ کیوں بناتے ہیں اور ان (بے بنیاد باتوں) سے شیعوں کو رسوا کیوں کرتے ہیں (امی یہ بنا) پھر میں نے اس جاہل دشمن پروفیسر کو جواب دینا شروع کر دیا اور میں نے بطور اختصار ان کو لکھا: اے اس نئی صدی اور نئی نسل کی تہذیب کے ذمہ دار راہنما استاد کیا اسی طرح آپ اپنے طلاب کو مہذب بناتے ہیں اور ان کو جھوٹ کے پلندوں کی تعلیم دیتے ہیں اور ایسی بد اخلاقیوں سے آپ انکو آمادہ کرتے ہیں جو مسلمانوں میں پھوٹ کا سبب بنیں۔ مجھے یہ خبر پہنچی ہے روز گزشتہ یونیورسٹی میں آپنے طالب علموں کے سامنے جوابات دیتے ہوئے شیعیان ابرار اور نبی مختار اور ان کے وصی حیدر کرار کے متبعین پر اعتراضات کیے ہیں اور یہ سب آپ کے مذہب شریف امامیہ شیعہ کے ناواقف ہونے کی وجہ سے ہے چنانچہ آپنے یہ کہا ہے کہ شیعوں کی سب احادیث جھوٹی ہیں اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یہ افتراء ہے اور آپ نے شیعوں پر خوب بہتان لگائے ہیں۔ چنانچہ آپ نے یہ کہا ہے کہ شیعہ یک وقت نو بیویوں کو رکھنا جائز سمجھتے ہیں اور آیت فانکحوا (الخ) سے استدلال کرتے ہیں۔

اور وضو میں پیروں کو دھونے کے بجائے ان پر مسح کرتے ہیں لہذا ان کی نماز باطل ہے اور (یہ بھی کہا ہے کہ) عائشہ پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں۔
اور یہ بھی کہا شیعہ خدا اور رسول پر جرأت کرتے ہوئے صحابہ پر ظلم کرتے ہیں۔

Marfat.com

اے استاد آپ سے سخت تعجب ہے حالانکہ آپ مدعی ہیں کہ آپ دوسرے لوگوں کو تہذیب و ہدایت دینے والے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہلبیت طاہرین علیہ السلام کی پیروی کرنے والے کروڑوں مسلمانوں پر آپ جو اس قسم کا بدترین اندھا دندھ ظلم کرتے ہیں تو جس دن حلق تک پہنچ چکے ہوں گے (یعنی قیامت کے روز) جب آپ خدا کے سامنے پیش ہوں گے۔ تو اس وقت خدا کو (ان بہتانوں کا) کیا جواب دیں گے (آخر) آپ نے ان مسلمانوں کی غیبت کی ہے اور ان پر جھوٹی تہمت کیوں لگائی ہے اور اپنی اس بیہودہ گوئی سے اپنے آپ کو ذلیل کیا ہے۔ آج کا زمانہ روشنی کا زمانہ ہے (اس روشنی کے دور میں) ہر شخص جانتا ہے کہ آپ نے جھوٹ بولا ہے اور افترا پردازی کی ہے بطور اختصار آپکے جھوٹ اور افترا کا جواب ارسال ہے۔

۱۔ آپ کا یہ کہنا کہ شیعوں کی سب حدیثیں رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ اور بہتان ہے سو

پروفیسر صاحب یہ امر ایسا نہیں ہے جیسا کہ آپ گمان کر رہے ہیں، بلکہ معاملہ اس کے برعکس ہے شیعوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک عترت اہلبیت علیہ السلام سے علم حاصل کیا ہے۔ اور انہوں نے نبی وآل نبی کے صاف ستھرے آب زلال سے اپنی علمی پیاس بجھائی ہے۔ جنکو خداوند عالم نے کما حقہ، ہر قسم کی نجاست اور پلیدی سے پاک صاف رکھا ہے۔ شیعوں کے مذہب میں اہلبیت علیہ السلام کے سوا اور کسی بیرونی شخص کو کوئی دخل نہیں۔ اور جیسے اور جو عیب و الزام آپ نے شیعوں پر لگائے ہیں وہ سب (ان کے بجائے) آپ لوگوں کے اندر موجود ہیں۔ آپ لوگوں کے راویوں کے حالات سب کو معلوم ہیں۔ مثلاً ابو ہریرہ، ثمرہ بن جندب، عمران بن حطان جو خوارج کا سردار تھا اور عمرو بن عاص اور مروان، مغیرہ بن شعبہ اور ان کے علاوہ دیگر شاطر جھوٹے (ان سب کی حقیقت معلوم کرنے کے لئے) علامہ امینی کی کتاب الغدیر ملاحظہ کیجئے

Marfat.com

موصوف نے امت محمدیہ کو ان حدیث کے گھڑنے والوں کا پورا تعارف کرایا ہے۔
۲۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ شیعہ ظاہر آیت پر عمل کرتے ہوئے نو بیویاں بیک وقت رکھنا جائز سمجھتے ہیں تو اس کا جواب یہ ہے۔ شیعہ اس بات سے کہیں اعلیٰ و ارفع ہیں، کہ اپنی روشن عقلوں کے ہوتے ہوئے بیوقوفی کرکے اس قسم کی خرافات اور بکواس کی طرف رخ کریں چنانچہ شیعہ آیۃ الکریمہ کے اسی حکم پر عمل کرتے ہیں جو آیت کریمہ نے امت اسلامیہ کے لئے مباح قرار دیا کہ وہ بیویوں میں اگر عدل و انصاف کی طاقت استطاعت رکھتے ہیں تو وہ چار تک کر سکتے ہیں اور اگر عدل کی استطاعت وہ نہیں رکھتے تو ایک سے زیادہ نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور بیویوں میں اگر عدل و انصاف قائم رکھنے کی طاقت و استطاعت رکھتا ہے تو پھر دو اور اسی طرح زیادہ چار تک کر سکتا ہے اور آیت مذکورہ فانکحوا ما طاب لکم من النساء کے معنی یہ ہیں کہ دو کرلو یا تین یا چار کرلو (اور بس) لہٰذا پانچویں کے ساتھ شادی کرنا جائز نہیں مگر یہ کہ ان میں سے کوئی ایک مرجائے یا طلاق دے دے (تو پھر اور سے نکاح کر سکتا ہے مگر) وہ اس وقت جب اس کا عدہ ختم ہو جائے (عدہ ختم ہونے سے پہلے نکاح کرنا جائز نہیں) یہ وہ بات ہے جس پر تمام علماء شیعہ کا اجماع ہے۔
۳۔ اور آپ کا یہ کہنا کہ شیعہ وضو کے وقت پاؤں پر مسح کرتے ہیں تو یہ صحیح ہے اور یہ وہ واجب حکم ہے جو کہ بندوں سے خدا کو مقصود ہے اور جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی عترت اہلبیت علیہ السلام میں سے معصوم آئمہ نے اس پر عمل کیا ہے۔ اور آئمہ علیہ السلام کے زمانہ سے لے کر آج تک شیعہ امامیہ اسی پر چلتے آئے ہیں اور قیامت تک اسی پر چلتے رہیں گے اور اپنے آئمہ معصومین علیہ السلام سے ہٹیں گے نہیں اور خدا کی طرف سے نازل شدہ اس مقدس کتاب پر عمل کرتے رہیں گے جس کے آگے پیچھے کسی طرف سے باطل نہیں آسکتا اور وضو کی آیت محکم آیت ہے اور محکم آیت وہ ہوتی ہے جس میں کبھی بھی اختلاف نہ ہو سکے۔ بجز اس شخص کے جس کے دل میں دو قسم کے علم ہوں جن میں ایک دوسرے کا مخالف ہو

Marfat.com

کیونکہ خدا کے نازل کردہ حکم میں اختلاف نہیں ہو سکتا اور اختلاف صرف اسی شخص سے پیدا کیا ہے جس نے قرآن کو ہر رطب و یابس ملانے والے چلتے پھرتے آدمی سے لیا ہے اور شیعہ آل بیت العصمت علیہ السلام کے بحور علوم کے آب زلال و خالص سے سیراب ہوئے ہیں آئمہ معصومین علیہ السلام کے فرامین کے خلاف جو بات آتی ہے تو دیوار پر دے مارتے ہیں۔ کہنے والا چاہے کوئی کیوں نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ کے فرمان پر ذرا نگاہ ڈالئے (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے)

یا ایھا الذین امنوا اذا قمتم الی الصلوٰۃ فاغسلوا وجوھکم وایدیکم الی المرافق وامسحوا برؤسکم وارجلکم الی الکعبین ۔	اے ایمان والو! جب نماز کے واسطے کھڑے ہو تو (پہلے) اپنے منہوں کو اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ اور سروں اور پیروں کا مسح ٹخنوں تک کرو۔

خداوند عالم اپنے بندوں کو ایک حکم کے واسطے مخاطب فرماتا ہے، کہ جب تم فریضہ نماز کو ادا کرنے کے واسطے کھڑے ہو تو جس طرح تم کو طہارت کرنا بتایا گیا ہے اس طرح طہارت کرو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ پہلے اپنے چہروں کو اور پھر اپنے ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوؤ۔ چنانچہ آیۂ مبارکہ دو عضو چہرہ و ہاتھوں کے دھونے اور دو عضو سر اور پاؤں کے مسح کرنے پر نص صریح ہے اور یہ دو جملے ہیں اور ان میں سے ہر ایک ایک علیحدہ جملہ ہے جس کو دوسرے جملے سے کوئی ربط اور واسطہ نہیں ہے۔

اعراب یعنی نحو کے قواعد سے زیر زبر اور باہمی ترکیب

اغسلوا فعل با فاعل وجوہ مضاف ک مضاف الیہ م علامت جمع یہ سب مل کر مفعول اغسلوا واو عاطفہ ایدیکم عطف برو جوھکم۔ وامسحوا فعل امر با فاعل حسب سابق بؤسکم میں ب حرف جار رؤس مضاف ک مضاف الیہ م علامت جمع رؤس سب مل کر م

مجرور (معطوف علیہ) اور الارجل معطوف بر رؤس
اگر لفظ الارجل (کے لام کو جر (یعنی لام کے زیر) کیساتھ پڑھیں تو الارجل کا عطف لفظ رؤس پر ہوگا اور اگر نصب (یعنی زبر) کے ساتھ پڑھیں تو عطف محل پر ہوگا کیونکہ اگر ب جار ہٹالی جائے تو رؤس کو نصب کے ساتھ پڑھا جائے گا (اور حالت نصبی یعنی مفعولی کی وجہ سے زبر پڑھا جائے گا۔

شیخ ابراہیم حلبی حنفی صاحب حلبی کبیر نے اس آیۃ مبارکہ کے بارے میں اپنی تفسیر میں یہ الفاظ لکھے ہیں۔

هذا وفي السبعة بالنصب	سات قرائتوں میں (لفظ الارجل کو) نصب اور جر
والجر والمشهور ان النصب	دونوں کیساتھ پڑھا گیا ہے اور مشہور یہ ہے نصب
بالعطف على الوجوه والجر	(کی صورت میں) لفظ وجوہ پر عطف ہوگا اور جر جوار
على الجوار "قال" والصحيح	یعنی رؤس کے قریب ہونے کی وجہ سے ہوگا۔
ان الارجل معطوفة على	مفسر فرماتے ہیں کہ دونوں قراتوں میں صحیح یہی ہے کہ
الرؤس في القرائتين ونصبها	ارجل کا عطف رؤس پہ ہے (چونکہ اس کا محل
على المحل وجرها على اللفظ	مفعول کا ہے اس لئے نصب پڑھا جائے گا،

اس لئے کہ ہر مفعول منصوب ہوتا ہے) اور جر ارجل لفظ رؤس پہ ہوگا (جسکی وجہ سے ظاہراً مجرور ہے)

علامہ ابراہیم مذکور فرماتے ہیں کہ یہ (مسئلہ محل وجوار اس وجہ سے پیدا ہوا کہ) منصوب پر عطف ہو نہیں سکتا اس لیے کہ معطوف علیہ اور معطوف کے درمیان ایک اجنبی جملہ (وامسحوا برؤسکم) آگیا ہے حالانکہ اصل قاعدہ نحوی یہ ہے کہ معطوف علیہ کے درمیان ایک لفظ مفرد بھی نہ آنے پائے تو جملہ تو بدرجہ اولیٰ ممنوع ہوگا اور فصیح عربی میں (حسب ذیل ترکیب کا جملہ) سننے میں نہیں آیا کہ

ضربت زيداً ومررت بعمرو	میں نے زید کو مارا اور میں عمر کے ساتھ گزرا
وبكراً	اور بکر کو مارا۔

انہوں نے کہا ہے کہ بکر کو زید پر عطف کیا ہو۔ لیکن کسی لفظ کے قریب

ہونے کی بنا پر جر بہت کم آتا ہے اور وہ بھی جب یہ لفظ ماقبل کی صفت واقع ہو، جیسے کسی عرب کا مقولہ ہے

جحر ضب خرب — گوہ کا گول سوراخ

لفظ خرب پر جری اعراب ضب کی صفت واقع ہونے کی وجہ سے ہے۔ یا پہلے لفظ کی یہ لفظ تاکید واقع ہو جیسے شاعر کہتا ہے :۔

یا صاح بلغ ذوی الحاجات کلھم — اے میرے ساتھی تمام ضرورتمندوں کو یہ خبر پہنچا دو کہ جب

ان لیس وصل اذا انحلت عری الذنب — ذیل قسم کے لوگ میدان میں اتر آئیں تو پھر کوئی حاجت پوری نہیں ہو سکتی

لفظ کلھم پر بقول فرا کے جری اعراب آیا ہے لیکن عطف نسق میں ایسا نہیں ہوتا کیونکہ عاطف۔ مجاورت کو روک دیتا ہے یہ ابراہیم حلبی الکبیر کا قول ہے۔ مذکورہ کتاب کے ص۱۵ پر ملاحظہ فرمائیں۔

اور بعد ازیں کچھ انکی مشہور کتاب حلبی الکبیر المتقی شرح کتاب منیۃ المصلی حنفی فقہ میں ہے اگر آپ چاہیں تو اس کی طرف بھی رجوع کریں۔

تفسیر کبیر رازی، تفسیر طبری، تفسیر خازن بغدادی وغیرہ میں مذکورہ آیہ مبارکہ کے ضمن میں جو کچھ لکھا ہے اس سے ہماری بات کو آپ صحیح اور درست پائیں گے اور وضو میں پیروں کو دھونے کے بجائے مسح کرنے کے واجب ہونے کے لئے بطور حجت و دلیل یہ کافی ہے۔

۲۔ ابن عباس نے روایت کیا ہے کہ وضو نام ہے دو دھلائیوں اور دو مسحوں کا اور نیز فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے وضو کو دو دھلائیوں اور دو مسحوں کی صورت میں عرض کیا ہے۔ دیکھتے نہیں ہو کہ خداوند عالم نے تیمم کا ذکر کیا ہے تو دو دھلائیوں کے بجائے دو مسح قرار دیئے ہیں اور دو مسحوں کو چھوڑ دیا ہے (کنز العمال جلد ۵ ص۳۱۰) ۔۔ موصوف ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں۔

یابی الناس الا الغسل و نجد فی کتاب اللہ المسح۔ — لوگ صرف دھونے کے قائل ہیں حالانکہ کتاب اللہ میں ہم مسح کا حکم پاتے ہیں۔

Marfat.com

(ابن ماجہ نے اپنے سنن میں ۔ ترمذی، ابوداؤد، نسائی نے اپنی صحاح میں سعید بن منصور نے اپنی سنن میں اور ابن ابی شیبہ وغیرہ بڑے بڑے علماء اہلسنت نے مسح کو روایت کیا ہے اور کنز الدقائق میں صفحہ ۱۰۳ پر بھی موجود ہے)

۳ شعبی نے کہا ہے

اما جبریل فقد نزل بالمسح علی القدمین ۔ الحدیث	جبریل تو دونوں پیروں پر مسح کا حکم لیکر نازل ہوئے (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۱۰۴)
۴۔ نزل القرآن بالمسح علی القدمین ۔ الحدیث)	قرآن دونوں پیروں پر مسح کا حکم لایا ہے۔ (کنز العمال جلد ۵ صفحہ ۱۰۴)

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ انہوں نے جناب رسول خدا کے وضو کی نقل کی تو انہوں نے اپنے دونوں پیروں پر مسح کیا

۵۔ طبرانی نے عباد بن تمیم سے انہوں نے اپنے والد سے نقل کیا ہے وہ کہتے ہیں

رأیت رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) یتوضی ویمسح علی رجلیہ ۔	میں نے جناب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو دیکھا کہ وضو کیا اور دونوں پیروں پر مسح فرمایا (شیخ محمد جمال الدین دمشقی کی کتاب المسح علی

الجوربین کے صفحہ ۱۹ کے آخر پر بھی یہی مضمون درج ہے)

۶۔ سرداران اہلبیتؑ سے جو روایات مروی ہیں وہ بیشمار ہیں ان میں سے ایک روایت وہ ہے جس کو الحسین بن سعید اھوازی نے فضالہ سے اور اس نے حماد بن عثمان اور غالب بن ہزیل سے روایت کیا ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے پیروں پر مسح کرنے کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے فرمایا:۔ ھو الذی نزل بہ جبرئیل (جبریل پیروں کے مسح لے کر آئے ہیں۔)

۷۔ احمد بن محمد کہتے ہیں کہ میں نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پیروں پر مسح کے متعلق سوال کیا کہ وہ کیسے کرنا چاہیئے:۔

Marfat.com

فوضع بکفہ علی الاصابع ثم مسحھما علی الکعبین ۔
تو آپ نے اپنے کف دست کو انگلیوں پر رکھا پھر دونوں کف دست سے ٹخنوں تک مسح کیا۔

مسح کے بارے میں دیگر آئمہ عترت طاہرہ علیہ السلام کی احادیث متواترہ وارد ہیں اور ثقلین (قرآن و اہلبیت علیہ السلام) کی نصوص مسح قدمین کے بارے میں بالکل واضح ہیں اور امامیہ مذہب کے لوگوں نے روز وجوب وضو سے مسح کرنا شروع کیا ہے پھر مسلسل اہلبیت علیہ السلام اور ان کے شیعوں سے (نقل ہوتا ہوا) آج تک چلا آتا ہے لہٰذا اب جو روایت بھی اس کے خلاف آئے گی اس کو دیوار پر مار دیا جائے گا۔ چاہے اس کا راوی کوئی بھی ہو اور چاہے لوگ اس کی توثیق بھی کر دیں۔ لہٰذا شیعہ مذہب کے لوگ احادیث گھڑنے والوں، آزاد شدہ غلاموں اور ان کی اولاد اور جاہل لوگوں سے روایات نہیں لیتے جیسے ابوہریرہ، ثمرہ بن جندب، عمران بن حطان، مغیرہ بن شعبہ، زیاد بن ابیہ، عمرو بن عاص، معاویہ، مروان وغیرھم کہ جن پر کسی طرح وثوق نہیں کیا جا سکتا کیونکہ یہ لوگ بدنیوش تھے اور از اول تا آخر صحابہ کی عدالت کے دعوے سے بالکل دھوکہ نہ کھانا کیوں کہ صحابہ سب تو عادل نہیں ہیں جیسا کہ گزر چکا ہے اور اگر تم شیعیانِ ابرار کی کتابوں کی طرف انصاف کے ساتھ غور کرو، اور اپنے آپ کو اندھی قسم کے تعصب اور گروہ بندی سے آزاد کر لو تو تم کو پتہ چل جائے گا کہ شیعہ ایسی سیدھی راہ (صراطِ مستقیم) پر گامزن ہیں جس میں کسی قسم کی کجی اور ٹیڑھا پن نہیں ہے۔ اسی وجہ سے دنیا کے حریص غرض مندوں کی جانب سے شیعوں پر طعن و تشنیع اور اعتراعات بہت زیادہ ہو گئے۔ لیکن پیروں کو دھونے والی احادیث دو حال سے خالی نہیں یا نرا افترا اور بہتان ہیں یا وہم کی پیداوار ہیں۔ اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وضو فرماتے اور پیروں پر مسح کر لیتے تھے پھر ٹھنڈک کے خیال سے اپنے دونوں پیروں پر پانی ڈالتے تھے اور یہ کہیں ثابت نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی پوری زندگی

Marfat.com

ہیں وضو کے اندر پیر دھوئے ہوں۔

اور ہم جب اپنے مخالفوں پر حجت قائم کرتے ہیں اور دلیل پیش کرتے ہیں تو کبھی نظافت وصفائی کا بہانہ کرتے ہیں اور کبھی اسراف کا عذر پیش کرتے ہیں کبھی عموم وخصوص کا چکر شروع کر دیتے ہیں اور کہتے ہیں

کل غسل مسح ولا عکس — ہر دھلائی مسح ہے اور ہر مسح دھلائی نہیں ہے

اور اس قسم کے دلائل مکڑی کے جالے سے بھی زیادہ کمزور ہیں۔ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گندے اور نجس پیروں پر مسح کرنے کا حکم دیتے تھے ایسی جہالت سے خدا کی پناہ ہے یا رسول خدا کو عموم وخصوص کا علم نہیں تھا یہاں تک کہ تین صدی کے بعد کچھ لوگ ہمارے پاس آئے اور طرح طرح کے مذاہب پر چل پڑے اور اس میں طرح طرح کی باتیں بنانے لگے اور لوگوں کو اس راہ پر لگانے لگے کہ نعوذ باللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غلطی کی یا رسول خدا دین کو ناقص چھوڑ گئے تھے لوگوں نے اس کو مکمل کیا یا دین میں کچھ اضافہ کیا اور دین کی اصلاح کی نعوذ باللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم یہ ہیں دلائل مخالفین کے و لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔

لیکن حدیث ویل للاعقاب من النار (ٹخنوں کے واسطے جہنم ہے)۔ اگر حدیث صحیح بھی فرض کرلی جائے (حالانکہ صحیح نہیں ہے) تب بھی مخالفین کے خلاف دلیل ہے ان کے حق میں نہیں ہے کیونکہ حضرت نے (اگر بالفرض کہا ہے تو) ویل للاعقاب من النار) فرمایا ہے ویل لمن لم یغسل (اس کے لئے ویل ہے جس نے ٹخنوں کو نہ دھویا) نہیں فرمایا یہ تو خود اس بات کی رہنمائی ہے کہ پیروں کی نجاست پر مسح جائز نہیں ہے۔

ہمیں یہ حق ہے کہ اس کے راوی عبداللہ بن عمرو بن عاص جس کے اپنے اور اس باپ کے حالات مشہور ہیں یہ پوچھیں اور کہیں کہ اگر پہلے مسح نہیں تھا تو پھر تم نے مسح کو کہاں سے سمجھا کیونکہ یہ عبداللہ ان الفاظ میں حدیث کو روایت کرتا ہے۔

Marfat.com

غزونا مع رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) فسبقناہ فارهقنا صلوٰۃ العصر فاخذنا نتوضی ونمسح فادرکنا رسول اللہ فقال ویل للاعقاب من النار ثلاثاً۔	ہم جہاد کے واسطے جناب رسولِ خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ نکلے اور ہم آنحضرتؐ سے پہلے (قیامگاہ پر) پہنچ گئے ہم نے نماز عصر میں تاخیر کی وضو کیا (وضو میں) ہم نے مسح کیا اتنے میں رسول خدا ہمارے پاس پہنچ گئے (ہمیں جو مسح کرتا دیکھا تو) تین بار فرمایا ٹخنوں کے واسطے جہنم کا درجہ ویل ہے۔

روایت میں من گھڑت ہونے کے آثار کئی وجوہ سے نمایاں ہیں :۔

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلق عظیم کے درجہ پر فائز ہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام بلاغت نظام انک لعلی خلق عظیم کے الفاظ کیساتھ آنحضرت کی توصیف فرمائی ہے پیغمبر بدخلق سخت دل نہیں تھے پھر وہ ان لوگوں کو جہنم کی دھمکی کیسے دے سکتے ہیں درانحالیکہ ان لوگوں کو منسوخ کا علم نہیں تھا۔ کیونکہ یہ لوگ کہتے تو یہ ہیں نا کہ جبریل پیروں کے دھونے کا حکم لے کر نازل ہوئے تھے۔ یہ بات صحیح نہیں ہے اس لئے کہ اس حدیث کو ایک راوی نے روایت کیا ہے اور حدیث احاد قرآن اور کسی بھی مضبوط مستحکم حکم کو منسوخ نہیں کرسکتی جیسے آیت وضو ہے۔

۲۔ راوی کہتا ہے جیسا کہ آپ سن چکے ہیں کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کسی جنگ میں گیا دوسری جگہ کہا آنحضرت مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ جارہے تھے ہم ان کے ہمراہ تھے اور مذکورہ حدیث اس موقع کی روایت کی ہوئی ہے یہ سب باتیں خود اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ گھڑی ہوئی ہے۔

۳۔ ایک فرقہ (شیعہ) کا مسح پر اجماع واتفاق ہے اور بہت سے علماء اہلسنت نے بھی اتفاق کیا ہے کہ مسح کا حکم جبریل خود لے کر نازل ہوا ہے۔ لہذا ہم شیعہ لوگ قرآن پر عمل کرنے اور عمل اہلبیت علیہم السلام کی تاسی اور بجا آوری کو ایک مشکوک بلکہ موضوع (گھڑی ہوئی) حدیث کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ کیوں اے رہنما پروفیسر صاحب! جو کچھ ہم نے پیش کیا ہے آپ اس پر قناعت

Marfat.com

کرکے کافی سمجھ سکتے ہیں؟ اور ہمیں اجازت فرماتے ہیں کہ ہم آپ سے یہ پوچھ لیں کہ آپ نمازی ہیں یا تارک الصلوٰۃ ہیں، زیادہ گمان اسی دوسری بات کا ہے (اگر آپ بے نماز ہوں گے) اور آپ اپنے مذہب کو جانتے ہیں جس کی وساطت اور ذریعہ سے آپ عبادت بجالاتے ہیں اگر آپ اس مذہب کے اہل ہیں؟ یا اپنے مذہب سے بھی بے علم و بے خبر ہیں اور کیا آپ صحیح احادیث اور جھوٹی حدیثوں میں امتیاز کر سکتے ہیں یا نہیں اور ناسخ و منسوخ آیاتِ احکام کو بھی جانتے سمجھتے ہیں یا نہیں؟

عائشہ رضؓ پر تہمت

لیکن تمہارا یہ کہنا کہ شیعہ ام المومنین عائشہؓ پر زنا کی تہمت لگاتے ہیں تو تہمت تو تم لوگوں کی طرف سے لگائی ہوئی ہے شیعوں کی طرف سے نہیں لگائی گئی۔ آپ نے شیعہ کی کس کتاب میں یہ بات دیکھی ہے اور شیعوں کے کس عالم سے آپ نے یہ تہمت سنی ہے اے پروردگار تو پاک و پاکیزہ ہے ۔ یہ اور دیگر باتیں شیعیان ابرار تابع حیدر کرار پر تہمت اور بہتان عظیم ہے۔

صحابہ اور شیعہ

لیکن آپ کا یہ کہنا کہ شیعہ خدا اور رسولؐ پر جرأت کرکے صحابہ پر ظلم و زیادتی کرتے ہیں یہ بالکل جھوٹی بات ہے شیعہ ہر صحابی کو وہ مرتبہ دیتے ہیں جس کا وہ حقدار ہے کیونکہ صحابہ میں عالم بھی تھے اور جاہل بھی، عادل بھی تھے اور غیر عادل بھی۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق حکم فرمایا ہے کہ ان میں منافق بھی موجود ہیں

پھر اے جناب پروفیسر صاحب اگر آپ شیعوں اور شیعیت کی تاریخ سے واقف ہیں تو پھر یہ جھوٹ اور بہتان ہے جو آپ اور آپ جیسوں سے جن میں انصاف و مروت کا نام نہیں صادر ہو رہے ہیں یہ کیا اور کیسے ہیں؟ اور اگر اس معاملہ میں بالکل ہی جاہل اور ناواقف ہیں تو پھر آپ اس صاحب ایمان فرقہ پر طعن و تشنیع کیوں کرتے ہیں جو مذہب اہلبیت رسولؐ (علیہم السلام) پر اللہ کے دین کے پابند ہیں اور ان میں بڑے بڑے صاحبانِ علم اور بڑے بڑے

Marfat.com

فقیہ حکمار فلاسفر بھی موجود ہیں جنہوں نے اپنے علم و عمل سے اللہ کی اتنی وسیع زمین کو بھر دیا ہے لیکن ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ دروغ گو را حافظہ نہ باشد

جناب پروفیسر صاحب اختتام کلام میں آپ کو میں نہایت خلوص کیساتھ ایک نصیحت کرتا ہوں خدا آپ سے درگزر کرے۔

خوف خدا کیجئے اور مسلمانوں کی عزت و آبرو میں ہاتھ ڈالنے سے باز رہئیے اور ان میں سے ہر ایک کو (اس کے حال پر) چھوڑ دیجئے تاکہ وہ دین خدا کے کسی مذہب پر (جس کو وہ پسند کرے) عمل بجا لائے، اور ان کا حساب و کتاب خدا کے ذمہ ہے اور ہم مسلمان لوگ بڑے سخت زمانہ اور شدید مصائب میں مبتلا ہیں اور ہم کو اس کی سخت ضرورت ہے کہ روک تھام کے ساتھ رہیں جیساکہ ایسے بہت سے لوگوں سے خاموش رہتے ہیں جو علم و تاریخ سے بالکل بے بہرہ ہیں اور وہ کبھی بھی دین خدا پر نہیں آئیں گے اور نہ ان میں آزاد ضمیر ہے اور نہ حیا و مروت و انصاف وہی لوگ ہم پر جھوٹ، بہتان اور تہمتیں لگاتے ہیں، اور ہم خاموش اس وجہ سے رہتے ہیں کہ ہمیں بیضۃ الاسلام کی حفاظت کرنا ہے اور سلام ہو ہدایت کی پیروی کرنے والے پر۔

محمد مرعی الامین الانطاکی مذہب اہلبیت علیہم السلام اختیار کرنے والا

حلب سوریہ ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ

میں نے یہ رسالہ مذکورہ بالا دونوں طالب علموں کو دے دیا اور ان سے کہہ دیا کہ میرا یہ رسالہ پروفیسر کو پہنچا دو چنانچہ دونوں رسالہ لے کر روانہ ہو گئے۔ اور پروفیسر کو پہنچا دیا۔ مورخہ ۲۷ ربیع الثانی ۱۳۷۳ھ کو پروفیسر مذکور اپنی غلطی کی وجہ سے نہایت خجالت اور شرمندگی کی حالت میں، میرے مکان پر مجھ سے آکر ملے اور مذہب سے ناواقفیت کی مجھ سے معذرت چاہی اور شیعوں کی کچھ کتابیں مجھ سے مانگیں۔ چنانچہ میں نے علامہ شرف الدین کی کچھ تالیفات

Marfat.com

ان کو دیں ہم سے اجازت طلب کی اور ہم سے رخصت ہو کر اپنے گھر چلے گئے ایک ہفتہ کے بعد دُوبارہ بطور شکر گزاری ہمارے پاس آئے اور ہمیں بتایا کہ انہوں اہلبیت علیہم السلام کا مذہب (شیعہ مذہب) اختیار کر لیا ہے۔

پھر ہم سے کہا کہ یہ بات آپ پر مخفی نہ رہے کہ میں اپنی بات مخفی رکھوں گا میں اپنے شیعہ مذہب کو پوشیدہ رکھوں گا اور میں نے (اس وقت) اپنے شیعہ ہونے کا اعلان نہیں کیا ہے اور یہ ایک وجہ سے کر رہا ہوں لیکن میں دعوت حق اور ارشادِ تبلیغ کے واسطے ایسا کمربستہ ہو گیا کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی عترت طاہرہ علیہم السلام خوش ہوں گے اور میں نے قرآن مجید کا ایک بیش قیمت قلمی نسخہ ہدیۃً ان کو پیش کیا۔

تنبیہ جن لوگوں نے ہمارے ساتھ مناظرے کئے ہیں ہم نے ان کے نام ایک وجہ سے بیان نہیں کئے جیسا کہ صاحبانِ عقل کو معلوم ہے اور حقیقت احوال کو خداوند عالم جاننے والا ہے۔

قارئین کرام کے سامنے ہم نے جتنے قرآنی مسلم احادیث نبویہ اور اہلسنت کی کتابوں سے پیش کی ہیں۔ ان سے آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فوراً بعد علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے خلافت بلافصل کے پورے پورے حق دار ہونے کا ثبوت موجود ہے، بشرطیکہ مخالف انصاف سے کام لیں۔

اس کتاب میں جو دلائل ہم نے آپ کے سامنے پیش کئے ہیں ان کو ذرا غور اور گہری نگاہ کے ساتھ دیکھیے۔ ان لوگوں کے واسطے حق کیسے روشن ہو گیا ہے جو نیت میں خلوص رکھتے ہیں اور مذہبی تعصب اور ہر قسم کی گروہ بندی اور ہلاکت آفرین نعروں سے علیحدہ ہو کر راہ حق پر چلنے والے ہیں اور جو شخص اپنے بغض عناد پر جما رہے گا اس کے لئے روایات کچھ مفید نہ ہونگی خواہ کتنی ہی کثیر التعداد کیوں نہ ہوں چاہے ہزاروں دلائل بھی ان کے سامنے پیش کر دیں۔

Marfat.com

لیکن جو لوگ صحیح رائے اور عقل سلیم رکھتے ہیں ان کے واسطے اس کتاب کے ضمن میں جو کچھ موجود ہے وہ کافی ہے جس کے ثبوت اور صحیح ہونے میں شیعہ سنی دونوں جماعتوں کی طرف سے کوئی شک نہیں ہے۔ کاش مجھے پتہ چل سکتا کہ ایسے دلائل و براہین کے بعد) اہل خلاف (خدا کے سامنے) کیا جواب دیں گے کتاب پڑھنے والے کو یہ گمان نہیں کرنا چاہیے کہ جو دلائل کتاب میں موجود ہیں ان کے علاوہ اور کچھ نہیں (ایسا نہیں ہے بلکہ) یہاں تو دلائل و براہین کے اتنے انبار موجود ہیں کہ لکھنے والے چاہے اپنی پوری کوشش صرف کر دیں تو بھی ان کے قلم شمار نہیں کر سکتے ان کے ساتھ چاہے سالہا سال اور نسلوں کی نسلیں گزر جائیں اور کتنا ہی دراز عرصہ بیت جائے وہ نہ ان دلائل کو شمار کر سکیں گے اور نہ ہی ان میں کوئی کمزوری محسوس ہوگی) پھر ہم عناد رکھنے والے سے یہ کہیں گے کہ اگر سرور کائنات صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم بنفس نفیس خود بھی تشریف لے آئیں اور تم کو ہدایت کریں تب بھی تم اپنے بغض و عناد پر جمے رہو گے جیسا کہ ایک عناد و بغض رکھنے والے شخص نے جو عالم ہونے کا مدعی اور جامع اموی حلب میں پروفیسر ہے، میرے بھائی سے کہا تھا کہ اگر حضرت جبریل نازل ہوں حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور علی (علیہ السلام) بھی ان کے ساتھ ہوں، تب بھی میں تمہاری بات کو تسلیم نہیں کروں گا۔ یہ الفاظ اس شخص نے (میرے بھائی سے) اس وقت کہے تھے جب اس نے ان سے مناظرہ کا مطالبہ کیا تھا اور انہوں نے اس شخص کو کتاب المراجعات دیکھنے کے لئے دی تھی چنانچہ ایک مہینہ سے زیادہ ان کے پاس یہ کتاب رہی پھر ان کو یہ کہہ کر اس نے واپس کیا کہ میں شیعوں کی کتابیں پڑھنا پسند نہیں کرتا اس لئے میں اس کتاب کو کبھی نہیں پڑھوں گا جو کچھ اس شخص نے اپنی عداوت کی وجہ سے کہا ہے ہم اس کی خطا سے پناہ مانگتے ہیں اور ہم اس کو اسکی حالت، اس عذر گناہ اور جہالت پر چھوڑتے ہیں پھر ہم یہ کہتے ہیں کہ ہماری یہ کتاب تا بروز زمین کے کونے کونے پر رہنے والوں میں پھیلے گی اور عرب و عجم، مسلم و غیر مسلم بہت سے اس کو پڑھ سکیں گے باوجودیکہ سب لوگ مختلف مذہب و مشرب کے ہوں گے اور ان کی رائے اور علمی و مذہبی ذوق میں

Marfat.com

بڑا فرق ہوگا اور اس حیثیت سے کہ لوگوں کی مثال معدن اور کان کی سی ہے جس میں نہایت عمدہ قیمتی اور اوسط درجہ کے اور بالکل ردی قسم کے حصے پائے جاتے ہیں اس لئے عامۃ الناس کو راضی کرنا مشکل بلکہ بہت زیادہ مشکل بلکہ محال ہے علی گیلانی فلسطینی شاعر کا کیا کہنا جس نے اتنا عمدہ شعر کہا ہے)۔

اذا کان رب الخلق لم یرض خلقه — جب خالقِ مخلوق اپنی مخلوق کو راضی نہیں کر سکا تو

فکیف لمخلوق رضاهم مرتجیا — پھر ایک مخلوق سے انکی رضا مندی کی کیا امید ہو سکتی ہے

خلاصۃ الکلام یہ ہے کہ اگر ہماری یہ کتاب قارئین کرام کے ہاتھوں میں ہوگی تو بعض اس کی تعریف کریں گے اور بعض عیب صواب تلاش کرنے والے ہوں گے میں عقلمند پڑھنے والے سے ضرور یہ امید کرتا ہوں کہ (کوئی فیصلہ کرنے میں) جلدی نہیں کریں گے۔ یہاں تک کہ کتاب کے آخر تک پہنچ جائیں پھر جو انصاف کہے وہ فیصلہ فرمائیں۔ خواہ ہمارے موافق ہو یا ہمارے خلاف۔ اس لئے کہ ہم نے جو کچھ اپنی اس کتاب میں پیش کیا ہے وہ سب خاص طور پر برادران اہل سنت کی کتابوں سے لیا ہے اگر اس پر قناعت نہ کر سکیں تو اپنی برادری پر ناراض ہوں کیونکہ اس میں ہمارا تو کوئی گناہ نہیں ہے ہم تو ان سے نقل کرنے والے ہیں۔ پھر وہ اگر اپنے اماموں اور علماء کو عادل سمجھتے ہیں تو ان کے لئے واجب ہے کہ ان کے اقوال اور آراء سے تمسک اختیار کریں کیونکہ ہم نے تو انہیں اماموں اور عالموں سے لیا ہے جیسا کہ پہلے کہہ آئے ہیں۔

آخر میں ان دونوں حضرات کا شکریہ ادا کرتا ہوں جو ہماری بصیرت کا سبب بنے خاص طور پر دو بزرگواروں یعنی حجۃ الاسلام زعیم الملۃ آیۃ اللہ آقا سید حسین بروجردی حجۃ الاسلام مجاہد آقا شرف الدین۔ خداوند عالم اسلام اور مسلمانوں اور میری طرف سے جزائے خیر عنایت فرمائے۔ حسب ذیل اشعار پر میں کتاب کو ختم کرتا ہوں۔

Marfat.com

اشعار

لماذا اخترتُ مذهب آل طٰهٰ
وحاربتُ الاقارب فی ولاها

میں نے آل طٰہٰ (اہلبیتِ رسول) کا مذہب کیوں اختیار کیا ہے اور ولائے اہلبیتؑ میں اعزا و اقارب سے میں نے لڑائی کیوں مول لی ہے ؟

وعفت دیار آبائی واھلی
وعیشاً کان ممتلاءً رفاھا

اور اپنے آباؤ اجداد اور اہل و عیال کے ٹھکانے اور آسودگی ، اور مرفہ الحالی کی زندگی کو میں نے کیوں برباد کر دیا ؟

لانی قد رأیت الحق نصاً
ورب البیت لم الف سواھا

اس لئے (میں نے ایسا کیا ہے کہ) میں نے حق و صداقت کو بالکل عیاں اور ظاہر بظاہر دیکھ لیا ہے اور مالک کعبہ کی قسم ہے اس کے سوا مجھے اور کسی بات کی محبت نہیں ہے

بالاستمساک بالثقلین حازت
باولاھا واخراھا نجاھا

قرآن و اہلبیتؑ کے تمسک سے دنیا و آخرت دونوں کی نجات جمع ہو گئی ہے

وصارت اعظم المخلوق قدراً
واورثھا الولاء عزاً وجاھا

اور اہلبیت رسول قدر و منزلت میں عظیم ترین مخلوق ہیں ، اور ولایت الٰہیہ نے ان کو عزت و وجاہت کا وارث و مالک بنایا ہے ۔

Marfat.com

ولا اصغی لعذل بعد علمی
بانّ اللہ للحق اصطفاھا

اور یہ جاننے کے بعد کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ بیت کو حق و صداقت کے واسطے منتخب کرلیا ہے۔ میں کسی ملامت اور طعن و تشنیع پر کان نہیں دھرتا۔

ولا اھتم فی الدّنیا لامرٍ
اذا ما النفس وافاھا ھداھا

اور میں دنیا کے کسی معاملہ کا اہتمام نہیں کرتا کیوں کہ ہادیان نفس اہلِ بیت رسول نے نفس کی پوری طرح رہنمائی فرمادی ہے

ومذھبی التشیع وھو فخر
لمن رام الحقیقۃ وامتطاھا

اور شیعہ اثنا عشری میرا مذہب ہے اور شیعہ ہونا ہر اس شخص کے واسطے باعث فخر ہے جو حقیقت سمجھنے کا ارادہ رکھتا ہو اور راہِ حقیقت پر چلنا چاہتا ہو

وفرعی من علیٍّ وھو دُرٌّ
صفا والدّھر فیہ قد نباھا

اور میری شاخ (علم) علی سے متصل ہے اور وہ صاف شفاف موتی ہے۔ حالانکہ زمانہ نے ان پر ظلم کیا ہے۔

وھل ینجو بیوم الحشر فردٌ
مشیٰ فی غیر مذھب آل طٰہٰ

بروز قیامت کیا وہ شخص نجات پائے گا جو مذہب اہلبیتؑ کے سوا کسی اور مذہب پر چلا ہے؟

Marfat.com

Marfat.com